بمناسبت چہار صدمین سال وصال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ انتشار یافت

رسائل در دفاع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ

(۹۷۱-۱۰۳۴ھ — ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

اعنی

مجموعۂ رسائل ہدیۂ مجددیہ، انوار احمدیہ، الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

تالیف

مولانا وکیل احمد سکندرپوری

(۱۲۵۹-۱۳۲۲ھ/۱۸۴۳-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجددی

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ

بمناسبت چہار صدمین سال وصال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ انتشار یافت

رسائل در دفاع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۷۱-۱۰۳۴ھ — ۱۵۶۴-۱۶۲۴ء)

اعنی

مجموعہ رسائل ہدیہ مجددیہ، انوار احمدیہ و الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی

تالیف

مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۵۸-۱۳۲۲ھ/۱۸۴۲-۱۹۰۴ء)

مقدمہ

محمد اقبال مجددی

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۴۸

نام کتاب	رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
تالیف	مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ
مقدمہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
زیر نگرانی	محمد ناظم بشیر نقشبندی
صفحات	۵۷۶
اشاعت	صفر المظفر ۱۴۳۳ھ / دسمبر ۲۰۱۱ء
تعداد	۳۰۰
ناشر	شیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر (شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور)

فون آفس 042-7571809 موبائل: 0300-4299321

297.4 رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، محمد اقبال مجددی، پروفیسر

رس ا

لاہور شیر ربانی پبلیکیشنز، 2012

576 ص

1۔ تصوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے جہاں مختلف شعبہ جات تبلیغ دین کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہیں وہاں دینی لٹریچر کی اشاعت کے حوالے سے شعبہ نشرواشاعت سال ہا سال سے خدمت کا عظیم فریضہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

''شیر ربانی پبلی کیشنز'' کا قیام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم روحانی وعبقری شخصیت سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ عمل میں لائے۔ آپ نے آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے روحانی نسبت قائم ہونے کے بعد نشرواشاعت میں کلیدی کردار ادا کیا جس کو دنیا بھر کے اہل علم تسلیم کرتے ہیں۔

شیر ربانی پبلی کیشنز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کتب کی امتیازی حیثیت کو قائم رکھتے ہوئے مفید لٹریچر کی اشاعت میں مصروف عمل ہے اور یہ ادارہ خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے معیاری کتب کو منظر عام پر لانے کے لیے حسب حیثیت کردار ادا کر رہا ہے زیر نظر کتاب کی اشاعت ان شاء اللہ دنیا بھر کے محققین کے لیے انتہائی نفع بخش ثابت ہوگی۔

ملک بھر کی معروف جامعات کے نامور محققین اس ادارے کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ خادمین سرور ملت جملہ احباب کے تعاون پر تہہ دل سے مشکور و ممنون ہیں ان شاء اللہ مستقبل میں بھی ہم اپنے قارئین کرام کو نافع لٹریچر کی فراہمی میں سعی کرتے رہیں گے۔

طالب دعا　　　محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

مولانا وکیل احمد سکندر پوری

مولانا وکیل احمد سکندر پوری تیرھویں صدی ہجری / انیسویں صدی عیسوی کے نامور عالم، صوفی، مؤلف کتب کثیرہ اور شاعر تھے۔

مولانا وکیل احمد کی ولادت ۹ ذی الحجہ ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء کو موضع دلپت پور ضلع سارن[1] میں ہوئی جو ان دنوں اتر پردیش کے مشرقی اضلاع کے سرحدی ضلع بلیا کا ایک قصبہ ہے ۶۴ سال کی عمر میں ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء کو حیدرآباد دکن میں انتقال ہوا[2] اور وہیں آسودۂ خاک ہیں۔

مولانا سکندر پوری نسباً فاروقی تھے۔ آپ کے اجداد میں شیخ مبارک مدنی چشتی فاروقی (ف ۱۰۱۶ھ) نے ہندوستان آکر قصبہ سکندر پور میں قیام فرمایا وہیں آباد ہوگئے۔ ان کی ساری اولاد نے وہیں بود و باش اختیار کرلی، مولانا وکیل احمد نے یہیں سکندر پور میں پرورش پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولوی ولی الحسنین سے حاصل کی ۱۲ سال کی عمر میں جونپور چلے گئے جہاں خانقاہ رشیدیہ کے سجادہ نشین شاہ غلام معین الدین[3] (ف ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)، اس کے بعد مولانا محمد عبدالعلیم آسی[4] (۱۲۵۰-۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۴-۱۹۱۶ء) سے جو مولانا وکیل احمد کے چچا زاد بھائی بھی تھے، جونپور ہی کے مدرسہ منشی محمد امام بخش میں داخل ہوئے جہاں کے صدر مدرس مشہور عالم دین مولانا محمد عبدالحلیم فرنگی محلی (ف ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۷ء) کی خدمت میں درس نظامیہ کی بعمر ۱۹ سال تکمیل کی، مولانا عبدالحلیم مذکور نے اپنے اس ہونہار متعلم کے لیے ملا جیون امیٹھوی (ف ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۷ء) کی اصول فقہ پر کتاب "نور الانوار" شرح منار پر "قمر الاقمار" کے نام سے ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء کو حاشیہ لکھا اس وقت مولانا سکندر پوری کی عمر ۱۸ سال تھی، یہ حاشیہ یہاں کے

۱۔ محمد ادریس نگرامی: تذکرہ علمائے حال ۹۷، عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵۱۷/۸)

۲۔ نزہۃ الخواطر ۵۱۸/۸، امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی جنوری ۱۹۶۷ء ص ۴۷

۳۔ شاہ غلام معین الدین کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: سمات الاخیار ۱۳۵-۱۶۴

۴۔ مولانا عبدالعلیم آسی کے حالات کے لیے دیکھیے: سمات الاخیار ۱۷۲-۱۰۴، کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ ۱۹۸۴ء

متعدد مطابع سے چھپنے کے علاوہ مصر سے بھی طبع ہو چکا ہے۔ مولانا فرنگی محلی فرماتے ہیں:

عنقر القطين الامحدلمولوی وکیل احمدمن سُکّان اسکندرفور

صانها الله عن الشرور فذالك الشرح علی وترددوه الی ۔ ١

مولانا عبدالحلیم کے فرزند گرامی اور معروف عالم و محقق مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے مولانا سکندر پوری کو اپنے والد کے شاگردوں میں سب سے بہتر، سب سے افضل پرکھ رکھنے والے، علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع قرار دیا ہے۔ ٢

ان اساتذہ کے علاوہ مولانا سکندر پوری نے مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی، مولوی معین الدین کڑوی سے علم دین اور علم طب کی مولوی حکیم نور کریم دریابادی اور مولوی سید انور علی سے تحصیل کی ان کے علاوہ مولوی رحمت اللہ، مولانا محمد نعیم لکھنوی اور مولوی امام الدین لاہوری سے بھی اسناد فراغت حاصل کیں ٣۔ جون پور میں کچھ عرصہ مطب کیا، لیکن جلد ہی اسے ترک کر کے حیدر آباد دکن روانہ ہو گئے۔ حسن اتفاق سے آپ کے استاد گرامی مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی ان دنوں وہاں مدرسہ نظامیہ میں فرائض تدریس وافتا پر فائز تھے۔ مولانا وکیل احمد ١٢٨٣ھ /١٨٦٦ء کو جب حیدر آباد گئے تو سیدھے اپنے استاد کی خدمت میں پہنچے وہیں قیام کرلیا ٤۔ اس وقت نواب افضل الدولہ بہادر دکن کے حکمران تھے۔ مولانا سکندر پوری نے ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ سے ملازمت کا آغاز کیا اور عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے جج کے منصب سے سبکدوش ہو کر وظیفہ یاب ہوئے ملازمت تقریباً ٢٩۔٣٠ سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ ٥

مولانا وکیل احمد سکندر پوری جتنے بڑے عالم و متکلم تھے اتنے ہی عظیم صوفی بھی تھے۔ آپ نقشبندی مجددی سلسلہ کے معروف بزرگ مولانا میر اشرف علی بن میر سلطان علی سے بیعت تھے، شیخ اشرف علی فن ادب و تصوف، حدیث، اسماء الرجال اور فقہ میں ید طولیٰ رکھتے

١۔ عبدالحلیم فرنگی محلی: نور الانوار حاشیہ قمر الاقمار ٣

٢۔ محمد رضا انصاری: ''ایک ذہین مصنف'' مقالہ مشمولہ نذر مقبول ٧

٣۔ تذکرہ علمائے حال ٩٧

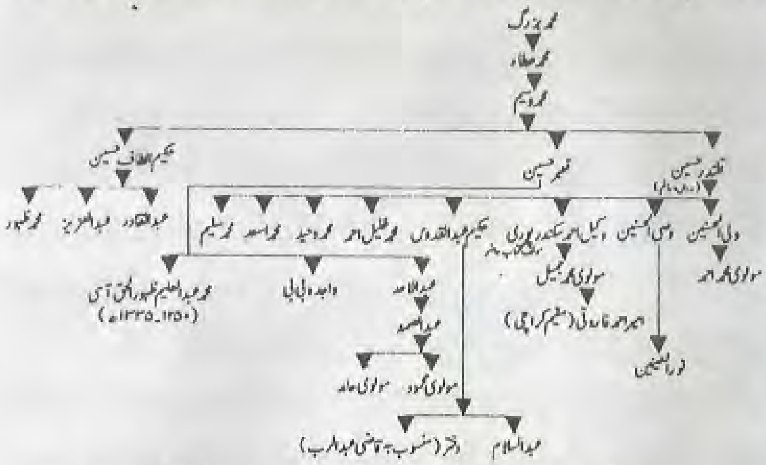
٤۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف ٦۔٧

٥۔ [illegible] احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندر پوری (محولہ سابقہ) ٥٨

تھے۔ ان کے والد گرامی معروف مجاہد ٹیپو سلطان شہید کے ہاں ملازم تھے۔ اسی طرح میر اشرف علی بھی فن سپاہ گری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آخر دنیا ترک کر کے سلوک و معرفت حاصل کی، طبیعت میں استغنا حد درجہ کا تھا حیدرآباد دکن کے نواب افضل الدولہ آصف جاہ خامس ملقب بہ مغفرت مکان جو سخاوت اور فقراء نوازی میں مشہور تھے۔ کئی بار ان سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن انہوں نے اپنے توکل کے باعث انکار کر دیا، جب حیدرآباد میں وبا پھوٹی تو مولانا وکیل احمد سکندر پوری ان سے ملنے کے لیے گئے۔ پہلے ان کے چہرہ پر پریشانی کے آثار تھے پھر اطمینان قلب نصیب ہوا، موصوف کوئی کام اپنے شیخ حضرت شاہ سعد اللہ حیدرآبادی نقشبندی کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ مولانا میر اشرفؔ علی حضرت شاہ سعد اللہ (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کے خلیفہ تھے۔ جو علوم ظاہری و باطنی کے عالم اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے تھے پھر انہیں حیدرآباد دکن میں مامور کیا گیا، موصوف سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ میں مجاز تھے۔ نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع غفران منزل ان کا معتقد تھا۔ بار ہا ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا لیکن آپ نے اجازت نہ دی، ان کے خلفاء میں سے مولانا میر اشرف علی کے علاوہ مولوی محمد عثمان، مولوی نیاز محمد بدخشانی، مولوی حسن علی، مولوی عبدالرحیم واعظ، میر عبدالوہاب، میر رفعت علی، شاہ محمد مسکین اور محمد نواز، قابل ذکر ہیں جن سے ان سلاسل کے فیوض و برکات دکن کے علاوہ کئی دوسرے علاقوں میں بھی پہنچے (ہدیہ مجددیہ ۲۳۱) حاجی سعد اللہ کا مدفن حیدرآباد دکن میں مرجع خلائق ہے۔ آپ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے خلیفہ تھے جو حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کے مشہور جانشین تھے۔ (مقامات مظہری ۵۸۲،۵۵۲)۔

مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے چچازاد بھائی محمد عبدالعلیم آسی (تاریخی نام ظہورالحق) (۱۲۵۰-۱۳۳۵ھ/۱۸۳۴-۱۹۱۶ء) بھی ایک ذی علم بزرگ اور اردو کے شاعر تھے ان کا تخلص آسی تھا، وہ خانقاہ رشیدیہ جونپور کے سجادہ نشین رہے، ان کا عارفانہ مجموعہ کلام "عین المعارف" کے نام سے سید شاہد علی رشیدی سجادہ نشین درگاہ رشیدیہ جونپور نے مرتب کیا جو کراچی سے ادارہ یادگار آسی غازی پوری سے ۱۹۸۸ء کو طبع ہوا۔ آسی کی حیات اور شاعری پر کاظم ہاشمی کی کتاب پٹنہ سے ۱۹۸۴ء کو شائع ہوئی تھی۔ نیز دیکھیے علی شیر خان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات (۱۰۵-۱۶۱)

مولانا وکیل احمد سکندر پوری کا سلسلہ نسب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک واصل ہوتا ہے اور آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی کے جد اعلیٰ ناصر ابن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن حضرت عبداللہ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں یعنی مولانا وکیل احمد سکندر پوری بن مولانا قلندر حسین بن محمد وسیم بن محمد عطاء بن محمد بزرگ بن..... یہ گویا شجرہ یوں ہے:



مولانا سکندر پوری کی زندگی بہت ہی معروفیت سے عبارت تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے تصنیف وتالیف کا شغل جو علماء کا بنیادی فریضہ ہے ترک نہ کیا اور موصوف تقریباً ایک سو کتابوں کے مولف قرار پائے۔

مولانا وکیل احمد کا عہد علمی واعتقادی سیاسی اور تمدنی اعتبار سے انقلابی اور ہنگامہ خیز تھا وہ قدیم مسائل جو کتابوں کی زینت تھے ان کے عہد میں ہندوستان کی علمی محفلوں کی جان بن گئے اس کے علاوہ بہت سے نئے مسائل پیدا ہو گئے جن سے مذہبی ذہنوں میں ہیجان برپا ہو گیا جس سے عام ذہنوں کے لیے اضطراب کی کیفیت نے جنم لے لیا تھا۔ اس عہد کا سب سے بڑا مسئلہ اختلافات کا تھا جس پر اتنی بحثیں ہوئیں کہ ملک مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ کا اکھاڑہ بن کر رہ گیا۔

گزشتہ گیارہ صدیوں سے عالم اسلام حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلکوں میں تقسیم ہوتا رہا

[illegible] عبداللہ کو براہ راست حضرت عبداللہ بن حضرت عمر سے منسوب کر دیا حالانکہ ناصر کے بعد [illegible] (مقامات معصومی ۱۰-۹/۳)

[illegible]

یعنی انہوں نے ائمہ اربعہ کی تقلید کو اپنا دستور حیات بنائے رکھا، لیکن ان آخری صدیوں میں نئے مبلغین نے تقلید اور عدم تقلید کی بحثیں چھیڑ دیں۔

ایک بہت بڑی لہر عدم تقلید کے ماننے والوں کی جو اپنے آپ کو اہل حدیث سے تعبیر کرتے تھے۔ اس دور میں اٹھی اور یہ دعویٰ کیا کہ ائمہ اربعہ اور خاص طور پر امام ابوحنیفہ کے فقہی مسلک کو جس کے ہندوستان میں ننانوے فیصد مسلمان پیروکار تھے بری طرح متاثر کیا۔ اب دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے رد میں اتنی کتابیں لکھیں کہ دور آخر میں غیر مقلدین کے ملجا و ماویٰ اور ترجمان وہابیہ کے مولف نواب محمد صدیق حسن خان (۱۸۳۲۔۱۸۹۰ء) کو بھی اپنی خود نوشت سوانح میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس معاملہ میں دونوں فریقوں نے زیادتی کی ہے[۱]۔ علماء تعمیری و تحقیقی کام چھوڑ کر اس رد و قدح کے سیلاب میں بہ گئے اور تحقیقی کام جاتا رہا۔ مولانا فضل رسول بدایونی (ف ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء) کو تادم واپسین رد وہابیہ میں مصروف رہنا پڑا، نزع کے عالم میں اپنے فرزند مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا اعداء دین (وہابیہ) کا کوئی رسالہ ایسا تو باقی نہیں رہا جس کا ہم نے جواب نہ لکھا ہو اور ہمارے بعد عوام اہل اسلام کو باعث تشویش ہو تو اس کا جواب نفی میں دیا گیا[۲]۔

بھلا ان حالات میں مولانا وکیل احمد سکندر پوری جیسا حساس دل و دماغ کا عالم اپنے دامن کو کیسے بچا سکتا تھا۔ مولانا نے بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور غیر مقلدین کی خوب خبر لی اس سلسلہ میں ان کے ایک معاصر مولانا عبدالحی حسنی کا بیان قابل توجہ ہے کہ مولانا سکندر پوری اہل حدیث اور سید احمد شہید بریلوی کے اصحاب "نکیر" تھے لکھتے ہیں:

> شدید الرغبة الى المباحثه، كثير النكير على اهل حديث و على الفئة الصالحة من اصحاب سيدنا الامام الشهيد السيد احمد بن عرفان الحسنى البريلوى[۳]

مولانا سکندر پوری کی اکثر تصانیف انہی اختلافی مسائل پر مشتمل ہیں اور بہت ہی حسن و خوبی کے ساتھ آپ نے ان موضوعات پر عمدہ تحقیقات پیش کی ہیں ان کتب میں سے رسالہ ابطال

---

[۱] ابقاء المنن ۶۳ رد تقلید پر کر ہمت باندھی تحریر و تقریر میں استعمال سب و شتم بلکہ لعن طعن کا ہوا، میں نے رد تقلید میں بہت کچھ لکھا (ایضاً ۶۵) [۲] ضیاء، محمد یعقوب: اکمل التاریخ ۱۳۰/۲ [۳] عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵۱۷/۸

(بجواب ابطال الاباطیل برد التاویل العلیل لنواب صدیق حسن خان) عربی، عقد الدرر (رد وہابیہ) عربی، فتح الاسلام علی الضلالہ (عربی) وہابی نامہ (فارسی) معین الطالبین (رد وہابیت) فارسی، اصباح الحق الصریح من احکام الحدث الحسن الفصیح (بجواب ایضاح الحق تالیف مولانا محمد اسماعیل دہلوی) اردو، تبصرہ (تحریک وہابیت کا پس منظر مع مسلک اہل سنت) سبیحہ رضیہ (در جواز محفل میلاد)، صیانۃ الایمان من قلب الاطمینان (در اثبات میلاد) اردو، ناصح مشفق (مثنوی در رد وہابیہ) اردو، نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین (اردو)، نتیجہ (رد وہابیہ بزبان اردو) کا موضوع ہی رد وہابیہ ہے۔ اسی طرح فکر جدید کے علم بردار سرسید احمد خان کے خلاف بھی مولانا سکندر پوری نے عربی میں ارشاد الرعاد الی مسلک جحۃ اخبار الآحاد (سرسید کی تہذیب الاخلاق کا جواب) اس کے علاوہ فارسی میں افادہ علی جرح العبادۃ (یہ بھی سرسید احمد خان کے تہذیب الاخلاق کے رد میں ہے) تہذیب الاخلاق ہی کے جواب میں مولانا سکندر پوری نے اردو میں محدد لجہات الجد د تالیف کی تھی یہ تینوں کتابیں کئی بار طبع ہو چکی ہیں۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں صامت (بجواب میر باقر داماد)، شمس الضحیٰ (نعت) مراۃ الساری بشرح الاقراری شرح بوجہ اقراری، ازالۃ الحزن عن اکسیر البدن، قلع المامون بدفع الطاعون، نور العینین فی تفسیر ذی القرنین، فارسی زبان میں مساق الاطباء بزہ تنبول، تذکرۃ الملبیب فیما یتعلق بالطب والطبیب، تریاق فاروق، دافع الوبا، یاقوتی، ماقوتی، کتاب اسرار، گنج شائیگان، لذت الوصال، رسالہ انبہ، تقریر دلپذیر، خاتم سلیمانی، معیار العرف، مغفرت نامہ (جواب اعتراضات مولانا محمد باقر آگاہ بسلسلہ اعتراضات بر مولانا عبد العلی بحر العلوم) مناجات، مکاتبہ حاشیہ کشف المکتوم، (مولانا سعد اللہ لکھنوی اور مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی کے مابین تصوف کے موضوع پر مباحث)

اردو زبان میں مولانا سکندر پوری نے مندرجہ ذیل کتب یادگار چھوڑی ہیں آئینہ یمینی (ترجمہ تاریخ یمینی) اخبار نجات، اعتقاد خطای اجتہاد، تحقیق (در مسئلہ ایمان یزید) تذکرۃ العشائر (مولانا سکندر پوری نے اپنے اجداد کے حالات لکھے ہیں) جلاء العیون ترجمہ الشفاء العیون، شمائم عنبریہ در مدح خیر البریہ، رسالہ چیچک، دستور العمل، عماد الاسلام در ذکر اسمیر شام، لمعہ

اور مہر انور رفقہ اکبر، مقدمہ مہر انور (اس میں بہ تحقیق ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ دوسرے ابوحنیفہ بخاری کی تصنیف ہے)۔ نقل مجلس (روداد مناظرہ مابین مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی ومولانا مفتی اسداللہ الہ آبادی) وسیلہ جلیلہ (توسل کے جواز میں بہترین کتاب ہے) ہدایا (ترجمہ وصایائے امام ابوحنیفہؒ) یاقوت الرمانی شرح مقامات بدیع الزمان ہمدانی، فیصلہ عدالت شرعی فتاوی عالمگیری، سراجیہ (معانقہ اور مصافحہ کا اسلامی طریقہ) عمدۃ المطالب (در بحث ایمان حضرت ابوطالب) تنبیہ مخالفین (مسائل اہل سنت اور طریقہ حنفی کے مطابق نماز کے موضوع پر ہے)۔

تنقیح البیان (درحمایت تعلیم نسواں) علم النفس، سوانح حیات (مولانا سکندر پوری نے اس میں اپنے خودنوشت حالات لکھے ہیں) طبع نہیں ہو سکی۔

ان کتب کے علاوہ عربی میں حد العرفان (فلسفۂ تصوف)، حدیقۃ العرفان تخریج احادیث گلستان وبوستان، شرح فقہ الاکبر، عقد الدرر (وہابی تحریک کے خلاف) تبصرۃ الشیخ والشاب (افکار شیخ اکبر ابن عربی پر تبصرہ) اردو کتب میں سے رسالہ تحقیق (درمسئلہ طعن بریزید) بھی آپ کی تالیفات میں سے ہیں۔

آپ شاعر بھی تھے فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے آپ کا فارسی دیوان ۱۳۰۶ھ کو لکھنو سے طبع ہوا تھا جو دراصل نواب صدیق حسن خان کے دیوان نفح الطیب کے جواب میں ہے نواب صاحب کے دیوان کا موضوع عربی وفارسی ادب کے بجائے رائے، خرد، اجماع اور تقلید کی مذمت میں ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے ہر نظم کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے اور بہت ہی مزے لے لے کر طنز ومزاح کیا ہے ان کے بعض دیگر منظوم رسائل کے علاوہ فارسی میں خوان یغما (مثنوی بجواب من وسلویٰ مصنفہ مفتی عباس شوستری) بھی طبع ہو چکی ہے۔

ان کے علاوہ عمدۃ الکلام بجاز کلام الملوک ملوک الکلام، ازالۃ الحزن عن اکسیر البدن، ارشاد العوذانی طریق ادب عمل المولود، الکلام المقبول فی اثبات اسلام آباء الرسول، تشیید المبانی بالنکاح الثانی، دافع الشقاق عن اعجاز الاشتقاق، اوحاشات شرح ایماضات، ازوجار بجواب اشتہار، بصائر ترجمۃ الاشباہ والنظائر کا ذکر صاحب نزہۃ الخواطر (۵۱۸/۸) نے

کیا ہے اور آپ کے معاصر مولانا محمد ادریس نگرامی نے آپ کی سب سے زیادہ تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل کے نام بھی لکھے ہیں۔

تقویم الاسلام، تنقیح البیان بجواز تعلیم کتابت النسوان، تصحیح فتاویٰ علماء زمان بجواز تعلیم کتابت النسوان، رسالہ اذان، زبدۃ التحریر، (تذکرہ علمائے حال ۹۷۔۹۸)۔

مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ/۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) کے دفاع میں تین ضخیم اور معرکہ آرا کتابیں تصنیف کی تھیں اول ہدیہ مجددیہ دوم انوار احمدیہ اور سوم الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی جن کی تفصیل اس طرح ہے

ہدیہ مجددیہ، یہ کتاب دراصل حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف آپ کے معاصر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) کے رسالہ اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے شیخ محدث کو حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاشفات وعرفانی مندرجات پر شکوک وشبہات پیدا ہو گئے وجہ یہ ہوئی کہ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مرید حسن خان افغان کسی بات پر آپ سے ناراض ہو گیا اور آپ کے مکتوبات کے بعض اجزاء اپنے ساتھ لے گیا اس نے قصداً ان میں تحریف کر کے اس وقت کے اکابر علماء کے پاس بھیجے وہ دہلی بھی آیا اور نقشبندی سلسلہ کی مرکزی خانقاہ حضرت خواجہ باقی باللہ (ف ۱۰۱۲ھ) کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء) اور حضرت شیخ محدث کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ محرف مکتوبات دکھائے یہ دونوں بزرگ بغیر تحقیق احوال کے حضرت مجدد الف ثانی سے کبیدہ خاطر ہو گئے، حضرت شیخ محدث نے باقاعدہ ایک طویل مکتوب بصورت اعتراضات لکھا جسے اس وقت مخالفین نے خوب شہرت دی۔ جب حضرت مجدد الف ثانی نے اصل مکتوبات ان حضرات کو ارسال کیے تو ان کے شکوک وشبہات رفع ہو گئے اور آپ نے اپنے خیالات سے رجوع کر لیا، اور صفائی باطن پر باقاعدہ [illegible] لکھ کر اظہار کیا آپ کا یہ مکتوب آپ کی کتاب اخبار الاخیار کے آخر میں شامل ہے اسی طرح [illegible] مجدد الف ثانی نے خواجہ حسام الدین احمد مذکور کو ایک خط جلد سوم۔ مکتوب نمبر ۱۲۱ لکھ کر [illegible] شکوہ کیا ہے کہ شیخ محدث نے مجھے خود لکھنے کے بجائے میری بدنامی کی اور اس قسم کا [illegible] شیخ محدث کی صفائی باطن اور رجوع کے باوجود کئی اصحاب نے اس رسالہ

کے اعتراضات کے جواب میں مدلل رسائل لکھے جن میں ملا معین ٹھٹھوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ غلام علی دہلوی اور آخری رسالہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری کا ہدیۂ مجددیہ ہے۔ جس کا پس منظر اس طرح ہے:

مخالفین کی مخالفت کا ہر دور میں ہر مخلص محب دین اسلام کو سامنا کرنا پڑا ہے سوال یہاں پہ تھا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے ذی علم بزرگ جو حضرت مجدد الف ثانی کے برادر طریقت بھی تھے کیوں کر مخالف بنے؟

یقیناً حضرت شیخ محدث کی خدمت میں سب مخالفین نے مکاتیب محرفہ ارسال کیے اور خود بھی حاضر ہوئے اور شیخ ان سے متاثر ہو گئے دراصل اس وقت شکست خوردہ ذہنیت کا آپ کے خلاف پروپیگنڈہ اس قسم کا تھا کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ نے بھی تحقیق احوال نہ فرمائی اور مذکورہ مکتوب لکھ دیا جب اس کے جواب میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے حضرت شیخ کی خدمت میں اپنے اصل مکاتیب ارسال فرمائے تو شیخ کو اطمینان ہوا، غور فرمایئے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اس کے جواب میں کوئی تردیدی رسالہ خود تالیف نہیں کیا کیوں کہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ حضرت شیخ محدث جیسے بزرگ کو جب حقیقت حال کا علم ہوگا تو وہ اپنے خیالات سے رجوع کرلیں گے۔

حضرت شیخ محدث کے مکتوب اعتراضات کو مخالفین نے اتنی شہرت دی کہ ملک کے دور دراز علاقوں تک اہل علم و عرفان کو حیرت ہوئی اہل صدق و یقین نے اس مکتوب کو شیخ محدث کی اپنی تحریر ماننے سے انکار کر دیا، سندھ کے معروف عالم ملا معین ٹھٹھوی نے جب شیخ محدث کے اعتراضات کے جواب میں رسالہ لکھا تو اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اس امر کے قائل نہیں تھے کہ یہ واقعی شیخ محدث کی تحریر ہے، تاہم اس رسالہ اعتراضات کے جواب میں عہد شیخ محدث سے لے کر حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰/ ۱۸۲۴ء) بلکہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری تک رسائل لکھے گئے، سب نے شیخ محدث کے ان خیالات سے رجوع کرتے اور اپنا مکتوب اعتراضات واپس لینے کا ذکر کیا ہے، حضرت شیخ محدث نے اپنے مجموعہ مکاتیب میں بھی اس مکتوب کو شامل نہیں کیا۔

جب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں صفائی حاصل ہوگئی اور یہ صفاء باطن الہامی طور پر بھی تھا تو آپ نے ایک خط حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے جانشین اور سلسلہ نقشبندیہ کی مرکزی شخصیت حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء) کو ایک مکتوب کے ذریعہ اپنی اس صفائی کے بارے اطلاع دی' فرماتے ہیں:

> آج کل میاں شیخ احمد سلمہٗ (مجدد الف ثانی) سے اس فقیر کی صفائی حد سے بڑھی ہوئی ہے ہمارے مابین کوئی پردۂ بشریت یا کوئی غبار جبلت باقی نہیں رہا اس امر سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ طریقہ شریفہ کی رعایت اور عقل وانصاف کے تقاضوں کی رو سے ایسے عزیزوں اور بزرگوں سے بد ظن نہ ہونا چاہیے میں کہتا ہوں کہ اب جو کچھ بطریق ذوق ووجدان وغلبہ کے میرے دل میں آیا ہے اس کے بیان کرنے سے میری زبان قاصر ہے پاک ہے اللہ دلوں کا پلٹنے اور احوال کا بدلنے والا، ظاہر بین افراد شاید اس بات کو بعید سمجھیں میں خود بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور کیا کیفیت ہے۔ (اخبار الاخیار ۳۲۶، مقامات خیر ۴۸)

رجوع کی روایت نقشبندی اور دیگر سلاسل کے مشائخ میں مشہور ہو چکی تھی، حضرت شیخ کے ایک معاصر چشتی بزرگ شیخ فتح محمد فتح پوری نے "مناقب العارفین" میں اس رجوع کا ذکر کیا ہے وہ حقیقت احوال سے آگہی کیلیے خود دہلی آئے اور حضرت شیخ کے فرزند رشید شیخ نورالحق مشرقی سے ملے اور مل کر حضرت شیخ کے حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں اپنے خیالات سے رجوع کا ذکر کیا (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ۱۴۱)

ان دونوں حضرات کے خانوادوں میں بھی آپس کے مراسم یہی ثابت کرتے ہیں کہ ان حضرات کے مابین کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا تھا حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند اصغر شاہ محمد یحییٰ نے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد حدیث کی سند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے لی تھی (مقامات معصومی ۲/ ۲۶۳)

خود شیخ نورالحق مشرقی بن شیخ محدث آگرہ میں حضرت مجدد الف ثانی سے ملے تھے (زبدۃ المقامات ۳۰۷)' معاصر مولف خواجہ محمد ہاشم کشمی نے براہ راست شیخ محدث سے روایت کی ہے کہ شیخ محدث نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مخالف کو قرآن مجید کی ایک آیت کی دلیل سے مخالفت سے روکا اور منع کیا (زبدۃ المقامات ۳۵۶)

حضرت شیخ نورالحق مشرقی بن حضرت شیخ محدث بھی حضرت خواجہ باقی باللہ کے تربیت یافتہ اور مجاز تھے اسی طرح خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ حضرت شیخ محدث کے شاگرد تھے (زادالمعاد از خواجہ کلاں ۲۰۲) جو اس امر کا ثبوت ہے کہ ان حضرات کے مابین وقتی نزاع ختم ہو چکا تھا پھر حضرت شیخ محدث کی دختری اولاد میں سے مولانا محسن دہلوی (ف ۱۱۴۷ھ/۱۷۳۰ء) حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے (مقامات معصوی ۴۹۸/۳، ۴۱۷/۴) حضرت میرزا مظہر جان جاناں جن کی ساری زندگی دہلی میں دعوت و ارشاد میں بسر ہوئی جو حضرت شیخ محدث کے رجوع کے قائل تھے (مقامات مظہری' ۴۳۸۔۴۴۲) حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء) جنہوں نے ۴۵ سال تک دہلی میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا درس دیا تھا ان تک رجوع کی روایت پہنچی تھی اور انہوں نے شیخ محدث کے رسالہ ء اعتراضات کے جواب میں ایک رسالہ لکھ کر اس رجوع کا نہ صرف تذکرہ کیا بلکہ دونوں حضرات کے مابین رشتہ مودت و اخوت کا بھی ذکر کیا ہے۔

خود حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب (۲۹/۲) میں حضرت شیخ محدث کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"وجود شریف ایشان دریں غربت اسلام و اہل اسلام مغتنم است"

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے آخری ایام حیات میں خواجہ حسام الدین احمد کو جو خطوط لکھے تھے ان میں سے ایک مکتوب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نام لیے بغیر یہ برادرانہ شکوہ کیا ہے کہ انہوں نے مجھے براہ راست لکھنے کی بجائے محض شبہ (یہ بمجرد اشتباہ) کی بنا پر مجھ پر اعتراضات کر کے مشتہر کیا اور اس کی "شہر شہر منادی" کرائی۔ یہ کہاں کی دین داری ہے؟ میں نے کوئی بات بھی ایسی نہیں لکھی جس کی ابتداء و اختراع اس فقیر نے کی ہو۔۔۔۔ اس لیے یہ سارا "شور

وغوغا'' کیسا ہے اگر کوئی ایسا لفظ مجھ سے صادر ہو گیا تھا جو ظاہر علوم شرعیہ سے مطابقت نہیں رکھتا تھا تو تھوڑی سی توجہ سے اس کی شریعت کے مطابق تاویل کر لیتے، اسی مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی نے لکھا ہے کہ آپ کے مکتوب سے یہ مفہوم بھی ہوتا ہے کہ اس عزیز (مکتوب الیہ مولانا محمد صالح کولابی) سے میرا مکتوب (۸۷/۳) سن کر آپ کے خادموں میں بھی ''اشتباہ وانحراف'' پیدا ہوا۔۔۔۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مشتبہ مقامات کو آپ خود حل کر لیتے اور اس فقیر پر نہ چھوڑتے اور فتنہ کو ختم کر دیتے دوسرے دوستوں سے کیا شکایت کی جائے کہ ان میں سے بعض نے شبہ دور کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود ایسا نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار کر لی[1]

جب مخالفین کی یہ شورش بڑھ گئی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے معارف کے اصل مسودات حضرت شیخ محدث کی خدمت میں ارسال کیے جنہیں پڑھ کر آپ مطمئن ہو گئے اور اپنے اعتراضات سے رجوع کر لیا شیخ محدث نے رجوع کے سلسلے کا ایک مکتوب بھی ان اختلافات میں سب سے زیادہ نشانہ بننے والی شخصیت خواجہ حسام الدین احمد کے نام ارسال کیا تھا[2]

شیخ محدث علیہ الرحمۃ کا یہ مکتوب پڑھ کر خواجہ حسام الدین احمد کا ''غبار ملال'' تو جاتا رہا لیکن حاسدین ومخالفین کی کارروائیاں جاری رہیں، حضرت مجدد الف ثانی کے معارف کے خلاف کئی رسائل لکھے گئے اور معاندین کے جواب میں مخلصین نے بھی کئی کتابیں لکھیں[3]

ہر مخالف نے شیخ محدث کے رسالہ کو آڑ بنایا گویا حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کے مابین اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آپ نے ثابت قدمی کے ساتھ حالات ومعاملات پر غور فرمایا اور تعلقات معمول پر آ گئے۔

حضرت خواجہ کے دونوں فرزندان گرامی ابتدائی تعلیم کے بعد تکمیل کیلیے خواجہ حسام الدین احمد کی اجازت وتحریک پر سرہند گئے اور فراغت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کے

---

[1] مکتوبات ۵۶۶/۱۲۱/۳۔ [2] یہ مکتوب اخبار الاخیار کے مجتبائی ایڈیشن کے آخر میں خاتمہ کے طور پر شامل ہے، مخالفین کا الزام ہے کہ یہ مکتوب معتقدین کا خود ساختہ ہے آپ کے مجموعہ مکاتیب میں موجود نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ رجوع کے معاملہ کا یہ مکتوب کلیات خواجہ کلاں میں موجود ہے (روضۃ القیومیہ ۲۱۱/۱) جس سے مخالفین واقف نہیں ہیں [3] ''حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں''، مقالہ بشمولہ جہان امام ربانی (جلد پنجم)

خلیفہ کی حیثیت سے خانقاہ حضرت خواجہ میں تاحیات دعوت وارشاد میں معروف رہے، خواجہ حسام الدین احمد کے فرزند بزرگ خواجہ جمال الدین حسین بھی حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ یاب ہوئے حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند اصغر شاہ محمد یحیٰ کا عقد مبارک خواجہ کلاں کی صاحبزادی سے ہوا، گویا ان حضرات کے مابین وہ تمام اختلافات مخالفین و معاندین کے پیدا کیے ہوئے تھے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رفع ہو گئے ہے۔[۱]

مولانا سکندر پوری کی دوسری اہم کتاب انوار احمدیہ فارسی میں ہے اس کتاب کی تالیف کے اسباب بیان کرتے ہوئے مولف لکھتے ہیں۔

> ایک شخص گجراتی نے جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے کلام معارف نظام کا انکار کرتے ہوئے لب کشائی کی اور اپنے خرافات کے ذریعہ آپ پر سب و شتم کی۔ وہ اتنا مجہول اور غیر معروف آدمی ہے کہ اس کے حالات کسی کتاب میں نہیں ملتے اور نہ کسی عالم کی زبان سے سننے میں آئے، اس نے اپنی شہرت کی بنیاد اولیاء کاملین کی تنقیص پر رکھی ہے گجراتی نے بارہ ہزار روپے بطور نذرانہ مدینہ منورہ کے ایک عالم سید محمد برزنجی کی خدمت میں ارسال کیے اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی بعض عبارات کا عربی ترجمہ کر کے برزنجی صاحب سے فتویٰ طلب کیا کہ ایسی باتیں لکھنے والے کے بارے میں اپنی رائے تحریر کریں، برزنجی نے اس عطیہ کو بہت غنیمت جانا اور قدح الزند کے نام سے بہت جدوجہد کے بعد ایک کتاب لکھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی کی توہین و تکفیر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ جب برزنجی نے مدینہ طیبہ کے قاضی و مفتی سے اس پر مہر تصدیق کی درخواست کی تو وہ ان کی منت سماجت کے باوجود راضی نہ ہوئے تو پھر برزنجی مکہ مکرمہ پہنچے اور

---

[۱] زاد المعاد قلمی ہدیہ احمدیہ ۸۷ ہے حضرت شیخ محدث کا اعتراضات سے رجوع کرنا اور اس قسم کے دیگر امور کی تفصیلات کیلئے دیکھیے ہمارا مقالہ مشمولہ فکر امام ربانی مجدد الف ثانی

وہاں کے حرم محترم کے مفتی وقاضی سے اس پر تصدیق کے لیے التجا کی تو ان میں سے کسی ایک نے بھی مہر و دستخط نہ کیے اب ناچار انہوں نے غیر معروف "سوقیوں" سے اس رسالہ پر مہریں لگوا کر گجراتی کو بھیج دیں۔ اس نے ان شبہات کا ترجمہ کیا اور چند امور کا اس پر اضافہ کر کے خود ایک کتاب مکاشف الاسرار کے نام سے لکھ کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر "زشت وتکفیر وتفسیق واضلال سے اپنے لب ودہان کو آلودہ کیا اس پر طرفہ یہ ہے کہ گجراتی موصوف تصوف سے واقف ہی نہیں تھا مگر وہ اپنے آپ کو عارف سمجھتا تھا وہ صوفیہ کرام کی اصطلاحات سے بھی واقف نہیں تھا ۔ چونکہ مولف (مولانا وکیل احمد سکندر پوری) خود نقشبندی ہے اس لیے اس قسم کے بے نشان تضلیل وتکفیر کے خلاف لکھنے پر تیار ہوا (انوار احمدیہ ص ۲۔۶)

ہمارا قیاس ہے کہ کاشف الاسرار کے مولف گجراتی نے اپنا نام اس لیے ظاہر نہیں کیا کہ اس وقت کا حاکم اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸۔۱۱۱۸ھ/۱۶۵۸۔۱۷۰۷ء) خانوادہ نقشبندیہ کا معتقد خاص بلکہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ (ف ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء) کا مرید مخلص تھا اگر گجراتی اپنا نام بتاتا تو اس پر حکومت کی طرف سے گرفت کا قوی امکان تھا۔

بہر حال اس وقت یعنی گیارھویں صدی ہجری میں گجرات اور اورنگ آباد (دکن) میں سلسلہ مجددیہ کی مخالفت اپنے پورے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ جس کے اسباب اس سلسلہ کے بزرگ افراد کی معاشرہ میں بے حد توقیر واحترام تھے پھر حکومت کی طرف سے ان کے اعزاز واکرام نے دیگر علماء ومشائخ کو حسد کا شکار کر دیا تھا۔

شیخ سید محمد بن عبد الرسول برزنجی (۱۰۴۰۔۱۱۰۳ھ/۱۶۳۰۔۱۶۹۱ء) جو سلسلہ مجددیہ کے عرب مخالفین میں پیش پیش تھے کی اولاد اورنگ آباد آکر مقیم ہو گئی تھی۔ محمد بن حسن بن عبد الکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی مذکور کا پڑپوتا عرصہ دراز تک اورنگ آباد میں مقیم رہا، اس نے اپنے دادا کے رسائل کی نقول کر کے انہیں یہاں مشتہر کیا جن کے خطی نسخے اس وقت کتابخانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

میں ہیں (فہرست بعضی کتب نفیسہ قلمیہ جلد دوم ص ۳۳۷۔۳۵۰۔۳۵۶۔۳۶۳)۔

علامہ برزنجی نے حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف ایک مستقل رسالہ الناشرۃ الناجرہ للفرقۃ الفاجرہ عربی میں لکھا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت مجدد الف ثانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا (فہرست بحوالہ بالا ۲/۱ ۳۶۳۔۲۲۳ فن کلام)۔

یہ ساری مخالفت جو عربستان میں ہوئی کے محرک سید محمد برزنجی تھے جن کا پورا نام سید محمد بن عبد الرسول بن عبد السید حسنی برزنجی ہے فقہائے شافعیہ میں سے تھے۔ شہرزور میں ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء کو متولد ہوئے ہمدان، بغداد، دمشق، قسطنطنیہ اور مصر میں رہے آخر میں مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱ء کو فوت ہوئے، کئی کتابوں کے مؤلف تھے۔ ان میں سے حل مشکلات ابن العربی بھی ہے۔ جو انہوں نے فارسی سے عربی میں ترجمہ کی تھی (الاعلام ۶/۲۰۳) اس کتاب سے موصوف کے صوفیانہ رجحان کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں شیخ اکبر ابن عربی کے مکتبہ فکر سے قریبی لگاؤ تھا۔ ہمارا یہ بھی قیاس ہے کہ جب مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی میں شیخ ابن عربی کے مکشوفات اور ان کے نظریۂ وحدت الوجود کے خلاف مواد نظر آیا تو وہ مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حرمین الشریفین میں ان کے شاگرد سے تحصیل کرچکے تھے انہی سید محمد برزنجی کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے مزاج میں کسی قدر خشکی موجود تھی (انفاس العارفین ۱۸۴)

حرمین الشریفین میں انکار حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف یہ مہم حدود ۱۰۹۰۔۱۰۹۶ھ میں ہوئی علامہ محمد بیگ مذکور کا رسالہ عطیۃ الوہاب ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۳ء میں تالیف ہوا (مقامات مظہری ۲۷۴ طبع دوم) مذکورہ سنین کے دوران اس مخالفت کے آثار ہندوستان میں بھی نمایاں ہوئے اور اورنگ آباد اس کا مرکز بنا رہا۔ سید محمد برزنجی کی اولاد ان دنوں اورنگ آباد میں مقیم اور برزنجی کی تصانیف کی نقول کرنے میں مصروف تھی۔ ان میں سے محمد بن حسن بن عبد الکریم بن محمد برزنجی یعنی برزنجی کا پڑپوتا اپنے پردادا کے رسائل کی کتابت اور اشاعت پر مامور تھا اس نے "النصب الہندی لاستیصال کفریات احمد سرہندی" تالیف ابو علی حسن علی مکی عجیمی (تالیف بسال ۱۰۹۳ھ) کی کتابت ۱۱۵۷ھ کو یہیں اورنگ آباد میں کی تھی اس کا خطی نسخہ کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ہے (فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۱۳۷۲)

سید محمد برزنجی کی اپنی تصنیف ”قدح الزند وقدح الرند فی رد جہالات اہل سرہند“ کی کتابت بھی اسی مذکورہ پڑپوتے نے ۱۱۷۷ھ کو یہیں کی جس کا خطی نسخہ مذکورہ کتابخانہ میں ہے (ایضاً ۳۵۰/۱۲)

الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی

مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے علامہ سید محمد البرزنجی کے رسالہ قدح الزند کا عربی میں رد لکھا مؤلف بزرگ اس کے دیباچہ میں وضاحت فرماتے ہیں۔

محمد صالح اورنگ آبادی اور گجراتی اور ان کے متبعین محمد عارف اور عبداللہ سورتی نے حضرت مجدد الف ثانی کے بعض مکاتیب کا عربی ترجمہ کیا جو انصاف سے بہت دور اور محرف تھا انہوں نے یہ ترجمہ سید محمد البرزنجی کو مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے ان افکار وخیالات کے حامل شخص کے بارے میں جواب طلب کیا انہوں نے اس کے ساتھ کچھ رقم بھی ارسال کی، جس کے جواب میں علامہ برزنجی نے ایک رسالہ حضرت مجدد الف ثانی کے خیالات کے رد میں لکھا جس میں آپ کو فاسق اور کافر قرار دیا۔ اس رسالہ پر انہوں نے مدینہ منورہ کے قاضی اور مفتیوں سے تصدیق کروانے کے لیے ان سے مہر لگانے کی استدعا کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر وہ وہاں سے مکہ مکرمہ گئے تو وہاں بھی یہی معاملہ درپیش ہوا ... اس دوران شیخ نور الدین محمد بیگ[۱] (ترک عالم) اس امر کی تحقیق کے لیے حرمین الشریفین آئے ... انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی اصل عبارتوں کے تراجم عربی میں کیے اور بعض علماء کو جب یہ دکھائے گئے تو وہ حیران بھی ہوئے اور اپنے خیالات سے رجوع کرتے ہوئے اپنے

---

[۱] شیخ محمد بیگ بن یار محمد بن خواجہ محمد بن موہب بخاری ثم برہانپوری حنفی نقشبندی کی ولادت ۱۰۳۱ھ اور وفات ۱۱۱۰ھ کو ہوئی، کئی کتابوں کے مولف تھے عطیۃ الوہاب مذکورہ کے علاوہ ملحق خلاصۃ السیر (مرتبہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فہرست مخطوطات آصفیہ ۳۶۳/۱۲) طبع ہو چکی ہے (ہدیۃ العارفین ۲۸۲/۲/۱۲، ایضاح المکنون ۲۸۲/۱ وبہ بعد، معجم المؤلفین ۲۹۷/۱۱)

فتوے واپس لے گئے۔ شیخ محمد بیگ مذکور نے اس ساری صورت حال میں وہ تمام عبارات مکتوبات صحیح عربی میں منتقل کیں اور یہ شکل استفتاء اسے حرمین کے تمام اکابر علماء کی خدمت میں بھیج کر تصویب کروائی، شیخ محمد بیگ کا یہ رسالہ "عطیۃ الوہاب بین الخطاء والصواب" کے نام سے طبع ہو چکا ہے اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی ترجمہ شیخ محمد مراد قازانی مکی رحمی کے حاشیہ پر یہ پورا رسالہ بھی طبع ہوا تھا۔.....

سید محمد برزنجی کی اس کتاب کا رد مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے الکلام المنجی کے نام سے کیا جو اس وقت قارئین کے ہاتھ میں ہے۔ وہ نبیرۂ برزنجی اس کتاب کے ترقیمہ میں مذکورہ کتاب عصب الہندی کے مطالعہ کی باقاعدہ دعوت دیتا ہے۔ سید محمد برزنجی کی ایک اور کتاب الناشرۃ الناجرہ للفرقۃ الفاجرہ بھی ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو تصنیف ہوئی تھی۔ اس کے مندرجات بھی بہت ہی پست اخلاقی اور غیر علمی خیالات پر مبنی ہیں۔ کہ ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۳ء کو ہندوستان سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے خیالات یہاں عرب میں پہنچے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے رسالت کا دعوٰی کیا تھا۔

"در ۱۰۹۳ھ از ہندوستان ضلالات و خیالات شیخ احمد سرہندی بطور استفتاء در دیار عرب رسید کہ او دعوئ رسالت کردہ (فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۳۶۳)

گویا ان حضرات کی مخالفت اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تھی اور غیبت کرنے والوں نے "مجدد الف ثانی" کے مبارک لقب کو "دعوئ رسالت" بنا کر پیش کیا تھا۔ اسی کتاب میں سید برزنجی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے شیخ احمد سرہندی آپ کی اولاد اور خلفاء کے رد میں نو رسالے تصنیف کر چکے ہیں۔ یہ ان کا دسواں رسالہ ہے مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے برزنجی کے ساتھ ہی محمد صالح اورنگ آبادی کی مخالفت کا بھی ذکر فرمایا ہے برزنجی نے خود لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے محمد صالح مذکور شیخ احمد سرہندی کے رد میں کئی رسائل لکھ چکا ہے۔ (الناشرۃ، مذکورہ، خطی بحوالہ فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۳۶۳) ہم نے اورنگ آباد کی مذکورہ سنین کی اس مخالفانہ فضا کا قدرے تفصیل سے تذکرہ اپنی کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری میں کیا ہے (۱۵۹-۱۶۴)

ہمیں ان بہت سے مخالفانہ رسائل کے رد میں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دفاع میں لکھے جانے والے رسائل کی ایک مفصل اور طویل فہرست بنانے کی سعادت بھی نصیب ہو چکی ہے یہ فہرست رسالہ نور اسلام شرقپور کے حضرت مجدد الف ثانی نمبر حصہ دوم میں شامل ہے۔

پیش نظر کتاب الکلام المنجی ایک مقدمہ، پانچ مقالات (ابواب) اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ حضرت مولف نے مقدمہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مناقب آپ کی تصانیف اور خلفاء کا مختصر مگر بہت ہی جامع تعارف کروایا ہے اس کے بعد گجرات اور دکن وغیرہ میں جو مخالفانہ سرگرمیاں ہوئیں ان کا ذکر ہے پھر کس طرح ایک غیر معروف و مجہول گجراتی نے بارہ ہزار روپے کی رقم جمع کر کے سید محمد برزنجی کے پاس بھیجی اور انہوں نے اس رقم کو غنیمت جانتے ہوئے اس کے سہارے کس طرح حرمین الشریفین میں مخالفت کا آغاز کیا۔ پھر اس دوران ایک ترکستانی عالم شیخ نورالدین محمد بیگ وہاں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس مکدر فضا کو کس طرح بدلا اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی اصل عبارات کا کامل ترجمہ عربی میں کر کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا اور فتویٰ طلب کیا جس کے بعد اس مخالفت میں کمی واقع ہوئی۔

مولانا سکندر پوری نے باقی پانچ ابواب میں سید محمد برزنجی کے مخالفانہ اقوال کی بہت ہی بھرپور طریقہ سے تردید کی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کو جدید عربی ٹائپ میں کمپوز کر کے ایک مفصل عربی مقدمہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔

عزیز دوست جناب محمد عالم مختار حق نے میرے اس مقدمہ کے مواد کو ترتیب دیا اور اس کی پروف ریڈنگ کر کے اسے آسان بنا دیا۔ اس کے لیے راقم ان کا شکر گزار ہے۔

حوزہ نقشبندیہ کے صدر جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ نے مولانا وکیل احمد سکندر پوری مرحوم کی تینوں کتب در دفاع حضرت مجدد الف ثانی اپنے اسی ادارہ سے شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن آپ کی علالت کے باعث یہ کام رُک گیا جسے اب حضرت صوفی غلام سرور مرحوم کے ادارہ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

دارالمورخین، لاہور

۲۵ راکتوبر ۲۰۱۱ء

محمد اقبال مجددی

مآخذ مقدمہ

۱۔ محمد ادریس نگرامی: تذکرہ علمائے حال (تطبیب الاخوان بذکر علماء الزمان) لکھنؤ ۱۸۹۷ء

۲۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ج ۸ طبع عکسی، کراچی

۳۔ امیر احمد فاروقی: مولانا وکیل احمد سکندرپوری، مقالہ مشمولہ بصائر، کراچی، جنوری ۱۹۶۷ء

۴۔ عبدالمجید کاتب: سمات الاخیار، جونپور ۱۳۳۳ھ

۵۔ کاظم ہاشمی: حضرت آسی غازی پوری، حیات اور شاعری، پٹنہ ۱۹۸۴ء

۶۔ آسی، عبدالعلیم ظہورالحق غازی پوری: عین المعارف مرتبہ شاہد علی رشیدی، کراچی ۱۹۸۸ء

۷۔ عبدالحلیم فرنگی محلی: نورالانوار حاشیہ قمرالاقمار، دہلی ۱۳۲۳ھ

۸۔ محمد رضا انصاری: ایک ذہین مصنف، مقالہ مشمولہ نذر مقبول، جونپور ۱۹۷۰ء

۹۔ وکیل احمد سکندرپوری: انوار احمدیہ، ہدیہ مجددیہ، الکلام المنجی، دہلی ۱۳۱۱ھ

۱۰۔ صفر احمد معصومی: مقامات معصومی تحقیق وتعلیق وترجمہ محمد اقبال مجددی، لاہور ۲۰۰۴ء

۱۱۔ غلام علی دہلوی، شاہ: مقامات مظہری تحقیق وتعلیق وترجمہ محمد اقبال مجددی لاہور ۲۰۰۱ء (طبع دوم)

۱۲۔ فہرست مشروح بعض کتب نفیسہ قلمیہ کتابخانہ آصفیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۵۷ھ

۱۳۔ صدیق حسن خان، نواب: ابجاء المنن بالقاء المحن، بھوپال ۱۳۰۵ھ

۱۴۔ ضیاء محمد یعقوب: اکمل التاریخ، بدایوں، ۱۹۱۶ء

۱۵۔ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: انفاس العارفین، دہلی ۱۳۳۳ھ

۱۶۔ زرکلی، خیرالدین: الاعلام، بیروت ۲۰۰۵ء

۱۷۔ محمد اقبال مجددی: احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری، لاہور ۱۹۷۲ء

۱۸۔ علی شیر خان: اردو ادب کے ارتقاء میں غازی پور کی خدمات، غازی پور، ۱۹۹۸ء

الله يجتبي اليه من يشاء ويهدي اليه من ينيب

در دیباچه حمد و ثنا نثار بارگاه کبریا که درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب

الحمد لله الذي هدانا لهذا

الكلام المبين

از افادات علیه حضرت مولانا حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری دام فیوضه باه ذی الحجه ۱۳۱۲ھ

در مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد

اَللّٰهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ

[illegible]

ہدیہ مجددیہ

از افادات [illegible] مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری [illegible]

در مطبع فاروقی دہلی [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد ذاتیکه مظاهر کونی را آئینه تجلیات حقیقت محمدیه ساخته و شکر معبودیکه مشارق ذرات
عالم ناسوت را از خورشید لاهوت حقیقت احمدیه تافته جلوه عروس غیب هویت از پرده‌ی
قاب بمقصد نما کشیده و نثار خطای اتحاد را پیرایه عالم شهادت بخشیده آن اول پرده ایست از
جلوه نخستین گنجینه ذات او و آخر نقیبست از لا انتهای مدارج صفات او و خال جمال ایست
از نیازشکده ظهور او و مقام جلوه ایست از تجلی کده نور او فنائے بحت فقر حقیقی ست
و هو الوجه فی الدارین رجوع بسوئے عدم اصلی و دربارگاه فیض شکر انبساط آرد ه
و تحیر بغلبه غیبت و زوال احساس عارض را بعالم احساس وارد و تحیت آئینه ایست از جلوات
انوار او و قبض و بسط نیرنگکده ایست از گلستان اسرار او تا تجلیات جلوه را از آئینه
های ارواح کشیده تجلیات الا آئینه و تعینات رسیده آنچه عرصه گاه از تماشه

سپاس بی‌منتها سزای تو بهر زبان خویش نمی‌آرم بکمال عجز و فراوان نیاز ثنای تو بر تو می‌سپارم

بیت
آنجا که کمال کبریای تو بود ... عالم نمی از بحر عطای تو بود
ما را چه حد حمد و ثنای تو بود ... هم حمد و ثنای تو سزای تو بود

و نعت هر رسولی که دریای حقیقت قطره‌ایست از تموج شهودش و تجلی‌گاه معرفت
ذره‌ایست از صیقل طرازی وجودش چه گرش ظهوریست در مظاهر حقائق امکانی
و دانشش جوهریست از گنجینهٔ نهانی خلوت سرمدی نغمه‌ایست از ارغنون حقیقتش
و نوای کن اشارتیست از عشرتکدهٔ معرفتش نهال وجود او آرائش بوستان کائنات
و گل شهود او پیرایهٔ گلزار تجلیات تماشاگاه کمالش شهادت‌گاه شعلهٔ اطلاق و تماشاگاه
بازار ظهورش تجلی فروشی جواهر اشراق صیقلگری لمعات انظارش جوهرنمای شمشیر
امکانی و آئینه‌خیزی اشعات توجهاتش خورشیدبار مطلع اکوانی گوهریست که میزان
کن بجوهرنمائش باریده و مشرقیست که آفتاب احدیه از مطلعش درخشیده عالم اجمال
خلوتگاه شاهد کمال اوست و عالم تفصیل جلوت‌کدهٔ ظهور جمال او و از اکابر امتیانش در
هر صدی شخصی پدید آید که تجدید دین متین فرماید و گرهی از احوال پراختلال
عالم و عالمیان کشاید و تقدس آل اطهارش در انجمن‌گاه ملکوت چندان گوشهٔ
کلاه شکسته اند که سیمای نورانیان جبین‌سای بارگاه‌شان نتوانی گردید و دوات
اصحابش در تجلی‌گاه تقدیس آن قدر سر کشیده اند که دیده روحانیان سرمهٔ خاک پای
این بزرگواران جلا نخواهد بخشید اما بعد فقیر حقیر **وکیل احمد سکندرپوری**
نقشبندی مجددی عفی عنه ربه بلطفه السرمدی می‌نگارد که بر مرایای ضمائر اولو الابصار
[illegible] نشر آفتاب علم و کمال [illegible] مخفی نخواهد بود که آفتاب جهانتاب [illegible]

معادن قلوب انسانی گردیده هر جوهر بمقتضای صفا طینتی خویش در بازار کمال تابیده آنرا که در نگارستان ازل نور بخشش داده اند از لمعات آن آفتاب عالمتاب درخشید دیگری را که در میثاق اتفاق کرده اند از ضیای مهر انجلای باطنش آفاق منور گردید مصداق این نوات تقش تایب کمالیت نصاب سلطان طریقت برهان حقیقت مهبط انوار الهی مورد برکات نامتناهی المعز بالی حضرت **شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی** علیه الرحمة است که از ظهور انکشاف صبح شعور در اقتباس انوار تقدیس بوده و هر جلوه انوار قدس که در دیده تکوین مخفی بود از آئینه ضمیرش وا نمود

قصیده

زهی خیال تو مرآت قدس نورانی — خهی جمال تو مصباح نور یزدانی
لوامع دل تو نوربار صبح وجود — سواطع رخ تو آفتاب عرفانی
نگار صورت تو کارنامهٔ ایجاد — صریر خامهٔ تو نقشبند اکوانی
خمیر مایهٔ تو آب و رنگ نور بقا — ضمیر پاک تو مرآت راز حقانی
دقائق تو هم آواز لوح محفوظ است — حقائق تو هم آهنگ راز قرآنی
دمیکه نور ضمیر تو لمعه ریزان شد — خرد چو دیدهٔ خفاش گشت ظلمانی
هوای مقدم تو صبح جنت فردوس — درای محمل تو عندلیب رضوانی
نسیم گلشن فیض تو مایهٔ اشباح — شمیم گیسوی خلق تو طبع روحانی
شهود از رخ تو رازدان نقطه‌یکی — وجود از دل تو محو سر وحدانی
ثبات کون ز تکوین تو بقا پایه — ابد شکوه ز نظم تو جوهر فانی
زهی جمال تو لامع آفتاب قدیم — خهی جلال تو اشراق نور رحمانی

تکلم تو نوا سنج از ترانهٔ کن بود — تبسم تو شکرخند صبح امکانی
رموز لوح غیبی عیان فیض دمش — خطاب تو ز حق آمد الهام ربانی
لموع نیر فیض تو لمعهٔ اشراق — سطوع اختر تحقیق تو [illegible] یزدانی
بآن بلندی که در کارگاه [illegible] — [illegible] جوهر ذات تشریف روحانی
[illegible] عشق [illegible] یقین [illegible] — که کارگاه جهان را کنند نورانی
به سطح باطن و قعر محدب افلاک — که سقف گشته باوج خیام اکوانی
بمقبل نقش طرازی که بر صفایح خاک — کشید از قلم صنع نقش بلدانی
بصانعی که کشد بر لوایح اصلاب — شئون منقلبات طباع ولدانی
بجوشش تلبیهٔ محرمان بیت الله — بزمزمهٔ طفلی عاکفان لبنانی
بگرمی لمعات شرار سوزش عشق — بشوخی ازلی جمال نورانی
که ذات تست ز مشکوة احمد مرسل — فروغ بخش دل کائنات امکانی
مقام پاک تو اورنگ کعبهٔ دیدار — مسیر قدس تو اورنگ بزم یزدانی
مقاصد تو تحیر ده مزاج عقول — مطالب تو دقائق فروش یونانی
نگاه فیض تو اشراق آفتاب کمال — فروغ روی تو خورشید نور سبحانی
نکات تو که رموز کتاب محفوظ است — بکر و طبع خرد خون ز فکر معانی
معاقدت همگی عقدهای لاینحل — غوامض تو تحیر فروش لقمانی
کسی که از تو چی می برد بعالم کون — که گشت سر شناس رموز قرآنی
شها به بین بدل من که نسخهٔ عصیان — بود ظهور علامات لوح پیشانی
زمی نگاه تو چون بر غبار سینهٔ من — که تابد از رخ پر نور ضو عرفانی

گداز جوهرم از بارقات الهامی — تتاب سینه ام از ساطعات عرفانی
مطالع تن من ساز محو جلوهٔ ذات — طوالع دل من کن ز شروق سبحانی
شوارق ازلی از دلم درخشان کن — بوارق ابدی از تنم بتابانی
سواطع طلسم جلوه گاه موکب تو — بواطن دل من با تو در قدم رانی
امید هست مرا کز فروغ لمعهٔ خویش — رخم به دشت قیامت چو خور درخشانی
برین فسانهٔ عاجز ز التفات ببین — کشا بروی دلش باب ملک عرفانی

از انجا که بعض اعیان مشار الیهم بالبنان بسبب غشاوت بشری ایراداتی چند بر کلام حضرت مجدد علیه الرحمة نگاشته با هنر از نسیم توفیق ایزدی ازان رجوع آورده آن را قابل تلف انگاشتند فاما درین زمان به تمسک همان کلمات مرجوع عنها بعضی حضرات بر صبح طرازی جوهر وجودش التفات نکرده زبان بی گوهرے ذواتش کشاده و حجب نکوهش امانع سواطع آفتاب کمالاتش گردانیده صفای طینتش را نه دریافته اند که بچه مرتبه درخشیده است و کلام معجز نظامش را نه دانسته اند که بچه پایه رسیده آشارت پر معنیش را نه سنجیده اند که چه بلاغت دران صرف کرده و مجازات عبارتش را نه فهمیده اند تا چه حقائق دران ودیعت نهاده لهذا بندهٔ مسکین که بجاده حقیقت شناسان را بپای دل پیموده است و عقدهای غوامض عبارات شان بناخن خرد خورده دان کشوده خواست که ترات مزخرفات انرا لوح اعتبار برانداز و جادهٔ این نگارستان باصفا را از خس و خاشاک بی پرواز در رتبن لعون الله وکرمه درین رساله که به **هدیه مجددیه** نامیده شده در حل غوامض کنایات مکتوبات شریف متوجه گردید و طریق را چنان از خارستان اشکال پاک کرد که سالکان بی سعی

ای فکرت منزل معنی تو اند رسید اللهم احفظنا من الاشتغال بالمذاهب
وارنا حقائق الاشیاء کما هی

یا رب دل پاک و جان آگاهم ده	آه شب و گریهٔ سحرگاهم ده
در راه خود اول ز خودم بیخود کن	آنگه بی خود ز خود بخود راهم ده

مقدمه در بیان بعض امور ضروریه

امر اول علم حقیقت علیه علمیست کرانه به اسرار علوم شرعیه پی می برند چه این علم باطن ست مر علوم ظاهریه را و تا آنکه از آب زلال فیض الٰهی سیراب نگردند قطره ازین بکام احدی نریزند کار هر کس نیست که گاهی درین گلشن جا دهد یا درین بحر ناپیدا کنار غوطه زند پس افضل علوم باشد و عن الحسن قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم لکل آیة ظهر و بطن مراد اینست که برای هر آیت ظهر و بطن است که ارباب علم ظاهر از معانیش ظاهر گردد و اسراریست که بران ارباب حقائق مطلع شوند اخرج ابو نعیم عن ابن مسعود قال ان القرآن انزل علی سبعة احرف ما فیها حرف الا له ظهر و بطن وان علی بن ابی طالب عنده من علم الظاهر والباطن واخرج الدیلمی فی مسند الفردوس بسند متسلسل من طریق احمد بن غسان عن عبد الواحد بن زید عن الحسن عن حذیفة مرفوعا سألت جبرئیل عن علم الباطن ما هو فقال قال الله هو سر بینی و بین احبائی

اَوْدَعَتْهُ فِیْ قُلُوْبِ مُحِبِّیْهِ هر گاه علم باطن این چنین سرے باشد پس نعمت باید تنها
باید نخبید تا آنکه طلب نماید کی علم باطنی از فرائض آمده قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَقُلْ
رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ابو طالب مکی رحمه الله تعالی در قوت القلوب می فرماید
علمائے ظاهر زینت ارض و ملک هستند و علمای باطن زینت آسمان و ملکوت
و علمای ظاهر اهل جوارح و لسان هستند و علمای باطن ارباب قلوب و عیان بعضے
عارفین گویند علم ظاهر محکوم ست و علم باطن حاکم و محکوم موقوف ست تا آنکه
حاکم در انجا آید بعضے عارفین گویند که چون بر علمائے ظاهر بسبب اختلاف ادله
مسئله مشکل افتد ایشان از اهل علم باطن سوال کنند زیرا که ایشان قریب تر اند بسوی
توفیق و بعید تر اند از هوا احمد بن حنبل و یحیی بن معین بیشتر بخدمت حضرت معروف
کرخی رح حاضر می شدند با آنکه علم ظاهر ایشان بنسبت کرخی رح هزاران درجه زائد بود
از پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم از بر و اثم سوال کردند فرمود اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ
وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ یعنے مفتیین بر تاویل و ترخیص اعتماد کنند و قلبی که از
ایمان منور ست از الله تعالی فتوی حاصل کند پس اگر علم قلب اصل حقیقت فقه
نمی بود سرور عالم صلی الله علیه وسلم سائل را از فتاوای اهل ظاهر بسوی قلب رجوع
نمی فرمود و آن را قاضی تر انخی داد پس علم باطن اصل علم و علم العلم باشد و عالم باطن
عالم اصل و عالم العلما باشد اگر قلب فقیه و علم باطن حاکم بر علم ظاهر نمی بود سرور عالم
صلی الله علیه وسلم هدایت بسوے علم باطن که علم قلوب ست نمی فرمود و قال
قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَمَّا مَاتَ عُمَرُ اِنِّیْ لَاَحْسِبُ اَنَّهٗ قَدْ ذَهَبَ بِتِسْعَةِ اَعْشَارِ
الْعِلْمِ فَقِیْلَ لَهٗ تَقُوْلُ هٰذَا وَفِیْنَا جِلَّةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ قَالَ اِنِّیْ اَعْنِیْ الْعِلْمَ

الذی تریدون وانما خشیة العلم بالله تعالی قال ابن مسعود لیس العلم بکثرة
الروایة انما العلم الخشیة وقال بعضهم انما العلم نور یقذفه الله فی القلوب
علماء باطن علم باطن را بر کتاب و سنت عرض کنند زیرا که نزد اهل حقائق و ارباب ولایات در
شریعت و حقیقت منافات نیست آن پیشینیان بسی ارباب صدق و صفا جامع حقیقت و
طریقت گذشته اند مثل جنید بغدادی و شیخ عبدالقادر جیلانی و ابن فارض
و شمس الدین سباطی مالکی و علی بن [illegible] شاذلی و شیخ محی الدین بن عربی و شیخ شهاب الدین
سهروردی و خواجه محمد پارسا نقشبندی و شیخ مجدد الف ثانی و دیگر اکابر رحمة الله
علیهم که ذکر شان موجب اطناب است در حدیث وارد است العلماء ورثة الانبیاء
معنایش اینست که علمای ظاهر و معارف وارث انبیا بوده اند زیرا که وراثت نبوت بر دو
قسم است اول وراثت ظاهری دوم وراثت باطنی پس اهل شریعت صاحب
علوم حسیه ظاهر بمانند و اهل حقیقت وارث علوم وهبیه باطنیه شریعت منبع عبادات
ظاهره است و حقیقت منبع اشارات باطنه زیر عبارات شرعیه من حیث الاشارات
احکام و معارف و حقائق بوده اند که حق تعالی جل شانه اصفیا و صدیقین را بران اطلاع داده
پس از باطن عبارت اشارت لائح شود نه از ظاهر عبارت در حدیث وارد است فضل
العالم علی العابد کفضلی علی امتی درین حدیث مراد از علم علم شریعت و حقائق
و دقائق و غیره نیست بلکه علم بالله تعالی و قوت یقین است امام شافعی با وصف جلالت مرتبت
با شیبان راعی می نشست و ازو مسائل می پرسید آنرا از امام شافعی پرسیدند که مثل شما
ازین بدوی سوال کند امام فرمودند که او وفق لما علمناه شیبان بدوی رضی الله عنه
امی بود و چون از وی مثل شافعی امام الائمه سوال کند پس عظمت شان اهل تصوف بنگر

ابن تیمیه حنبلی انکار این اجتماع دارد و می گوید که شیبان بعهد شافعی نبود مگر این انکار قابل
اعتبار نیست زیرا که ائمه اسلام مثل قشیری و ابن جوزی قائل باجتماع بوده اند چنانچه
ابن جوزی نقل کرده که امام احمد و شافعی بر شیبان گذشتند امام احمد گفت که ازین راعی
سوالی می کنم ببینیم چه جواب میدهد شافعی منع کرد امام احمد باز نیامد و پرسید که اگر شخصی
چار رکعت نماز گزارد و در سجدات ازان سهو کند پس کلام امر او را لازم می شود شیبان گفت
بر مذهب من یا بر مذهب ایشان امام احمد گفت که این هر دو یک مذهب بوده اند شیبان
گفت که نزد شما لازم است که دو رکعت نماز گذارد و سجده سهو کند و نزد من این شخصیست که قلب او
غافل است بر و واجب است که قلب خود را عقاب کند تا نکند این غفلت نشود امام احمد
پرسید که اگر کسی مالک چهل گوسفند گردید و بر وی یک سال گذشت پس چه کند شیبان فرمود
که نزد شما بر وی یک گوسفند لازم آمد و نزد من بنده با وجود مالک حقیقی مالک کدام شیء نمی شود
از استماع این کلام امام احمد از هوش رفت هر گاه به هوش آمد امام احمد و امام شافعی راه
خود گرفتند ائمه مجتهدین مثل شافعی وغیره بدین معنی اعتراف دارند که علمای باطن را بر علمای
ظاهر فضل است **امر دوم** تابعین رضی الله عنهم چنانکه جمیع علوم را از صحابه آموختند و فنون را
به تبع تابعین تعلیم کردند همچنان علم زهد و معامله و احوال اجتهاد و عبادات را حسن بصری
و مالک بن دینار و ثابت بنانی و مطرف بن عبد الله و اویس قرنی و ربیع بن خثیم رحمهم الله
از ائمه زهد و عبادت و حافظ طریق معاملت بودند حسن بصری رح امام الائمه بود و بر او
علوم اختصاص و خصوص و محبت غالب بود و بر مذهب تصوف باشارات و عبارات
ناطق بود و برای علم باطن و تصوف و سلوک اصحاب خاص داشت مثل عبد الواحد بن زید
و مالک بن دینار وغیره بعد حسن بصری رح در علوم حضور و محبت و وجد و حضرت الهی اکثر علوم

[illegible]

اسرار و استتار عبدالواحد بن زید بر دیگران گوی سبقت برده و عتبة الغلام و رباح قیسی
و حیان حریری و موسی الاسوج و احمد بن عطاء الهجیمی و غیره متصوفین و نساک اقتدا بش
فرمودند آری این بزرگواران در علوم محبت و تصوف اخبار و حکایات بر زبانها مشهور و معروف
است بعد عبدالواحد بن زید احمد بن عطاء الهجیمی بر مسند تصوف نشست و استاد این فن
گردید و در احوال تصوف تکلم فرمود و در هجیم خانقاهی وقف کرد که در و متعبدین و مریدین منقطعین
عن الدنیا گرد آمدند و مذهب تصوف مذهب متفرد بر رسوم و احوال و حقائق و ظاهر و باطن
گردید و طریق تصوف از طرق دیگر علوم و مرسومات متباین گشت پس متصوفین در جمیع مهم
و افراد توحید و معامله و اسرار و حضور و اذکار و شواهد و انوار و وجود تکلم فرمودند پس
مذهب تصوف از وقت تابعین رواج یافت و مریدین آن را دست بدست گرفتند و در عهد
تبع تابعین متعارف شد پس حقائق تصوف طبقةً بعد طبقةٍ و عصراً بعد عصرٍ و وقتاً بعد وقتٍ
هل من مزید در امصار و دیار رواج کلی یافت بعد احمد بن عطاء احمد بن غسان بر سجاده
تصوف نشست و متصوفین و نساک دست بیعت اتباع دادند احمد بن غسان از احمد بن
عطا در حسن عبارت و رقت معنی گوی سبقت برده و ذات مقدس خود را به مذهب
تصوف نصب کرد و مکانی که خانقاه گویندش بر مریدین وقف کرد و بر ایشان مذهب تصوف
بیان می فرمود خلیفه معتصم حضرت ایشان را طلب داشت تا بخلق قرآن کشاید مگر حضرت
ایشان انکار فرمودند پس به بغداد محبوس کرد او را با احمد بن حنبل و ابی یعقوب بویطی در حبس بود
و در زمان احمد بن غسان در بصره جماعتی از متصوفین بوده شبل حمویه و ابی بکر عطشی و ابی عبدالله
ابجلی و غیره که خود را غسانیه می گویانیدند نسبة الی الغسان و ابو حاتم عطار در بصره در آن وقت
و بعد ایشان بوده و در عبارت تصوف و اشارت توحید کلام حسن بر زبان می آورد و مشهور

مَنْ ذَكَرَ نِعْمَةَ اللهِ وَقَلْبُهُ مُتَنَبِّهٌ نَسِيَ عَمَلَهُ وَمَنْ ذَكَرَ اللهَ
هر که نعمت الله تعالی و منت اوی را بقدر یاد کند عمل خود را فراموش کند و هر که الله تعالی را
نَسِيَ نَفْسَهُ میخواند يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ
یاد کند نفس خود را فراموش کند ای اهل کتاب بیایید بسوی کلمه که میان
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ بعد محمد غسان حسن مسوحی در بغداد بود
ما و شما برابر است پرستش نکنید مگر خدای تعالی را + + + +

که در حسن کلام و تصوف و تعبد ید طولانی داشت درین وقت سری سقطی و اسحاق لبان و حداد کبیر و ابوحمزه بغدادی و حارث بن اسد المحاسبی و احمد بن مسروق و ابوالحسن نوری و ابن ابی الورد و نصر بن جابر و حسن بن المثنی و احمد بن عمرو بن ابی عاصم و شاخی و بن خیثمه رحمهم الله بودند که هر یکی از ایشان در سماء تصوف آفتابی بود و بسبب صحت مذهب و حقائق تصوف قبولیتی در خاص و عام می داشتند و جنید بن محمد رح درین وقت از مریدین به مجالس حسن مسوحی رح بود و بعد مسوحی ابوحمزه کار دشاگردان حسن مسوحی بود و مسوحی ابوحمزه را استاد می گفت ابوحمزه مقبول و معروف در تصوف بود و او را حلقه در جامع بود که در آن متصوفین جمع می شدند و اهل این مذاهب بگرد وی می آمدند و ابا حمزه را امام بن حنبل در مسالت باین طور خطاب می کرد يَا صُوفِيُّ مَا تَقُولُ فِي مَسْئَلَةٍ كَذَا وَكَذَا اکمال تصوف و غرائب امور درین وقت بشر بن حارث و معروف کرخی و سری سقطی و محمد بن منصور طوسی و حسن مسوحی را بود و هر گاه ابوحمزه در جامع نشست در مجلس او حارث بن اسد محاسبی و احمد بن مسروق و جنید بن محمد و غیرهم رحمهم الله

جمع می شدند و تصوف در کمال بود و ابوحمزه در بسط علوم معارف از استاد
خود که حسن مسوحی بود قدمی پیش داشت بعد وفات ابوحمزه ابوالقاسم
جنید بن محمد در جامع بجایش نشست تمامی متصوفین در حلقه اتباعش در آمدند
کلامش اجمع و اعرف و احسن از کلام استاد و استاد استادش بود و بر
اقران خود گوی سبقت برد و معاصرین بر امامت و جلالت او در فن تصوف
اقرار نمودند درین وقت بر صوفیه از دست فرقه طاغیه که قصه اش
طویل است حیفی رفت تا آنکه گروهی از متصوفین محبوس گردیدند این سانحه در
سنه ۲۶۴ هجری اتفاق افتاد درین فتنه محنتی عظیم بر اصحاب بشر بن الحارث
و معروف کرخی و سری سقطی وغیره افتاد چون فتنه فرو نشست جنید بن
محمد شیخ مذهب و مسند مذاکره مذهب تصوف گردید بقیه مشائخ پروانه وار
گردش جمع آمدند مثل ابی العباس بن مسروق و اسمعیل بن بکر السکری و موسی النخاس
و ابی جعفر الحائک و ابراهیم الصیاد و ابی جعفر بن وهب و ابی محمد الجریری و ابی
احمد القلانسی و یعقوب الزیات و ابی العباس بن عطا وغیرهم رحمهم الله ایشان
افصح مشائخین در علم تصوف بودند و در صفائی احوال و توحید و مواجید و مواریث و مذاهب
و حضور کلام کردند و در علوم خود اشارات نغز وضع کردند تا بجز ایشان کسی دیگر
نشناسد و حقائق تصوف از نااهل محفوظ ماند این وقت سرای دنیا از ائمه متصوفین
و مشائخ کبری معمور بود و آفتاب علم تصوف بر دائره نصف النهار تابان بود
طالبین در اکتساب تجرد و اخلاص و توکل و زهد و صبر و اجتهاد فی المجاهدة
و المجاهدة جهد بلیغ [illegible] با ایشان [illegible] تا نظم تمام حاصل شد

اشارات دقیق در توحید و معرفت بیان فرمودند تا آنکه در غرائب علوم تصوف یکے
بر دیگرے می افزودند و در اندک زمان علم تصوف به رموز و اشارات مثل سائر
علوم بلکه ادق و اخفی و اعز از آن گردید و این علم مخصوص متصوفین گشت پس
ایشان در جمع و تفریق و فرق اول و فرق ثانی و فنا و بقا و صحو و سکر و مشاهده
و حضور و مراقبه و خفا و کشف و موارید و مواجید و شواهد و طوالع و احوال
کثیره که متعلق بمعانی قلوب و اسباب غیوب است کتب و رسائل مدون فرمودند
و این علم در بلاد و امصار شائع گشت و کثرت جماعت مشائخ تصوف گردید و مکاتیب
و رسائل بیان کجا زمین تحریر یافتند و هر یکی از ایشان بر دیگرے در تفوق بالعبارات
و دقائق اشارات تصوف جهد بلیغ می فرمودند تا آنکه العبد فیض محمد جنید بن محمد
شرقاً و غرباً و جنوباً و شمالاً از انوار تصوف منور گردید تقریباً تا سنه هجری
ر طلبیط رشک مطالع شمس بود مگر چون هر کمالی را زوالی است اکثری از
مشائخ قبل و بعد سنه مذکور بسیر روضه رضوان تشریف فرما شدند ؛

امر سوم علمای باطن که ایشان را حق تعالی جل شانه بر حقائق و معارف و حکم
اطلاع داده گاهی تصنیف کنند که بر سر بعض مقاماتش سوای اهل باطن هیچ یکے
از اهل ظاهر نرسد چه در ظاهر عبارتش اشکالات و رموز مغلقه باشد که بجز ناخن
علمای باطن دیگرے آن را نه کشاید مثل غنیة الطالبین و بعض قصائد حضرت
سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رح و مصنفات شیخ محی الدین بن عربی و ابن فارض
و ابن سبعین و ابن جلاذ و عفیف تلمسانی و مهلکات احیاء غزالی و منقذ و نفخ
و تسویه و مضنون به علی غیر اهلها و ...

از رسائل غزالی و آداب المریدین شیخ نجیب الدین سهروردی و قوت القلوب
ابی طالب مکی و بعض مکتوبات جلد ثالث حضرت مجدد الف ثانی و دیگر ائمه سلوک
امام شعرانی در الیواقیت والجواهر این بیان را بکمال وضاحت نگاشته چنانچه
از شیخ محی الدین عربی نقل می کند اِعْلَمْ اَنَّ اَهْلَ اللّٰهِ لَمْ يَضَعُوا الْاِشَارَاتِ
الَّتِي اصْطَلَحُوا عَلَيْهَا فِيمَا بَيْنَهُمْ لِاَنْفُسِهِمْ فَاِنَّهُمْ يَعْلَمُونَ
الْحَقَّ الصَّرِيحَ فِي ذٰلِكَ وَاِنَّمَا وَضَعُوهَا مَنْعًا لِلدَّخِيلِ
بَيْنَهُمْ حَتّٰى لَا يَعْرِفَ مَا هُمْ فِيهِ شَفَقَةً عَلَيْهِ اَنْ يَسْمَعَ شَيْئًا لَمْ يَصِلْ
اِلَيْهِ فَيُنْكِرَهُ عَلٰى اَهْلِ اللّٰهِ فَيُعَاقَبَ بِحِرْمَانِهِ فَلَا يَنَالُهُ
بَعْدَ ذٰلِكَ اَبَدًا الخ فواید است که هر که در زمره صوفیه نشسته متحقق می گردد آن
اصطلاحات خود بخود بداهة مکشوف می گردد حتی کانه الواضع لذلک الاصطلاح

۵ اهل هر علم و فن را در باب هر معاملے را ایکه گرامی در چنان [illegible] از خود عبارات [illegible] کلماتیکه بجز ایشان کسی
آن را نداند و مراد از وضع آن عبارات دو چیز باشد یکی جهت تفهیم و تسهیل عوض ما فی الضمیر نزدیک باشد دوم دیگر آنکه
سر را از کسانیکه از آن علم نباشند [illegible] محصوص [illegible] بعبارات مخصوص خود چون [illegible] مستقبل و صحیح و معتل
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بخلاف دیگر علوم مثل نحو و منطق و حکمت که بدون زحمت تعلیم و تعلم بمجرد اصطلاحات آن
امکانے ندارد اگر اهل انکار از جادهٔ حسد برآیند و طریق اهل اللہ بر گزینند
این انکار و حسد دور شود و همان اصطلاح بر زبان حال و قال ایشان جاری گردد
که بر زبان این طائفه جاری ست آنچه این قوم می گویند همه از تعلیم الهی ست
که بر قلوب شان از مبدء فیاض مطابق شریعت می ریزد حق جل شانه می فرماید
عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ کما اینکه همه را گذاشته مدار علم بر ظاهر حال
داشته اند در ایشان استعداد این معنی نیست که از مبدء فیاض اکتساب انوار
علوم نمایند فکر هر کس بقدر همت اوست **اشتباه** اگر علوم صوفیه مقصود
می بود پس ائمه مجتهدین درین باب توجه می کردند لیکن از ائمه مجتهدین هیچ یکے
در تصوف رساله ننگاشته **انتباه** ائمه مجتهدین بهر وجه التفات باشاعت
علم تصوف نکردند اول امراض قلوب در زمن ائمه شائع نشده بود تا ضرورت
بیان طرق علاج داعی باشد چون ریا و حسد و کبر و عجب و غل و حقد ظاهر شد
درین باب رسائل مستقله مدون کرده شد دوم ائمه مجتهدین بامر عظیم متوجه بودند
از ان فرصتی نیافتند تا بامرے دیگر متوجه شوند همچون جمیع ادلهٔ شریعت
و بیان ناسخ و منسوخ و مفصل و مجمل و تمهید قواعد تا مردم بآن متوجه شوند اگر قواعد شریعت
که آنرا مجتهدین ممهد کردند نمی بود کسے اعمال ظاهره و باطنه را نمی شناخت
پس اشتغال ائمه مجتهدین باین سو اهم بود بنسبت تالیف رسائل بعلم تصوف **اشتباه**
صوفیه بظاهر کتاب و سنت چرا متوجه نشدند آیا این امر ایشان را کافی نبود
انتباه چون صوفیه صافیه بتحصیل علم باطن پرداختند لهذا توجه این طائفه

باطن کتاب و سنت گردید و هر کسی راه کاری ساختند و میل او در خاطرش
انداختند و مگر شریعت و حقیقت باهم مثل شیر و شکر اند حقیقة بلا شریعة
باطلة وشریعة بلا حقیقة عاطلة یعنی ناقصة **اشتباه** چرا قوم
رمزها گفتند که ورای ارباب تصوف کسی نفهمد تا آنکه از ایشان نشنود و چرا
مطالب العبارات واضح بیان نکردند **اشتباه** برای رفق خلق و بمقتضای
رحمت و شفقت بر ایشان چه فهم ظاهر پرستان بآن نرسد از ینجاست که حسن بصری
و جنید و شبلی علیهم الرحمة علم توحید بر ملا نمی گفتند بلکه در خانه بسته پیش کسانیکه
در ایشان اهلیت و لیاقت می یافتند بیان می فرمودند تا آنکه قلب صافی از
کدورت بود و در ان میل شهوات و آثام نباشد زینهار این مدارک در و نگنجد
لیکن چون سنت برین جاری ست و بتجربه در آمده که کل علم لیس فی
القرطاس ضاع اهل تصوف بتدوین آن متوجه شدند و بعضی امور را برمز
گذاشتند تا نا اهل بسبب قصور فهم از جادهٔ اعتدال بر نگردد و اگر صاف صاف
بیان می شد در مسائل غامضهٔ اهل الله نا اهلان خوض می کردند و بسبب نا اهلی خود گمراه
می شدند و دیگران را در ورطهٔ ضلالت می افگندند حضرت امام زین العابدین
رحمت الله علیه فرماید

إنّي لأكتم من علمي جواهره	كيلا يرى الحقّ ذو جهل فيفتتنا
وقد تقدّم في هذا أبو حسن	إلى الحسين ووصّى قبله الحسنا
يا ربّ جوهر علم لو أبوح به	لقيل لي أنت ممّن يعبد الوثنا
ولاستحلّ رجال مسلمون دمي	يرون أقبح ما يأتونه حسنا

شیخ عبدالقادر جیلانی رح فرماید ؎

فی باطنی من نور ذکرکم آیۃ	افنی بسفک دمی الذی لا یعلم
لو اننی ابدی سرائر وجدکم	قال العواذل لیس هذا مسلم

امر چہارم ہر ولی را اظہار کرامت ضرور نیست فرق درمیان معجزہ و کرامت آنست
کہ نبی را واجب ست تا معجزہ را ظاہر فرماید و بر ولی ضرور نیست کہ کرامت را مخفی و
مستتر دارد و دیگر بوقت ضرورت یا اذن یا حال غالب کہ در وی اختیار نباشد یا
برای تقویۃ یقین بعض مریدین وغیرہ امور حضرت شیخ عبدالرشید جونپوری
قدس سرہ در رسالہ محکم مرتبہ فرمودہ کہ اصل کرامت و اعظم آنہا لذت گرفتن
ہست بطاعت و در خلوت از جملہ کرامات ست رعایت انفاس مع اللہ تا
بغفلت نگذارد و از انجملہ راضی شدن از خدا در ہر حال و از انجملہ اطلاع بر عیوب جسمیہ
و روحانیہ و معنویہ ہر یک ازین مذکور کرامات خاصہ ہست اگر کشف حسی چنانکہ
دیدن مکانہا و شہرہا بعید المسافت کہ این از برای خلق ست بدانکہ کراماتی کہ
عطا می کند اللہ تعالی اہل احوال را بسیار اند ولکن ضابطہ کہ جامع کل باشد این ست
کسی کہ خرق عادت نفس خود کند از ان چیزہا کہ نفوس خلق بران معتاد ست
خرق کند اللہ تعالی او را عادت خود مشتمل آنکہ در کون ست و این را در عامہ کرامت
می نامند و اما خواص پس کرامت عنایت الہی را می گویند کہ موجب استقامت
بر احوال سنیۃ و اعمال صالحہ باشد و ازین خوارق کہ عالم آن را کرامت نامند در ان
خدا ننگ می کنند از برای آنکہ اہل استدراج اندران مشارکت دارند و از انکہ خارق
بتمدیدی کہ [illegible]

یا آنکه خارق نزد امرست تا صحبتی میکنند حضار قرب آن هنگام او را کرامت نامند انتهی

بهر حال خرق عادات از لوازم ولایت نیست بعضی مردان اولیاء الله اند و مقربان

درگاه و خرق عادات از ایشان ظاهر نشده چنانکه از اکثر اصحاب رسول الله صلی الله

علیه وسلم خرق عادت مروی نیست حال آنکه اونی اصحاب از دیگر اولیاء الله

افضل اند پس معلوم شد که فضیلت بعضے اولیا بر بعضے بکثرت خوارق نیست چه

فضل عبارت ست از کثرت ثواب و خوارق از حظوظ نفس ست و مناط ثواب نیست مگر

عبادت و قرب الهی و لهذا محدثین کرامات اصحاب را در مناقب ذکر نه کرده اند بلکه کرامات

را بابی علیحده آورده اند بعد ذکر معجزات و خرق عادات در جوگیان هم می باشد[1]

[1] اندرین معنی حکایتی آمده از ابراهیم خواص رحمة الله علیه [illegible]

[illegible]

خوش گفت آنکہ گفت ع

زابلیس لعین بے شہادت	شود پیدا ہزاران خرق عادت
گر از دیوار آید گاہ از بام	گہی بر دل نشیند گہ بر اندام
کرامات تو اندر حق پرستی ست	جز آن کبر و ریا و عجب مستی ست
کرامات تو گر در خود نمائی ست	تو فرعونی و این دعوی خدائی ست
ہمہ روئے تو در خلق ست زنہار	مکن خود را درین تہمت گرفتار

حضرت مخدوم الملک بہاری رح در مکتوب ہشتم می فرماید کسے کہ او در محل ولایت باشد با کرامت آرام نگیرد و خود را اہل کرامت نشناسد از بہر آنکہ ضد اند ہر دو چیز و ہر چیز کہ ضدین باشد روا باشد کہ حکم این یکے حکم آن دیگرے باشد تحقیق ضدیت را بزرگان بکرامات بدین چشم نگرند و یکے از ایشان گفتہ است کہ بت اندر عالم بسیار است یکی از بتان کرامت ست تا کافران ہر بت تعلق کنند اعدا باشند چون از بت تبرا کنند اولیا گردند بت عارفان را کرامات ست اگر با کرامات بیارایند محجوب و معزول گردند و اگر از کرامات تبرا کنند مقرب گردند و موصول گردند عزیزے گفتہ است **قطعہ**

زاہدان را جنت الفردوس باید زنگاہ	عاشقان را لذت اندر قعر زندان ست و بس
لطف او را عام و خاص و نیک و بد یابندہ اند	قہر او ریش فتن کار مردان ست و بس

ازینجاست کہ چون خدائے عز و جل مر ایشان را چیزے از کرامات پدید آرد اندر دل ایشان خضوع و خشوع زیادہ گردد و ذل و تواضع بیش ازان باشد کہ بود و ترس و خوف زیادہ ازان گردد [illegible]

در سفر خویش بر لب آبی رسیده که کشتی نداشت در خاطرش گذشت که فی
الحال کشتی چون گزرم در حال ماهی در میان آب پدید آمد فریاد بر آورد که المکر المکر
و باز گشت و اینجا سریست لطیف و آن آنست که صحت ولایت متعلق ست
باعراض از غیر دوست و ترک ما دون الحبیب و ترک واخذ ضد اند و اقبال و اعراض
مخالف یکدیگر اند چون بکرامات اقبال کرد و کرامات دید و بران اعتماد کرد از
حکم اعراض نبود و بغیر دوست اقبال کرد و لا ولایة مع الاعراض ولایت
با عوائض هرگز نبود در مکتوب دهم مذکور ست در معجزه اظهار شرط ست
و در کرامات کتمان شرط ست و دیگر آنکه ابدا نند که این معجزات ست و پیش از
آمدن خبر دهند از معجزات اما اولیا ندانند که این کرامات ست و از رفتن کرامات خبر
ندارند و پیش از آمدن کرامات خبر نه دهند و این بدان اصل ست که ولی را محل
ولایت ثابت نگردد تا خویشتن را کمترین همه خلق نداند چون خویشتن را چنین داند
او را دعوی کرامت کی بود و چون دعوی نباشد از آمدن و رفتن کرامت چه
خبر دارد و گفته اند هر کرا از حق جز حق چیزی باید او را مقام ولایت نیست چون
دعوی کرامت کند از دوست غیر دوست خواست پس این نفی ولایت باشد
نه ثبوت ولایت باز در همان مکتوب می فرماید اما اتفاق کرده اند مشایخ این طائفه
و جمله اهل سنت و جماعت بر آنکه روا باشد که فعلی ناقض عادت مانند معجزه انبیا
و کرامات اولیا پدید آید بر دست کافری و کسی را اندر کذب وی شک نیفتد
و این چنان بود که فرعون چهار صد سال عمر یافت که وی را اندران میان
بیماری نرسید چون پای بر دو آب انداختی ... آب با وی بالا رسیدی و چون او بایستاد آب

بایستاد و چون او برفت آب برفت و هیچ عاقل را اینجا شبهه نیفتد در آنکه او دعوی
خدائی می‌کرد زیرا که همه عقلا متفق و مقرند که خداوند جسم و جوهر و خورنده و خسپنده
و رونده و آینده و گوشت و پوست نیست و اگر چنین افعال ناقض بر وی بسیار
پدید آمدی هیچ عاقل را بر کذب دعوی او شک نبودی و شبهه نیفتادی
زیرا که اگر چنین چیز از خلاف عادت که بر وی پدید آمد کسی را شبهه خواهد افگند
هزار چیز ظاهر که بر وی پدید آمده است شاهد است بر کذابی وی آن شبهه را
دفع کند و مانند این را حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم که در حدیث صحاح گفته است
خبر داده است که اندر آخر الزمان دجال خواهد آمد و دعوی خدائی خواهد کرد و گوید
انگشتینه یکی بر راست وی و یکی بر چپ وی می‌رود آن کو بر راست بود
جایگاه نعیم بود و آنکه بر چپ وی بود جایگاه عذاب بود گوید این بهشت و این
دوزخ هر که بمن ایمان بیارد ورا اندرین بهشت اندازم و هر که بمن ایمان نیارد ورا
اندرین دوزخ اندازم و حق تعالی بدست وی یکی را بمیراند و یکی را بزیاند
این همه که یاد کردیم مانند معجزه و کرامات است و حق تعالی همه بر دشمن بدهد
از بهر آنکه اینجا شبهه نیفتد که هر که بهشت داند که هر که بر خر نشیند خدائی نبود و اعور
خدای نبود و خورنده و خسپنده خدای نبود پس این استدراج و مکر بود و معنی استدراج
آن بود که ایشان هر چند بی حرمتی کنند ایشان را آسانی و مراد گرداند تا در
بی حرمتی و تمردی خویش هلاک شوند چنانکه با فرعون کرد اگر مراد در آب روان
نکردی از دعوی خدائی باز گشتی و معنی مکر آن باشد که نجات نماید و هلاک آرد
و عز نماید و ذل آرد و هدی نماید و ضلال آرد با عدا این صفت باشد یعنی هر که دشمن را

چیزے ازین معنی بدہند ہمہ استدراج و مکر باشد پس این سہ گونہ اند آنبیا را دہند و اولیا را دہند و اعدا را دہند امّا انبیا را معجزات باشد و اولیا را کرامات باشد و اعدا را مکر و استدراج باشد باز درہمین مکتوب تحریر می فرمایند تا یکے از مشائخ چنین گفتہ است رحمۃ اللہ علیہ کہ بت اندر عالم بسیار است یکی ازیشان این طائفہ کرامات است تا کافران را با بت تعلق بود اعدا باشند چون از بت روے گردانند و تبرا کنند اولیا گردند ہمچنین بت عارفان کرامات است اگر با کرامات سکون گیرند محجوب گردند و اگر از کرامات اعراض نمایند و تبرا کنند مقرب و مکشوف گردند ؎

ہرگز نشود اے بت بگزیدہ من	مہرت ز دل و خیالت از دیدۂ من
گر از پس مرگ من بجوئے یابی	آن ذوق در استخوان بوسیدۂ من

و این سر آنست کہ در مکتوبے تحریر افتادہ است کہ صحت ولایت متعلق با عراض از غیر دوست و ترک ما دون الحبیب و ترک سواخذ ہر دو ضد اند چون بکرامات اقبال کرد و کرامات دید و بر کرامات اعتماد کرد از دوست اعراض کرد و بغیر دوست اقبال نمود و لا بقاء للولایۃ مع الاعراض عن الحبیب والاقبال الی غیر الحبیب نقل ست کہ وقتی سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی را در سفر آبی پیش آمد کہ بکشتی باید گذشت و کشتی حاضر نبود در خاطرش آمد کہ چگونہ گذرم در حال بدید کہ در میان آب راہ پدید آمد فریاد برآمد و گفت الکر الکر و باز گشت و گفت ؎

من بگرمابی قیامت خون خرم بر باد دوست	جوی شیر آزانما کوتشنۂ کوثر بود

و دیگرے برین معنی اشارت کردہ است ؎

حاشا کہ دلم از تو جدا خواہد شد	یا با کسی دیگر آشنا خواہد شد

از مہر تو بگسلد گرا دارد دوست		ور کوئے تو بگزرد کجا خواہد شد

اے برادر آخر شنیدہ کہ اِنَّ الْحُبَّ اَوَّلُهٗ حَیٰوۃٌ وَّاٰخِرُهٗ مَمَاتٌ وَاَوَّلُهٗ خَطَلٌ وَّاٰخِرُهٗ قَتْلٌ اول محبت حیوۃ ست وآخرش ممات واول محبت بکرست وآخرش قتل وَاَوَّلُهٗ کَرَامَۃٌ وَّاٰخِرُهٗ غَرَامَۃٌ واولش کرامت ست وآخرش غرامت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ این مسئلہ را در مکتوب صد و ہفتم از جلد اول کہ بہ محمد صادق کشمیری صدور یافتہ و دو صد و شانزدہم از جلد اول کہ بمیرزا حسام الدین شرف تحریر یافتہ بکمال بسط تحریر فرمودہ اند بآن رجوع آوردہ شود کہ حل بیشترے از شبہات کند در باب ہشتاد و پنج از فتوحات مکیہ[1] مذکورست کَمَا اَنَّ الْاٰیَاتِ وَالْکَرَامَاتِ وَجَبَ عَلَی الرَّسُوْلِ اِظْهَارُهَا مِنْ اَصْلِ دَعْوَاهُ کَذٰلِکَ یَجِبُ عَلَی الْوَلِیِّ التَّابِعِ سَتْرُهَا هٰذَا مَذْهَبُ الْجَمَاعَةِ لِاَنَّهٗ غَیْرُ مُدَّعٍ لَا یَنْبَغِیْ لَهُ الدَّعْوٰی فَاِنَّهٗ لَیْسَ بِمُشَرِّعٍ

[1] فتوحات مکیہ فی اسرار المالکیۃ والملکیۃ از عمدہ و اواخر تصانیف شیخ محی الدین بن عربی المتوفی سنہ ۶۳۸ ست شیخ فرماید کہ ہرگاہ برای حج و عمرہ رفتم در دلم گذشت کہ کتابے در معارف نگارم و درآن ہنگام حق تعالی مرا اطلاع داد و ہرچہ نگارم تا ارباب ولایۃ ازان فائدہ بردارند ترتیب ابواب بہ تقاضائے فکر و نظر نیست بلکہ بہدایت ملک الہام ست گاہی کلامی برجی ذکر می شود کہ آنرا علاقہ از قبل و ما بعد نمے باشد واین مشابہ است بقول حق تعالی حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی کہ در میان آیات طلاق و نکاح و عدت وفات ذکر فرمودہ در ۶۳۶ از تحریر فتوحات فراغ دست داد و افسوس کہ بے دینان در فتوحات سطور چند خلاف مسلک اہل سنت و جماعت درج کردہ اند و ناواقفان آنرا آماج انکار کنند امام شعرانی حین تلخیص فتوحات اصل نسخہ فتوحات یافتہ کہ این عبارات پاک و صاف بود آمدہ

بعدازان می طرازد ثم اعلم اِنَّ تَرْكَ الْكَرَامَةِ قَدْ يَكُوْنُ اِبْتِلَاءً مِّنَ اللّٰهِ
وَهُوَ اَنَّ الْحَقَّ سُبْحَانَهُ تَعَالٰى لَا يُمَكِّنُ هٰذَا الْوَلِيَّ فِيْ نَفْسِهِ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ
جُمْلَةً وَاحِدَةً مَعَ كَوْنِهِ عِنْدَهُمْ مِّنْ اَكَابِرِ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَغْنٰى
خَرْقَ الْعَوَائِدِ الظَّاهِرَةِ بِاللّٰهِ وَقَدْ يَكُوْنُ هٰذَا الْوَلِيُّ قَدْ اَعْطَاهُ
اللّٰهُ فِيْ نَفْسِهِ التَّمَكُّنَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَتْرُكُ ذٰلِكَ كُلَّهُ لِلّٰهِ فَلَا يَظْهَرُ
عَلَيْهِ مِنْهُ مِنْ شَيْءٍ اَصْلًا بعدازان شیخ فرقه ملامتیه آثار کرامات تحریر فرموده می طرازد
وَاَمَّا الصُّوْفِيَّةُ فَيُظْهِرُوْنَ بِهَا وَهِيَ عِنْدَ الْاَكَابِرِ مِنْ رُعُوْنَاتِ النُّفُوْسِ
اِلَّا عَلٰى حَدِّ مَا ذَكَرْنَا اِمْرِ ترجمه تَحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ عَلٰى تَفَاوُتِ
حَالَاتٍ گاہے مستحسن باشد گاہی واجب حق تعالے جل شانه فرماید وَاَمَّا
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ درین لفظ دلیل ست برانکه نعمتهاے خدا که بر خود باشد
بیان کردن مستحب ست لیکن وقتیکه غرض صحیح درمیان باشد مثل اشاعت
شکر پروردگار بزبان یا حصول اقتدا مردم دیگر باشد شیخ سلیمان جمل در حاشیه
جلالین می نگارد وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ اِذَا عَمِلْتَ خَيْرًا فَحَدِّثْ بِهٖ
اَخَاكَ لِيَقْتَدِيَ بِكَ یعنی حضرت امام حسن رضی الله عنه فرموده که هرگاه
نیکوکاری کنی به برادران خود ازان اطلاع کن تا بتو اقتدا کنند ازین تقریر نمایان
است که در اظهار نعمهاے الٰہی نه صرف تادیه شکر مقصود می باشد بلکه گاہی
اقتدا ملحوظ می باشد تا دیگران بوے اقتدا کنند علامه جلال الدین سیوطی در
تفسیر درّ منثور درین باب احادیث کثیره آورده چند احادیث درین محل
مذکور مے شود *

عه ای نعمت پروردگار خود ذکر کن ۱۲

عن ابی نضرة رضی الله عنه قال كان المسلمون یرون ان
من شكر النعمة ان تحدث بها ہرگاہ نزد اہل حل وعقد ذکر نعمت شکر نعمت
باشد پس چرا نعم الٰہی بر زبان نرود وعن النعمان بن بشير رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی المنبر من لم یشكر
القليل لم يشكر الكثير ومن لم يشكر الناس لم يشكر الله والتحدث
بنعمة الله شكر وتركها كفر والجماعة رحمة یعنی سرور عالم صلی الله علیه
وسلم بر سر منبر فرموده ہر کہ شکر قلیل نکرد شکر کثیر نکرد وہر کہ شکر انسان نکرد
شکر خدا نکرد وتحدیث بنعمة الله شکر ست وترک آن کفر وجماعت رحمت ست
ازین حدیث صریح ظاہر ست کہ نعماے باری تعالی را مخفی داشتن فی نفسه کفران ست
پس تحدیث بنعمة الله کہ شکر ست امری باشد ضروری اگرچہ این حدیث ضعیف
ست مگر چون درین باب احادیث کثیرہ وارد اند ونیز در فضائل اعمال عمل بحدیث
ضعیف صحیح ست لہذا لائق احتجاج باشد امام شعرانی در لطائف المنن والاخلاق
فی بیان وجوب التحدث بنعمة الله علی الاطلاق می طرازد وقد روی
الطبرانی والبیهقی وغیرهما مرفوعا التحدث بالنعمة شكر زاد فی
روایة البیهقی وتركه یعنی الشكر كفر یعنی تحدیث بنعمت الله
شکر ست وترک آن کفر واخرج ابن جریر فی تفسیره وغیره عن ابی
نضرة الغفاری قال كان المسلمون یرون ان من شكر النعمة
اظهارها والتحدث بها بقوله تعالی لئن شكرتم لازيدنكم
ولئن كفرتم ان عذابی لشدید فتوعدهم علی كفرهم

بِالنِّعْمَةِ بِالْعَذَابِ الشَّدِيْدِ یعنی طریقهٔ مسلمانان آن بود که اظهار نعمت را شکر می‌دانستند
حق تعالی فرماید لَئِنْ شَكَرْتُمْ الآیه درین آیه کفران نعمت را به عذاب شدید
وعده می فرماید هرگاه شکر نعمت اظهار نعمت باشد مامور به باشد ازهمین جاست
که حضرات انبیاء علیهم الصلوٰة والسلام و اولیاء الله و علمای کرام رضی الله عنه تحدیث
بنعم کرده اند بلکه فرشتگان نیز وازتحدیث فرشتگان ست وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ونیز اِنَّا لَنَحْنُ الصَّادِقُوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ
واز تحدیث انبیاء الله قول حضرت یوسف علیهم السلام ست اِجْعَلْنِیْ عَلٰی
خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ و قول حضرت داود و سلیمان علیهما
السلام ست اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ و قول
سلیمان علیه السلام ست عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اِنَّ هٰذَا
لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ و قول عیسی علیه السلام اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ
وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ الآیه و قول حضرت نبینا
صلی الله علیه وسلم اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ
الْاَرْضُ وَاَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فَخْرَ آنحضرت صلی
الله علیه وسلم که سیادت خود را مخصوص به یوم حشر فرمود منشا آن اینست
که بروز قیامت مجمع اولین و آخرین خواهد بود پس سیادت وی صلی الله علیه
وسلم بر تمامی اولین و آخرین متحقق خواهد گشت چون علو آنحضرت صلی الله علیه وسلم
از سیادت ولد آدم نبود بلکه فخر از عبودیت می باشد فرمود و لا فخر و در لطائف المنن
مذکور ست قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ لَمْ یَبْلُغْنَا اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْعَارِفِیْنَ نَهٰى

نَفْسَهُ رِيَاءً وَسُمْعَةً وَاِنَّمَا ذَكَرَهَا لِغَرَضٍ صَحِيْحٍ شَرْعِيٍّ كَمَا قَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ الْحَدِيْث یعنی بنی دانم که کلامی از عارفین
تزکیۂ نفس خویش از ریا کرده باشد بلکه هر که چنین کند بغرض صحیح شرعی کند نه از ریا
سرورِ عالم صلی الله علیه وسلم فرماید من سردار اولادِ آدمم اما تحدیث اولیاء الله رضی الله
عنهم پس شنیدنی ست که از دیلمی وابونعیم مروی ست اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ
عَنْهُ صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَوْمًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَيَّرَنِيْ لَيْسَ فَوْقِيْ اَحَدٌ
ثُمَّ نَزَلَ فَقِيْلَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا قُلْتُ ذٰلِكَ اِظْهَارًا لِلشُّكْرِ
یعنی عمر رضی الله عنه روزے بر منبر آمد و فرمود که شکر مر خدائی است که مرا بوجهی گردانید
که فوق من کسی نیست پس از منبر فرود آمد صحابه درین باب پرسیدند حضرت عمر
رضی الله عنه فرمود که برائے اظهار شکر گفته ام ملاحظه فرمودنی ست که این
چنین جمله تعلی را برائی اظهار شکر گفته قیصری علیه الرحمة در شرح نصوص از امیر المؤمنین
علی علیه السلام نقل کرده که در خطبه فرموده اَنَا نُقْطَةُ بَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ اَنَا جَنْبُ
اللّٰهِ الَّذِيْ فَرَّطْتُمْ بِهٖ وَاَنَا الْقَلَمُ وَاَنَا اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ وَاَنَا الْعَرْشُ وَاَنَا
الْكُرْسِيُّ وَاَنَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ اِلٰى اٰخِرِ مَا قَالَ حضرت
شیخ ابوالحسن شاذلی فرماید لَا يَكْمُلُ شُكْرُ الْعَبْدِ حَتّٰى يَرٰى نِعْمَةً مَّلُوْكَ الدُّنْيَا
دُوْنَ نِعَمِهٖ یعنی شکر عبد تا وقتی کامل نمی شود که نعمت ملوک دنیا را از نعمتی که بوے
عطا شده حکم ندانَد حضرت سری سقطی فرماید لَا فَرْقَ بَيْنَ قَوْلِ الْعَبْدِ اِنَّ
اللّٰهَ خَلَقَنِيْ وَرَزَقَنِيْ وَصَوَّرَنِيْ وَعَلَّمَنِي الْعِلْمَ وَالْقُرْاٰنَ وَجَعَلَنِيْ
مُبَارَكًا وَبَيْنَ اَنْ يَّقُوْلَ اَنَا وَلِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا مِنَ الْعُلَمَاءِ الْعَامِلِيْنَ

وَنَحْوُ ذٰلِكَ چون بخیال مرحوم میان این الفاظ فرق هست وظلفتی وصوفی با کے
ندارند فاما بر قائل انا ولی الله لب تعنت کشایند مگر اندک تامل آشکار گردد که انا
ولی الله گفتن باکی ندارد الله تعالی هر مومن را ولی گفته می فرماید اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
پس هرگاه الله تعالی ولی مومنان باشد مومنان ولی باری تعالی باشند پس در انا
ولی الله گفتن باکی نخواهد بود شیخ علی شاذلی ربیب شیخ ابی المواهب می گوید که چون
شاذلیه به ثنائے نفوس خود لب می کشادند از شیخ ابی المواهب که مریدش بودم
می گفتم که به فقیر کی روا بود که زبان خود را به ثنا کشاید تا آنکه بمقامی رسیدم که
بعد فوز آن مقام شاذلیه ثنائی خود می کردند پس دیدم که بعد رسیدن آن مقام
بر فقیر واجب ست مدح خود کردن و شکر قلبی درین مقام کافی نمی باشد بلکه
بر اظهارش مجبور می شود تا عام وخاص بران اطلاع یابد امام شعرانی در لطائف
می نگارد فَاِیَّاكَ یَا اَخِیْ اَنْ تُبَادِرَ الْاِنْكَارَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ الْعَارِفِیْنَ
اِذَا مَدَحَ نَفْسَهٗ وَتَحْمِلُهٗ عَلَی الْاَغْرَاضِ النَّفْسَانِیَّةِ بَعْدَ اِطِّلَاعِكَ
عَلٰی هٰذِهِ الْاَدِلَّةِ وَالنُّقُوْلِ الَّتِیْ ذَكَرْنَاهَا وَعَلَیْكَ اَنْ تَحْمِلَهُمْ
عَلٰی اَحْسَنِ الْمَحَامِلِ یعنی اگر کسی از عرفا مدح سرائی کند بران انکار نشاید و بر اغراض
نفسانی محمول نباید کرد بلکه آن را باحسن محامل حمل باید کرد و بیشتری از علماء اعلام
مناقب و مدائح خود در کتب و رسائل تحریر کرده اند چنانچه نام نامی شان مذکور میشود
شیخ امام فقیه محدث عبد الغفار الفارسی علامه عماد کاتب اصفهانی شیخ امام مقری
الفقیه یاقوت الحموی شیخ علامه لسان الدین بن الخطیب شیخ ابو عبد الله القرشی
شیخ ابو الربیع المالکی شیخ صفی الدین بن ابی المنصور شیخ ابو شامه شیخ حافظ

تقی الدین فارسی شیخ ابوحیان حافظ ابن حجر شیخ جلال الدین سیوطی
عبد الوہاب شعرانی وغیرہم در لطائف المنن مذکور ست وَكَانَ الْحَسَنُ
الْبَصْرِيُّ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ أَيْ
يَعُدُّ الْمَصَائِبَ الَّتِي تُصِيبُهُ وَيَنْسَى التَّحَدُّثَ بِالنِّعَمِ یعنی حسن بصری
در تفسیر آیۃ کہ ترجمہ اش اینست بتحقیق انسان برائے رب خود ناشناس
ست می فرمود کہ صورتش اینست کہ چون از انسان مصیبت دور شود و رنج
براحت مبدل گردد روی آسائش بیند و او تحدث نعمت را فراموش کند
وَرَوَى أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ سَبَبِ
سَلْبِ بَلْعَامِ بَاعُورَ بَعْدَ تِلْكَ الْآيَاتِ وَالْكَرَامَاتِ فَقَالَ إِنَّ بَعْضَ
الْأَنْبِيَاءِ سَأَلَ رَبَّهُ عَنْ سَبَبِ ذَلِكَ فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالَى إِلَيْهِ أَنَّهُ لَمْ يَشْكُرْنِي
يَوْمًا قَطُّ عَلَى مَا أَعْطَيْتُهُ وَلَوْ شَكَرَنِي عَلَى ذَلِكَ مَرَّةً وَاحِدَةً لَمَا
سَلَبْتُهُ نِعْمَتِي وَلَكِنْ جَرَى بِذَلِكَ قَضَائِي وَتَمَّتْ فِيهِ إِرَادَتِي وَمَشِيَّتِي
یعنی از وہب بن منبہ سوال کردہ شد کہ بعد این چنین آیات و کرامات از
بلعم باعور چرا نعمت سلب کردہ شد گفت کہ بعض انبیا علیہم السلام از
حق تعالے جل شانہ از سببش سوال کردند وحی آمد کہ او گاہے شکر نعمائی
الٰہی نکرد اگر یکبار شکر می کرد از وے سلب نعمت من نمی شد مشائی قضا و قدر
ہمین بود ہر گاہ بسبب عدم تحدث بنعمۃ اللہ محنت سابقہ را اُلگان و مردم از
حظیرۂ قدس دور افگندہ شود پس چرا تحدث نہ کنند بہجۃ الاسرار از ذکر
نعمائے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ مالامال ست روزے بعد ذکر نعمائے کثیرہ فرمود

یا عزیز انت واحد فی السماء وانا واحد فی الارض یعنی تو در آسمان یکتا ہستی و من در زمین و در مرض موت بہ اولاد خود فرمودہ بینی و بینکم و بین الخلق کلهم بعد ما بین السماء والارض لا تقیسونی باحد ولا تقیسوا علی احدا یعنی درمیان ما و شما و خلق فرق میان آسمان و زمین ست ما را بر کسی و کسی را بر ما قیاس نکنید روزے فرمودہ ما من نبی خلقه الله تعالی ولا ولی الا قد حضر مجلسی هذا الاحیاء بابدانهم والاموات بارواحهم یعنی تمام انبیاء و اولیاء در مجلس ما حاضر شدہ اند زندہ بذات خود و مردہ بارواح خویش روزی ارشاد فرمودہ وکل رجال الحق اذا وصلوا الی القدر امسکوا الا انا وصلت الیه وفتح لی فیه روزنة فولجت فیها ونازعت اقدار الحق بالحق للحق فالرجل هو المنازع للقدر لا الموافق له یعنی دستور تمامی اولیاء اللہ این ست کہ چون بقدر رسند خود را باز دارند مگر من کہ بقدر رسیدم و برائے من روزنے کشادہ شد پس در آمدم در آن و کشیدم اقدار حق را مرد ہمانست کہ منازعت با قدر کند نہ آنکہ با قدر موافق باشد درین مقام دو تا شبہ عوام بعض را رو می شود

اول خلاف قضاء مبرم چون واقع شود جوابش آنست کہ حضرت مجدد رح در مکتوب دو صد و هفدهم از جلد اول کہ بملا طاہر قدسی صدور یافتہ چنان تحریر فرمودہ اند کہ قضائی معلق بر دو گونہ است قضائیست کہ تعلیق او را در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را بران اطلاع دادہ و قضائیکہ تعلیق او نزد خدا است جل شانہ و بس و در لوح محفوظ صورت قضائی مبرم دارد و این قسم اخیر از قضائے

معلق نیز احتمال تبدیل دارد و در رنگ قسم اول از اینجا معلوم شد که سخن سید ع
معروف باین قسم آخر ست که صورت قضائی مبرم دارد نه بقضائے
بحقیقت مبرم ست که تصرف و تبدل در آن محال ست عقلا و شرعا کما لا یخفیٰ
والحق که کم کسی را بحقیقت آن قضا اطلاع ست فکیف که درینجا تصرف نماید انتهی
دوم آنکه در باب سی و نهم از فتوحات مکیه مذکورست فکل صاحب
الادلال فی هذه الدار فقد نقص من المعرفة بالله علی قدر ادلاله
ولا یبلغ درجة غیره ممن لم یکن له الادلال ابدا ان فاته انفاس
کثیرة فی حال ادلاله غاب عما یجب علیه فیها من التکلف الذی ینافی
الاشتغال به الادلال فلیستحی الدنیا بدار الادلال الا تری عتبة الغلام
الجبلی مع ادلاله لما حضرته الوفاة وبقی علیه من انفاسه فی هذه
الدار الدنیا ذلک القدر الزمانی وضع خده فی الارض واعترف
بان الذی هو فیه الآن هو الحق الذی ینبغی ان تکون العبد
علیه فی هذه الدار وسبب ذلک انه کان فی اوقات صاحب
ادلال فما کان الحق یعرف به من حوادث الاکوان
این شبه را دو تا جواب بخیال می گزرد جواب اول هر ادلالے که از ان
شکر باری مقصود نباشد موجب نقص معرفت ست و ادلالے که در شکر
باری مطلوب باشد نقص نیست بلکه مامور به است کما فصلنا و حکایت حضرت
غوث پاک رضی الله عنه بطور شکر ست جواب دوم ادلالے که از مقام
انس باشد منقصت نیست آنچه منعی ادلال از انبیا علیهم و خاصان خداوند تعالے

ہم شدہ است حضرت خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالی در فصل الخطاب می فرماید
باید دانست کہ چنین گفتہ اند کہ توسعات در عبارات و تجوزات در کلمات بطریق
رخص اہل معرفت را بیشتر در سہ حالت ہست استغراق و فنا و سکر حال و انس
و ادلال وقد انشدوا فی وصف المستانسین من المحبوب ع

قوم تخالجہم زہو بسیدہم		والعبد یزہو علی مقدار مولاہ

وقال بعض العارفین الحبیب لا یحاسب والعدو لا یحتسب لہ ولا
یحب اللہ ھذا النوع من الادلال الا لمن اقامہ مقام الانس ولا
یحسن ذلک الا منہ انچہ سبب وضع خد تحریر فرمودہ شد امریست تاسی
بحضرت غوث پاک این را بیان نفرمودہ و کیفیت ادلال کہ در مرض موت
خود فرمودہ و در بہجۃ الاسرار مذکور است پیش ازین بیان کردہ شد شنیدنی
است کہ تزکیہ نفس و اظہار نعمت در صورت باہم التباس دارند لیکن در حقیقت متغایر
اند اگر کمالات را بنفس خود نسبت کند و نسبت آن را بخالق فراموش نماید آن
تزکیہ نفس است حق تعالی فرماید لا تزکوا انفسکم یعنی نفس خود را بہ پاکی یاد
مکنید این چنین تزکیہ تکبر و مذموم ہست و اگر آن را نسبت بخدائی تعالی کند
و خود را فی نفسہ نشاہد داند و اتصاف خود بوجہ رعایت بجمال و قوت الہی بآن
کمالات دانستہ شکر الہی بجا آرد آن را اظہار نعمت گویند این معنی ہر چند در نظر
عوام التباس دارد لیکن نزد خدائے تعالی التباس ندارد واللہ یعلم المفسد
من المصلح حق تعالی می داند مفسد را جدا از مصلح آنانکہ اولیاء اللہ کہ از رذائل نفس
پاک اند متصور نیست مگر اظہار نعمت پس این امر اگر از اتقیا ظہور آید بر او اعتراض نشاید کہ

حسن ظن مامور به است و درین شبهه نیست که اولیاء الله بحالت احتضار انوارے بینند
که بملاحظهٔ آن کیفیت وصل دنیاوی را که مناط عبادت می دانستند هیچ انگارند و این
معنی را بزبان حال و قال آرند پس ضرورست که برای وی محملی صحیح بر آورده شود
تا مورث منقصت کبار اولیاء الله نگردد حضرت سید آدم بنوری رح در خلاصة المعارف
می طرازد که حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی در آخر عمر خود نزدیک باحتضار
در آخر وقت در مناجات خود فرموده اند الٰهی ما ذکرتک الا عن غفلة و
ما خدمتک الا عن فترة چون معلوم است که ذکر و حضور ایشان ظل و اصل
عبارت از شهود و حضور آنجناب است نماز ایشان در حالت کانک تراه است
خواه واصل ظل شد خواه واصل اصل زیرا که واصل هر مرتبه خود را واصل نفس
ذات می داند و اگرچه نمی دانند در علم بود و در دانش خود هم صاحب تمکین بود
پس حضرت شیخ بایزید در آن وقت آخر حضورهای سابق خود را که شهودی
بوده باشند اگر مجهول الکیفیت باشند هم غفلت دانست که حضور اصل مطلوب
نبود فلاجرم از واجب تعالی خود را غافل گفت که گفت ما ذکرتک الا عن غفلة

انتهی سخن گفتگوئی عاشقان در کار رب		جوشش عشق است نی ترک ادب

امر ششم شطح در لغت حرکت را گویند و طاحونه را شطاح خوانند بکثرت تحرک
وی چون آب غلبه کند و در نهر نگنجد گویند شطح الماء فی النهر فالحرکت اسرار
واجدین را گویند چون با ایشان قوت گیرد بجنبشے که بریزد از اناء استعداد
ایشان بمیاه معارف و اسرار الٰهی بعبارتے که عقل از ادراک آن عاجز باشد کذا
فی اللطائف در مکتوب می نگارد اعلم ان الشطح من جملة ما اثم به

فقصد دعهم امتثالا لامرہ ویکون ذلك الامر تنویها بفضلهم
وبیانا لعلو شانهم وتعریفا للغافل بکبیر قدرهم وارشادا الی
التعلق بهم والتوسل برفیع جاههم وسببا لمصالح العباد ونفعهم امام یافعی
در شرح می فرماید که امر با علام الله یا الهام شود یا کشف یا سماع خطاب یا غیر آن بعض
شطح تاویل قبول کند چنانچه برائے ملاقات ابی الغیث بن جمیل رح جماعت فقها
آمدند ابی الغیث بمعائنه حال ایشان فرمود مرحبا بالعبید فی فقها از وحشت
شدند و از اسمعیل محمد حضرمی شکایت آوردند حضرمی جواب او درست گفت
انتم عبید الهوی والهوی عبیده یا سے فی گوید ؎

وبعض له التاویل فی الشطح ظاهر   وبعض لتعریف وبعض لبغتة

شیخ ابن الغیث ابن جمیل گوید الارض ارضی والسماء سمائی در وقت بیهوشی
زمین بسوے نگاشتند ؎

جزت الصفوف الی الحروف الی الهبا   حتی انتهیت مراتب الابداع

یعنی مقامات اولیا یا ملائکه را تجاوز کردی و به سوی علم حروف و اسما و اطلاع
علی الاسرار شدی تا آنکه بمقام تکوین خلق و اختراع شدی ابو الغیث بجواب
فرموده ؎

وتجلی الملك المهیمن واجتبی   فالارض ارضی والسماء سمائی

تخریب بالشطح آن را گویند که حالی عظیم بیان کند تا از قلوب مردم اعتقادش
زائل شود و باو سوی ظن کنند و مقصودش که عدم التفات مردم است حاصل شود
شیخ محی الدین بن عربی فرماید ؎

وعن شبابهم لو بلغت بحقيقة	فقد انزله دعواه منزلة العبا

ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ در کدامی شہر بسبب خوف شہرت زیادہ قیام نمیکرد چون در شہری داخل شد و ذکرش بر زبانہا رفت طبعش ناگوار گردید و خواست تا ضرری دریابد پس در حمام داخل شد دید که لباس فاخره شاہزاده نہاده است که بحمامی تغویص بود و حمامی غافل است پس آن لباس را پوشیده و برد لباس خود پوشیده و بسرعت آمد تا آنکه او را گرفتند و لباس از تنش بر آوردند و یسمونه في تلك البلدة لص الحمام فقال لنفسه هنا طاب المقام اشتباه ایا برای این فعل دلیل فقهی ست انتباه بلی هر گاه دوای امراض جسمانی به محرمات جائز ست پس تداوی قلوب که محل معرفت و نور نسبت الشی مخطور به اولی جائز باشد با آنکه در ہر دو مرض فرق بین ست مرض اجسام رحمت حسنات ست و مرض قلوب تہمت ہلکات و این ہذا لسائل الابدان من هذا الادیان امام یاسمی فرماید

نجاست ہلاکت ابدان بمقابلہ ہلاکت ادیان

وبعض الى التخريب مال تسترا	لكيلا يرى فيه الصلاح ويحمدا
بلا اوى لقلب في حرام مخفف	لجسم وهل اولى جواز امؤكدا
لان سقام الجسم اجر ورحمة	وبالضد سقم القلب للدين مفسدا
كما فعل الخواص في لبس خلعة	ابن ملك في حمام لغسل تجردا
ليدعوه لصا ثم تذهب شهرة	فلا وقطين عن صالح متعبدا

قید حرام مخفف ازان ست که علاج بحرام مغلظ جائز نیست و اقدام بر حرام وقتی جائز خواهد بود که بنور معرفت دریابد که اگر مرتکب حرام نشود او را ضرری از ارتکاب

حرام زیاده تر خواهد رسید تعهد الزلافی گناه استغفار کرده می شود تا وقتیکه کار از
ارتکاب بمجرده بر آید از ارتکاب حرام جائز نیست درین مقام چند اقوال شطح نگاشته
می شود الولایة افضل من النبوة توجیهاتے وارد اول آنکه
عموماً ولایت از نبوت افضل باشد زیرا که ولایت نسبت مع الله و استفاضه
از حضرت تقدس و تعالی است پس در آن رو بحق باشد و نبوت اخبار بخلق
و افاضت برکت بر ایشان است کو دران رو بخلق باشد و رو بحق افضل است از
رو بخلق پس ولایت افضل باشد از نبوت این کلام منافی شرع است زیرا که
بالاتفاق انبیاء افضل اند از اولیاء چه نبوت قصی مراتب فرد بشر است درین
جهان مرتبه بالاتر انسان نیست هر درجه و مرتبه که ولی را بود لامحاله نبی را
حاصل است و نبوت صرف رو بخلق نیست که توهم مفضولیت نبوت از ولایت
گردد بلکه در نبوت رو بخلق است و هم رو بحق ظاهرش با خلق است و باطنش با حق
پس انبیا جامع و شامل هر دو نسبت مذکوره اند چه ولایت جزو نبوت است و نبوت
کل و وجود نبوت بدون وجود ولایت غیر ممکن که الکل اعظم من الجزء
پس نبوت افضل باشد از ولایت دوم آنکه ولایت افضل است بعد از نبوت
درین فقره من بمعنی بعد است چنانکه در اطعمهم من جوع گوییم که این توجیه خلاف
قواعد ادب است زیرا که در فقره الولایة افضل من النبوة من تفضیلیه است
و من تفضیلیه بمعنی بعد نمی باشد پس چگونه استعمالش بمعنی بعد جائز خواهد بود سوم آنکه
ولایت نبی افضل از نبوت تشریعی و رسالت اوست همین است مسلک شیخ
محی الدین ابن عربی رح ولایت عام است مر جمله موجودات کامله را تا آنکه هر مؤمن را

ولی ست اگر بسبب دنو رتبه عرفا هر مومن را ولی نخوانند همچنان هر نبی ولی اند
اگر چه عرفا نبی را ولی نگویند وحق تعالی جل شانه خود را ولی خوانده چنانچه می فرماید
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا و جای می فرماید هُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ پس ولایت منقطع نه شود
زیرا که کمالات عموما منتفی نه شوند اگر چه نبوت بمعنی تشریع بعد ختم الانبیاء
منقطع گردید مگر نبوت عامه و ولایت عامه باقی اند چون ایشان ثبوت احکام
بقوت اجتهادیه نمایند در تشریع با ایشان وراثت حاصل شد در حدیث ست اَلْعُلَمَاءُ
وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وراثت احکام منصوصه ظاهر ست اما در احکام اجتهادیه هر
مسئله را که مجتهد بقوت اجتهاد استخراج نماید مجتهد را بران فتوی و عمل
واجب باشد هرگاه نبی کلامی کند که از قبیل تشریع نباشد یعنی آن کلام از قبیل
احکام فرعیه و اصلیه که عامه را بران اعتقاد واجب ست نباشد بلکه غیر آن
باشد مثل ذکر احوال صوفیه و مقامات ایشان و غیر آن این چنین ذکر به حیثیت
نبوت تشریعی نباشد بلکه بحیثیت ولایت و عرفان باشد و مقام او مِنْ حَيْثُ
هُوَ عَالِمٌ وَوَلِيٌّ اتم و اکمل باشد از ولایت مِنْ حَيْثُ هُوَ رَسُوْلٌ وَذُوْ تَشْرِيْعٍ
و نص عزیزیه در شرح داود قیصری مذکور ست اَلْوَلَايَةُ جِهَةٌ حَقَّانِيَّةٌ
فَهِيَ اَبَدِيَّةٌ وَالنُّبُوَّةُ جِهَةٌ خَلْقِيَّةٌ فَهِيَ مُنْقَطِعَةٌ غَيْرُ اَبَدِيَّةٍ فَاِذَا
سَمِعْتَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَقُوْلُ اَوْ يُنْقَلُ اِلَيْكَ عَنْهُ
اَنَّهُ قَالَ الْوَلَايَةُ اَعْلٰى مِنَ النُّبُوَّةِ فَلَيْسَ يُرِيْدُ ذٰلِكَ الْقَائِلُ
اِلَّا مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ اَنَّ الْوَلَايَةَ اَعْلٰى مِنْ نُبُوَّتِهِ لِاَنَّ وَلَايَةَ
الْوَلِيِّ اَعْلٰى مِنْ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ وَذٰلِكَ كَمَا نَقُوْلُ فِيْمَنْ يَكُوْنُ عَالِمًا

تاجراً خیاطاً ھو من حیث انہ عالم اعلیٰ مرتبۃ من حیث انہ تاجر وخیاط ومن حیث انہ تاجر اشرف من حیث انہ خیاط او یقول ان الولی فوق النبی والرسول فانہ یعنی بذلک فی شخص واحد وھو ان الرسول من حیث انہ ولی اتم منہ من حیث ھو نبی ورسول لان الولی تابع ش ای للرسول صلعم اعلیٰ منہ فان التابع لا یدرک المتبوع ابداً فیما ھو تابع لہ فیہ اذ لو ادرکہ لم یکن تابعاً امام شعرانی در الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر می طرازد اَمَّا قال الشیخ اختلف الناس فی نبوۃ النبی وولایتہ ایھما افضل والذی اقول لہ ان ولایتہ افضل بشرف المتعلق ودوامھا فی الدنیا والاخرۃ بخلاف الرسالۃ فانھا متعلق بالخلق وتنقضی بانقضاء التکلیف انتہی ووافقہ علی ذلک الشیخ عز الدین بن عبد السلام فالکلام فی رسالۃ النبی مع ولایتہ لا فی رسالتہ ونبوتہ مع ولایۃ غیرہ شیخ علاء الدین قونوی در شرح تعرف می نگارند کہ در ولایت ونبوت عموم خصوص مطلق ست ہر نبی ولی ست ولا عکس پس مطلب این ست کہ النبی صلعم من حیث کونہ ولیاً افضل من حیث کونہ نبیاً واز این محظور لازم نمی آید زیرا کہ تفضیل ولی بر نبی وقتی قابل التسلیم بود کہ کدامی نبی ولی نبی بود پس در نبی ولایت ست ونیز نبوت کہ اجل واشرف ست علامہ عز الدین بن عبد السلام گوید کہ مقام نبوت افضل از مقام رسالت

است چنانکه ابن الحاجه در شرح جمع الجوامع حکایت کرده زیرا که نبوت مقام علم
است پس این از طرفین متعلق بالله تعالی است و رسالت مقام تبلیغ است پس این
متعلق بخلق است ازین مقاله تفضیل نبی بر رسول لازم نمی آید زیرا که هیچ رسول
غیر نبی باشد شیخ محی الدین ابن عربی در کتاب مقام التقرب در تحقیق قول
اَلْوَلَایَۃُ فِی النُّبُوَّۃِ الْکُبْرٰی وَالْوَلِیُّ الْعَارِفُ فَوْقَ مَرْتَبَۃِ الرَّسُوْلِ
می نگارد و درینجا اعتبار اشخاص مِنْ حَیْثُ هُوَ اِنْسَانٌ نیست و فضل و شرف در جنس
نیست بلکه تفاضل بمراتب است انبیاء صلوات الله علیهم و سلم بر خلق تفضیل بمراتب
است پس برائی نبی صلی الله علیه و سلم مرتبه ولایت و معرفت و رسالت بوده است
و مرتبه ولایت و معرفت همیشه باشد و مرتبه رسالت بسبب انقطاع تبلیغ منقطع
گردد و فضل دائم باقی است وَالْوَلِیُّ الْعَارِفُ مُقِیْمٌ عِنْدَہٗ وَالرَّسُوْلُ خَارِجٌ
وَحَالَۃُ الْاِقَامَۃِ اَعْلٰی مِنْ حَالَۃِ الْخُرُوْجِ فَهُوَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ کَوْنِهٖ وَلِیًّا وَعَارِفًا اَعْلٰی وَاَشْرَفُ مِنْ کَوْنِهٖ رَسُوْلًا وَهُوَ الشَّخْصُ
بِعَیْنِهٖ وَاخْتَلَفَ مَرَاتِبُهٗ لَا اَنَّ الْوَلِیَّ مِنَّا اَرْفَعُ مِنَ الرَّسُوْلِ نَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنَ الْخِذْلَانِ چهارم آنکه این کلام از شطحیات است همین است مسلک
حضرت مجدد علیه الرحمة در مکتوب صد و هشتم از جلد اول مذکور است بعضی از مشائخ
در سکر وقت گفته اند که ولایت افضل از نبوت است و بعضی دیگر ازین ولایت
ولایت نبی خواسته اند تا وهم فضیلت ولی بر نبی دفع شود اما فی الحقیقت کار برعکس است
زیرا که نبوت نبی از ولایت وی افضل است و در ولایت از تنگی سینه رو بخلق نمی
تواند آورد و در نبوت او بکمال انشراح صوری شد توجه حق سبحانه مانع توجه خلق است

ونه توجه خلق مانع توجه حق تعالی در نبوت تنها رو بخلق نیست تا ولایت را اگر رو بحق دارد
ترجیح بودی بر هند عیاذاً بالله سبحانه رو بخلق تنها امر عوام کالانعام ست
شان نبوت ازان برترست فهم این معنی ارباب سکر را دشوارست اکابر مستقیم الاحوال
باین معرفت ممتاز اند هنیئاً لارباب النعیم نعیمها حضرت بایزید بسطامی قدس سره
فرموده خیمه برپهلوی عرش زده ایم یعنی مراد از عرش قلب مومن باشد یعنی متعارج عرش
هستیم حضرت بایزید فرماید لوائی ارفع من لواء محمد برای تصحیح این کلام
چند توجیهات کرده اند توجیه اول آنست که لوای محمد جبرئیل بود و لوای
بایزید محمد صلی الله علیه وسلم پس لوای بایزید از لوای محمد برتر باشد این توجیه بقول
حضرت موسی علیه السلام می ماند که در مناجات خود فرموده ست الهی آنچه در کلبهٔ گدائی
هست در خزانهٔ خسروی تو نیست ندا شنید که ای موسی آن چیست که تو داری
من ندارم عرض نمود الهی همچو توئی دارم و تو همچو خودی نداری می گویم که این توجیه
صحیح نیست زیرا که جبرئیل علیه السلام بلسان شرع یا عرف معتبر بلوا محمد نیست توجیه
دوم آنکه این احکایة عن الحق سبحانه تعالی گفته همچو ظهور کلمهٔ انی انا الله از
درخت بهر موسی علیه السلام توجیه سوم من بمعنی بعدست چنانکه اطعمهم من
جوع یعنی طعام داد ایشان را بعد از جوع نزد راقم این توجیه نیز راست نمی آید زیرا که
من بمعنی بعد در کتب نحو و تفاسیر موجوده از نظر نگذشته و این من تفضیلیه است
و درین محل زینهار من بمعنی بعد صحیح نخواهد بود توجیه چهارم ولایت افضل ست از
نبوت پس معنی چنین باشد که لوای ولایت من افضل ست از لوای نبوت این توجیه
هم صریح البطلان است زیرا که ولایت هیچ ولی بر نبوت فاضل نیست و در لقاء شرفی

مذکورست اما قوله يكون الناس تحت لواء محمد يوم القيامة محمد
عليه الصلوة والسلام يكونون تحت لوائنا وقوله لوائي أعظم
من لواء محمد صلى الله عليه وسلم فقالوا قيل لأبي يزيد يكون الناس
تحت لواء محمد عليه الصلوة والسلام يوم القيامة قاله وهو في غلبة
الحال وقوة السكر فأجراها الله تعالى على لسانه من غير قصده فيكون
مضافا إلى الله تعالى لا إلى أبي يزيد وقال الجامع اللواء على نوعين لواء
يكون لله تعالى وهو لواء الخاص وهم الفقراء والعارفون ولواء
يكون لمحمد صلى الله عليه وسلم وهو لواء العوام فهم يكونون تحت لواء محمد
صلى الله عليه وسلم ومحمد عليه الصلوة والسلام مع الخواص يكون تحت
لواء الله تعالى واحشرني في زمرة المساكين على سبيل التواضع فقول
أبي يزيد لوائنا ولوائي أراد به الله تعالى إلا أنه أضاف إلى نفسه بسبب
الاختصاص لأجل الفقر والمعرفة وقد يضاف الشيء إلى الشيء بأدنى ملابسة
بينهما حضرت بايزيد بسطامی فرموده سبحاني ما أعظم شاني علامہ
قطب الدين قسطلانی گوید وتكلم أهل الطريق في الشطحية فمن تكلم في شرح
معناه الجنيد وسواه فنقل عن الجنيد أنه قال فيه جرت عليه أوقات
الغفلة ثم صحا فقال ذلك يعني حيث صحوت بربي وقيل نظر إلى ذكر الله
تعالى القديم له فغاب بذلك عن حدوثه وصفاته فقال سبحاني إذ كنت
محموداً في الذكر المصون ولا ماء ولا طين قال القسطلاني قلت ويحتمل
أن تكون قامت به في ذاته صفة من العظمة والجلال فلا شيء معها

عِندَهُ وجودُ ذاتِهِ فيشهدُ تلكَ الصفةَ ويغيبُ عن وجودِهِ فنطقَ معبّراً عن تلكَ الصفةِ المُشاهَدةِ مُنزِّهاً لها بعظمةِ شأنِها فظنَّ السامعُ انّه يعني نفسَهُ وهو لم يرَ لها وجوداً فيكونُ معبّراً عنها بل عبّرَ عن تلكَ الصفةِ القائمةِ فيه

شعر

خواجه بگو که من منم من نه منم نه من منم — جان من است او درتنم من نه منم نه من منم
فاش و نهان او منم گنج و روان او منم — گوهر کان او منم من نه منم نه من منم

بایزید بسطامی فرماید لا اله الا انا فاعبدون در تاویل این کلام مولوی معنوی در مثنوی می فرماید

شعر

با مریدان آن فقیر محتشم — بایزید آمد که یزدان نک منم
گفت مستانه عیان آن ذوفنون — لا اله الا انا ها فاعبدون
چون گذشت آن حال گفتندش صباح — تو چنین گفتی و نبود این صلاح
گفت این بار ار کنم این مشغله — تیغ ها بر من زنید آندم هله
حق منزه از تن و من با تنم — چون چنین گویم بباید کشتنم
چون وصیت کرد آن آزاده مرد — هر مریدی کاردی آماده کرد
مست گشت او باز از استغراق زفت — آن وصیت هاش از خاطر برفت
عشق آمد عقل او آواره شد — صبح آمد شمع او بیچاره شد
عقل چون شحنه است چون سلطان رسید — شحنه بیچاره در کنجی خزید
عقل سایه حق بود حق آفتاب — سایه را با آفتاب او چه تاب
چون پری غالب بود بر آدمی — گم شود از مرد وصف مردمی

هر چه گوید آن پری گفته بود   زین سری نه زان سری گفته بود
چون پری را این دم و قانون بود   کردگار آن پری خود چون بود
آدمی خود رفته پری خود او شده   ترک بی الهام تازی گو شده
چون به خود آید نداند یک لغت   چون پری را هست این ذات و صفت
پس خداوند پری و آدمی   از پری کی باشدش آخر کمی
شیرگیر از شیر کی ترسد بگو   شرح راه از کور کی پرسد بگو
شیرگیر ار خون نره شیر خورد   تو بگویی او نکرد آن باده کرد
در سخن پرداز از زر کهن   تو بگویی باده گفتست آن سخن
باده را چون بود این شر و شور   نور حق را نیست آن فرهنگ و زور
گر ترا از تو بکل خالی کند   تو شوی پست او سخن عالی کند
گرچه قرآن از لب پیغمبر ست   هر که گوید حق نگفت او کافر ست
چون همای بیخودی پرواز کرد   آن سخن را بایزید آغاز کرد
عقل را سیل تحیر در ربود   زان قوی‌تر گفت کاول گفته بود
نیست اندر جبه ام الا خدا   چند جویی در زمین و در سما
آن مریدان جمله درهم آمدند   تیغها بر جسم پاکش می‌زدند
هر یکی چون ملحدان در گرد کوه   کارد می‌زد پیر خود را بی ستوه
هر که اندر شیخ تیغی می‌خلید   باژگونه او تن خود می‌درید
وانکه او را زخم اندر سینه زد   سینه اش بشگافت شد مرده ابد
یک اثر نی بر تن آن ذوفنون   وان مریدان خسته و غرقاب خون

هر که او سوی گلویش زخم برد ‌ ‌ ‌ حلق خود بدریده و بیدوزار مرد
وانکه آگه بود زان صاحبقران ‌ ‌ ‌ دل نداد‌ش که زند زخم گران
نیم دانش دست او البته کرد ‌ ‌ ‌ جان به برد الا که او را خسته کرد
روز الجنگ و آن مریدان کاسته ‌ ‌ ‌ نوحها از جانشان برخاسته
پیش او آمد هزاران مرد و زن ‌ ‌ ‌ که دو عالم درج در یک پیرهن
این تن تو گر تن مردم بدی ‌ ‌ ‌ چون تن مردم ز خنجر گم شدی
با خودی یا بیخودی دو چار زد ‌ ‌ ‌ با خود اندر دیدهٔ خود خار زد
ای زده بر بیخودان تو ذوالفقار ‌ ‌ ‌ بر تن خود میزنی آن هوشدار
زانکه بیخود فانیست و ایمنست ‌ ‌ ‌ تا ابد در ایمنی او ساکنست
نقش او فانی و او شد آینه ‌ ‌ ‌ غیر نقش روی غیر آنجا نه
گر کنی تف سوی روی خود کنی ‌ ‌ ‌ ور زنی بر آینه بر خود زنی
ور ببینی روی زشت آن هم تویی ‌ ‌ ‌ ور ببینی عیسی مریم تویی
او نه اینست و نه آن او ساده است ‌ ‌ ‌ نقش تو در پیش تو بنهاده است
چون رسید اینجا سخن لب در ببست ‌ ‌ ‌ چون رسید اینجا قلم در هم شکست
لب ببند ارچه فصاحت دست داد ‌ ‌ ‌ دم مزن والله اعلم بالرشاد
بر لب بامی تو ای مست مدام ‌ ‌ ‌ پست بنشین یا فرود آ والسلام
هر زمانی که شوی تو کامران ‌ ‌ ‌ آن دم خوش را کنار بام دان
بر زمان خود را هراسان باش تو ‌ ‌ ‌ همچو گنجی خفیه کن نی فاش تو

رمز اقوال شال انه بی خودی و بی اطلاعی حضرت سلطان العارفین

ابو یزید بسطامی رحمة الله علیه و بر گویائی حضرت حق از زبان او حضرت خواجه پارسا در فصل الخطاب می فرماید که بایزید گفته سبحانی ما اعظم شانی یعنی جرى ذلك على لسانه في معرض الحكاية عن الله تعالى في سكر وغلبات حال كما ورد في الحديث الصحيح خبرا عن الله سبحانه فبي ينطق وبي يعقل وبي يسمع وبي يبصر و در آداب المریدین شیخ ابو النجیب عبد القاهر بن محمد السهروردی مذکور است واما الشطحيات المحكيات عن ابي يزيد وغيره فذلك عن غلبة الحال وقوة السكر وغلبات الوجد فلا قبول لها ولا رد امام غزالی در مشکوة الانوار می فرماید العارفون بعد العروج الى سماء الحقيقة اتفقوا على انهم لم يروا في الوجود الا الواحد الحق لكن منهم من كان له هذه الحال عرفانا علميا ومنهم من صار له ذلك حالا ذوقا وانتفت عنهم الكثرة بالكلية واستغرقوا بالوحدانية المحضة فاستوفيت فيها عقولهم فصاروا كالمبهوتين فيه ولم يبق فيهم متسع لذكر غير الله

ولا لذكر انفسهم

ايضا فلم يكن عندهم الا الله فسكروا سكرا دفع دونه سلطان عقولهم فقال احدهم انا الحق وقال الآخر سبحاني ما اعظم شاني وقال الآخر ما في جبتي الا الله وكلام العشاق في حال السكر يطوى

ولا يحكى فلما خف عنهم سكرهم وردوا الى سلطان العقل
الذى هو ميزان الله فى ارضه عرفوا ان ذلك لم يكن
حقيقة الاتحاد مثل قول العاشق فى وقت فرط عشقه انا من
اهوى ومن اهوى انا ولا يبعد ان يرى الانسان مرآة
فينظر فيها ولم ير المرآة قط فيظن ان الصورة التى رآها هى
صورة المرآة متحدة بها ويرى الخمر فى زجاجة فيظن
ان الخمر لون الزجاج فاذا صار ذلك عنده مالوفا ورسخ
فيه قدمه استغرقه وقال ع

رق الزجاج ورقت الخمر	فتشابها فتشاكل الامر
فكانه خمر ولا قدح	وكانما قدح ولا خمر

خضت بحرا وقف الانبياء بساحله در حشر المحاسن مذكور ست
كيف يقال عنه انه قال خضت بحرا وقف الانبياء بساحله فان
صح هذا القول عنه فينبغى ان يحمل على صدوره عنه فى حال
السكر او على انهم وقفوا ليعبروا فى ذلك البحر من رأى
فيه اهلية العبور ويمنعوا من ليس فيه اهلية او ليدركوا
من رأوه اشرف على الغرق او نحو ذلك مما فيه نفع الغير
كما يقف الافضل يشفع فى دخول الجنة ويدخل المفضول
او ما قال بعضهم ان وقوفهم وقوف صدور لا وقوف
ورود واز حافظ ابن حجر سوال كردند كه ازين قول بايزيد تنقيص انبيا لازم
آيد جواب داد اين قول لم يصح عنه وان صح فمعناه جميع بالشئ

وفرق بين أن يقول أحمر فتح وبين أن يقول كما أنه
فلاح وهذه الحالة إذا غلبت سميت بالإضافة
إلى صاحب الحالة فناء الفناء لأنه فنى عن نفسه
فأفنى عن فنائه فإنه ليس يشعر بنفسه في تلك الحال
ولا بعدم شعوره بنفسه ولو شعر بعدم شعوره بنفسه
لكان قد شعر بنفسه ويسمى هذه الحالة بالإضافة
إلى المستغرق به بلسان المجاز اتحادا وبلسان الحقيقة
توحيدا ووراء هذه الحقائق أسرار يطول الخوض
فيهما حضرت بايزيد بسطامى عليه الرحمة گويد

الأولياء مما أعطي الأولياء كرق بلا عسل ورشحت
منه رشحات هي ما أعطي الأولياء وكان في باطن الرق هو
ما أعطي الأنبياء ووقوفهم بساحله ليخبروا من رآه فيه
أهلية أو ليه [illegible] من رآه أشرف على الغرق فهذا
القول إن لم يكن صدر منه حال السكر يتعين تأويله
بما يليق بجلالة الأنبياء بمثل ما ذكرت مما فيه نفع
للغير كما يقف الأفضل يشفع في دخول الجنة ويدخل
المفضول حافظ سيوطى در رسالهٔ تنبيه الغبى بتبرئة ابن عربى مى نگارد

ـه اشراف [illegible] جزرى ۱۲ ـه اين رساله ايست مختصر از حافظ سيوطى [illegible]

... القونوی و حکی لی بانه ذکر للشیخ تقی الدین بن تیمیة ان فی دمشق
... ان یحرف کلام ابن عربی بالتاویل الی ظاهر الشرع فقد رایته
... به فقال له بلغنی عنک کذا و کذا فقال نعم
فقال کیف تعمل فی قوله خضت لجة بحر والانبیاء وقوف
علی ساحله فقال ما فی ذا شیء یعنی انهم واقفون لا ینقاد
من تغرق فیه من امتهم فقال وهذا اعجبه فقال والله الذی
ترتضیه انت ما هو المقصود فیمو حضر گوید که جواب بر تقدیر تسلیم بود والا انچه
ابن تیمیه این کلام را منسوب بشیخ محی الدین ابن عربی کرده غلط ست اصل کلام
بایزید ست رحمه الله تعالی در کواکب زاهره مذکور ست قال قطب الدائرة
الشیخ ابو العباس المرسی مراده ان الانبیاء خاضوا بحر التوحید ...

لوح محفوظ ام در جواب شخصی که گفت حق تعالی را لوح محفوظ است دهم شیخ
بایزید بسطامی از موذن شنید الله اکبر گفت انا اکبر وهم شیخ بایزید
بسطامی گفته بر آدم از پوست بشریت چنانچه مار از پوست خود بر آید پس
دیدم که من اویم قال الجنید حین سئل عن المعرفة بالله والعارف
لون الماء لون انائه یعنی رنگ آب رنگ ظرف ست چه آب در حد ذات
خود رنگی مخصوص ندارد و برنگ ظرف ما ظاهر میشود همچنانکه ذات مطلقه
حق تعالی در حقیقت خود از جمیع قیود و لوازم که اذهان و افهام در تصور کرده
مطلق ست و بحسب قابلیات اذهان و افهام ادراک تصور کرده اند نه آن حق ست
که ذات مطلقه است و او مبدأ آثار و احکام ذهنیه و خارجیه است چه او عین جمیع
...

وقفوا من الجانب الآخر على ساحل الغرق بك عون الخلق
إلى الحوض إلي فلو كنت كاملا لوقفت حيث وقفوا
قال الشيخ تاج بن عطاء الله في لطائف المنن وهذا الذي
فسر به الشيخ كلام أبي يزيد هو اللائق بمقام أبي يزيد
نيز شيخ بايزيد بسطامی رح گويد أراد موسى أن يرى الله
تعالى وأنا ما أردت أن أرى الله بل هو الذي أراد أن يراني
نيز شيخ ابويزيد بسطامی قدس سره گويد حق برمن
همه بنده اند جز تو نیز شیخ بایزید گفته توبه مردم از گناهان است
و توبه من از قول لا إله إلا الله است و هم شيخ بايزيد گفته

اختیار است ابن عقیل گوید شیخ شبلی گوید إن محمدا يشفع في أمته
وأنا أشفع بعدك في أهل النار حتى لا يبقى منها أحد نيز
حضرت شبلی گوید ليس في الدار غيره ديار اسید الطائفه
جنيد رحمه الله روزے وے را عتاب كرد كه آنچه ما در سر داريم گفتم
تو بر سر منبر گوئی شبلی رح گفت أنا أقول وأنا أسمع هل في الدارين
غيري از شبلی رح پرسیدند تصوف چیست گفت تصوف شرک است
از حضرت شبلی رح ابو محمد رویم قدس سره پرسید که توحید چیست گفت کسیکه
جواب از توحید وهد الملحد است وکسیکه تعریف کند او مشرک است وکسیکه
توحید را بداند کافر است وکسیکه بتوحید اشارت کند بت پرست است وکسی که از
توحید سوال کند جاهل است حضرت ابوبکر شبلی رح سکر غالب داشت وبسیارے

ازین قبیل از وی صادر شد حضرت غوث الاعظم حکایةً عن الله تعالی فرماید انا مکون مکان المکان لیس لمکان مکان سوی سر الانسان فی قلب الانسان و فی الغوثیة ناقلا عنه سبحانه ومن اراد العبادة بعد الوصول فقد اشرک بالله العظیم منصور حلاج رحمه الله گوید انا الحق و نیز گفته ما فی الجبة الا الله و بعضے این را منسوب به جنید رحمه الله کنند امام ابو حامد غزالی در مشکوة الانوار می نگارد هذا من فرط المحبة وشدة الوجد یعنی این کلام از کثرت محبت و شدت وجد ست چنانچه می گویند

؎

انا من اهوی ومن اهوی انا	نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتنی ابصرته	واذا ابصرته ابصرتنا

درین شبہ نیست که حلاج را محویت محض استغراق تام بود ازین روبے تحاشا این چنین کلمات از بانش سر می زد ؎

مار دریائیم و دریا هم زماست	این سخن داند کسے کو آشناست

امام یافعی در نشر المحاسن از عوارف نقل می کند سبحانی ما اعظم شانی یعتقد فی ابی یزید انه یقول ذلک الا علی معنی الحکایة عن الله تعالی وهذا ینبغی ان یعتقد فی الحلاج قوله انا الحق

حضرت معین الدین چشتی رحمه الله فرماید ؎

من نمی گویم انا الحق یار مے گوید بگو	چون نمی گویم مرا دلدار می گوید بگو

حسین بن منصور گوید ما صحت الفتوة الا لاحمد و ابلیس

ابی طالب مکی گوید لیس علی الخلق اضر من الخالق

نیست بر خلق ضرر رسان زیاده از خالق ۱۲

چو خود کردند سر خویشتن فاش	عراقی را چرا بدنام کردند

ابو سعید خراز رح گوید اکبر ذنبی الیه معرفتی ایاه

گناه کبیره من همین ست که او را شناختم ۱۲

مشایخ طریقت و حقیقت در فتوت سخن بسیار گفته اند بعضی از آن یاد کرده میشود شیخ حسن بصری رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که دشمنی کنی با نفس خود از جهت حق جل و علا حارث محاسبی رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که انصاف از خلق بر خود واجب دانی و انصاف خود از کس نستانی فضیل عیاض رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که فرق نکنی که نعمت ترا کی میخورد یعنی در مقام خدمت و ایثار نعمت حق بر بندگان و میان مومن و کافر تمیز نکنی و میان دوست و دشمن تفاوت نکنی ابو القاسم جنید قدس الله سره فرمود که فتوت دادن عطا است و باز داشتن بد است یعنی حقیقت فتوت آنست که چندانکه طاقت داری وجود خود را سبب خیر و احسان و واسطه راحت بندگان حق سازی و در بساط احسان مقابله میان شریف و وضیع نکنی شیخ سهیل ابن عبد الله التستری رحمة الله علیه فرمود که فتوت متابعت سنت است یعنی که هیچ سنت از سنتهای رسول علیه السلام فرو نگذاری و بزرگترین فتوتی از سنتهای حضرت رسالت پناه آنست که دنیا را با اهل دنیا باز گذاری و در مقام فتوت درست نهاد بایزید قدس الله سره العزیز فرمود که فتوت آنست که هر چه از تو بدیگران رسد اندک انگاری اگرچه بسیار بود و آن اندک شمری و هر چه از دیگران بتو رسد اگرچه اندک بود آنرا بسیار دانی یحیی بن معاذ رازی قدس الله سره فرمود که فتوت سه قسم ست خوبروئی با پارسائی و خوب سخنی با امانت داری و خوب مرادی کرداری با بلاد یعنی نعمتها که ایزد تعالی بندگان خود را بدان مکرم گردانیده است سه نوع است یکی جمال نعمت ست که نتیجه طاعات و خدمات و عکس انوار جمال ازلست نعمت دوم فصاحت و بلاغت ست و این از جمله نعمتهای بی نهایت است نعمت سوم مال است که آن مطلوب و مرغوب دل است از بهر معاش

(بقیه صفحه ۵۳)

کتاب السر ابی سعید احمد بن عیسی خراز از شطحیات مملوست جماعت علما بروز بان
انکار کشادند نیز شیخ ابو سعید خراز قدس سره گفت مدتی او را می جستم
خود را می یافتم اکنون خود را می جویم او را می یابم در نفحات مذکورست که امام احمد
غزالی گوید که شیخ ابو القاسم گرگانی ابلیس را ابلیس نمی گفت بلکه خواجه
خواجگان سرور مهجوران می گفت عین القضاة همدانی از بزرگے حکایت
می کند که فرمود جوان مرد آنجا که ابلیس ست ترا راه نیست و این دولت از کجا آوردی
جبرئیل معنی باید که دیده او در جمال ابلیس نظر کند عبد الکریم جیلی
در کتاب مناظر الٰهیه در بیان فرق میان غازی و مغفور مے نگارد ؛

(بقیہ صفحہ ۵۲)

تا جوان مرد معاد مشغول شود و سبب شجاعت بنیاد دارد پس اخی باید که این همه نعمت را صحیفه سعادت
ابدی و سرمایه تجارت نعیم سرمدی سازد و در حال پارسائی و پاکدامنی بود و در فصاحت حق گوئی و جمع
و در برادری با بذل و وفا ابو حفص حداد رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که ایزد تعالی
اختیار کرده است در قرآن از برای پیغمبر خود فرموده که یا محمد بگیر یعنی نگهدار صفت علم در درگذر از
برادران خود گناه ایشان را و مکافات کن به نیکی و در گذر از جاهلان یعنی جهل ایشان را بجهل
مقابله مکن ابو علی دقاق رحمة الله علیه فرمود که فتوت آنست که بر دوام نزدیک باشی
و میان ایشان غریب یعنی اخی باید که آمیزگار باشد بخلق را همه بندگان حق به شفقت و نصیحت و مروت و
احسان زندگانی کند و با طمع از همه بریده بود و در سر پیوسته به حق مشغول باشد ابو الحسن نوری قدس سره
فرمود که فتوت آنست که تحمل کند به خوشی و لیکن آنچه ترا خوش آید ندانم که درین مقام از فتوت کدام معنی مراد است که
منصور با ابلیس ملامت کرده ؛

إنّه الغافر وهو الذي يغفر جميع الذنوب إلا الشرك والغفور هو الذي يغفر الشرك

ايضاً

إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء بيان حال الغافر وأن الله يغفر الذنوب جميعا بيان حال الغفور وهذا القول ناظر لعدم خلود الكفار في النار شيخ روزبهان فضیلی در تفسیر العرائس تصریح بآن کرده چنانچه شیخ محی الدین عربی هم بآن قائل ست نیز شیخ عبدالکریم جیلی می گوید که جمیع عباد حق عبودیت ادا می کنند ازانکه مراد حق تمام است بربا الیناه و همین ست معنی عبودیت وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون واین قول مبنی برآن ست که امر الهی تعالی بمعنی اراده است و تخلف مراد از اراده محال ست پس همه طاعت امری نمایند و عصیان متحقق نیست شیخ محی الدین عربی نیز تصریح باین معنی کرده از مخدوم بهاء الدین ذکریا منقول است

دنیا چراگاه بهیمه خران ماست	عقبی شکارگاه شکاری سگان ماست
من عرش و لوح بیچم و زیر قلم نهم	اسلام و کفر سوزم این امتحان ماست
رسل نبی طفیل من انبیا شدند	موسی و خضر و یونس ازین روان ماست
جمله بشر کواکب و افلاک و انجمن	جبرئیل با ملائک از چاکران ماست

سجود خود بدیدم زان اولیا شدم
قرآن بشد که جنت تو لامکان ماست

فضیل عیاض قدس سره عرش و کرسی و لوح و قلم منم جبرئیل و اسرافیل و عزرائیل و میکائیل منم ابراهیم و موسی و عیسی و محمد علیهم السلام منم +

از سهیل بن عبد الله تستری پرسیدند که مرد کی صوفی شود گفت آنگاه که خونش حلال و مالش مباح گردد و هر چه بیند از حق بیند و رحمت خدای عزوجل بر همه خلق شامل داند ابو حمزه خراسانی آواز گوسفندی شنید و در وجد آمد گفت لبیک جل جلاله حارث کاردی کشید که آنچه حالت است اگر بیان نکنی ترا بکشم گفت بروید این حال خاکستر و چوب با هم آمیخته بسوزانید مسئله بر نور دشش شود ابو الحسن نوری قدس سره گوید الله تعالی چون نظر بر لطافت خود کند حق ماند و چون بر کثافت خود نظر کند خلق ماند -

شیخ ابو الحسن نوری رح روزی آواز موذن شنید گفت هلاکت باد ترا و در آن اثنا آواز سگ شنید گفت لبیک و سعدیک گفتند ای شیخ این چه حالست گفت موذن از سر غفلت برای مزد خود گفت و سگ بی غرض گفت وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ +

سلف فضیل عیاض مرید خلیفه خواجه عبد الواحد زید است چنین گویند که فضیل رهزنی می کرد و سر قوم دزدان بود و در بیابان با یاران بسیار راه زدی و یاران فضیل رهزنی کردندی و در بیابان نشسته قرآن خواندی و قرآن خواندن را دوست داشتی و گویند سبب توبه وی آن بود که شبی کاروانی می گذشت و حافظی از آن [illegible] قرآن بخواند [illegible] شنیده بود که فضیل عیاض قرآن خواندن را دوست دارد فضیل چون بر کاروان رسید حافظ این آیت می خواند اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ [illegible] [illegible] فضیل [illegible] کاروانیان [illegible] گفت [illegible] فضیل [illegible] بشارت باد شما را که فضیل توبه کرده [illegible] فضیل [illegible] گفت [illegible] فضیل [illegible] قبول کن [illegible] فضیل آنجا رفت [illegible] خوشنود [illegible] فضیل [illegible] دینار [illegible]

فارس بن عیسی بغدادی قدس سره گفت لذت طاعت و شرک برابرست و در تاویل کریمه و اعبد ربک حتی یاتیک الیقین می گوید هر که معبود را دید از عبادت بگذشت و هر که از عبادت گذشت از معبود گذشت عباس بن یوسف شکلی رحمة الله علیه گوید هر که با خدا مشغول ست از ایمان او نباید پرسید

بیت

پستی و بلندی همه شد هموارم	من مذهب منفا و ملت دارم

از مظفر کرمانشاهی پرسیدند که فقیر کیست گفت کسیکه حاجتش بخدا نبود شیخ ابوالحسن خرقانی که غوث وقت خود بود قدس سره گفت من بدو سال خردترم از پروردگار خود شیخ ابوسعید ابوالخیر گوید

بیت

تا روی ترا بدیدم ای شمع طراز	نی کار کنم نه روزه دارم نه نماز
چون با تو بوم مجاز من جمله نماز	چون بی تو شوم نماز من جمله مجاز
در جسم همه اشک گشت چشمم گر بیست	در عشق تو بی جسم همی باید زیست
از من اثری نماند این عشق از چیست	چون من همه معشوق شوم عاشق کیست

شیخ الاسلام عبد الله انصاری گوید زاهد بزهد خویش نازد و عالم بعلم از صوفی چه گویم که او الله است و نیز عبد الله انصاری گفته ربوبیت عین عبودیت ست امام محمد غزالی در رساله مضنونة علی غیر اهلها و خفیة علی اهلها نعیم جنت و عذاب قبر را از قبیل خیال قرار داده اند شیخ احمد غزالی روزی در نیت نماز گفت کافر شدم زنار بستم الله اکبر شیخ برکه قدس سره گفت هفت صد بار پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم را بخواب دیدم امروز

…وعدان یکون بعض الاجسام الشاهدة موضوعا لتخیل النفس بعد الموت ۱۲ منه

معلوم شد که خود را مے دیدم۔

عین القضاۃ ہمدانی گوید ہر که خدائی را شناخت عز و جل نمی گوید و ہر که الله گوید حق را نشناخت نیز عین القضات گفته از دیدن نور محمد صلے الله علیه وسلم جمله مؤمنان کافر شدندی پیچکس را ازان خبر نیست

شیخ روزبہان بقلی گوید از ہر که مے پرسی جز تو کس نیست سبحانی نے گوئی که مارا انا الحق بس نیست و نیز روزبہان رحمه الله گفته عارف در معروف غائب ست و نیز روزبہان در تاویل آیهٔ کریمه وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْکُفْرَ گفته است که حق تعالی کفر را خلق نکرده است در روی زمین و براضی نیست که کسے کافر شود پس کافر موجود نباشد

شیخ سعد الدین حموی قدس سره گوید

آنم که جہان چو حلقه در مشت منست
کونین و مکان ہر آنچه در عالم ہست

این قوت حق ز قوت پشت منست
در قبضهٔ قدرت دو انگشت منست

از سلطان المشائخ مشہور و معروف ست که گفت یاد دارم در روز میثاق که الله تعالے از من عہدی که گرفت در نغمهٔ پوربی بود ازین جہت شیخ این نغمه را فراوان دوست داشتی شیخ عبد الله بلیانی گوید خدا باشید و اگر خدا نباشید خود نباشید چون خود نباشید خدا باشید

شرف الدین یحیی منیری در ارشاد الطالبین می آرد که اگر کسے وجود عالم ظاہر را منکر شود که این وجود وجود او تعالی نیست کافر شود زیرا که آن وجود حقیقی است که به کسوت وجود ظاہر پیدا شده است پس منکر چگونه کافر شود شیخ عبد الله گوید

با جمله خدای پاک باکیم چو	نز آتش و باد و آب و خاکیم
تا حق به دو چشم سر نبینیم هردم	از پای طلب نمی نشینیم هردم
گویند خدا بچشم سر نتوان دید	آن ایشانند و من چنینیم هردم

مولانای روم قدس سره در وحدت و اتحاد بسے اشعار دل پذیر و غزلیات موزون گفته است بیک بیت ازان اکتفا نمایم ؎

علم حق در علم صوفی گم بود	این سخن کے باور مردم بود

شیخ شرف الدین پانی پتی بسے سکریات در غزلیات خود آورده است که ناظر را بجز حیرت نمی افزاید ازانجمله این بیت ؎

چه موسی و چه عیسی و چه میر مرسلان احمد	چه ترسا و چه مغ اینجا همه گشته برابر بین

بالجمله ازین جماعه بسیارے در ولوله عشق و سطوت ظهور وحدت حقیقی که از خود گذشته اند و غیر محبوب حقیقی ندیده کلمات شطحیه فزون از شمار سر زده است وهمچنین صوفیه وجودیه بخصوص از زبان شیخ محی الدین بن عربی جماعات و طبقات که خارج از احصا اند در مسلک توحید رفته اند و سوائے آن کسانے نه انگاشته و این مشرب را آب و تاب چه در نظم و چه در نثر بیان نموده اند که کتب و رسائل بے شمار ازان مملو است یک چندے ازان کلمات که نقل شد و بعضی اشعار دیگر را اینجا ایراد نمایم تا معلوم همگنان شود که ازین طائفه علیه صاحب تصرفات و خوارق عادات که عقل بر کنگره مقام شان بلند پروازی نمی تواند گرچه ایشان الفاظ سخت که ظاهر شرع متین آن را برنتابد صادر شده است تا قاصر نظرے جرأت و هوا و نفسی نه نماید و باز

جادهٔ مراعات آداب بیرون نبرد

غیر نقش غیر در جهان نگذاشت	لاجرم عین جمله اشیا شد
تا صومعه و مدرسه ویران نشود	این کار قلندری بسامان نشود
بت اینجا مظهر عشق ست و وحدت	بود زنار بستن عین خدمت
چه کفر و دین بود قائم بهستی	بود توحید عین بت پرستی
می گفت در بیابان رندی ز بن بریده	عارف خدا ندارد او نیست آفریده
گنجی که طلسم اوست عالم مائیم	ذاتی که صفات اوست آدم مائیم
ای آنکه تو طالب اسم اعظم	از ما بگذر که اسم اعظم مائیم
چه غیر و کجا غیر کو نقش غیر	سوی الله والله ما فی الوجود

ملا اسمعیل صوفی اصفهانی می گوید

بشکستم هر بتی که در راهم بود + باقی ست بت خدا پرستیدن من

میر فخر الدین محمد تفرشی بنکوهش و سرزنش ملا متوجه شد ملا جواب داد که درین نشاء از دنیا دست برداشته ایم در دنیا با تو انباز نگشتیم و همچنین در آخرت چون بزعم تو ملحدیم به دوزخ رویم به بهشت با تو در نیائیم پس باید تو از ما راضی و شاکر باشی که دنیا و آخرت را بتو باز گذاشتیم

فضل جزوی که عبارت است از زیادت فی تحصیل کردن سنتی مستحب دانسته

زاهد بسامان پرستان غنی اند از ما که ما +	خود شریک هیچ در دنیا و در عقبی نه ایم
دشمنی خیزد ز شرکت ما به قصد دوستی	آخرت را باختیم و در پی دنیا نه ایم

تتمیم اتفاق جمهور بران ست که فضل جزئی معارض فضل کلی نمی تواند شد والفضل الجزئی عبادة عن زیادة وشیء قلیل مما حسنه الشرع

أعم من أن يترتب عليه الثواب أولا كالمباح والفضل الكلي
عبارة عن كثرة الثواب وزيادته بايد دانست كه فضل كلى مر انبياء
عليهم السلام راست واحدى از اولياى كرام بحسب رتبهٔ انبياى عالى مقام نتوان رسيد
زيرا كه انبياء عليهم السلام معصوم اند از جميع معاصى و مامون اند از خوف خاتمه
مكرم اند بوحى ومشاهدهٔ ملك ومحكوم اند بارشاد انام وتبليغ احكام بعد از
اتصاف بكمالاتى كه اولياى عظام بآن متصف اند ملا على قارى در شرح فقه اكبر
ميگويد اجماع العلماء على ان الانبياء افضل من الاولياء در شرح عقائد نسفى
مذكورست لا تبلغ ولي درجة الانبياء بالجمله فضيلت انبياء عليهم السلام از
اولياى كرام از قطعيات دين ست هر كه بخلاف آن اعتقاد دارد از دائرهٔ ايمان بيرون
رود شيخ محى الدين عربى در طبقات صوفيه مى طرازد غلطت فى النبوة والولاية
وزعمت ان الولاية اعلى واتم وذلك انهم نظروا الى قصة موسى
والخضر عليهما السلام فى قوله تعالى فوجدا عبدا من عبادنا الى قوله
لن تستطيع معي صبرا او توهمت هذه الطبقة ان حال الولاية افضل
من حال النبوة لرجوع موسى اليه ولم يعلموا ان الله يختص من يشاء
بما يشاء خص الانبياء بالمعجزات ثم خص مريم عليها السلام بقوله تعالى
وهزي اليك بجذع النخلة تساقط عليك رطبا جنيا ولم يكن هذا الاجل
من الانبياء ولم تكن هي نبية وما هي افضل من نبي واصف بن

له اين شرح مشهور ست مگر فقه اكبر كه حسن مى بود [illegible] نيست فقه اكبر امام همام [illegible] مروى ست از [illegible]
درين باب خطا واقع شده تفصيل اين مقام در رساله مقدمه [illegible] ست عه اجماع علما بر آن ست كه انبيا افضل اند
از اولياء [illegible] عه نمى رسد كدام ولى درجهٔ پيغمبران را عه اين رساله ايست از ابن عربى [illegible] در كشف مذكور ست [illegible]

بَرخِیا کَانَ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ فَاَتٰی بِعَرْشِ بِلْقِیْسَ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلٰی سُلَیْمَانَ طَرْفُہٗ وَلَمْ یَکُنْ نَبِیًّا ھٰذَا وَلَا اِنَّہٗ اَفْضَلُ مِنْ سُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِھٰذَا وَذَکَرُوْا اَنَّ الْاَنْبِیَآءَ یُوْحٰی اِلَیْھِمْ بِوَاسِطَۃٍ وَالْاَوْلِیَآءُ یَتَلَقَّفُوْنَ مِنَ الْحَقِّ وَذٰلِکَ غَلَطٌ فَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ لَھُمْ حَالَۃٌ بِالْوَاسِطَۃِ وَالتَّلَقُّفِ جَمِیْعًا وَاِنَّھَا بَعِیْدَۃٌ مِّنَ الْاَغْتِرَارَاتِ وَالْاَغْتِرَارَاتُ وَقَعَتْ فِیْ اَحْوَالِ الْاَوْلِیَآءِ فِیْ اَحْوَالِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْوِلَایَۃُ وَالصِّدِّیْقِیَّۃُ اِنَّمَا تَمَامُھُمَا وَاِشْرَاقُھُمَا بِاَنْوَارِ النُّبُوَّۃِ وَلَوْ اُلْقِیَ عَلَی الْخَضِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذَرَّۃٌ مِّمَّا شَاھَدَ مُوْسٰی مِنْ سَمَاعِ الْکَلَامِ اَوْ رُؤْیَۃِ النُّوْرِ لَانْمَحَقَ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْہُ شَیْءٌ وَصَحِبَ الْخَضِرُ عَنْ مُوْسٰی تَھْذِیْبًا وَّتَادِیْبًا لَا تَعْلِیْمًا وَّاِحْسَانًا حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیرے رحمۃ اللہ علیہ در مکتوب بستم مے طرازند اندر ہمہ اوقات و احوال بالاتفاق جملہ مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم اولیا متابعان پیغمبر اند و انبیاء فاضل تر اند از اولیا از انچہ نہایت ولایت بدایت نبوت است و جملہ انبیاء ولی باشند لا از اولیا کسے نبی نباشد و ہیچکس را از علمائے اہل سنت و جماعت و محققان این طریقت اندرین مسئلہ خلافے نیست مگر گروہے از ملحدان کہ گویند اولیا فاضل تر از انبیا اند و تمسک بدین کنند کہ گویند اولیا ہمہ وقت با خداوند تعالی مشغول اند و انبیاء بیشتر وقت بدعوت خلق مشغول اند پس کسے کہ ہمہ وقت بحق مشغول باشد فاضلتر بود از کسیکہ او در بعض وقت مشغول بود و گروہے از جہال کہ

دعوی محبت این طائفه کردند و بدیشان گمان نیکو کردند و ایشان را متابعت
کردند گفتند مقام ولایت برتر از مقام نبوة هست و مر نبی را علم وحی باشد
و مر ولی را علم سر باشد و ولی بسر خبر داده اند که پیغامبران را از آن خبر نباشد
و مر آن علم را علم لدنی نام کردند و این لقب را اشتقاق از قصه موسی و خضر
گرفتند صلوة علیهما و گفته که خضر ولی بود و موسی نبی موسی دانائی وحی ظاهر بود تا او را
بوحی ظاهر خبر نکردندے ندانستی تا از خضر علیه السلام را علم لدنی بود غیب
بدانستے بے وحی تا موسی را بشاگردی حاجت آمد و استاد فاضلتر از شاگرد بود
اما آنکه پیران این مذهب اند و بر دین ایشان اعتماد هست از این بیزار اند و روا ندارند
که هیچکس را مقام برتر از مقام انبیا باشد یا برابر مقام انبیا باشد
اما جواب آن شبهه که ایشان گفتند آنست که خضر را فضل مقید بود و آن علم لدنی است
و موسی را فضل مطلق بود و فضل مقید مبطل فضل مطلق نیست چنانکه فضل مریم
پارسا رضی الله عنها و آن فرزند بے مساس بشر هست باطل نکند فضل عایشه رض
و فاطمه رض را که ایشان را فضل مطلق بود بر جمله نساء عالم انتهی و فضل جزوی مجال
معارضه با فضل کلی بوجه کلی ندارد چه ظاهر هست که هر اهل حرفه مثل حائک و حجام
و خیاط و نجار بلحاظ صناعات خود ها فی الجمله زیادتی بر علماء دارند چه علماء از این فنون
و دستکاری واقف نباشند لیکن ایشان را فضلی بر عالم نباشد چه صرف
زیادات موجب شرف نمی باشد شیخ محی الدین ابن عربی رحمة الله علیه در باب
ثالث و سبعین از جزو ثانی فتوحات مکیه مے نگارد و فقد یزید
وَيَفْضُلُ بَعْضُ النَّاسِ غَيْرَهُ بِشَيْءٍ مَا فِيهِ فَذٰلِكَ الْفَضْلُ فَإِنَّ الْفَضْلَ

فی هذا الوجه لا ینظر من حیث انه زیادة ولکن ینظر من حیث اعتبار زیادات لها شرف فی العرف والعقل کالعلم بالتجارة والخیاطة والعلم بالاحکام الشرعیة والعلم بما ینبغی بجلال الله وکل واحد منهم لا یعلم علم الآخر فیقال قد فضل التجار علی الموحد بالدلیل بالتجارة وهذا لا یقال علی جهة الفخر والمدح بل علی جهة الزیادة ویقال فضل العالم بالله علی التجار علی طریق الشرف والفخر فمثل هذه المفاضلة هی التی تعتبر وهی ان یزید کل واحد علی صاحبه برتبة تقتضی المجد والشرف ۵

آن یکی نحوی بکشتی در نشست ‌ رو بکشتیبان نهاد آن خودپرست
گفت هیچ از نحو خواندی گفت لا ‌ گفت نیم عمر تو شد در فنا
دل شکسته گشت کشتیبان زتاب ‌ لیک آندم گشت خاموش از جواب
باد کشتی را بگردابی فگند ‌ گفت کشتیبان بآن نحوی بلند
هیچ دانی آشنا کردن بگوی ‌ گفت نی از من تو سباحی مجوی
گفت کل عمرت ای نحوی فناست ‌ زانکه کشتی غرق این گردابهاست

از قصهٔ حضرت موسی و حضرت خضر علیهما السلام که در کلام حضرت ملک العلام مذکورست نیک ظاهرست که با وصف نبوت حضرت موسی علیه السلام باکتساب بعضی از علوم از حضرت خضر محکوم و مأمور شد قال سبحانه تعالی حکایة عن الخضر و موسی قال هل اتبعک

عَلٰی اَنْ تُعَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا وَقَالَ الْقَاضِی الْبَیْضَاوِی رح لَا یُنَافِیْ نُبُوَّتَہٗ وَکَوْنَہٗ صَاحِبَ الشَّرِیْعَۃِ اَنْ یَّتَعَلَّمَ مِنْ غَیْرِہٖ مَا لَمْ یَکُنْ شَرْطًا فِیْ اَبْوَابِ الدِّیْنِ فَاِنَّ الرَّسُوْلَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ اَعْلَمَ مِمَّنْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ فِیْمَا بُعِثَ بِہٖ مِنْ اُصُوْلِ الدِّیْنِ وَفُرُوْعِہٖ لَا مُطْلَقًا وَقَدْ رَاعٰی فِیْ ذٰلِکَ غَایَۃَ التَّوَاضُعِ وَالْاَدَبِ فَاسْتَجْہَلَ نَفْسَہٗ وَاسْتَاْذَنَ اَنْ یَّکُوْنَ تَابِعًا لَہٗ وَسَاَلَ مِنْہُ اَنْ یُّرْشِدَہٗ اَنْ یُّنْعِمَ عَلَیْہِ بِتَعْلِیْمِ بَعْضِ مَا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ واز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم منقول ست کہ بعضے از درجات ظاہرہ وکمالات باہرہ در افراد امتان باشد کہ انبیاء علیہم السلام بآن غبطہ کنند علامہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ در بدور سافرہ فی امور الآخرہ آوردہ عن معاذ بن جَبَلٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ یَغْبِطُہُمْ

بِمَکَانِہِمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّہَدَاءُ

این چنین احادیث بیشتر در جامع صغیر وغیرہ کتب حدیث مذکور است بروز قیامت از صعقہ اولے تمامے انبیاء را حالت غشے طاری شود بجز حضرت موسے علیہ السلام ۔ در بدور سافرہ مذکور ست وَھٰذِہِ الْغَشْیَۃُ لِلْاَنْبِیَاءِ اِلَّا مُوْسٰی فَاِنَّہٗ حَصَلَ فِیْہِ تَرَدُّدٌ فَاِنْ لَّمْ یَحْصُلْ لَہٗ فَیَکُوْنُ قَدْ حُوْسِبَ بِصَعْقَۃِ الطُّوْرِ وَھٰذِہٖ فَضِیْلَۃٌ عَظِیْمَۃٌ فِیْ حَقِّہٖ وَلٰکِنْ لَا یُوْجِبُ اَفْضَلِیَّتَہٗ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ الشَّیْءَ الْجُزْئِیَّ لَا یُوْجِبُ اَمْرًا کُلِّیًّا

و در تفسیر ابو السعود رومی مذکور ست یجوز تفضیل المفضول علی الفاضل
فضلاً جزئیاً آمدی دربدائع می آرد یجوز فضل الجزئی للولی علی النبی
ملا جامی در نقد النصوص فی شرح الفصوص می آرد الفاضل یجوز ان یکون
مفضولاً من وجهٍ علامه دوانی رحمة الله علیه در رسالهٔ تشبیه می آرد
تفضیل الشئ علی الشئ قد یکون من بعض الوجوه دون البعض
چون این امر ثابت شد که فضل کلی مر انبیا راست علیهم السلام پس دانستنی است
که بعد نبی فضل کلی مر صحابه راست رضوان الله تعالی علیهم اجمعین که بے واسطه جمال
باکمال حضرت سرور انام علیه الصلوة والسلام بچشم سر دیده و با وے
صحبت داشته اند و دین و قرآن مبین از زبان فیض ترجمان وے شنیده اند
بامر و نهی الهی مخاطب گشته و صرف مال و جان در راه وے بدون ابا و سمع
نموده اند حضرت مجدد رحمه الله در مکتوب دوصد و هفتم از جلد اول فرماید هیچ ولی
بمرتبهٔ صحابه نرسد اویس قرنی با آن رفعت شان که بشرف صحبت خیر البشر
علیه و علی آله الصلوة والتسلیمات نرسیده بمرتبهٔ ادنی صحابه نرسد شخصی از عبد الله
بن المبارک رضی الله تعالی عنه پرسید ایهما افضل معاویة ام
عمر بن عبد العزیز در جواب فرمود الغبار الذی دخل انف فرس
معاویة مع رسول الله صلی الله علیه و علی آله و سلم خیر من عمر بن عبد
العزیز کذا مرة انتهی فاما فضل جزئی بدیگران هم ثابت ست لیکن ازین فضل
جزئی غباری فضل کلی صحابه رضی الله عنهم نشیند حق تعالی جل شانه فرماید
یؤمنون بالغیب یعنی آن جماعت که ایمان می آرند بغیب و مراد ازین اتباع اند

که غیبت حضرت خیر البشر علیه الصلوة والتحیة یعنی بعد وفات آن سرور کائنات
علیه افضل الصلوة واکمل البرکات ایمان می آرند وبدون مشاهدهٔ معجزهٔ ظاهره
مصدق جمیع ما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم می شوند وقلب ایشان
مطمئن بایمان می گردد واز نور ایمان منور وروشن می شود وحاجت معاینه
معجزات ظاهره وکرامات باهره نمی افتد از سرور عالم صلی الله علیه وسلم سوال
کرده شد یا رسول الله احد خیر منا اسلمنا وجاهدنا معک قال
نعم قوم یکونون من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی ملا علی قاری
در شرح مشکوة می نگارد ولا یخفی ان الصحابة کانوا مؤمنین بالغیب
لکن باعتبار بعض المؤمن به مع مشاهدة بعضه بخلاف التابعین
فان ایمانهم بالغیب کله فمن هذه الحیثیة ایمانهم اعجب
وافضل شاه عبد العزیز در تفسیر عزیزی می طرازند قدما صحابه ایمان بالغیب را
درین آیه بر معنی دیگر حمل فرموده اند از حضرت عبد الله بن مسعود بروایت امام احمد
در مسند خود وبروایت حاکم ودیگر محدثان معتبر ثابت است که حارث بن قیس
روزی بایشان گفت که ما خیلی حسرت وافسوس می کنیم بر آنچه از ما فوت شد
وشما را حاصل گشت ای یاران محمد که بدیدار آن ذات مشرف شدید
عبد الله بن مسعود فرمودند که ما نیز افسوس وحسرت می کنیم بر چیزی که از ما فوت شد
وشما را حاصل گشت که نادیده بمحمد ایمان آوردید قسم بخدا که نبوت محمد نزد کسی
که او را دیده باشد از آفتاب ظاهر تر است ایمان ایمان شماست باز سوره
بقره را تلاوت آغاز نهادند تا آنکه بمفلحون رسیدند واین مضمون ابزار وابو یعلی

و حاکم بروایت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رض آورده اند که ایشان فرموده اند که من
روزے همراه آنحضرت نشسته بودم فرمودند که پیش من بگوئید که افضل
انواع ایمان کدام مردم ست عرض کردند یا رسول الله ایمان فرشتگان
آنحضرت فرمودند که ایشان را چه مانع ست منزلت فرشتگان را نزد خدا می دانید
مردم عرض کردند یا رسول الله ایمان پیغمبران فرمودند از ایمان پیغمبران چه عجب که
حق تعالے ایشان را برسالت و نبوت خود ممتاز فرموده است عرض کردند
یا رسول الله ایمان کسانیکه همراه انبیا حاضر شدند و بر دین جان خود را نثار کرده شهادت
یافتند فرمودند ایمان ایشان چه عجوبگی دارد که همراه انبیا صحبت داشته اطوار و اوضاع
آنها را دیده یقین تام حاصل کرده اند مردم عرض کردند یا رسول الله پس بفرمائید
که ایمان کدام فرقه افضل ست فرمودند که ایمان آن فرقه که هنوز در پشت پدر اند و بعد
از من خواهند آمد و بر من ایمان خواهند آورد و مرا ندیده اند چند ورق سیاه کرده
در نظر ایشان افتاد و بسبب قوت ایمان موافق آن نوشته عمل نمودند این گروه
در ایمان افضل اند از دیگران انتهی و شیخ عبد الحق دهلوی رحمه الله در تکمیل الایمان می آرد
ابن مسعود رضی الله عنه فرموده است که امر محمد صلی الله علیه وسلم هر روشن بود هر که
او را دیده است ایمانی که فاضل تر از آن نباشد که در غیب بوی ایمان آرند و بعضے از
مفسران یؤمنون بالغیب را هم بدین معنی تفسیر کرده اند و نیز در حدیث آمده است که در
آخر زمان چنان شود که تمسک بدین و سنت من مثل گرفتن اخگر سوزان باشد پس
هر که در آن زمان متمسک بسنت بود اجر وے مقدار اجر پنجاه کس باشد پرسیدند
یا رسول الله پنجاه کس از ایشان یا از ما فرمودند بلکه از شما انتهی فقیر حقیر گوید که بر

واقفان غموض کلام و رموز مقام نیکو روشن ست که این حدیث اشارت بتفضیل
جزئی می کند زیرا که فضل کلی مر صحابه را ست رضی اللہ عنہم حق سبحانہ تعالی
ایشان را برای صحبت و نصرت و اعانت حضرت خاتمیت برگزیده و تقویت دین
قدیم و ارائۂ صراط مستقیم از ایشان رو شده و دیگران را چه یارا که بجنب و مقابل
ایشان در آیند در اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مذکور ست نزد جمهور آنست که فضل
کلی ثابت ست مر صحابه را و این منافات ندارد بثبوت فضل بوجه جزئیہ مر دیگران را
انتهی و نیز در تکمیل الایمان مے آرد تحقیق و مختار همان ست که جمهور علماء بر آن اند
و مراد باین خیریت که پیشان را اثبات کرده اند از وجه خاص ست که ایمان
بغیب باشد و لیکن فضل کلی صحابه را ست و فضل جزئی منافات با فضل کلی ندارد
انتهی و در رسالۂ مبدء و معاد حضرت مجدد رحمه الله می فرماید اگر ولی را فضیلتے
از فضائل جزئیہ حاصل شود که نبی را حاصل نبود و درجۂ خاص از درجات علیا میسر
شده که نبی نداشته نبی را نیز از آن فضل جزئی و از آن درجۂ خاص نصیب
کامل ست چه حصول آن کمال بواسطۂ متابعت نبی ست و نتیجه ایست از نتائج
اتباع سنت او پس ناچار نبی را از آن کمال بهرۂ تام باشد قال علیه الصلوۃ والسلام
مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لیکن ولی
در حصول این کمال سابق ست و در حصول این درجه مقدم ست و این قسم فضل ولی بر
نبی جائز داشته اند که جزئی ست که مجال معارضه بکلی ندارد انتهی یعنی اگرچه
بنظر ظاهر در بعض فضیلت جزئیہ سبقت و تقدم ولی بر نبی پیدا می شود که ناچار
راجع بفضل جزئی ست فاما در حقیقت بهیچ وجه فضل ولی بر نبی هرگز لازم نمی آید چه نبی را

ازان فضل خاص نصیب کامل و حظ وافر حاصل ست زیراکه فضل کلی که مناط افضلیت
ومدار محبوبیت ست این حضرات را حاصل ست ومع هذا آن نبی را ازین کمال مخصوص
استقلالاً وتماماً حاصل ست چه کمالیکه ارفع واعلی ست حضرت ایشان را ثابت ست
لیکن باوصف این استقلال ولی چه والی از ثواب آن کمال و از ثمرهٔ آن درجه
حضرت ایشان را نیز علیه السلام بهرهٔ کامل حاصل ست چه کمال امت در جریدهٔ
اعمال پیغمبر محسوب ست بدانکه واسطه دو قسم ست واسطه فی الثبوت وواسطه فی
العروض واسطه فی الثبوت عبارت ست از صفتیکه واسطه وذی الواسطه هر دو
متصف شوند ولیکن اول سبب حصول ثانی شود کحرکة[1] المفتاح بواسطة
الید فانّ هناک حرکتین احدهما قائمة بالید وثانیهما
ثابتةٌ فی المفتاح ناشیة عن حرکة الید واسطه فی العروض
عبارت ست از صفتیکه واسطه متصف شود حقیقة وبالذات وذو الواسطه متصف
گردد مجازاً وبالعرض کحرکة[2] جالس السفینة بواسطة السفینة فانّ
حرکةً واحدةً قائمةٌ بالسفینة حقیقةً وینسب الی جالسها
مجازاً ۱۲ وهمین معنی در سخن بصدده مراد ست زیراکه کمال مذکور که موهم فضل جزئی
مسطور ست در حقیقت کسب آن از ولی وبواسطهٔ ایشان منسوب بجناب نبی می گردد محمد
بن نصیر الدین جعفر مکی[3] در بحر المعانی فرماید جمیع شاهدان نبوت در درجه افضل اند

---

[1] مثل حرکت کلید ست بواسطهٔ دست وقت کشادن قفل و حرکت می اشد یکی از ان دست که کشاینده و قائم ست با او دیگری بکلید که از حرکت دست پیدا می شود ۱۲

[2] مثل حرکت کشتی نشیننده که بواسطهٔ کشتی می شود و اینجا یک حرکت ست که بسفینه قائم ست حقیقة و مجازاً به سوی جالس سفینه منسوب می شود ۱۲

[3] نصیر الدین جعفر مکی حسینی از اعاظم خلفای شیخ نصیر الدین محمود ست و قطعه در توحید ... والد و نواز و المامات ... بحر المعانی ... احوال خود بیان کرده ست ... محقق می شود که ... عمر دراز یافته بود از زمان سلطان محمد تغلق تا زمان سلطان بهلول در حیات بود ... از صد متجاوز بود ...

از شاہراہِ ولایت باتفاق جمیع مشائخ قدس اللہ اسرارہم اما بعضے اولیاءِ امت
حضرت رسالت علیہ السلام کہ درمقام قربت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اند
نزدیک حضرت عزت جلت قدرہ بفضل مقید دارند بر انبیاء دیگر چنانکہ حضرت
علیہ السلام رمزے ازین مقام اولیاء خود نمودہ است وگفتہ اِنِّیْ رَاَیْتُ رِجَالًا
مِنْ اُمَّتِیْ فِیْ لَیْلَةِ الْمِعْرَاجِ یَرَاهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَقَامِیْ اینک قربت اولیاء
حضرت رسالت علیہ السلام از وجہ تابہ قربت معلوم ست پس مقام رویت اللہ تعالیٰ
کہ خواجہ عالم علیہ السلام وا روے ہیچ پیغامبرے نرسیدست ہم در رویت مشاہدہ دنیاوی
بین کہ رمزے نمودہ است وفرمودہ کہ لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَكٌ
مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ اَمَّا وَلَا وَلِیٌّ نگفتہ زیراکہ ایشان را درمقام ودر وقت
خود مشاہدہ کردہ وکلام خود کہ باحضرت خداوند اعلی است باز نمودہ وہم درین معنی شیخ
شیوخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ نیز در رسالہ خویش نبشتہ
کہ یَرَاهُ الْمُؤْمِنُوْنَ فِی الْاٰخِرَةِ كَمَا يَرَاهُ الْاَوْلِيَاءُ فِی الدُّنْيَا
وَيَرَاهُ الْاَوْلِيَاءُ فِی الْاٰخِرَةِ كَمَا يَرَاهُ النَّبِیُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِی الدُّنْيَا
وَيَرَاهُ النَّبِیُّ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ لَا يُشَارِكُهٗ
فِيْهِ لَهٗ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ اِلَّا اَوْلِيَاءُ اُمَّتِهٖ پس چون قربت
خویش را مشاہدہ ومعاینہ خواہی کرد آنگاہ معلوم ست خواہد شد کہ از درجہ تا بہ قربت
چند مقدار تخصیص ست ودیگر ازین درخواست موسی وتمنای عیسی مسیح علیہ السلام کہ
کہ ہیچ کس نکردہ است وآنکہ سلف معلوم کردہ اند ودرین رسیدہ اند اما از ذہن نا
سقیم وعقل ہای عقیم پوشیدہ اند

اعلم ان تلک الولایۃ مخصوصۃ لمحمد علیہ السلام وللمحمدیین
ولهذا قال عیسی علیہ السلام یا لیتنی کنت من امۃ محمد
علیہ السلام ثم قال فواللہ لا تحصل لی الا متابعتہ صلی اللہ
علیہ وسلم وانہ کما قال ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ینزل
عیسی علیہ السلام من السماء الرابع الی الارض لاجل تلک الولایۃ
التی ہی معاینۃ الحق بمتابعتہ صلی اللہ علیہ وسلم وکما
قال موسی علیہ السلام اللهم اجعلنی من امۃ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پس این خواستن موسی کلیم اللہ وتمنا بردن عیسی مسیح علیہما السلام
ہمین ولایت حضرت رسالت علیہ السلام است کہ خواجہ عالم علیہ السلام فرمودہ است کہ
الولایۃ منی وای محبوب گمان نبری کہ اولیا را بر انبیا فضل می کنم گوش دار
المثال مصباح الاقوال یعنی اگر تو درون خلوت با حضرت معشوق در قربت
مشاہدہ دران مقام مخصوص باشی برادران ترا معیشت نباشند کیکہ محرمیت
برگردن خود دارند ایشان درون محرم و برادران بیرون نامحرم پس خوش آمد
وبہ آمد افضل بر برادران کہ در دہلیز اندکی باشد وبدو انبوہ ہمچنین ہمہ انبیا علیہم
السلام برادران حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اند واولیا بہ آمد وخوش آمد
آن حضرت اند لا محال در مقام خواجہ عالم علیہ السلام قربت مشاہدہ یابند بہ درین معنی
حضرت رسالت علیہ السلام رمزی از قربت ایشان بیرون دادہ است قدس اللہ سرہم
اللہ تعالی فی مقامی واینک فرمودہ الولایۃ منی یعنی آدم ملک نبینۃ
العلم ای الولایۃ یعنی گفت من شہرستان ولایتم و علی بابها

یعنی دروازهٔ آن شهرستان علم پیمبر علم من است که علی ابن ابی طالب است کرم الله وجهه
پس این مدینه شهرستان کدام است که دروازه بان این شهرستان همچون علی کرم الله وجهه
آمد اگر من این مدینه را بتمامی بر علم مشاهده عیان کنم و اسرار علی را کرم الله وجهه
بیان نمایم کار نبوت همه انبیا بر زبان رود ای محبوب فضل مطلق بر اهل نبوت
رسالت المقصود این تفاصیل نبوت رقتی ست که ولایت و نبوت را در دو شخصی
اعتبار کنی اما ای محبوب هرگاه که نبوت و ولایت در یک ذات باشد باتفاق
جمیع مشائخ قدس الله اسرارهم ولایت را فضل ست بر نبوت و لهذا قالوا
اَلْوِلَایَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ لِاَنَّ الْوِلَایَةَ عِنْدَهُمْ عِبَارَةٌ عَنْ
شُهُوْدِ الْحَقِّ وَالنُّبُوَّةُ عِبَارَةٌ عَنْ دَعْوَةِ الْخَلْقِ پس از اعلام شهود
افضل ست درین کلمات من چندین کسان چون در فهم قاصر بودند گمراه گردیدند چنانچه
در کلام مجید و فرقان حمید عالی ضلالت یافته اند که یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا

هر که زلفش دید کافر شد بحکم	هر که رویش دید ایمان باز یافت
آفتاب هر دو عالم آشکار	زیر زلف دوست پنهان باز یافت
چون تاریکی زلفش غوطه خورد	زنده گشت و آب حیوان باز یافت
طالب درد و الم چون شد بجان	از میان درد درمان باز یافت

اگر عالمان عصر و شیخان دهر درین کلمات من سالهای بسیار و قرنهای بیشمار
تامل شافی کنند و الله ذره مقصود این فقیر را در نیابند انتهی * * *
امر هشتم از زمان باستان هیچ یکی از حضرات انبیا یا اولیا نگذشته اند
که ایشان را از دست اعدا اذیتی نرسیده الا خطره و دکه برای حضرت آدم علیه السلام

از زمان باستان هیچ یکی از انبیا و اولیا نگذشته آند که ایشان را از دست اعدا اذیتی نرسید

ابلیس بود و بحضرت نوح علیه السلام حام که ایذا می رسانید و در پے داؤد علیه السلام
جالوت افتاده بود و برائے سلیمان علیه السلام صخر بود و حضرت عیسیٰ علیه السلام را
دو حیات ست یکے حیات اولے در آن وقت بخت نصر عدو بود و دیگرے
حیات ثانی در آن دجال علم مخالفت خواهد برافراخت و در پے ایذا رسانی حضرت
ابراهیم نمرود کمر بسته بود و بحضرت موسیٰ علیه السلام فرعون چها چها ایذاها رسانید
و به سرور صلی الله علیه وسلم ابوجهل دقیقهٔ از ایذا رسانی فرو نگذاشت فرمود آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم مَا اُوْذِیَ اَحَدٌ مَا اُوْذِیْتُ فِی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
چنانچه بخاری در تاریخ حسنه نگاشته نماز عبدالله بن زبیر علیه السلام را بر او نفاق
منسوب کردند و در حالت نماز وے آب گرم شدید الحرارت ریختند تا آنکه چهره
اش سوخت و او رضی الله عنه بنهایت استغراق خبرے نه شد و بعد سلام اتمه
پرسید چون مطلع شد فرمود حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ و تا زمانه دراز از درد سر
و رود زکام بود و سعد بن ابی وقاص که از مبشرین بالجنه بود جهال کوفه اذیت
می دادند تا آنکه گاه پیش حضرت عمر رضی الله بردند که او نماز بوجه حسن نمی گزارد و از
ائمه اربعه امام ابوحنیفه را تازیانه زدند و حبس کردند به امام مالک جفاهائے رسید
که بست و پنج سال برائے جمعه و جماعت بر نیامد به امام شافعی اهل عراق و مصر مکروهات
رسانیدند و امام احمد حنبل را ضرب و حبس کردند و بخاری رحمه الله را از بخارا خارج
کردند حضرت بایزید بسطامی را بواسطهٔ جماعتے از علماے هفت بار از بسطام خارج
کردند حضرت ذوالنون مصری را مقید کرده زنجیر انداخته از مصر سوے بغداد فرستادند
و اهل مصر جوق جوق با وے بودند تا شهادت زندقه اوا سازند

سمنون را از استخوان زدند و زنی را پول دادند تا بروی استغاثهٔ زنا کرد و سمنون یکسال
مختفی ماند سهل بن عبد الله تستری را از تستر خارج کردند که بسوی بصره رفت و تکفیر
کردند ابا سعید خراز را از استخوان زدند و علمای عصرش از تصنیفاتش که در علم توحید بود
کلمات چیده فتوی تکفیر دادند و جنید رحمة الله علیه وقتی که درس علم توحید میگفت
علی رؤس الاشهاد چند بار حکم به تکفیر دادند تا آنکه در خانهٔ خود بیان می فرمود از شدت
منکرین حضرت ایشان بسمنون و ابن عطا ابن انبال بود تا آنکه پیش دنبال اگر
مذکور ایشان می شد رنگ چهره اش متغیر می شد حسین بن منصور حلاج رحمه الله را
بمجلس حامد بن عباس وزیر مقتدر با قاضی ابی عمر اتفاق بحث افتاد و حنفی فتوی
بقتلش نگاشت و دستخط فقها که در آن مجلس حاضر بودند برگرفت حلاج گفت چرا
در پی قتل من شدید من از اهل سنت و جماعت هستم عقیدهٔ سنیان دارم تصانیف من
موجود اند بنگرید این کلام را حلاج بارها می گفت مگر ایشان اصغا نکردند و تکمیل جواب
همان وقت حلاج محبوس شد وزیر فتوی پیش مقتدر فرستاد و حکم قتل در داد اولا حلاج را
هزار تازیانه زدند پس دست و پایش را بریده و سرش از تن جدا کردند و جسمش سوخته
خاکستر در دجله انداختند و سرش بر پل بغداد آویختند آبا عثمان مغربی را با وصف
کثرت مجاهدات و علم و حال از مکه خارج کردند و سخت زد و کوب و مجروح نمودند
تا آنکه به بغداد اقامت ورزید و همدرانجا بحق پیوست و بر شبلی چند بار شهادت بر
کفر داده شد امام ابو بکر نابلسی از مغرب بسوی مصر خارج کردند و شهادت
زندقه دادند پس سلطان حکم کرد تا او را سرنگون کشیده پوستش برآوردند در حالیکه
پوستش برمی آوردند او قرآن بکمال تدبر و خشوع میخواند حتی قطع قلوب الناس
تا آنکه قلوب مردمان خسته کرده شد

[illegible]

بی کاد وان یقتلوا به نسیمی را به حلب سلخ کردند معامله اش عجیب و غریب ست
(و قریب بود که با من فتنه انداخته شوند)
چون منکرین را جواب قاطع میسر نشد مخالفین حیلهٔ ایذا رسانی چنین کردند که سورهٔ اخلاص
نگاشتند و بکفش دوز را مبلغی دادند تا در پاپوش دوخت پس آن را خریده از
مقام بعیده به پیش وی بطور تحفه فرستادند نسیمی که ازین معامله ناواقف بود
چون پاپوش در پا کرد به نایب حلب اطلاع کردند که نسیمی سورهٔ اخلاص نویسانیده
در پاپوش دارد چون نعلین به حکم نایب حلب پاره کرده شد ازان سورهٔ اخلاص
برآمد نسیمی هیچ جوابش نداد پس حکم به سلخ وی دادند و در توحید اشعار گفت
در پوستش رمی آوردند و او روی سلخ می دید شیخ ابا مدین را منسوب زندقه
نمودند و از بجایه خارج کردند تا به سوی تلمسان رفت شیخ ابوالحسن شاذلی هرگاه
در دیار مغرب بود و صیت کمالاتش در اقصای مغرب افتاد مردمان آتش حسد
افروختند و از استخوانش زدند و در ایذائش دقیقه نگذاشتند تا آنکه مردمان را
از ملاقات وی باز داشتند و او را زندیق می گفتند هرگاه شیخ عزم مصر کرد
به سلطان مصر نگاشتند که از زنادقهٔ مغرب شخصی عازم آن نواحی ست که او را از بلاد
خود خارج کرده ام اعتقاد اهل اسلام را ضائع می کرد چنان نشود که از زبان درازی
خود سلطان را فریبد او از کبار ملحدین ست و قصه اش بس دراز ست مختصر این ست
که خداوند کریم او را از کید ایشان محفوظ داشت بر شیخ عزالدین بن عبدالسلام
فتوی کفر دادند و برای تنقیح عقیدهٔ وی مجلسی قرار دادند بر شیخ تاج الدین
سبکی فتوی کفر دادند و شهادت دادند که او مبیح خمر ست و لواطت و در بر
زناری بندد و او را زنجیر انداخته از شام به مصر مقید آوردند علم شان رفعت مکان

امام ابو حامد غزالی ؒ چنان ست کہ درین ایام کسے لب بانکار او کشاید امام یافعی
در نشر المحاسن می فرماید ومِمّا حُكِيَ - وَاشْتُهِرَ وَرُوِينَا عَنِ الشَّيْخِ الْعَارِفِ
بِاللهِ اَبِي الْحَسَنِ الشَّاذِلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي النَّوْمِ بَاهَى مُوسٰى وَعِيسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِالْإِمَامِ الْغَزَالِيِّ رَضِيَ
اللهُ عَنْهُ وَقَالَ اَفِي اُمَّتِكُمَا حَبْرٌ كَهٰذَا قَالَا لَا شیخ ابن حرازم روزے
کتاب احیا را دیده گفت این بدعت مخالف سنت ست چون شیخ مذکور معتقد علما
تمامی سکان بلاد مغرب بود از جمیع مردمان کتاب احیا طلب داشت
و بہ سلطان آن زمان تحریص نمود و سلطان مغرب منادی عام کنانید

ے احیاء علوم الدین کتابی ست مشہور در تصوف می گویند کہ احیا چنان جامع ست کہ اگر سبا داہمہ
کتب اسلام ضائع گردد و احیا باقی ماند کافی خواہد بود ابن جوزی در اغلاط احیاء در اعلام الاحیا باغلاط الاحیا
کتابی دارد و در تلبیس ابلیس ہم تعاقب نمودہ سبط ابن جوزی گوید کہ چون غزالی احیا را بر مذہب صوفیہ تصنیف کردہ
و قانون فقہ را گذاشتہ و احادیث غیر صحیحہ آوردہ ازین رو زبان انکار برو کشادند ابو الخیر گوید کہ ایراد این چنین احادیث در
ترغیب و ترہیب جائز ست صاحب کشاف فرماید لیکن حدیث موضوع نباشد حافظ زین الدین عراقی در تخریج احادیث
احیاء دو کتاب دارد یکی ضخیم دیگری در چیزی در چیز احادیثی درج کردہ کہ از ضخیم متروک شده بود کبیر را ۷۵۱ھ تصنیف فرمودہ
صغیر را بعد ۷۶۰ھ تصنیف شده نامش المغنی عن حمل الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار بوده است چون بعضے احادیث
متروک بود حافظ ابن حجر در تخریج احیا کتابی نگاشته حافظ ابن حجر در ۸۵۲ھ انتقال فرموده حافظ قطلوبغا حنفی المتوفی ۸۷۹ھ
تحفۃ الاحیاء فیما فات من تخاریج احادیث الاحیاء نگاشته غزالی کتابے دارد در حل مشکلات احیاء جمہور علماء
بسبب قبولیت احیاء اختصار وے کرده اند احیاء در کمتر از بیست و پنج ایام تصنیف شده ۱۲

منہ سلمہ اللہ تعالے

که بروے لعنت خداے تعالے باد که کتاب احیا پیش خود داشته حاضر بیارد
مردمان جوق جوق نسخ موجوده بامتثال امر شیخ و سلطان حاضر آوردند بروز پنجشنبه
مجلسے انعقاد یافت فقہائی وقت دیده فتوے باحراق دادند و چنان قرار یافت
که صباح آن بروز جمعه سوخته شود در شب جمعه که میان بود شیخ ابوالحسن که مشهور
با بن حوازم ست بخواب می بیند که از باب جامع مسجد که ازان باب داخل مسجد
می شد به مسجد میرود و در رکن مسجد نورے دیده و دریافت که سرور عالم صلی الله علیه
وسلم و ابوبکر و عمر نشسته اند و پیش این حضرات غزالی کتاب احیا در دست
گرفته ایستاده است و ابوالحسن را دیده گفت که خصم ماست پس غزالی هر دو زانو
بر زمین نهاده و چون کودکان بزانو نزد ابوبکر و عمر رضی الله عنهما رسید تا انکه
نزد سرور عالم صلے الله علیه وسلم فائز گشت و کتاب احیا پیش کرده عرض داشت
که ملاحظه فرموده شود که اگر این بدعت و مخالف سنت ست چنانکه ابوالحسن
می فہمد توبه کردم و اگر شئے مستحسن ست ازان من برکتے حاصل کن و از خصم من
انصافی بفرما سرور عالم صلے الله علیه وسلم ورق ورق تا آخر ملاحظه فرمودند
و ارشاد فرمودند وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا شَیْءٌ مُّسْتَحْسَنٌ پس ابوبکر او را گرفت همچنان
معائنه ساخت و بر زبان آورد وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنَّهٗ لَمُسْتَحْسَنٌ پس عمر گرفت و بعد معائنه همچنان گفت پس سرور عالم صلی الله علیه
وسلم حکم کرد تا پارچه از جسم ابوالحسن برآرند و برو حد مفتری نافذ کنند چون حسب حکم
بعد تجرید از ثوب پنج تازیانه زده شد ابوبکر صدیق رضی الله عنه لب به شفاعت
گشاده که ابوالحسن انچه گفته بطریق اجتهاد در سنت و تعظیم سنت گفته غزالی هم

مغفرت ساخت کہ ابوالحسن بیدار شد و بہ صبح جمعہ از اصحاب خود واقعہ
بیان ساخت و قریب یک ماہ باین درد مبتلا بود پس اجبار امعانہ کرد مطلبی
صافی موافق کتاب و سنت بدہنش در آمد پس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم انجواب
دید کہ از دست مبارک خود بہ جائے ضرب مسیح فرمود کہ درد زائل شد بعد بست و پنج روز
چاق شد امام یافعی بعد ذکر این حکایت می طرازد و لولا اَنَّ ھٰذا الشَّیخَ
المَذکُورَ اَدرَکَہُ اللُّطفُ بِالتَّوبَۃِ وَالھِدَایَۃِ وَشَفَعَ فِیہِ
الصِّدِّیقُ وَسَبَقَت لَہُ العِنَایَۃُ لَکَانَ یَمُوتُ عَلٰی ذٰلِکَ الحَالِ
وَیَلقَی العَذَابَ الشَّدِیدَ وَالنَّکَالَ ۔ مبنی کہ ابن جوزی کہ از حفاظ
و اکابر محدثین ست چہ قدر در تعصب حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ افتادہ
در تاریخ یافعی مذکور ست قَد سَمِعتُ فِیمَا مَضٰی اَنَّہُ حُبِسَ بِسَبَبِ الشَّیخِ
عَبدِ القَادِرِ بِاَنَّہُ کَانَ یُنکِرُ عَلَیہِ وَکَانَ بَینَہُ وَبَینَ
اِبنِہٖ عَدَاوَۃٌ بِسَبَبِ الاِنکَارِ المَذکُورِ اَخبَرَنِی مَن وَقَفَ
عَلٰی کِتَابٍ لَہُ یُنکِرُ فِیہِ عَلٰی قُطبِ الاَولِیَاءِ وَتَاجِ المَفَاخِرِ الَّذِی
خَضَعَت بِقَدَمِہٖ رِقَابُ الاَکَابِرِ الشَّیخِ مُحیِی الدِّینِ عَبدِ القَادِرِ قُدِّسَ
سِرُّہٗ وَنَوَّرَ ضَرِیحَہٗ در تکفیر شیخ محی الدین بن عربی مردمان دقیقہ نگذاشتند

---

۱ اگر این شیخ را توبہ و ہدایت نصیب نمی شد و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لب بر شفاعت نمی کشاد و عنایت بوی [illegible]
متوجہ نمی شد بر ہمین حال می مرد و عذاب سخت و عقوبت مبتلا می شد ۲ ۔ ۳ [illegible] ابن جوزی از علمای عراق [illegible]
[illegible] انتقال او در ۵۹۷ [illegible]
[illegible] شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ [illegible]

شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی کہ از مشاہیر وقت خود بود در مکتوب نود و ہشتم
می طرازد کہ چون فقیرے شہرت پیدا می کند عیب جویان و عیب بینان
برائے آزار خاطر او فکر ہا می کنند و می خواہند کہ رونق بازار او بکاہد
و آن معزار نکاوش این ہا مقتر شود این نمی دانند وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ
كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ سلطان نظام الدین اولیا را مردم بر سر منبر دشنام میدادند
و حضرت سلطان جیو بر آن مجلس حاضر مے بودند روزے کار از حد گذشت
بعض یاران شکایت بہ خدمت حضرت آوردند کہ زیادہ ازین تاب نداریم کہ
ذم حضرت بر سر منبر بشنویم ہاکشتہ خواہیم شد حضرت فرمودند کہ قوم ہمارا می گویند
ما عفو کردیم شما طفیل عفو ما نیز عفو کنید و این رباعی بر زبان مبارک راندند

رباعی

ہر کہ ما را رنجہ سازد در آتش لیسا رباد	ہر کہ ما را یار نبود ایزد او را یار باد
ہر کہ خاری افگند در راہ ما از دشمنی	ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بی خار باد

شیخ محی الدین بن عربی گوید کہ او در شہر فارس با قطب وقت ملاقی شد
مردمان در پئے انکار او بودند و دست راست او بریدہ بود چون قطب
وقت را معلوم شد کہ شیخ او را شناختہ حکم کرد تا راز بر کسے فاش نہ کند
شیخ قبول داشت و گفت کہ انچہ بر شما از دست مردم جفا ہا می رود بر ما خیلے
شاق می گزرد قطب لب بہ پاسخ کشاد کہ اے محمد اگر تمامی مردم شہر شخص متمکن
فی المقام را ایذا دہند حکمش این است کہ جانورے کوہ را بہ دندان از مکان خود
حرکت کند امام شعرانی در لطائف المنن می نگارد و من ھُنَا كَانَ سَيِّدِیْ

ما
دعید شیطان تلقین کنندہ بد
خوست اگر رحم سکند
در اجتہاد شوند و زیادہ

علی الخواص رحمه الله تعالی یقول لنا کثیرا لا یکمل الفقیر
حتی یکون قطبا یدور علیه الاذی من اهل اقلیمه کلهم
کما تدور الرحا علی قطبها شیخ ابو الحسن شاذلی فرماید که طریقهٔ انبیاء الله
و اولیاء الله چنان جاریست که در ابتدائے ارشاد مردمان اذیت ها رسانند
و از اوطان ایشان را اخراج کنند و بهتان و زور بر بندند ایشان صبر کنند تا بدولت
رسند نکته بس لطیف در ایذاء اولیاء الله این ست که چون زمرهٔ اولیاء الله بعبادات
و زهد بسر برند و بر دست شان خوارق عادات ظاهر شود احتمال بود که مردمان بعبادت
شان متوجه شوند چنانکه نصاری حضرت عیسی علیه السلام را پرستش می کردند پس
حق سبحانه و تعالی منکرین را گماشت تا بایشان ایذا رسانند و مورد مطاعن سازند
تا مردمان نفور کنند نظیرش آن ست که برای چشم زخم انواع حیل بکار می برند بر
رخ اطفال حسین وشکیل نقطهٔ سیاه می زنند و در کشت زار جماجم عظام مے آویزند
دیلمی مرفوعا روایت کرده اجعلوا فی ذروعکم الجماجم پس این مطاعن بطور
رفع چشم زخم ست شیخ سراج الدین مخزومی که شیخ الاسلام شام بود در باب انکار شیخ
محی الدین عربی می فرماید ان لحوم الاولیاء مسمومة وهلاک ادیان
مبغضیهم معلومة وبعضهم تنصر ومات علی ذلک ومن اطلق
لسانه فیهم بالسب ابتلاه الله تعالی بموت القلب ابو عبد الله
القرشی رضی الله عنه می فرماید من عفض فی ولی الله عز وجل ضربه فی
قلبه بسهم مسموم ابو تراب نخشبی گوید اذا الف القلب الاعراض عن الله
صحبه الوقیعة فی اولیاء الله امام یافعی در نشر المحاسن الغالیه فی فضل

مشائخ الصوفیہ اصحاب المقامات العالیہ از اقوال مشائخ مے فرماید اقل عقوبة المنکر
علی الصالحین ان یحرم برکتہم و قالوا ویخشی علیہ سوء الخاتمة
شیخ مجد الدین فیروزآبادی صاحب قاموس گوید کہ ہیچکس را نمے رسد کہ انکار اولیاء
کند بہ بادی الرای چہ ایشان در فہم وکشف مراتب عالی دارند گاہے نہ شنیدہ ام کہ
کسے از اولیاء اللہ حکمی کردہ باشد کہ ہادم دین باشد مثلاً وضو یا نماز یا دیگر فرائض و مستحبات
را منع کردہ باشد البتہ ایشان کلام دقیق میگویند کہ فہمیدن آن دشوار باشد ونیز گفتہ
کہ قوم گاہے بمقامات ودرجات علوم بہولہ رسند کہ تصریحے از ان در کتاب وسنت
نیست لیکن علماء عاملین گاہے بمقتضائے استنباط وحسن ظن ایشان باز مرہ صالحین
آن را بر کتاب وسنت عرض کنند کار ہر کس نیست کہ ہر گاہ کلامے نہ شنود کہ از دائرہ فہم
او خارج باشد بآن خیال نیک پیدا کند بلکہ برخے از ایشان بر صاحب آن قول لب
انکار مے کشاید و خلق الانسان عجولا ابی العباس بن سریج کہ منکر صوفیہ بود
در مجلس ابی القاسم جنید آمد تا از و کلامے شنود کہ از صوفیہ شائع گشتہ بعد سمع کلام
ہر گاہ مراجعت کرد کیفیتش پرسیدند گفت من ہیچ نہ فہمیدم الا ان صوت الکلام
لیست بصوت مبطل نیز گفتہ کہ چنان کہ بہ اولیاء اللہ کرامات عطا کردند کہ فرع
معجزات است پس درین چہ باک است کہ با ایشان عبارات عطا فرمودہ کہ از فہم آن
فحول علماء قاصر بودہ اند شیخ الاسلام مخزومی گفتہ کہ ہرگز جائز نیست ہیچ عالمے را کہ
بر صوفیہ انکار کند تا آنکہ بر طریقہ ایشان رود وافعال واقوال ایشان را مخالف کتاب
وسنت یابد صرف بر بنای کلامی کہ مردمان بایشان منسوب کنند انکار با ایشان روا
بود و بر منکر ضرور است کہ اقل درجہ اعتقاد امر را نگہدارد وپس از ان او را انکار میرسد

از انجملہ آن است کہ در معجزات انبیاء اللہ علی اختلاف طبقاتہم و کرامات اولیاء علی اختلاف طبقاتہم غور نماید و باآن ایمان آرد و اعتقاد کند کہ اولیاء اللہ در جمیع معجزات باستثناء بعضے از آن وارث انبیاء بودہ اند از آن جملہ آن است کہ بر کتب تفسیر سلفاً و خلفاً حاوی باشد تا اسرار کتاب و سنت و اختلاف ائمہ مجتہدین و تفسیر و تاویل و شرائط و لغات عرب و محاورات و استعارات را دریابد از آن جملہ آن است کہ مقامات سلف و خلف در معنے آیات صفات و اخبار آن بفہمد و بشناسد کہ کدام معنے ظاہر گرفتہ و کدام راہ تاویل پیمودہ و دلیل کدام از ایشان راجح است از انجملہ است تبحر در علم اصول و معرفت منازعات علم کلام و از انجملہ است معرفت اصطلاحات قوم از تجلی ذاتی و صوری و ما ہو الذات و ذات الذوات و معرفت حضرات الاسماء و الصفات و فرق میان حضرات و فرق میان احدیت و واحدیت و معرفت ظہور و بطون و ازل و ابد و عالم الغیب و اکوان و شہادت و شیون و عالم الماہیت و ہویت و سکر و صحبت

وَمَنْ هُوَ الصَّادِقُ فِي السُّكْرِ حَتّٰى يُسَامَحَ وَمَنْ هُوَ الْكَاذِبُ حَتّٰى يُؤَاخَذَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ پس ہر شخصیکہ از اصطلاحات قوم واقف نباشد چگونہ بر حل کلام یا انکار بامری کہ مراد ایشان نیست قادر باشد شیخ ابن حجر[1] شرح بعض آیات ابن فارض رضی اللہ عنہ کردہ بہ شیخ ابی مدین فرستاد تا کہ اجازت نگارد شیخ تحریر فرمودہ

سَارَتْ مُشَرِّقَةً وَسِرْتَ مُغَرِّبًا	شَتَّانَ بَيْنَ مُشَرِّقٍ وَمُغَرِّبِ

۱ے شیخ الاسلام شہاب الدین احمد عسقلانی ثم المصری در ۷۷۳ھ متولد شد اوّل بفن ادب متوجہ شد پس در تکمیل فن حدیث مصروف شد امام حفاظ محدثین بود کتب نافعہ در فن حدیث دارد و فتح الباری از عمدہ تصانیف حضرت ایشان است در ذی قعدہ ۸۵۲ھ انتقال فرمودہ ۱۲

ونزد حافظ ابن حجر فرستاد ابن حجر بر امرے کہ از وے مخفی بود انتباہ گرفت و تا موت ملازمت شیخ ابی مدین گزید +

امام نہم حضرت قطب الاقطاب شیخ احمد بن عبد الاحد از خطہ پاک سہرند خاستہ کہ او شہری است میان دہلی و لاہور +

مثنوی

سوادش زلف رخسار فتوح است	غبارش توتیائے چشم روح است
ازان شہرے کہ نامش مضم آمد	برائے ما عجب کانے بر آمد
چہ معدن معدن قند معانی	بہ شکر او است این شکر فشانی
ازو پیدا بہ ہر شہری دکانہا	روان در دشت جانہا کاروانہا

نسبت آن جناب بہ بست و ہشت واسطہ بامیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ می رسد در ۹۷۱ھ قدم بعالم شہود نہادہ در کمتر ایام از تحصیل علوم فراغ حاصل کردند جامع معقول و منقول بودند و حافظہ قوی می داشتند بہ اندک زمان قران شریف یاد گرفتند بیشتر علوم از والد ماجد خود و برخی از علمائے کبار آن زمان تحصیل کردند و بسیالکوٹ کہ شہری است از ملک پنجاب نزد مولانا کمال الدین کشمیری کہ از فحول دانشوران متورع بود و از باطن نیز بہرہ داشت بعضے کتب مشکلہ را چون عضدی و امثالہ

لہ شیخ عبد الاحد در عنفوان جوانی بخدمت شیخ عبد القدوس گنگوہی سرہ حاضر شدند و بکند ارادت در آمدہ تلقین اذکار و تعیین اطوار فرا گرفتند و طلب صاحبت نمودند حکم شد کہ بعد تحصیل علوم بیا حضرت شیخ بر زبان آوردند کہ ترسم پیش از تمام تحصیل علوم دینیہ این گرامی صحبت را در نیابم شیخ فرمودند آن وقت بفرزندم رکن الدین رجوع کن پس بعد از تکمیل علوم ظاہری بسبب انتقال شیخ از شیخ رکن الدین خرقہ خلافت قادریہ و چشتیہ پوشیدند و گرامی حیات را بافادات و افاضات بانجام رسانیدند و در کمال بی نفسی و تفرید با وجود کثرت تلامذہ و مریدان کارہای خود قبول نکردند و حوائج خانہ از بازار خود می آوردند و خیلی متبع سنت بودند و سنتے را متروک نگذاشتند در [illegible] انتقال فرمودند مزار پر انوارش بیرون سہرند بجانب غربی واقع است

تاریخ شیخ کہ بود عالم اندر عرفان	ز بہانش بگیر سال وصال	چون شیخ زمانہ بود در علم وعمل	تاریخ وصال او بگو شیخ زمین

ٹہ جلال دقائق وکشاف حقائق بود نسبت علمی خطاب [illegible] محمود در علم وعمل [illegible] تقوی بود در سیالکوٹ و لاہور [illegible]

[illegible]

خوانده اند و بعضے کتب احادیث را نزد مولانا یعقوب کشمیری علیه الرحمه گزرانده بودند و
این شیخ یعقوب از خلفاء بزرگ شیخ معظم قطب مکرم شیخ حسین خوارزمی بوده و در حرمین
محترمین زادهما الله شرفا نزد کبار محدثین انجا تصحیح حدیث نموده و نیز حضرت ایشان اجازه
تفسیر واحدی[1] را با جمیع مولفاتش چون بسیط و وسیط و اسباب[2] نزول و نیز تفسیر بیضاوی
را با جمیع مصنفاتش چون منهاج[3] الوصول و غایة[4] القصوی وغیرهما و صحیح بخاری را
با جمیع مولفات او چون ثلاثیات[5] و ادب المفرد[6] و افعال العباد و تاریخ وغیر ذلک و مشکوة
تبریزی و شمائل ترمذی و جامع صغیر سیوطی و قصیده برده از عالم ربانی قاضی بهلول
بدخشانی یافته بودند و قاضی مذکور اجازت این کتب مذکوره از شیخ معظم عبد الرحمن بن
فهد داشته که او و آبای او در بلاد معظمه عرب از کبار محدثین بوده اند پس حضرت مجدد
حدیث مسلسل اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ
یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ بیک واسطه قاضی از شیخ عبد الرحمن یافته حضرت
مجدد رح در علم ادب ید طولانی داشتند روزی حضرت ایشان بمنزل فیضی در آمدند
او در تحریر تفسیر بے نقطه بود حضرت ایشان را دیده مسرور گشته التماس کرد که موضعی از تفسیر
پیش آمده که آن را بحروف غیر معجمه تاویل و تفسیر نمودن متعسر شده بسیار دماغ سوختم اما عبارت
دل خواه بدست نیامد حضرت ایشان در ساعت مطالب کثیره در کمال بلاغت برنگاشتند
که فیضی در حیرت رفت حضرت ایشان را بیعت و ارادت از قطب زمانه شاهباز بلند آشیانه

ف[1] امام ابو الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری در سنه [illegible] انتقال کرده و در کشف الظنون مذکور است [illegible] منهاج الوصول
الی علم الاصول رساله ایست مختصر [illegible] ماخوذ است از محصول [illegible] غزالی [illegible] ابی الحسین بصری منهاج
[illegible] ایست که علمای مشاهیر بشرح آن متوجه شده اند تفصیلش در کشف الظنون مذکور است [illegible] غایة القصوی در فروع شافعیه است [illegible]
[illegible] در کشف الظنون [illegible] الادب [illegible] المتصل [illegible] رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم من الحدیث
ثلاثة رواة [illegible] الثلاثیات [illegible] التابعین [illegible]

[illegible] عبد الله [illegible] ابن عباس [illegible] المتوفی سنه ۹۲۲ [illegible]

حضرت خواجه محمد باقی[1] بالله اویسی نقشبندی قدس الله سره حاصل بود منقول است
که حضرت خواجه قدس سره فرمودند که حضرت مخدوم ما مولانای بزرگ خواجه امکنگی
قدس سره ما را امر کردند که بهندوستان شو تا این سلسله شریفه را آنجا از تو رواجی پدید آ
گردد ما خود را شایان این معنی ندیده تواضع نمودیم ایشان امر باستخاره کردند در ان
استخاره دیدیم که گویا طوطی بر شاخ نشسته و ما در دل خود نیت کردیم اگر آن طوطی
ازان شاخ آمده بر دست ما نشیند پس ما را گشایش ها درین روی خواهد نمود بمجرد
این خطور آن طوطی پرواز نموده آمده بر دست ما نشست و ما آب دهان خود در منقار او
کردیم و آن طوطی در دهان من شکر ریخت فردای آن شب این واقعه را چون بعرض
حضرت مولانا خواجگی قدس سره رسانیدیم فرمودند که شما را زود تر متوجه بهندوستان
میباید شد که طوطی جانور هندی است در هندوستان از دامان شما عزیزی بوجود آید
که عالمی ازو منور گردد و شما را نیز بهره رسد منقول است که حضرت خواجه فرمودند که چون
بشهر سهرند شما رسیدیم در واقعه نمودند که تو در جوار قطبیت فرود آمده و از حلیه آن قطب
نیز آگاه گردانیدند هم صباح آن روز بدریافت درویشان و گوشه نشینان آن بلده رفتم
جماعه را که دیدیم نه ایشان را بران حلیه یافتم و نه آثار و حالت قطبیت از هیچ یک معائنه

---

[1] ولادت حضرت خواجه در کابل بطور پیوسته ... تحصیل علوم رسمی شاگردی جمیع علوم دانای مولانا صادق حلوای که از علمای اعلام آن ایام بود اختیار نموده در رفاقت مولانا از کابل بماوراءالنهر شده و بانک روزگار از سمو فطرت ایشان را بین الاقران امتیازی پیدا آمده و از فضائل بهره تمام روزی گشته اگرچه از تحصیل علوم صوری بقیه مانده که بسلوک این ... راه در آمدند اما از ذکای فطرت و صفای نسبت دانش ایشان پایه بلند داشته تا که در تدریس کتب مشکله و حل مطالب غامضه قدرت تمام داشتند از ایام تحصیل علوم صوری جوش محبت این راه که بصحبت بزرگان [illegible] رسانیده تا آنکه در بلاد ماوراءالنهر که معدن این طائفه عزیز الوجود [illegible] و از [illegible] حضرت خواجه اویسی بوده [illegible] حضرت رسالت صلی الله علیه وآله وسلم حضرت

نمودیم گفتیم شاید کسی از اہل این شہر قابلیت این معنی داشته باشد که بعد ازین بظہور آید ہمان روز که شما را دیدیم ہم حلیه شما را موافق یافتیم و ہم نشان آن قابلیت در شما مشہود گشت

منقول است که حضرت خواجه فرمودند که در بلده سہرند دیده شده بود که ما چراغ عظیم آنجا افروختیم و مشاہده می گشت که ساعت بساعت نور آن چراغ افزون شد و نیز مشہود دیگر دیده که مردم از ان یک چراغ افروخته ما چراغہای کثیره برافروخته اند این را نیز اشارت بمعامله شما میدانیم حضرت خواجگی بیکی از مخلصان خود تحریر فرمود شیخ احمد نام مردی است از سہرند کثیر العلم و قوی العمل روزی چند فقیر با او نشست و برخاست کرده عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہده نموده بآن ماند که چراغ شود که عالمہا ازو روشن گردد والحمد لله تعالی احوال کامله او مرا بیقین پیوسته و این شیخ مشار الیه برادران و اقربا دارد ہمه مردم صالح و از طبقه علماے چندی را دعاگوی ملازمت کرده جواہر عالیه دانسته استعدادہا عجیب دارند فرزندان آن شیخ که اطفال اند اسرار الہی اند بالجمله شجرهٔ طیبه است انبتہا الله نباتاً حسناً و نیز حضرت خواجه فرمودند که شیخ احمد آفتابی است که مثل ما ہزاران ستارہا در سایه او گم اند الحاصل حضرت ممدوح ازیمن نظر تربیت و برکات و ہدایت حضرت خواجه رح بکمال و تکمیل واصل گردیدند پس در ساعتی که مشتری ازو کسب سعادت نماید حضرت ایشان را خلعت اجازت کامله پوشانیده و بسہرند که وطن مالوف آنحضرت بود رخصت فرمودند جمعی از طالبان صادق خود را در خدمت ایشان تعیین نمودند پس حضرت ایشان با نعمت ہای فراوان بوطن بازگشتند و بامر حضرت خواجه در آن بلده بتربیت طالبان پرداختند ہمدران اندک ایام آوازه حضرت بلند شد و آستان فیض نشان محط رحال و مجمع اصحاب کمال گشت علما از دور و نزدیک

بخدمت رسیدند و امرا از ترک و تاجیک بشرف حضور بهره ور گردیدند مشائخ عهد ارادت آوردند اکابر زمانه بتواضع برخاستند بدولت ایشان مس ها طلا شد و ذره ها آفتاب گردید ذات بارکات ایشان آیتے بود از آیات الٰہی و نعمتی بود از نعمائے الٰہی ؎

هر لطافت که نهان بود پس پردهٔ غیب — همه در صورت خوب تو عیان ساخته اند
هر چه بر صفحهٔ اندیشه کشد کلک خیال — شکل مطبوع تو زیباتر از آن ساخته اند

اطلاع بر مغیبات و اشراف بر خواطر و تصرفات در مکنونات ادنی صفتے بود از صفات جمیلهٔ ایشان شمارهٔ خوارق و کرامات که در کسب مقامات مروی شده به هفت صد میرسد هر چند بحکم کلام ذوی الاحترام قطب وقت ابوالحسن نوری نورالله مرقده که فرموده وَاَعْظَمُ الْعَلَامَاتِ فِیْ زَمَانِنَا شَیْئَانِ عَالِمٌ یَّعْمَلُ بِعِلْمِهٖ وَعَارِفٌ یَّنْطِقُ عَنْ حَقِیْقَتِهٖ همان کثرت علم و عمل و معرفت اکمل حضرت ایشان کرامت شگرف بود و نیز بحکم آن گفته اند

؎ اشرف معجزات قرآن است ؂

و دقائق حقائق آن غوث الخلائق عظیم ترین خوارق است ناما چون بعض متصدیانند که شمهٔ از کرامات بشنوند لهذا کراماتے چند بمعرض بیان در آورده میشود تولد حضرت مجدد حسب بشارت شیخ الاسلام احمد نامقی است در نفحات مذکور است که از حضرت شیخ الاسلام احمد پرسیدند که مقامات مشائخ شنیده ایم و کیفیت ایشان دیده از هیچ کس مثل این حالات که از شما ظاهر میشود ظاهر نشده است فرمود که ما در وقت ریاضت بریاضیت که داشتیم که اولیاء خدا کرده بودند بجا آوردیم و بر آن مزیدی نیز کردیم حق بفضل و کرم خود هر چه پراگنده بایشان داده بود یکبار به احمد داد و دیگر چار صد سال چون احمد شخصے پدید آید تا عنایت ایزد تعالیٰ در باب او این باشد که همه خلق بیند خلق امین بخشل اذنی و وفات شیخ احمد

در سنه ۹۳۶ بود منقول است که آن حضرت بقصد سیر وگشت بیابان و دشت کابل متوجه شدند
روزی از قریه به قریه اخری تشریف فرما بودند که درمیان راه آفتاب گرمی کرد و از حرارت
هوا و گرد و غبار تشنگی و ماندگی بر مخدوم زاده بزرگ رحمه الله و دیگران که پیاده در عنان
سیر می رفتند غلبه نمود اما از غایت ادب جرأت عرض نداشتند درین میان حضرت ایشان بجر خو
مولانا محمد یوسف سمرقندی که از قدما اصحاب آنحضرت بود خطاب نموده فرمودند همانا حرارت
آفتاب و تراکم غبار یاران را ایذا میدهد مولانا معروض داشت چون معلوم و مکشوف حضرت
ایشان است چه حاجت بعرض مخلصان است حضرت ایشان تبسم نموده گوشه چشم
حق بین جانب آسمان کرده چیزی در زیر لب گفته قدمی چند نرفته بودند که قطعه ابر ظاهر شد و
محاذی ایشان و اصحاب ایشان آمده سایه افگند و بهمان مقدار که غبار فرو نشیند و به وحل
نه انجامد متقاطر شد و شمالی بغایت اعتدال وزیدن گرفت منقول است یکی از امرا از دها
را سلطان وقت به غضب تمام از لاهور طلبید که از و تقصیرات بوقوع آمده و از مشاهده کثرت غضب
سلطان حاضران را عقیده آن بود که بمجرد رسیدن او را زیر پاے پیل افگند وی نیز این
معنی را دریافته سخت هراسان گردیده بود چون بسپهر ند رسید بخدمت ایشان که غائبانه
اخلاصی داشت آمده بزاری تمام التماس حمایت نمود ایشان فرمودند انشاء الله سبحانه
خاطر جمع باشید که هیچ مکروهی نمیرسد بل سلطان التفات و مهربانیها خواهد نمود وی از
غایت اضطراب معروض داشت که آنچه در حق این مخلص بزبان مبارک رفت آن را
بزبان قلم نیز بیارند و آن رقیمه را به من بسپارند که مرا اطمینان تمام حاصل گردد چون مبالغه
نمود حضرت ایشان تبسم نموده نوشته دادند که چون فلان از خوف غضب سلطان که
نمونه غضب الهی است به فقرا رجوع نمود فقرا او را در ضمن خود گرفته ازین مهلکه رهانیدند بعد از

مرخص فرمودن او بچندین روز یکی ناگاه خبر آورد که این شخص را سلطان آزار داده
بزندان فرستاد چون این خبر بسمع حضرت ایشان رسید تبسم نموده فرمودند در نظر بعض فقرا
چون فلق صبح در آمده که وی از سلطان شفقت و عنایت بیند این خبر که میگویند صدقی
ندارد تا بعد از دو سه روز خبر رسید که آن مرد امین که بنظر سلطان در آمد سلطان بخندید و
از روی نصیحت کلمهٔ چند باو در میان آورد وانگاه بالتفات تمام خلعتش داد و رخصت فرمود
منقول است یکی از سلاطین زادها را پادشاه وقت در زندان کرد و رای ملک بقتل آن
مقرر شد آن بیچاره بهر سو دست و پا می زد به فقرا نیز رجوعی نمود در ان اثنا حضرت
ایشان به آگره تشریف فرمودند محبوس مایوس یکی از مخلصان منظور حضرت ایشان را
که آشنای قدیم او بود طلب نمود و بزبان او از حضرت ایشان توجه خاص الخاص
برای رهائی و خلاص خود نمود آن عزیز آمده به نهایت تضرع و الحاح التماس او را بعرض
رسانید ایشان آن شب متوجه شده فرداش فرمودند که باو مژده رسان که از قتل
خلاص شدی و از حبس عنقریب رهائی خواهی یافت این مژده باو رسانید اما وی را غلبهٔ
اضطرابی که داشت اطمینان تمام روی نداد به یکی از مجاذیب معتبر کس فرستاده
التماس خلاصی خود از توجه او نیز نمود و آن مجذوب را بر زبان رفت که خاطر جمع دار
که دیدم که قلاب یکی از اکابر نقشبندیه آمده ماهی او را از گرداب هلاکت کشید متقارن
آن سلطان زاده از حبس خلاص یافت و به منصب رسید منقول است که در سفری حضرت
ایشان به رباطی فرود آمده بودند بناگاه بیاران فرمودند که مرضی گردید درین شهر امروز
بلیهٔ روی خواهد داد و در عامهٔ اهل شهر سرایت خواهد نمود یاران ما یکدیگری را خبر کنند که
هر یک دعای ماثوره بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ گویند

...من شرّ ما خلق را تکرار نمایند که هر که این دعا را بخواند بعنایت الله سبحانه وی و اسبابش محفوظ ماند ازین فرمودهٔ ایشان دو ساعت نرفته بود که در بعضی خانه های آن رباط آتش در افتاد و به شدتے هرچه تمام تر مشتعل شد چنانکه مردم از اطفاے آن عاجز گشتند و بسا خانه ها بسوخت و بسا امتعه چه بحرقت و چه بسرقت رفت مولانا عبد المومن لاهوری که فاضل بود از مخلصان ایشان اسباب او نیز محروق گشت و او خود را بصد محنت بخدمت ایشان رسانید حضرت ایشان بمولانا فرمودند که مگر شما را کسے بخواندن دعاء ماثوره مذکوره خبر نه کرد گفت نه حضرت ایشان یاران را از عدم اخبار مولانا عتاب نمود و هر یاری که آن دعا خوانده بود اسبابش بسلامت رهائی یافت

منقول است شیخ محمد مسعود که برادر خرد حضرت ایشان بود و از مریدان مقبول صاحب کشوف حضرت خواجه عالیشان قدس الله سرهما جهت کفاف معیشت بر سبیل تجارت به قندهار رفته بود دران ایام بیخبری حضرت ایشان بخادمی که حاضر وقت بود فرمودند که عجب معامله است متوجه احوال مسعود شدم هر چند بدیدهٔ مکاشفه جست وجو نمودم وی را هیچ جا در زمین نیافتم بعد ازان چون نیک متوجه شدم صورت قبر او که بتازگی فوت شده در نظر آمد سامعان در حیرت رفتند بعد ازین فرمودهٔ ایشان بچند روز رفیقانش رسیده خبر وفات او رسانیدند منقول است از شاهزاده حق پژوه دارا شکوه که در سفینة الاولیا

ـــه این شاهزاده پادشاه صورت درویش سیرت بود خرقهٔ خلافت از دست عارف حق آگاه ملا شاه پوشیده و بخدمت حضرت میان میر الله هم حاضر شده مستفید گردید در فقر شانی عالی و مرتبهٔ بلند داشت سفینة الاولیا و سکینة الاولیا و سرّ اکبر و دیوان اکسیر اعظم و رساله حق نما و رساله [illegible] از و هست [illegible] دریای توحید هست و از دست اورنگ زیب عالمگیر برادر خویش بقتل رسیده

آنکه شاه بلند اقبال است | رتبه اش در مقام ابدال است
شاه دارا شکوه نامش بود | بمقام دلی مقامش بود
شد چو زین دام گاه حزن و ملال | شد بفردوس با دل خوشحال
بود در خوف [illegible] ما شور | بود تاریخ وصل آن منصور
سال تاریخ قتل آن شه دین | شد رقم صاحب بهشت برین
در قم آن قتیل عشق اله | هست در گنبد همایون شاه

در ذکر حضرت مجدد رح می طرازد و از متاخرین مشائخ و صاحب ریاضت و مجاهدت
و خوارق و تصانیف اند در اواخر حال بعضی بر شیخ تهمت کردند که شیخ میگوید مرتبه من
زیاده است از خلفاے راشدین رضی الله عنهم اما این محض بهتان و افترای مخالفان
است بر شیخ چراکه این فقیر خود شنیده از سیادت و نقابت پناه فضائل و کمالات
دستگاه حقائق و معارف آگاه افضل فضلای عصر علامی فهامی استاذی حضرت
میرک شیخ بن شیخ فصیح الدین که میفرمودند که وقتیکه ما را عبور بسهرند. واقع شد و کیف
ما اتفق ملاقات شیخ احمد روی داد در اثناے ملاقات بخاطر گذشت که اگر شیخ را
کرامتی است باید که مردم آنچه از ایشان بیان میکنند خاطر نشان من سازند و دیگر آنکه
شنیده بودم که خواجه باقی که پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی امکنگی مرید
میگرفتند دیگر آنکه بخواجه خاوند محمود چه اعتقاد دارند چون ساعتے پیش شیخ نشستم
جزوی از زیر مسند خود بمن دادند که مطالعه نمایند چون آنرا تمام بدیدم بمن گفتند ازین
جزوی ظاهر میشود گفتم ازین خود هیچ ظاهر نمی شود و آنچه درینجا است درست است

ـه روزی در سفر گلبرگه فقیر حقیر را از جناب شاه معروف صاحب قادری که از مشاهیر مشائخ حیدرآباد و نظام و کن بوده اند اتفاق صحبت
افتاد و [illegible] ذکر تحریر بدیه مجددیه بمیان آمد جناب شاه صاحب بر محبت تقریب تحسین کشادند و فرمودند که رحلت مشائخ انتصار پیران طریقت
از واجبات است و از واقعات خود بیان فرمودند که ایشان در عنفوان شباب بر ملفوظات حضرت مجدد الف ثانی علیه الرحمه متوجه شدند و بعد
[illegible] سال جلد ضخیم [illegible] نگاشته اتفاقاً نواب لشکر جنگ بهادر که از امرای حیدرآباد بودند برای ملاقات شاه صاحب تشریف فرما شدند و مجلد ضخیم را
که پیش نظر شاه صاحب بود برداشته [illegible] مستفسر نمودند چون معلوم شد که تحریر شاه صاحب است [illegible] حضرت مجدد مرحوم نواب صاحب [illegible]
که صدور این عمل از حضرت شاه صاحب [illegible] مناسب است [illegible] بشارت عمل نموده [illegible] شاه صاحب [illegible]
چون بخواب رفتند می بینند که ایشان در صحرای لق و دق [illegible] ایشان السلام علیکم گفتند یکی
[illegible] سلام [illegible] نشسته اند که بزرگی نورانی
صبیح [illegible] لباس سفید [illegible] حال ایشان شد [illegible] شاه صاحب را معلوم شد که حضرت مجدد علیه الرحمه
[illegible] بشارت [illegible] شاه معروف [illegible]
حضرت معروف [illegible] حضرت مجدد [illegible]

گفتند پس هم باید که انچه از انا واقع شده همین ست و باقی افترا است باز بعد از ساعتی گفتند که روزی خواجه
خاوند محمد باینجا آمده بود و گفتند که خواجه باقی اجازت صریح از پیر خود ندارد بجهت آنکه روزی مولانا خواجگی
امکنگی خربزه می خوردند و قاچ قاچ را خود بریده بدست حاضران و مریدان میدادند
و بخواجه باقی ندادند اصحاب گفتند خواجه نیز حاضر اند مولانا خواجگی امکنگی فرمودند ما خربزه
با و درست دادیم خواجه باقی ازین استنباط کردند که مرا اجازت ارشاد دادند من گفتم
این چنین نیست چرا که ما هرگز این چنین سخنی از پیر خود و از دیگر مردم نشنیده ایم بلکه خواجه
باقی ابا می کردند که این کار از دست من نمی آید و این بار را من نمیتوانم برداشت و مولانا
خواجگی میفرمودند که ما اجازت دادیم و ترا این کار را باید کرد درین اثنا چندی از ریش
سفیدان نیز گفته اند که ما دران مجلس حاضر بودیم که مولانا خواجگی اجازت ارشاد بخواجه باقی
دادند خواجه خاوند محمود گفتند بس ما غلط شنیده بودیم و بعد ازان شیخ احمد فرمودند که انچه
از مریدان خواجه خاوند محمود با یشان اعتقاد دارد و خواجه آنچنان نیستند و من آن اعتقاد
بخواجه ندارم هر سوالی که در خاطر حضرت اخوند گذشته بود شیخ جواب دادند منقول است
چون علامة الزمان شیخ الاسلام هندوستان مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی در اوائل
یکے از معاندان حضرت شیخ بود شبی شیخ را بخواب دید که روبروی وی آیه قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ
همی خواند به مجرد شنیدن این آیت جذب شیخ و شوق آلهی مجددی در دل وی اثر کرد و
قلب وی ذاکر گردید چون از خواب بیدار شد دل خود را ذاکر یافت چند روز به تصور
شیخ ذکر حق کرد و خود را اویسی شیخ میگفت آخر بخدمت حاضر آمد و بدرجات والا رسید
منقول است شیخ طاهر لاهوری قدس سره که از اعاظم خلفای حضرت مجدد است و استاد
شیخ محمد سعید و محمد معصوم هر دو صاحب زاده شیخ بود قبل ازین بیعت به خاندان شاه

بکمال کیتھلی قادری داشت چون عالم متبحر بود هر دو صاحبزادہ تعلیم علم ظاهری از وی میگرفتند روزے در محفل خلد منزل حاضر بود که حضرت شیخ مجدد را از راه مکاشفه احوال شیخ ظاهر شد و فرمود که مرا معلوم شده است که شخصے از حاضرین این حلقه طوق کفر بگردن خود خواهد انداخت و از راه هدایت و طریق دین متین خواهد برگشت و من بر پیشانی وی لفظ هو الکافر نوشته می بینم باستماع این معنی یاران که حلقه بندگی و اخلاص بگوش جان میداشتند بنهایت ترسان و لرزان شدند و از شیخ بزرگ مستفسر این حال شدند که آیا از ین تمام اہل حلقه آن بے نصیب که باین بلا مبتلا خواهد شد کیست و نامش چیست فرمود که آن شیخ ظاهر است یاران مجلس بظهور این معنی متاسف شدند مگر احدے این سخن بگوش شیخ ظاهر نرسانید آخر کار بعد چند ماه شیخ ظاهر بر زنے کافره عاشق شد و طهارت اسلام را مبدل بنجاسات کفر ساخت و زنار ارتداد بگردن جان آویخت چون شیخ ظاهر اوستاد حضرتین عالیین بود از وقوع این حال بسیار غم و الم دامنگیر حال هر دو صاحبزادہ بلند اقبال شد آخر روزی بوقت خوش بخدمت والد بزرگوار عرض کردند که اوستاد ما غریق دریاے کفر شده است توجه فرمایند که باز مشرف باسلام گردد فرمود که هر چه شدنی بود شد که در لوح محفوظ بحق او همین مکتوب بود آخر هر دو فرزند سعادتمند در باب مغفرت شیخ ظاهر از بس اصرار کردند حضرت شیخ بخاطر داری فرزندان دلبند دست دعا بجناب کبریا بر داشت و عرض کرد که الٰهی حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی فرموده است که هیچ کس را بر قضای مبرم دست قدرت نیست مگر مرا چون یکی از دوستان خود را این مرتبه عالی کرامت فرمودی من هم امید دارم که بواسطه من از شیخ ظاهر این بلای ازلی بگردد فی الحال تیر دعا بهدف اجابت رسید و شیخ ظاهر از خواب غفلت و مستی عشق مجازی

بیدار شده افغان و خیزان بخدمت شیخ حاضر آمد و دوباره خلعت اسلام پوشیده دست ارادت بدامان شیخ زد و در اندک زمان بدین مراتب عظمی رسید حضرت ایشان بعمر شصت سال ۱۰۳۴ از ین خاکدان به بهشت جاودان نقل فرمودند تفصیل حالات در برکات احمدیه و حضرات القدس وغیره مذکور است عاجز گوید

بسوی باغ جنان شد امام ربانی	ز سوز عشق دل عالمی کباب شده
بسال رحلت او گفت عاجز خسته	بسیر انفس و آفاق کامیاب شده ۱۰۳۴

اکنون در یافتنی است که ذات بابرکات حضرت شیخ مجدد رح از حلیه جمیع کمالات ظاهری و باطنی و از سائر شرائط مجددیت محلی و مجلی و مزین بود و تجدید و تائید دین متین از حضرت ایشان بوجهی ظاهر شده که ظلمت کفر و بدعت بانوار ایمان و سنت تجلی گشت و عماد سداد در شاد در همگی قریه و بلاد برپا شده بنای اسلام استحکام یافت و تمامی دیار عرب و عجم از شام و روم و حجاز و یمن و حبش و تکرور و هند و سند وغیره از خلفا حضرت ایشان رح فیضیاب گردید تا آنکه مشائخ وقت از مشیخت استعفا داده به ملازمت صحبت بابرکت حضرت رح افتخار و ارزین درزیدند و اولیا عصر بانقیاد و فرمان برداری باوج بلندی و قرب صمدی رسیدند و سالکان طریقت بمدارج ولایت و معارج هدایت آناً فاناً ترقی می نمودند و عجائب الانوار و غرائب روزگار در اندک زمانه مشاهده می کردند که بصحبت دیگران سالها میسر نبود و بعضی از کمالات و مقامات که بر کملین سابقین رضوان الله علیهم اجمعین منکشف نه شده بود از زبان حضرت ایشان ظاهر شد چنانچه مولانا شاه عبدالعزیز دهلوی رح درین باب تحریر می فرماید و لایات در

سله امام المحدثین مقتدای مفسرین جامع علوم ظاهری و باطنی بود در علم و عمل و ورع و تقوی و تدریس و تلقین رتبه بلند و مقامی ارجمند داشت خلق [illegible]
و [illegible] بشاگردی آن زبدة الابرار بهره یاب شده و بمقام فضیلت و تکمیل رسیده [illegible] گرانمایه با برکات [illegible] الاولیا گفته آید بجاست
سراج الهند [illegible] تفسیر عزیزی تحفه اثنا عشریه وغیره از تصانیف [illegible] مقبول عالم و عالمیان است [illegible] شیخ عبدالحق [illegible]

زمان قربت از زمان سعادت نشان آنحضرت رائج و متداول شدند و صحابه و تابعین و
تبع تابعین وَهَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ الْجُنَیْدِ وَاَقْرَانِهٖ ثُمَّ هَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ مَشَایِخِ الْقَادِرِیَّةِ
وَالْچِشْتِیَّةِ طریق تحصیل آن مدون و مبوب و مفصل گردید بخلاف مقام خلت که درین
عهود متطاوله اصلا کسی مذکور آن نکرده نه طریق تحصیل آن را کسی بیان نموده تا هزار سال گذشت طریق
تحصیل آن مقام در پرده اختفا و احتجاب ماند تا آنکه حق سبحانه تعالی حضرت مجدد را بر روی
کار آورده و ایشان اعتنا بظهور این مقام که در جوهر شریف آنحضرت صلی الله علیه وسلم مودع
و مکنون بود گردانید و هزاران طالبان را بطفیل ایشان سلوک این طریقه میسر شد بحمد لله
حالا بیان طریقه بوجهی نمایم که اختصاص آن باتباع مجددیه کالشمس فی رابعة النهار منکشف
گردد قبل از حضرت مجدد طرق همه از راه محبیت و محبوبیت بوده اند اول راه محبیت می پیمودند
و آخر بمرتبه محبوبیت فائز میشدند و آنچه لوازم محبیت است از ذکر جهر و وجد و شوق و انکسار
و تضرع و صبر و توکل و رضاجوئی و مراقبه صفات خصوصاً احاطه و معیت و استغراق در
توحید فعلی و خود را کَالْمَیِّتِ فِیْ یَدَیِ الْغَسَّالِ داشتن و صفات خود را و غیر خود را مستهلک
در صفات او دیدن بلکه ذات خود را در ذات او مندمج ساختن و حسن و جمال او را در هر مظهر
مشاهده نمودن و دران کوشش بلیغ مینمودند تا آنکه بانوار و تجلیات در ابتدا سلوک و
فنا و بقا در انتها آن فائز گشتند دم اتحاد می زدند که اَنَا مَنْ اَهْوٰی وَمَنْ اَهْوٰی اَنَا تا آنکه
حضرت خضر بحضرت عبدالخالق غجدوانی که ارهاص طریقه مجددیه بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در
عهد حضرت خواجه نقشبند این معنی برگ و بار پیدا کرد لیکن در عهد حضرت خواجه عبیدالله احرار
علوم توحید باین نسبت ممتزج شدند و غلبه پیدا کردند تا آنکه حضرت مجدد قدس الله سره آن
همه را در بطون رسانیدند و از چاک سینه خود سراغی به محبوب پیدا کردند حالا عنایت ساری

موقوف شد و شوق و اشتیاق و وجد و جناحات و تضرع یکطرف ماند هرچه هست در قلب و روح
و سر و خفی و اخفی و عناصر بدن است تا آنکه انوار و تجلیات از باطن خود می افتد و در خفیه رفته بمقام
خلت میکشد معنی محبیت عاشقی است و معنی محبوبیت معشوقی است و معنی خلت یارانه است
و سابق عاشقی و معشوقی بود و دریجا آرزو و نیاز از جانبین است و سرگوشیها از طرفین واقع
میشود و در عاشقی نعره و بیتابی و سر بر در و دیوار شکستن و در معشوقی غنج و دلال و فرو مباهات
بوده است اینست طریق خلت بطریق اجمال و اگر تفصیل آن کسے خواهد با اتباع مجددیه
چند سال نشست و برخاست نماید و در وجدان خود نظر کند که چه رنگ پیدا میشود و ورای
طرق سابقین انتهی علما مشار الیهم بالبنان که در طول باع نظیر خود نداشتند بدلائل حقه
براهین ساطعه و حجج قاطعه به مجددیت حضرت ایشان را لب کشادند چنانچه مولانا عبد الحکیم
سیالکوٹی و مولانا جان محمد لاهوری و مولانا عبد السلام دیوی و غیرهم رحمة الله علیهم اجمعین
در تحریرات و تقریرات خودها حضرت ایشان را مجدد الف ثانی گفته اند صاحب جواهر الحقائق
در کتاب خود می آرد امام ربانی شیخ احمد سرهندی از اکابر صوفیه است و جامع علوم ظاهری و
باطنی و صاحب مقامات علیه و کرامات جلیه است اکثری از علما و عرفا او را بزرگ داشته اند
فاضل محقق مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی بر مجددیت وی رفته و مجدد حادی عشر گفته است و مشاهیر
عرفا در سلسله وی در هند و سند و عرب و عجم خصوصا در روم و شام و عراق و کردستان و دیگر

سله معنی مجدد الف ثانی نزد ایشان و توابع ایشان اینست که واسطه فیض ولایت درین هزار دوم بجود مبارک ایشان است چنانچه تحریر فرموده اند که برمن مکشوف ساختند که حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه جناب سیده رضی الله عنها واسطه فیض ولایت مطلقا اند اگرچه دیگر ام سابقه باشند و بعد از ایشان تا ائمه اثنا عشر همین منصب قائم است پس حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سره نیز ازین دولت عظمی سرفراز شده اند و بعد از ایشان بر سر الف ثانی حق سبحانه تعالی مرا هم ازین منصب نائب ایشان فرموده و سرفراز باین خلعت نموده لهذا درین هزار دوم هر کس که درجه ولایت میرسد بواسطه فیض از من می باشم بغیر توسل من هیچ ولی بولایت نخواهد رسید بود المعارف ۰۰ ۰۰ ۰۰ ۰۰

ذکر مجدد الف ثانی بودن حضرت

بلدان دریں زمان اشتهار تمام دارد و آوست که نشر انواع علوم و اسرار فرموده و در شرح مقامات طریقه از سابقین سبقت برده است و آوست که بفهم مقطعات قرآنیه معزز گشته و بحصول اسرار متشابهات فرقانیه امتیاز یافته است و آوست که اسمار انبیاء به هندوستان و تابعان ایشان بروی مکشوف گشته و مقامات و درجات ایشان را مبین ساخته است و آوست که باعلام آلهی جلشانه مراتب ولایت و نبوت و رسالت و کمالات اولی العزم و مقامات خلت و محبت بیان فرموده و مخصوصات سید انبیاء علیه وعلیهم الصلوة والسلام ظاهر نموده است قدس الله تعالی روحهم و افاض علینا فتوحهم انتهی مولانا شاه عبد العزیز دهلوی در مکتوب اسمی حافظ صدر الدین حیدرآبادی می طرازد هرگاه این معرفت پخته شد و در رفته در فهم کلمات عارفان طریقه مردم کج فهم راه اتحاد پیمودند و این معرفت غامضه را وسیله ابطال شرائع و تکلیفات نمودند و مذهب شیخ محب الله آبادی که ظاهرش قدم در وادی اتحاد میزند شیوع تمام و رواج مالاکلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سرهندی را بر روی کار آورد و علوم غریب بر ایشان القا فرمود من قبیل تعدیل الحار بالبارد والرطب بالیابس تا هیئت اعتدالیه در اذهان مردم جاگیر شد و باطل ممزوج بحق ارتفاع و اضمحلال پذیرد و همین است مصداق معنی مجددیت انتهی اول کسے که حضرت را مجدد الف ثانی گفت مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمة الله علیه بود در برکات احمدیه میطرازد راقم حروف گوید مرا بر دل خطور میکرد اگر یکے از اعاظم علمای وقت این معنی را که حق سبحانه حضرت ایشان را مجدد الف ساخته مسلم میداشت تائید تمام بود تا روزی باین خطره بجهت

سله وی از اکابر علما و اعاظم علمای عهد خود بود و در علوم باطنی وحید عصر و در علوم ظاهری فرید دهر در تمامی علوم ماهر بود در زمان وی در جامعیت کسے هم پایه او نبود [illegible] غالب آمد شاگرد حضرت مولانا کمال الدین کشمیری است تصانیف عمده دارد که هر یک شغل متجملان افاده حاشیه بیضاوی حاشیه مقدمات تلویح حاشیه خیالی حاشیه شرح عقاید حاشیه مطول حاشیه عبد الغفور [illegible] وغیره [illegible]

حضرت ایشان رسید باین حقیر خطاب نموده فرمودند که مولانا عبدالحکیم سیالکوتی که در علوم عقلیه و نقلیه و تصانیف علیه چون وی در دیار هند نمی نماید کتابتے بما نوشته بود تبسم نموده فرمودند یکی از ان فقرات مدحیه این بود که مجدد الالف الثانی انتهی حضرت مجدد اشتغال با تصانیف هم داشتند از تصنیفات حضرت ایشان است رساله تهلیلیه و رساله اثبات النبوة و رساله المبدء والمعاد و رساله مکاشفات غیبیه و رساله آداب المریدین و رساله معارف لدنیه درین ذکر احوال و مقامات خاصهٔ خود بیان فرموده و رساله رد شیعه و تعلیقات عوارف و شرح رباعیات خواجه عبدالباقی علیه الرحمه و رای آن مکاتیب حضرت ایشان رساله ها است که هر رساله از ان محتوی اسرار ها است هیچ یکے از متقدمین مثال آن بچشم سر ندیده و احدی از متاخرین بگوش حقیقت و معرفت نظیرش نه شنیده اشتهار و قبولیت آن امری است خدا داد و تحریرش همان و اشتهارش همان مکتوبات و تصانیف هیچ از مکملین باین غایت مشتهر نگردید اگرچه در زمان حضرت مجدد بعض حضرات لب باعتراض کشادند و بعد از ان نیز سلسله رد و انکار دراز بود مگر بقدر انکار بلکه مزیدی بر آن تائید غیبی درجه شهرت و قبولیت افزود حضرت مجدد علیه الرحمه با وصف کمالی که داشتند به جواب هیچ معترض متوجه نه شدند بلکه در مکتوب دو صد و چهارم از جلد اول تحریر می فرمایند از سخنان پریشان ارباب خسران محنت نه کشند کُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ لایق آنکه بمکافات و مجازات متعرض نشوند دروغی را فروغی نیست باعث کسادت بازار آنها کلمات متناقضهٔ آنها خواهد بود وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ شغلے که در پیش دارند در بهان کوشند و از غیر آن چشم پوشند قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ انتهی از انجا که از زمان باستان بدینسان معمول است که مردمان در پے ایذا رسانی خاصان خدا افتند چنانکه ذکرش کرده شد با حضرت مجدد و را نیز دقیقه از عداوت نامرعی نه گذاشتند و بیشتر سبب هیجان این فتنه انکار

توحید وجودیست و اثبات توحید شهودی است چراکه از چهار صد سال یعنی از عهد حضرت شیخ بن عربی رحمة الله علیه تا عهد مبارک ایشان ادعیه اسماع و اذهان مردم از مسئله وحدت وجود مملو بوده است و انکار حضرت مجدد بر توحید وجودی نه مثل انکار علمای ظاهر است بلکه از مقامی که وجودیه تکلم می کنند تصدیق و تسلیم آن مینمایند این قدر هست که مقصود اصلی را فوق این مقام میفرمایند و غیریتے فی الجمله بین الحق والخلق بنهجے که مخل وحدت وجود حقیقی که متحقق در خارج حقیقی است نگردد ثابت می کنند بخلاف وجودیه که درمیانه حق و خلق عینیة اثبات مینمایند و نیز چون بنای طریقه حضرت ایشان بر اتباع سنت است طبقه مبتدعین در پے انکار حضرت ایشان شدند و چون جهانگیر بادشاه بیشتر اوقات در حالت سکری بود وقت را غنیمت دانسته باو اطلاع دادند که حضرت مجدد رح مقام خود را فوق مقام صدیق اکبر ؓ میگوید چون جهانگیر تفتیش حال کرد حضرت امام ربانی لب به پاسخ گشادند که شما خدام را برای خدمتی خاص با ایوان خود طلب می سازید و آن خادم بعد طی مقامات امرا پیش شما میرسد باز بمحل خود عود می کند ازین خادم را تفوقی بر امرا نمی باشد جهانگیر خاموش شد پس شخصے از حضار به جهانگیر گفت که تکبر این شیخ نگریستنی است که ترا سجده نه کرد و شما که ظل الله و خلیفة الله هستی بلکه تواضع معمولی هم بجا نیاوردند پس جهانگیر حکم کرد تا به قلعه گوالیار مقید کردند ۵

حال درویش همان به که پریشان باشد	پر شود خانه ز خورشید چو ویران باشد

سلہ بعض اهل تواریخ این را فتنه انگیزی [illegible] نقش قرار داده که [illegible] جهانگیر سر برداشته بود چنانچه تفصیل در رساله انوار احمدیه مذکور گشته و در خزینة الاصفیا از مولوی غلام سرور چشتی مذکور هست ۰ سلہ جهانگیر بن اکبر بادشاه چغتائی بتاریخ [illegible] ثانی [illegible] بر تخت سلطنت نشست و تا بست و یکسال و هشت ماه و سیزده یوم بادشاهی نمود [illegible] هفت سال [illegible] وقت سلطان [illegible] نورجهان زوجه شیر افگن خان تعلقی بود چون شیر افگن خان [illegible] نورجهان [illegible] مزاج شاهی مسلط شد که حکومت بادشاه محض برای نام بود و اجرای احکام [illegible] و فیصلجات و مهمات سلطانی صرف متعلق بذات نورجهان بیگم بود [illegible] بنام نورجهان بیگم [illegible] مضروب شد

شاہ جہان کہ عقیدتے باحضرت امام میداشت افضل خان وخواجہ عبدالرحمن راکہ از مقربان ومعتمدان شاہ جہان بودند با بعض کتب فقہیہ پیش حضرت فرستاد کہ چون علماء سجدہ تحیت را برای سلاطین جائز داشتہ اند اگر وقت ملاقات پسلطان سجدہ کنی من ضامن ہستم کہ ضررے بحضرت نخواہد رسید حضرت قبول نداشتند وفرمودند کہ این رخصت است وعزیمت دران است کہ سجدہ بغیر اللہ نکردہ شود چنانکہ این واقعہ را سید غلام علی آزاد بلگرامی در کتاب سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان نگاشتہ ؎

فِیْ طَرِیْقِ الْعِشْقِ اَنْوَاعُ الْبَلَا لَایَکُنِ الْقَلْبُ الْعَشُوْقُ الْمُمْتَحَنُ	اَیُّہَا الْقَلْبُ الْحَزِیْنُ الْمُبْتَلَا لَا تُبَالِیْ فِی الْبَلَایَا وَالْمِحَنْ
سہل باشد در رہ فقر و فنا رنج راحت دان چو شد مطلب بزرگ کے بود در راہ عشق آسودگے تا نہ سازی بر تو آسائش حرام غیر ناکامی درین رہ کام نیست	گر رسد جان را تعب تن را عنا گرد گلہ تو تیاے چشم گرگ سربسر درد است وخون آلودگے کے توانی زد براہ عشق گام راہ عشق است این رہ حمام نیست

از بعض ثقات شنیدہ شد کہ ہر گاہ جہانگیر حکم نہب خانہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ داد حضرت با اخفاد خود امر فرمودند تا زنہار نسبت بادشاہ اسلام بہ دعاے بد لب نکشایند ؎

شنیدم کہ مردان راہ خدا	دل دشمنان ہم نکردند تنگ

چون حضرت مجدد رحمہ اللہ ہیچ سنت انبیا علیہم الصلوۃ والسلام را از دست ندادہ بودند تقدیر الٰہی مقتضی حبس وی گردید تا سنت یوسف علیہ السلام مودی گردید ؎

آنہا کہ پاے در رہ مولا نہادہ اند	گام نخست بر سر دنیا نہادہ اند

آورده اند پشت برین آشیان دیو	پس چون فرشته روی به عقبی نهاده اند
آن طوطیان زه چو قدم برگرفته اند	طوبے لهم که بر سر طوبی نهاده اند
زادره و ذخیره این وادے مهیب	وز طشت سر بریده چو یحیے نهاده اند
اول بزیر پاے سگان خوار گشته اند	وآخر چو باد سر سوے مولا نهاده اند

امر دوم اول کسے که درین وادی قدم اعتراض نهاده شیخ عبدالحق دهلوی اند[1] که از مشاهیر علمای حنفیه دیار هند بود شیخ معاصرت با حضرت مجدد علیه الرحمه داشت و این معاصرت را باین وجه که هر دو از مقتبسان انوار بارگاه حضرت خواجه باقی بالله علیه الرحمه بودند قوتی گردیده پس شیخ بحکم اَصْلُ الْمُعَاصَرَةِ الْمُنَافَرَةُ در بدو امر رساله بر حضرت مجدد تحریر کرده چنانکه حضرت شیخ در آخر رساله ناخوشی خود باین عبارت ظاهر می فرماید یکباری شنیده شد که نسبت به فقیر این آیت می خوانند وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ و ظاهر است که طعنه های معاصر قابل اعتماد نباشد چنانکه حافظ ذهبی کلام اقران را قابل سماعت ندانند در سیر اعلام النبلاء مذکور است هٰذَا مِنْ كَلَامِ الْاَقْرَانِ الَّذِيْ لَا يُسْمَعُ (این از کلام معاصرین است که شنیده نمی شود) ابن فهد در حاشیه ضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع در تحت ترجمه علامه سیوطی نگارد وَالَّذِيْ اَدِيْنُ اللّٰهَ بِهٖ اَنَّ مَا قَالَ كُلٌّ مِّنْهُمَا فِيْ صَاحِبِهٖ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ كَمَقَالَةِ الْمُعَاصِرِيْنَ بَعْضِهِمْ فِيْ بَعْضٍ هرگاه در علامه سیوطی و سخاوی بسبب معاصرت این چنین اتفاق افتد به دیگران چه رسد و علامه ابن حجر مکی در خیرات الحسان از ابن عباس روایت کرده اِسْتَمِعُوْا كَلَامَ الْعُلَمَاءِ وَلَا تُصَدِّقُوْا بَعْضَهُمْ

[1] شیخ عبدالحق از مشاهیر علمای دهلی است در محرم ۹۵۸ قدم در دنیا نهاده و قبل از بلوغ بیشتری از علوم حاصل کرده و در بیست و دو سالگی قرآن را یاد کرده و بر مسند افاده نشسته و در عنفوان شباب به حرمین محترمین رسیده از عبدالوهاب متقی به تحصیل علم حدیث به وطن مالوف خود مراجعت نموده تا پنجاه و دو سال به تعلیم و افاده و امثال این مشغول شده تصانیف صغار و کبار [illegible] به بیعت شیخ موسی قادری خرقه قادریه [illegible] ساخته و در ۱۰۵۲ رحلت فرموده مزارش [illegible] سال رسیده بود سنه ۹۰۲ الضوء اللامع تصنیف شمس الدین سخاوی [illegible] المتوفی سنه [illegible] سیوطی

فِي بَعْضٍ وَهُوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُمْ اَشَدُّ تَغَايُرًا مِنَ التُّيُوسِ فِي زُرُوبِهَا وَكَذَا جَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَمِنْ ثَمَّه ذُكِرَ فِي الْمَبْسُوطِ فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ اَنَّهُ لَا يَجُوزُ شَهَادَةُ الْقَارِي يَعْنِي الْعُلَمَاءَ لِاَنَّهُمْ اَشَدُّ النَّاسِ تَحَاسُدًا وَتَبَاغُضًا ؎

از صحبت دوستی برنجم	کاخلاق بدم حسن نماید
عیبم هنر و کمال بیند	خارم گل و یاسمن نماید
کو دشمن شوخ چشم بیباک	تا عیب مرا بمن نماید

شیخ درین رساله که بمقابله حضرت مجدد است اولاً جا بجا بالغیب نوشته درصدد جواب مکتوب هشتاد و هفتم از جلد ثالث گردیده که حضرت مجدد علیه الرحمه بمولانا صالح کولابی در اسرار مرادی و مریدی زیب تسطیر فرموده پس ازان بر مکتوب یکصد و بست و یکم از جلد ثالث مگر شیخ به تقاضای همزمانی درین رساله راه تحقیق گذاشته در بادیه تعصب گام پیما شده بادنی تامل پیدا میشود که اولاً چون شیخ از علمای ظاهر بود بنای اعتراض را بر علوم ظاهری نهاده است و ازان غباری بر دامان علوم حقائق و معارف نمی نشیند ؎

	کاین ره که تو میروی به ترکستان است	

ثانیاً بیشتر بنای اعتراض بر مسموعات نهاده اند با آنکه در مکتوبات شریف اثری ازان پدید نیست بلکه بعض جا خلاف آن یافته میشود و این معنی از داب مناظره بمراحل دور است چه کدامی الزام بر خصم عائد نمی توان شد تا آنکه منشاء الزام را در کلامش نیابند ثالثاً الزامی که عاید کرده شد حضرت مجدد هم آن اعتراض را بطور خود دفع فرموده اند درین صورت نیز

ـــــــــــــــــــــــ

؎ تیوس جمع تیس بز نر آمده زرب جمع زرب جای گوسفند ؎ مولوی غلام سرور چشتی در خزینة الاصفیا می نگارد پس باد شاه شیخ را نزد خود خواند و سجده تحیت خواست چون شیخ مرتکب ازین امر شد معاندان بار بر شوری برداشتند و بر بعضی مکتوب که سابق ذکر کرده شده دیگر منشا بعض سکوت بیت که فرمه ظاهر بیان نمایند از نزد فیه گرفتار به ادوار گردید و مجدد صاحب علی محمد عبد الحق دهلوی قدس سره هم در بعضی شبها در ...

کلام محل اعتراض نخواہد بود رابعاً اعتراض بر کلامی کردہ شد کہ مثل آن کلام یا بالاتر از آن
بروایت ثقات بلکہ بروایت شیخ از حضرات صوفیہ مشار الیہم بالبنان منقول است
پس اعتراض بر کلام حضرت مجدد عین اعتراض است بر حضرات صوفیہ صافیہ قدس اللہ
اسرارہم و از ینجا است کہ اکابر علماء متوجہ شدہ داد جواب شیخ دادند [1]

عنقا شکار کس نشود دام باز چین	کانجا ہمیشہ باد بدست است دام را

مگر الحمد للہ کہ آخر الامر غشاوت بشری زائل گردید و شیخ رہ از تحریر خود نادم و پشیمان شد
حضرت شاہ غلام علی رہ در رسالہ خود تحریر می فرمایند اگرچہ شیخ در اوائل حال بے تحقیق اعتراضہا
نمودہ اما در آخر از ان باز ماندہ در واقعہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را دیدہ کہ می فرمایند
ہر کہ اخلاص بما دارد با ایشان نیز داشتہ باشد و اشارت بحضرت مجدد فرمود پس شیخ
از انکار استغفار نمودہ بخدمت خواجہ حسام الدین احمد خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ رہ باین
عبارت نوشتہ کہ دریں ایام صفای باطن فقیر بخدمت میان شیخ احمد سلمہ [2] از حد متجاوز
است اصلاً پردہ بشریت و غشاوہ جبلیت در میان نماند نمی داند کہ از کجا است قطع نظر از
رعایت طریقہ انصاف و حکم عقل کہ با چنین عزیزان و بزرگان بد نباید بود در باطن بطریق

[1] در رسالہ کشف الغطاء مذکور است وقد کتب ... مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی ... [illegible]
العبارۃ قدح کردن در سخن بزرگان بے مراد ایشان جہل است ... کلام شیخ ... عرفان ... شیخ احمد ... جہل و
نافہمیدگی است کتبہ الفقیر عبد الحکیم ... [illegible]
... علمای زمان بملاحظہ تصانیف ... کہ شیخ الاسلام مولانا عبد الحکیم ... داشت نیک میدانند [2] خواجہ حسام الدین از
خلص احباب و اجلہ اصحاب حضرت خواجہ باقی باللہ بود اول تقید امارت ... بود پس ... کہ ... علیہ اولیا بود بخدمت
حضرت خواجہ باقی ... ببرکت صحبت حضرت ایشان ... [illegible]
... حضرت خواجہ باقی ... ایشان ... [illegible]
... [illegible]

ذوق و وجدان و غلبه چیزی افتاده است که زبان از تقریر آن لال است اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ
وَمُبَدِّلَ الْاَحْوَالِ شاید ظاهر بینان را استبعاد است من نمیدانم که حال چیست و چه مثال است
و در مکتوبی طولانی با ولاد خود بدین مضمون نوشته آنچه مسودات اعتراضات بر کلام میان
شیخ احمد سلمه الله تعالیٰ نوشته ام همه را در آب بشوئید غباری که به نسبت ایشان بخاطر رسیده
بود بصفا انجامید انتهی حضرت شیخ در آخر رساله می فرماید بعد از انکه آوازهٔ کمالات شما
در میان است آن نیز میگویم خداوندا این مرد از کمالات خود این چنین خبر میدهد اگر صادق
است ما را دلیل صدق و حقانیت او الهام فرمایا او را تصرفی در ما پیدا آید که رفع شبه ما التباس
کند انتهی هما نا حق تعالیٰ جل شانه دعای او را قرین اجابت فرمود تا آنکه بسبب انکشاف حقیقت
امر از تحریرات خود رجوع نموده شیخ در رسالهٔ تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف که بطور
شرح قواعد شیخ عبد الوهاب متقی است می نگارد که انکار از اقوال متصوفین گاهی بمقتضاے
اجتهاد معترض میباشد گاهی برائے قطع ذریعه یعنی ضلالت عوام که ظاهر شریعت را از دست
دهند گاهی بسبب عدم فهم تحقیق مطلب مگر این را علما نسبت خود کے باور دارند گاهی بسبب
قصور مواد علمیه گاهی بسبب جهل از ملت گاهی بسبب بودن مقام از مبهمات گاهی بسبب عناد
و استکبار بر ناظرین رسالهٔ شیخ نیک پیدا است که باستثنای صورت اول و ثانی همه دواعی انکار
در ایرادات شیخ موجود است رجوع وی محض از توفیقات باری تعالیٰ است جل شانه و اضح باد که
هر گاه پیش حضرت شیخ اعتراضها از غبار خاطر سر بر داشته اند و بعد صفای قابل شستن متصور
شدند پس لیاقت آن ندارند که در معرکهٔ اهل صدق و صفا پیش کرده شوند که کیفیت رجعت
شیخ رح بے انکار از بهمان عصر مشهور و معروف است و بعض کملین سلسلهٔ چشتیه در همان قرب
زمان تصدیق آن کرده اند شاه فتح محمد فتحپوری چشتی در مناقب العارفین آورده که چون براقم

احوال شیخ احمد کابلی رسیدم و مکتوبات او را مع معارضات شیخ عبدالحق دہلوی ملاحظہ کردم تحیرم افزود کہ چہ نویسم باوجود صدور چنین کلمات کفر در حق ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و اہانت اولیا را کہ ارض و سما بر علوّ مرتبۂ آنہا شہادت میدہد ہمچنین اکابر مثل شیخ آدم بنوری و دیگر کسانیکہ در سلسلہ وی داخل اند اکثری علما و محدثین صاحب حال و قال اند چسان اتباع کردند خصوصاً علمای بلخ و بخارا و کابل کہ در تدین و صلابت دین نظیری ندارند اکثری ہمین سلسلہ متمسک اند پس برای تفتیش حال وی قصد دہلی کردم و از شیخ نورالحق بن شیخ دہلوی ملاقی شدہ استفسار حال وی نمودم بہ تحقیق پیوست کہ شخصے حسن خان نامی از قوم افغان از مریدان شیخ کابلی چیزی از وی آزردگی پیدا کردہ مسودات مکتوبات شیخ را کہ نزد وی بود ماز ان تحریف کردہ بست نسخہ نویسانیدہ جابجا منتشر گردانید چون نقل مکتوبات بشیخ دہلوی کہ از خلفا خواجہ عبدالباقی بود رسیدہ کمال متوحش شدہ مکتوباتی در رد آن اقوال کاذبہ بشیخ کابلی نوشت بسیار زجر و توبیخ کرد از انجا شیخ کابلی مسودات خود را کہ دستخطی بودہ بجنسہ نزد شیخ دہلوی فرستاد و نوشت کہ معاذ اللہ کہ از من چنین کلمات بصدور پیوستہ باشد یکی از مریدان من مردود بطریقت گشتہ این فتنہ برپا ساخت و مرا ہدف برنا و پیر نمود و آخر بدعای من گرفتار شدہ در بخارا در تہمت ارتداد کشتہ شد بعد دریافت آن شیخ دہلوی در توصیف آن مقال و اعتذار عدم علم بدین حال مکتوبی نوشت چنانچہ آن مکتوب شیخ دہلوی دستخطی شان ملاحظہ کردم والحمد للہ علی ذلک واگرچہ نزد وی زمرۂ اہل وجد و سماع از جنس فساق ایم لیکن بحکم ظنوا المؤمنین خیراً راہ انصاف پیمودہ درپے تفتیش حال وی شدیم انتہی ہمانا وجہ رجوع ہمین باشد کہ مولوی غلام سرور چشتی در خزینۃ الاصفیا می نگارد شیخ عبدالخالق سرہندی میفرماید کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ اعلم علمای دہلی بود بحضرت شیخ مجدد نزاع داشت روزی من بتقریب ملاقات

نزدش رفتم و ذکر کرامات آنحضرت شروع شد شیخ عبد الحق بر سر انکار آمد جواب دادم که با بزرگان دین عداوت داشتن خوب نیست منصف ما و شما قرآن است تجدید وضو کنیم و مصحف مقدس بکشائیم هر آیتے که باول صفحه بر آید فال حال شیخ احمد مجدد خواهد بود شیخ عبد الحق قبول کرده بعد تجدید وضو دوگانه ادا نمود و مصحف را بدست گرفته بتواضع و تکریم تمام بکشاد سر ورق مصحف این آیت بر آمد رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ[1] از خواندن این آیت علامهٔ مذکور تائب شد و باز بر سر نزاع و عداوت نرفت چون از تحریر مقدمه فارغ نشستم وقت آنست که باظهار اصل مرام کمر همت بر بندم دیگان یگان از ایرادات شیخ نقل نموده بجواب آن متوجه شوم اهل ارادت عینک انصاف پیش نظر داشته ملاحظه فرمایند **قال** سالها است که از بعضے کلمات و مقالات که در مکتوبات شریف مذکور است و از قبیل موهمات و مبهمات است استغفار کند و استکشاف نماید مشرف نشد **اقول** هرگاه کلام از موهمات و مبهمات باشد ضرورت موشگافی چیست مقتضای حزم و احتیاط همین است که در چنین مواقع سپر اندازند و اشهب خیال را در جولانگاه تقریر نتازند خود شیخ رح در رساله غایة الانصاف والاعتدال فی اعتقاد الصوفية من ارباب الاحوال میطرازد و بالجمله توقف در محل اشتباه واجب است همچنانکه حزم در مقام وضوح لازم و کتاب فصوص الحکم را بعضی مردم هم ازین قبیل میدانند و در رد و انکار و قبول آن توقف مینمایند انتهی و نیز در همان رساله بجای دیگر می نگارد شیخ ذکره الله بالخیر در باب شیخ

---

[1] مردمانی بوده اند که ایشان را تجارت و بیع از ذکر خدا باز نمی دارد [2] در زبدة الاصفیا مذکور است چون شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی قدس سره معاصر بود و شیخ عبد الحق دهلوی [illegible] مکتوبات شیخ احمد بسیار اعتراضات [illegible] جواب و سوال [illegible] بوقوع آمد آخر [illegible] شیخ عبد الحق از معتقدان آنحضرت شده [illegible]

[illegible] شیخ عبد الحق محدث دهلوی [illegible] اخبار الاخیار [illegible] ترجمه شیخ علی متقی [illegible] توقف و تسلیم [illegible]

فصوص و فتوحات و امثال آن میفرمودند کہ از واضحات آن محظوظ باید شد و در مبہمات
و موہمات آن خوض نباید کرد و میفرمودند درینجا زہرہاست شکراندود کردہ اگر کسے را از
آنہا احتراز ممکن باشد مطالعہ آن مبارک است والا محل خطر است انتہی و در رسالہ صدق [illegible]
والدوام فی طلب المقصد والمرام تحریر میفرمایند در مشکلات و مبہمات و موہمات قوم در نیفتند
چون سخن بدینجا رسد ورق بگردانند و نظر بر درک واضحات و متفقات برگمارند حفظ و سلامت
درینصورت است و باقی محل خطا و خطر است و ذٰلِكَ اَصْلٌ عَظِيْمٌ (واین اصل عظیم است) انتہی چون شیخ رحمہ اللہ
در تالیفات خود از منع تاویل مبہمات و موہمات اعتراف کردہ است پس استفسار مبہمات
و استدراک از چہ معنی اختیار نمودہ است و ہمین است مسلک شیخ محی الدین بن عربی حیث
قَالَ فِي الْبَابِ الْعِشْرِيْنَ مِنَ الْفُتُوْحَاتِ الْمَكِّيَّةِ يَنْبَغِيْ لِلْعَاقِلِ الْمُنْصِفِ اَنْ يُسَلِّمَ لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ
مَا يُخْبِرُوْنَ بِهٖ فَاِنْ صَدَقُوْا فِيْ ذٰلِكَ فَذَاكَ هُوَ الظَّنُّ بِهِمْ وَانْتَفَعَ مَنْ سَلَّمَ لَهُمُ التَّسْلِيْمَ
حَيْثُ لَمْ يَرُدُّوْا مَا هُوَ حَقٌّ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ وَاِنْ لَمْ يَصْدُقُوْا لَمْ يَضُرَّهُمْ بَلْ نَفَعَهُمْ حَيْثُ
لَمْ يَكُوْنُوْا مِنَ الْخَائِضِيْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ قَطْعٌ وَرَدُّوْا عِلْمَ ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى [illegible] الرُّبُوْبِيَّةِ اِذَا كَانَ مَا قَالَتْهُ الْاَوْلِيَاءُ ادعوا
یعنی عاقل منصف را باید کہ آنچہ از ایشان می شنود آن را تسلیم کند مقتضای ظن با ایشان ہمین است
کہ قول ایشان تصدیق نمودہ شود و ازین تسلیم منتفع میشوند چہ امر حق را تسلیم نمودند و اگر تصدیق
نکنند و علمش تفویض بر باری تعالے بنمایند درین ہم مضائقہ نیست اگر اقوال اولیاء اللہ
ممکن بود و در آن محال نباشد پس تسلیم اولی است ہرگاہ کار عاقل این است کہ اقوال
اولیاء اللہ را تسلیم کند ہر آنچہ ممکن باشد والا در آن خوض نکند و علمش مفوض بجناب باری
نماید پس احتیاجی باستفسار و استکشاف نماند درحقیقت منشاء صدور مبہمات حال صحیح و نسبت
درست و نیت صادق میباشد کہ مشاہدہ آن جمال سوختہ بلبل وار در سخن می آرد ع

دل که دلبر دید کے ماند ترش ‌‌ ‌ ‌ ‌ بلبلی گل دید کے ماند خمش

پس تسلیم یا توقف ضرور افتاد چه بسبب غلبهٔ حال واستیلای وجد قدم ثبات ازجای می لغزد وعنان ضبط واختیار از دست میرود ونظر صرف بر معنی وروح عمل که حضور واخلاص است مقصود میگردد وهیچ لحاظ بر قبح شرعی نمی باشد ومنشاء عروض این احوال واقوال مختلف باستعداد وطباع است بعضی را از صفای عمل وذکای نفس میخیزد وبرخی را از نور ذکر وتصفیه قلب وبندی را از سلطان مشاهده وجلا روح کما هو فی محله مشروح مع الانصاف آنست که اول در شان قائل مقالات نظر کنند اگر متبع کتاب وسنت است واکثر اعمال واقوال او موزون بمیزان شریعت است پس متشابهات کلام او را موافق محکمات کلام او تاویل کنند یا بعالم السر والعلانیه واگزارند واو را معذور دارند چرا که این قوم را عذرهای بسیار عارض میشوند گاه در غلبهٔ حال عبارات ایشان بمرادات ایشان مساعدت نمی کنند وگاه در معلومات کشفی بنا بر غلط وهم وخیال خطا واقع میشود ودر آن خطا مثل خطای اجتهادی معذوراند وگاه اطلاع بر اصطلاح ایشان میسر نمی آید پس برعایت این امور ترک اعتراض لازم است قائل خواه بملاحظه خاطر شریف که در غایت نزاکت است وخواه بجهت خوف گفتگوی بعضی از مریدان ایشان که در نقل اقوال وذکر حکایات بے صرفه وبے احتیاط اند

اقول

او زمن از بیم بدنامی گریزان وکسے ‌ ‌ ‌ ‌ زو نمی پرسد من بیچاره بدنام از چه شد

اگر ضرورت استدراک تسلیم کرده شود پس میگوییم کسانیکه بمطالعه مکاتیب شریف بهره اندوز سعادت شده اند نیک میدانند که بیشتر کسان از حضرت امام ربانی رح استکشاف حقائق می نمودند وحضرت ممدوح بفصاحت بیانی تفهیم میفرمودند وکدامی از مریدان وعقیدتمندان

حضرت ایشان جهل مرکب نداشت یا کج بحث نبود تا خوف گفتگو در خاطر خطور کند اگر
تسلیم نموده آید که خاطر مبارک حضرت مجدد رحمة الله علیه در غایت نزاکت بود که ادنی استدراک
ناگوار طبع شریف میگردید این هم مانع استدراک امر حق نیست چه هر گاه از انکشاف این
چنین امور از سلاطین باک نمی کنند پس از حضرت مجدد رحمة الله علیه کدام اندیشه بود شیخ
در آداب الصالحین تحریر می فرمایند اگر ناصح بداند که سخن او نفع میکند اما ضرر هم لاحق میشود
از نصیحت و موعظت باز نه آید چنانچه محتسب شیشه شراب یا مزامیر بشکند و لکن میداند که
سرش را خواهند شکست احتساب درین صورت حرام نیست بلکه کمال دین و تقوی در آنست
که این قدر ضرر در راه خدا تحمل کند و در حدیث شریف از برای کلمة الحق در پیش سلطان جابر
فضلیکه واقع است مطالعه آن در امثال این محل کمال نافعست انتهی

دانسته ام که بر سر خشم و بهانهٔ		گر می کشی که از تو شکایت نمی کنم

ابو سلیمان دارانی رحمة الله علیه گوید که از بعضی خلفا سخنی شنیدم خواستم که انکار کنم و میدانستم
که مرا خواهند کشت کشته شدن مانع نبود اما دیدم که نفس من در آن گفتن خوشی پیدا کند پس
ترسیدم که مبادا بی اخلاص کشته شوم و همین است مسلک اکابر صوفیه قدس الله اسرارهم
الوافیه خصوص در غنیة الطالبین که بحضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه
منسوب است تحریر یافته اِذَا ثَبَتَ اَنَّهُ یَجِبُ عَلَیْهِ الْاِنْکَارُ فَهَلْ یَجُوْزُ اِنْکَارُهُ اِذَا غَلَبَ
عَلٰی ظَنِّهِ الْخَوْفُ عَلٰی نَفْسِهٖ فَعِنْدَنَا یَجُوْزُ ذٰلِكَ وَهُوَ الْاَفْضَلُ اِذَا کَانَ مِنْ اَهْلِ الْعَزِیْمَةِ وَالصَّبْرِ

باقی ماند خوف این معنی که بعد گفتگو و ظهور حق شاید مریدان حضرت مجدد رح به نقل حکایات
و اقوال از جادهٔ توسط و اعتدال در گذرند و از بے احتیاطی مرتکب اهانت و غیبت یا شور
و شغب شوند واضح باد که مستفیدان خدمت حضرت مجدد رضی الله تعالی عنه متحلی بفضائل

وتخلی عن الرذائل بودند از اخلاق حسنه ایشان که بآن مجبول بودند این چنین مظنه بمراحل دور است اگر معاذ الله سوء ظن نسبت این بزرگان نموده باشد پس میگوییم که این مظنه سنگ راه استهلاکی و استکشافی در امور خفیه نمی تواند شد که در آن امر بالمعروف و نهی عن المنکر مقصود بالذات است زیرا که خود شیخ در آداب الصالحین میفرماید و همچنین خوف غیبت و اهانت لسانی به تجهیل و تحمیق و نسبت بریا و نفاق عذر نیست زیرا که اگر مثال این امور معتبر باشد وجوب از احتساب افتد و خلوی احتساب از امثال این ممکن نیست تحولهم تعالی لا یخافون لومة لائم انتهی **قال** تفصیل این حکایت آنکه ایشان بعد از آنکه در خدمت حضرت خواجه محمد باقی قدس سره افتادند و از صحبت شریف ایشان استفاده این نسبت کردند و روی بترقی نهادند در حیات و بعد از وفات ایشان از حالات و کمالات خود خبر دادن گرفتند زیاده از حد حصر و قیاس چنانکه هر چند انکه مردم حیران شدند و چه جای حیرت است والله یختص برحمته من یشاء **اقول** الحق در اینچنین مواقع حیرت گنجایش ندارد و هرگاه حق تعالی جل جلاله و عم نواله بفضل عمیم خویش بنده خاص را می نوازد و به او مواهب عظمی عطا میسازد و بنده باظهار آن زبان حال میگشاید کما قال و فی النفحات حضرت خواجه محمد پارسا علیه الرحمه در تحقیقات می فرماید از نوری پرسیدند که تصوف چیست گفت که تصوف نشر مقام است و اتصال بدوام نشر مقام آنست که صوفی از حال خود سخن گوید یعنی از سر حال گوید نه از علم و اتصال بدوام آنست که حال او و را از حال خود و از حال غیر نگاه دارد یعنی چنان مستغرق حال خود بود که پروای غیرش نباشد **قال** و چون در ضمن آن تنقیص و تخطیه بزرگانی که لاتفاق است بر بزرگی ایشان مثل سید الطائفه جنید بغدادی و سلطان العارفین بایزید بسطامی و امثال ایشان بود و گفته اند که این بیچاره ها حقیقت کار در نیافته و باصل نرسیده و گرفتار ظل مانده اند و امثال آن و ادعا آنکه آنچه ایشان را داده اند هیچکس را نداده اند موجب

وحشت مردم شد **اقول** در کدامی از رسائل و مکاتیب حضرت مجدد رضی اللہ عنہ تخطیہ و تنقیص این چنین بزرگان دین و راہ یابندگان حضرت سید المرسلین اندراج نیافتہ بلکہ جا بجا در تقریرات و تحریرات حضرت مجدد رضی اللہ عنہ تاویل و توجیہ مقالات و حالات بزرگان مشار الیہ بالبنان یافتہ میشود بہ تخطیہ و تنقیص چہ رسد و اگر در مسئلہ از مسائل تصوف کہ از وجدانیات ارباب کشف است رای حضرت مجدد رح خلاف مسلک کبرای متقدمین باشد ہیچ محل اعتراض و استبعاد نیست چہ اگر احدی از کبرای متاخرین در مسئلہ از مسائل و دلیلی از دلائل خلاف آرا و کشف احدی از کبرای متقدمین افادہ فرماید باک نیست و این تخطیہ محمول بر تنقیص نمی توان شد

کَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ

اقوال اعیان و کبرا بریک وتیرہ نیست مروی است مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ وَقَالَ الْمُنَاوِیُّ نَعَمْ تَعَلَّقَ الْعِلْمُ بِتَفَاوُتِ طَبَقَاتِ الْاُمَّۃِ فِی الْخَیْرِیَّۃِ وَاَرَادَ بِہٖ نَفْیَ التَّفَاوُتِ لِاِخْتِصَاصِ کُلِّ طَبَقَۃٍ مِنْھُمْ بِخَاصِیَّۃٍ وَفَضِیْلَۃٍ تُوْجِبُ خَیْرِیَّتَھَا کَمَا اَنَّ کُلَّ نَوْبَۃٍ مِنْ نُوَبِ الْمَطَرِ لَھَا فَائِدَۃٌ فِی النَّمَاءِ لَا یُمْکِنُ اِنْکَارُھَا و ہمین است مسلک شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کما قال فی الفتوحات المکیۃ فی الباب الثالث والسبعین من الجزء الثانی فَاِنَّ لِشَاۃٍ قَدْ جَعَلَھُمْ فَاضِلًا وَمَفْضُوْلًا فَمَثَلُ ھٰذَا الْاَکْبَرِ ہرگاہ کیفیت طبقات و فاضل مفضول چنین باشد پس ممکن است کہ امری از امور کشفیہ بر احدی از کبرای متاخرین ظاہر شود کہ خلاف رای احدی از کبرای پیشین باشد شیخ در مرج البحرین میطراز د بلکہ خود تا امید نباید بود کہ حقیقت محمدی را دورات است مثل دورات فلکی تا وضع ہر دورہ نسبت بکہ نشنید و نظر کوکبی از کواکب حسنات و کمالاتش بر کرافتد و بر روی کہ تابد تا نور کمال از ناصیۂ حالش

ظهور یابد و معنی عزت اسلام در جواهر واتش پیدا گردد انتهی هرگاه کیفیت دورات حقیقت محمدیه
چنین باشد پس اگر بمقتضای دوره نوری از کشف بر احدی از اتقیان چنان تابد که قربتے یا
مساواتی بر عهد متقدمین داشته باشد محالی نیست و نه اظهار آن موجب تنقیص باشد و نیز شیخ
در رساله اتحاف الاحبه فی بیان حدیث المحبة میفرماید که درین زمانه که اُمّه حادی عشر است نوری
جدید از مشرق ولایت و هدایت می تابد بیشک درینجا سری از اسرار الٰهی مضمر است که توقف و
انکار را درانجا مجال تنگ است و دلائل حقانیت و ظهور نورانیت لائح و باهر است و جمعی از
طالبان که در ظل تربیت و حوزه تصرف و عنایت این مظهر حق مشغول اند و کشف حقیقت حال
و استغراق و استتار ایشان در ذکر الٰهی و ظهور انوار و اسرار شگرف از حیطه تعبیر و تقریر بیرون است
امروز مثل این حلقه و اجتماع اہل ذکر در زیر طاس فلک نباشد و اگر باشد کمتر باشد انتهی بالجمله عادت
باری تعالی بدین نمط جاری است که چون یک دوره از ولایت باختتام میرسد و ابتدای
دوره دیگر رو مینماید شخصی که اکمل و افسر انسان و الیق بفیض رحمان در آن خبر وی از زمان
متحقق باشد بوجود برکت آمود او هدایت دوره سابقه را به نهایت میرساند و او را ترجمان
خود قرار داده تشئید و تائید امر دین و تجدید و ترویج سنت سید المرسلین و افاضت و اشاعت
انوار و فیوضات حضرت رب العالمین و ارشاد و هدایت ناس اجمعین که بحقیقت کیمیای صفتی و کاری
که باعث قبول و سفید روی مرد در بارگاه عزت و درگاه نبوت باشد و ثمر سعادت ابدی و دولت
سرمدی گردد بالاتر از ان نتوان یافت از زبان فیض بنیان او میفرماید و او را حسب اعیه
حکمت و اقتضای مصلحت گاهی مفضول میگرداند و گاهی فاضل و بهتر از سابق و فائق از
لاحق کما یقول فی کلامه القدیم وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ هر که محرم این اسرار است و واقف ازین کار
ناچار بقدر استعداد معرفت خود حضرت مجدد رضی الله عنه را که نسبت حضرت جنید بغدادی

قوله چنانکه حق تعالی میفرماید که بالاتر ... صاحب علم ...

و بایزید بسطامی رحمة الله علیهما فرموده اند از جادهٔ شریعت و احاطهٔ طریقت بیرون نخواهد یافت
و تنقیص و تضعیف نخواهند پنداشت اما بیرونیان که باین وادی حرکت ارادی نداشته اند
و بسکون جمادی ساکن اند لا محاله در حیرت و تعجب خواهند افتاد که این چیست و از کجاست
فلا تکن من الممترین فان الغول ما قالت حذام اگر منشا اعتراض شیخ مکتوب دهم از جلد ثانی است این هم
قابل تسلیم نیست چه در آن تنقیص این بزرگان درج نیست خصوصا باین نهج که این بیچاره
حقیقت کار در نیافته و به اصل نرسیده گرفتار ظل مانده اند در این شک نیست که لفظ بیچاره
کلمهٔ تنقیص است که در کلام حضرت مجدد رح یافته شد بحث همین است که حضرت مجدد رح ظهور فوق
عرشی را اصلی میفرماید و دیگر ظهور را ظلی و سلطان العارفین و سید الطائفه قلب را قدیم گویند
و لمعات را اصلی و حضرت مجدد رح دعوی خود را بدلیل واضح بیان فرموده فانظر الی ما قال
و لا تنظر الی من قال اگر دعوی حضرت مجدد رح بمیزان عقل نمی سنجد بخلاف آن دلیلی پیش
کردنی بود و یا بر وشح یا نقض وارد میفرمود در مقامی که محل استدلال باشد این قدر تحریر
کافی نیست عبارت مکتوب دهم از جلد ثانی این است در بیان آنکه هر ظهوریکه باشد بی شائبه
ظلیت نیست بخلاف ظهور فوق عرشی و چون قلب به نهایت خود رسد لمعه از انوار عرشی
اقتباس مینماید شیخ ابو یزید بسطامی گویدا گرچه عرش و آنچه در عرش است در زاویه قلب عارف
بنهند عارف را از فراخی قلب هیچ احساس بآن نشود و شیخ جنید تائید این سخن مینماید و بدلیلی
اثبات آن میکند و میگوید که حادث چون بقدیم مقرون گردد آنرا اثری نماند یعنی عرش و ما فیه
حادث است قلب عارف که محل ظهور انوار قدم است چون آن حادث را بآن قلب اقتران
واقع شود مضمحل و متلاشی گردد تکیف که محسوس شود و عجب هزار عجب ازو سادهٔ صوفیه که
سلطان العارفین و سید الطائفه باشند هرگاه چنین گویند و عرش مجید را در جنب قلب عارف

هیچ اعتبار نه نهند و عرش را خالی از ظهورات انوار قدم دانسته حادث میگویند و قلب را بواسطه
ظهور انوار قدیم نامند از دیگران چه گوید و چه نویسد نزد این فقیر که مربای جذبات الهی است
آنست که قلب عارف چون بمقتضای استعداد خاص خود بنهایة النهایة رسد و کمال حاصل
کند که فوق آن متصور نباشد قابلیة آن پیدا کند که لمعه از لمعات بی نهایت ظهور انوار عرشی بر وی
فائض گردد و این لمعه نسبت بآن لمعات قطره باشد نسبت بدریای محیط بل اقل عرش
آنست که حضرت سبحانه تعالی آنرا عظیم میگوید و سر استوی آنجا اثبات میفرماید و قلب عارف را
بواسطه جامعیت بر سبیل تشبیه و تمثیل عرش الله میگویند یعنی چنانچه عرش مجید برزخ است
در میان عالم خلق و عالم امر و عالم کبیر جامع است هر دو طرف خلق و امر را قلب نیز برزخ است
میان عالم خلق و عالم صغیر و جامع است هر دو طرف خلق و امر آن عالم را پس قلب را نیز بر سبیل
تشبیه عرش میتوان گفت بشنو بشنو قابلیت ظهور انوار قدم که از شائبه ظلیت منزه و مبرا است
مخصوص بعرش مجید است هیچکس نه از عالم خلق و نه از عالم امر و نه از عالم کبیر و نه از عالم صغیر این
قابلیت دارد در غیر از عرش مجید قلب عارف کامل بواسطه علاقه جامعیت و برزخیت از ان
انوار اقتباس مینماید و غرفی از بحر بدست می آرد بعد عرش و قلب عارف تمام المعرفت هر جا ظهور
است بداغ ظلیت متسم است و بوی از اصل نیافته بایزید اگر نیز این چنین گوید میرسد اما از
جنید بغدادی که مدعی صحو است این سخن زیبا نیست چه کنند که از حقیقت معامله آگاهی نیافتند
واز گرداب دریای ظلیت بساحل نشتافتند این سخن هر چند امروز در نظر اکثر خلق مستبعد می نماید
اما امروز را فردا نزدیک است استعجال نه نمایند اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
انتهی باقیماند ادعا این معنی که حضرت مجدد رح دعوی کرده اند که انچه ایشان را داده اند هیچکس را
نداده اند این امر هم تصحیح طلب است که این چنین هیچ تحریر یا تقریر حضرت رح از نظر نه گذشته

بر تقدیر تسلیم میگوییم که این قول نسبت به معاصرین است نه بلحاظ تمامی متقدمین و متاخرین تا موجب وحشت گردد و در ینباب هیچ شبه نیست که آنچه از کمالات و حالات حضرت مجدد رح را حاصل بود هیچ کس از معاصرین وی نصیبے ازان نداشت برای ثبوت این دعوی تحریرات و تقریرات حضرت باقی باللہ قدس سره شاهد عدل است که کتب و دفاتر ازان مالامال است از انجمله آنست که میفرمودند که شیخ احمد آفتابی است که مثل ما هزاران ستارگان در سایهٔ او گم اند و امروز مثل ایشان زیر فلک نیست و درین امت مثل ایشان چند کس گذشته اند و ایشان از کمل محبوبان و مرادان اند از انجمله آنست که میفرمودند که درین دو سال شیخی نکرده ایم دوکانداری کردیم و بازی کردیم الحمد للہ که چنین گوهر بے قیمتی بدست آمد از آن جمله آنست که میفرمودند که تخم پاک این نسبت عزیز الوجود از زمین سمرقند و بخارا آورده در خاک هند کشتیم الحمد للہ که بعنایت الٰہی شجرهٔ طیبهٔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ شد شاهد هذا و البسط فی المکتوبات

بالجمله هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه حسب بشارت فیض اشارت حضرت مرشد برامثال و اقران خود سرفراز و ممتاز بودند بلکه در امت محمد علی صاحبها الصلوة والتحیة مثل حضرت ایشان رح چند کس گذشته اند تا آنکه حضرت مرشد رح خود را ستاره و حضرت ایشان را آفتاب فرمودند پس اگر بطور تحدیث بنعمة الله ایما فرمودند که آنچه بایشان داده اند از معاصرین هیچکس را نداده اند جای وحشت نیست ع

در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند	آنچه استاد ازل گفت همان مے گویم

قال و بیشتر غوغا مردم بر سر آن بود که از ایشان نسبت بحضرت خواجه که پیر و مربی ایشان بودند تقصیرها در رعایت آداب مریدی و حق نعمت شناسی سر بر زده و اگرچه باصطلاح این قوم ممکن است که مرید در کمال از پیر درگذرد لیکن رعایت ادب و بندگی و نیازمندی و فروتنی

وحق نعمت شناسی باقی است شیخ علاء الدوله سمنانی رحمة الله علیه که در کشف و تحقیق معاملات و وقائع آیتی بود و معلوم میشود که درینباب از پیران خود در گزرانیده هست میگوید اگر سر من بر آسمان ساید هنوز خاک آستانهٔ شیخ عبد الرحمن اسفراینی و شیخ ابو علی لالا باشد ے

بلند مرتبه زین خاک آستان شده ام　　غبار کوی توام گر بر آسمان شده ام

اقول غوغای عوام کالانعام قابلیت این معنی ندارد که بر آن گوش داشته شود و مفتریات ایشان نسبت باکابر دین باور پنداشته شود ے

بدل فگار دارم گله بے نهایت از تو　　بکدام امیدواری نه کنم شکایت از تو

بسا است که مردمان جاهل نابلد از کوی معارف غوغای بردارند و امری خلاف واقع که

ے حق اینست که اگر مریدی کامل کرامتی امر واقعی نسبت پیر بزرگوار خود بمعرض بیان درآرد آنرا بر منقصت محمول کردن سخت نادانی ست حماد دباس رحمه که در طریقت پیر روشن ضمیر حضرت پیران پیر علیه الرحمه بوده اند کما یظهر من بهجة الاسرار وغیرها نسبت ایشان حکایتی مشهور نقل میکنم ملاحظه فرموده شود منقول است از شیخ ابی الحسن علی بن محمد بن احمد بن حسین بغدادی صوفی معروف به ستار رحمة الله علیهم که شیخ ما شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه زیارت مقبره شونیزی نمود روز چهارشنبه بیست و هفتم شهر ذی الحجه سنه پانصد و بست و نه کرد و با وی رضی الله عنه گروهی از فقها و فقرا بودند و نزد قبر شیخ حماد دباس قدس سره زمانی دراز ایستاد تا گرمی آفتاب سخت شد و مردم پس او رضی الله عنه ایستاده بودند چون از آنجا بازگشت سرور و بهجت در چهره وی معلوم میشد بار اول از سبب طول قیام پرسیدند فرمود برآمده بودم از بغداد روز جمعه منتصف شعبان سنه چارصد و نود و نه با جماعه از یاران شیخ حماد برای ادای نماز جمعه در جامع رصافه و شیخ حماد نیز در آن جماعه بود چون به قنطره نهر رسیدیم شیخ حماد مرا از دست خود دفع کرده در نهر فرو انداخت و ایام شدت سرما بودند پس بسم الله گفته نیت غسل جمعه نمودم و بر بدن من جبه صوف و در آستین اجزای کتاب بود دست بلند کردم تا اجزای کتاب تر نشوند و آنها را نگاه داشته پس از آب برآمدم و جبه را بچلیدم و از پس ایشان روان شدم و از سرما اذیت یافتم یاران شیخ حماد حقارت من کردند و آنها را زجر کرد و گفت که اذیت نمودم او را مگر برای امتحان او پس دیدم او را کوهی استوار که جنبش نمیکند امروز شیخ حماد را در قبر او دیدم که حله جواهر در بر و تاج یاقوت بر سر و در هر دو دست سوار زر و در هر دو پای او نعلین زر ست و دست راست او در اختیار او نیست گفتم این چیست گفت این همان دست است که بدان ترا در نهر انداخته بودم آیا عفو میکنی گفتم آری گفت سوال کن از خدا تعالی تا دست مرا بمن باز دهد پس ایستادم برای سوال از باری تعالی پنج هزار ولی در قبور خود برای ایستادند و از باری تعالی اجابت مسالت من خواستند و در زمره من شفاعت میکردند تا اتمام مسالت پس تمام نکردم در مقام سوال تا که عطا فرمود وی تعالی دست او را و مسح ازان دست مصافحه نمود و کامل (بقیه بصفحه ۱۱۸)

عقل دور بین زنهار باور ش نه کنند بمعرض بیان آرند مکاتیب شریف از مدایح و شکرگزاری
حضرت مرشد رح مالامال است پس این چنین غوغای بی سروپای غوغائیان روسیاه زنهار
قابل اعتبار نباشد عرضداشت های حضرت مجدد که به پیر بزرگوار خود تحریر فرموده نگریستنی است
که چها از آداب مملو است در مکتوب هجدهم از جلد اول به پیر و مرشد عرض میکنند امیدوار توجه و
عنایت است از خرابی خود چه عرض نماید و هر چه خود می یابد از عنایات توجه عالی است

والامر همان احمد پارینه که هستم هستم

در مکتوب چهل و دوم از جلد ثانی موسوم خواجه جمال الدین تحریر است آنچه مرا از علم و معرفت
حاصل شده است همه برکت تربیت پیران است و علم باطن از الف با تا بهمگی مولویت
بمحض توجهات علیه ایشان آن یافته ام که اهل مجاهده را ازینین حاصل نیست ؎

هر که به تبریز یافت یک نظر شمس دین	طعنه زند بر وهم خنده کند بر چله

همچنین آنچه الفاظ فروتنی و کسر نفسی و شکرگزاری بخدمت هر دو پیرزاده های خود یعنی حضرت خواجه
عبید الله و خواجه عبدالله رحمهما الله تحریر فرموده اند نگریستنی است در مکتوب دو صد و شصت و
ششم از جلد اول موسوم به خواجه عبدالله رح تحریر یافت بعد الحمد و الصلوة و تبلیغ الدعوات

شد سروا مروات مذکور است میگویند که چون این سخن مشهور شد در بغداد جمع شدند مشائخ صوفیه بغداد از اصحاب شیخ حماد تا مطالبه کنند از شیخ
محی الدین عبدالقادر رضی الله عنه تحقیق آنچه گفته است در حق شیخ حماد و بسیاری از فقرا تابع ایشان گشتند و بمدرسه وی رضی الله عنه آمدند لیکن
شیخ یکی بنابر اجلال وی رضی الله عنه سخن نگفت پس وی رضی الله عنه خود بیان مقصود ایشان نمود و فرمود که اختیار کنید دو کس را از مشائخ
تا ظاهر شود شما را آنچه گفته ام برزبان آنها پس اتفاق کردند بر شیخ ابی یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف همدانی که آن زمان به بغداد آمده بود
و بر شیخ ابی محمد عبدالرحمن بن شعیب بن مسعود کردی که مقیم بغداد بود و هر دو صاحب کشف خارق و حال نافذ بودند و همه گفتند که برای بیان
آن برزبان هر دو شیخ مهلت یک جمعه دادیم وی رضی الله عنه فرمود که از مقام خود نخواهید برخاست که این سخن مرشما را متحقق خواهد شد
پس سر فرو کرد و همه سرها فرو کردند پس فقرا از خارج مدرسه بانگ برآوردند ناگاه شیخ یوسف پابرهنه شتافت روان آمد بمدرسه در آمد و گفت که شهود
داد مرا خدای تعالی و در همین ساعت شیخ حماد را دیدم گفت که ای یوسف زود برو به شیخ عبدالقادر و مشائخ را بگو که آن چه هم شده بگو شیخ

عبدالقادر راست گفت آنچه در حق من گفت و هنوز سخن شیخ یوسف تمام نشده بود که شیخ عبدالرحمن آمد و همان قسم گفت پس همه مشائخ برخاستند و از وی رضی الله عنه استغفار نمودند

بجناب مخدوم زادهای کرام مینماید که این فقیر از سر تا قدم غرق احسانهای والد بزرگوار شما است درین طریق سبق از الف و ب را از ایشان گرفته است و تهجی حروف این راه از ایشان آموخته و دولت اندراج النهایة فی البدایة را ببرکت صحبت ایشان حاصل کرده وسعادت سفر در وطن را بصدقه خدمت ایشان یافته توجه شریف در دو نیم ماه این ناقابل را به نسبت نقشبندیه رسانیده وحضور خاص این اکابر را عطا فرموده و درین مدت قلیل آنچه از تجلیات وظهورات وانوار والوان وبے رنگیها و بے کیفیها که بطفیل ایشان روی داده چه شرح دهد و چسان تفصیل آن نماید همین توجه شریف کم دقیقه مانده باشد که در معارف توحید واتحاد و قرب ومعیت واحاطه وسریان که برین نکشاده ند وازحقیقت آن اطلاع ندادند شهود وحدت در کثرت ومشاهده کثرت در وحدت از مقدمات ومبادی این معارف است بالجمله انجاکه نسبت نقشبندیه است وحضور خاص این اکابر نام این معارف بزبان آوردن ونشان این شهود ومشاهده را بیان نمودن از کوته نظری است کارخانه این اکابر بلند است بهر زرّاستے و رقاصی نسبت ندارد و هرگاه این طور دولتے رفیع القدر از حضرت ایشان باین رسیده باشد اگر در مدت عمر سر خود را پای مال اقدام خدمه عتبه علیه شما کرده باشد هیچ نه کرده باشد از تقصیرات خود چه عرض نماید واز شرمندگی ها خود چه اظهار کند امامعارف آگاه خواجه حسام الدین احمد را حق سبحانه تعالی از ما خیرا جزا دهاد که مؤنت ما مقصران را بر خود التزام نموده کمر همت را در خدمت خدمه عتبه علیه بسته اند و ما دور افتادگان را فارغ ساخته ۔

گر بر تن من زبان شود هر موی	یک شکر وی از هزار نتوانم کرد

انتهی رعایت آداب وشکر گزاری ازین تقریر آموختنی است که بسبب فیوضاتی که از پیر و مرشد حاصل شده خود را میخواهند تا پایمال اقدام خدمه علیه پیرزادگان خود کنند شیخ حسام الدین

دعای خیر و شکر نامی کنند که وی متکفل خبرگیری اند در مکتوب چهل و دویم از جلد ثانی میفرمایند
پیران من و بجد راهنمایان من بتوسل ایشان درین راه چشم واکرده ام و بتوسط شان ازین
مقوله لب کشاده ام در طریقه سبق الف و با از ایشان گرفته ام و ملکه مولویت بتوجه شان حاصل
کرده اگر علم دارم بطفیل ایشان است اگر معرفت است هم از التفات شان طریق اندراج
النهایة فی البدایة ازین بزرگان آموخته ام و نسبت انجذاب بجهت قیومیت از ایشان
اخذ نموده بیک نظر ایشان آن دیده ام که مردم در اربعین نه بینند و بیک کلام شان آن
یافته ام که دیگران در سنین نیابند ؎

آنکه به تبریز یافت یک نظر شمس دین		طعنه زند بر دهه سخره کند بر چله
نقشبندیه عجب قافله سالارانند	؎	که برند از ره پنهان به حرم قافله را

انتهی این است کیفیت مکتوبات شریف که بطور انموذج گذارش رفته معهذا در دیگر رسائل حضرت مجدد رح آنچنان محامد حضرت پیر و مرشد زیب اندراج یافته که کمتر کسی مرشد خود را باین مناقب عظمی ستوده باشد ملاحظه فرموده شود حضرت مجدد رح در رساله مبدء و معاد میفرمایند ما چهار کس بودیم در ملازمت خواجه خود که پیش مردم در میان سائر یاران امتیاز داشتیم و هر کدام ما را نسبت بحضرت خواجه اعتقاد علیحده بود و معامله جدا این فقیر بیقین میدانست که مثل این صحبت و اجتماع و مانند این تربیت و ارشاد بعد زمان آن سرور علیه و علی آله الصلوة والتسلیمات هرگز بوجود نیامده است و شکر این نعمت بجای آورد که اگرچه بشرف صحبت خیر البشر علیه و علی آله الصلوة والسلام مشرف نشد باری از سعادت این صحبت محروم نمانده و حضرت خواجه ما احوال آن سه دیگر چنین میفرمودند که فلانی مرا صاحب تکمیل میداند اما صاحب ارشادم نمی پندارد و نزد او مرتبه ارشاد زیاده از مرتبه تکمیل بوده و فلانی نسبت بما کاری ندارد و آن دیگر را میفرمودند که نسبت بما انکار دارد و هر کدام

ما را باندازه اعتقاد بهره رسید باید دانست که اعتقاد مرید بافضیلت پیر واکملیت او از ثمرات
محبت است واز نتایج مناسبت که سبب افاده واستفاده است اما باید که پیر را بر جماعه که فضل
آنها در شرع مقرر شده است فضل ندهد که موجب افراط است در محبت آن مذموم است شیعه را
خرابی از فرط محبت اهل بیت آمده ونصاری از افراط محبت حضرت عیسی را علی نبینا وعلیه الصلوة
والسلام ابن الله خواندند ودر خسارت ابدی ماندند لیکن اگر بر ماسوای اینها فضل بدهد مجوز است
بلکه در طریقت واجب در این فضل دادن نه باختیار مرید است بلکه اگر مرید مستعد است بی اختیار
در وی این اعتقاد پیدا میگردد وبوسیله ان کمالات پیر را اکتساب میفرماید اگر این فضل دادن
او باختیار باشد وبه تکلف پیدا کند مجوز نباشد ونتیجه نبخشد حضرت مجدد رح در رساله مکاشفات غیبیه
میفرماید امروز قائم مقام این حضرات علیه ونائب مناب اکابر نقشبندیه اَلْوَاصِلُ اِلٰی نِهَایَةِ النِّهَایَةِ
اَلْبَالِغُ اِلٰی اَقْصٰی دَرَجَاتِ الْوِلَایَةِ قُطْبُ دَائِرَةِ مَدَارِ الْخَلَائِقِ کَاشِفُ اَسْرَارِ اَهْلِ
الْحَقَائِقِ الْفَرْدُ الْکَامِلُ فِی الْمَحَبَّةِ الذَّاتِیَّةِ الْمُحَقِّقُ الْجَامِعُ لِکَمَالَاتِ الْوِلَایَةِ
الْمُحَمَّدِیَّةِ مُسْنَدُ اَهْلِ الرَّشَادِ وَالْهِدَایَةِ مُرْشِدُ طَرِیْقِ دَرْجِ النِّهَایَةِ
فِی الْبِدَایَةِ زُبْدَةُ الْعَارِفِیْنَ قُدْوَةُ الْمُحَقِّقِیْنَ **مثنوی**

شرح او حیف است با اهل جهان	همچو راز عشق باید در نهان
لیک گفتم وصف او تا ره برند	پیش ازان کز فوت آن حسرت خورند

شَیْخُنَا وَمَوْلَانَا وَمَلَاذُنَا الشَّیْخُ الْاَجَلُّ الْعَارِفُ الْاَکْمَلُ مُحَمَّدٌ الْبَاقِیْ اَبْقَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ ق

درا وائل حال بی تعلیم شیخ ظاهر بحضور خواجها مشرف گشتند وبمقام جذبه ایشان رسیدند و
در انجا استهلاک واضمحلال حاصل کردند ودر آن مقام نحوی از بقا وشهود وحدت وکثرت پیدا
کردند وسر ایشان بنور نهایت النهایة که مقام قطبیه ارشاد وآن منوط است مملو ومستور گشت

چنانچه بعد از اجازت شیخ ظاهر بآن نور منوط علیه ارشاد یا شهود وحدت در کثرت تربیت طالبان فرمودند و در مقام ارشاد و تکمیل شان عظیم پیدا کردند در یک صحبت ایشان آنقدر طالبان را فوائد حاصل می گشت که به ریاضات مجاهدات شاقه حاصل نمیشد باوجود این از مقام اقطاب اثنی عشر نصیبے کامل حاصل کرده بودند و ایضاً بمسلک خاص حضرت فاروق متوجه فوق گشته بودند و سلوک آفاقی را نیز تا عین ثابته خود طی کرده بودند درین اثنا عنایت خداوندے جل شانه در رسید و راه سلوک آفاقی را برایشان واکردند و بآن راه متوجه اسمی که رب ایشان است گشتند و بآن اسم رسیده در درجات ولایت و شهادت و صدیقیه ترقی نموده ازهمین راه به غیبت ذات فقتند و در نقطه نهایت النهایة مستهلک گشتند و بسیادت عظمی که حضرت امیر در شان حضرت امام حسن رضی الله تعالی عنهما فرموده اند که ابنی هذا سید مشرف گشتند و حضرت امام در آن نقطه همین نسبت استهلاک از دور بهان نقطه یک قسم بقا که مناسب بقاے قطبیت ارست و حضرت خواجه نقشبند همین قسم بقا در آنجا دارند پیدا خواهند کرد و ازین که ایشان به غیب ذات رسیدند از اولیاء الله کم کسے رسیده است در اصل به رسیدن بآن مطلب عالی مخصوص بعض اکابر الاکابر است خصوصاً تا محبوب نباشد ازین راه به غیب نمی تواند رفت یا بتصرف محبوب کامل مکمل بی این دو طریق رفتن صورت ندارد و از راه افراد باین مطلب میرسند یا از راه معیتاً اما از راه سلوک ترقیات نموده بآن نهایت رسند بسیار دشوار بلکه محال می نماید الا المحبوب المراد که بجذبات قویه او را بکشند و بمقصد رسانند قطوفها فی لا تراب النعیم نعیمها **قال** و یکی از مواضع که بے خطرناک و از رعایت مقام ادب دور است آنست که در باب حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه گفته اند که کثرت ظهور کرامات از ایشان از جهت آن بود که نزول ایشان ناقص بود **اقول** این انتساب صحیح نمی نماید هرگز حضرت مجدد رضی الله عنه نزول حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه را ناقص نفرموده اند حضرت مجدد رحمة الله علیه در مکتوب دو صد و شانزدهم از جلد اول می فرماید مدار کثرت خوارق بر دو چیز ست در وقت عروج بلند تر رفتن و در وقت نزول کمتر فرود آمدن بلکه اصل عظیم در ظهور کثرت خوارق قلت نزول است جانب عروج بهر کیفیت که باشد زیرا که

[illegible]

صاحب نزول بعالم اسباب فرود می آید و وجود اشیا را مربوط باسباب می یابد و فعل مسبب الاسباب
را در پس پرده اسباب می بیند و آنکه نزول نکرده است یا نزول کرده و باسباب نرسیده نظر او بر
فعل مسبب الاسباب است و بس زیرا که اسباب تمام از نظر او مرتفع گشته است لاجرم حضرت
حق سبحانه تعالی بمقتضای ظن هر کدام با هر کدام علحده معامله میفرماید و کار اسباب بین را
باسباب می اندازد و آنکه اسباب نمی بیند کار او را بے توسط اسباب مهیا می سازد و حدیث
قدسی أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي[1] شاهد این معنی است تا مدت ها به خاطر می خلید
که وجه چیست که اولیاے کمل این امت بسیار گذشته اند اما این قدر خوارق که از حضرت
سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سره ظاهر گشته است از هیچ کدام آنها ظهور نیافته آخر الامر
حضرت حق سبحانه و تعالی سر این معما ظاهر ساخت و معلوم فرموده که عروج ایشان
از اکثر اولیا بلندتر واقع شده است و در جانب نزول تا بمقام روح فرود آمده اند
که از عالم اسباب بلندتر است مناسب این مقام حکایت خواجه حسن بصری و حبیب[2]
عجمی است منقول ست که روزی حسن بر لب دریا ایستاده بود و انتظار کشتی میبرد

[1] من نزد ظن عبد خود هستم که با دارد [2] حبیب عجمی کرامات در ریاضات شاغل و داشت در ابتدا مال دار بود و ربا دادی
به بصره و هر روزه به تقاضای معاملت خود رفتی و گر ندادی زر فتی الا پا مزد خود طلب کردی نفقه خود از آن ساختی روزی طلب مال رفته بود آن
مدیون در خانه نبود زنش گفت شوهرم غائب است و مرا چیزی نیست گوسفندی کشته بودم جز گردن چیزی از آن نمانده است اگر
خواهی بتو دهم گفت شاید آن گردن گوسپند بگرفت و بخانه رفت و زن را گفت این از ربوا است زن گفت نان و هیزم نیست
گفت بروم بسود نان و هیزم بیارم برفت هم برین طریق نان و هیزم آورد زن دیگ بر نهاد و چون پخته شد خواست که در
کاسه کند سائلے بر در آواز داد و چیزی خواست حبیب گفت برو که چیزی بتو نخواهد رسید که بدین قدر که بتو دهم تو توانگر نشوی و
ما درویش نشویم سائل نومید باز گشت زن حبیب چون کفچه در دیگ کرد همه خون شده بود شوهر را آواز داد که بیا و ببین
که از شومی تو چه پیدا شد حبیب چون آن بدید آتشی در دلش افتاد که هرگز آن آتش فرو ننشست گفت ای زن از هر چه بد بود توبه
کردم و روز دیگر بیرون آمد تا بطلب غریمان رود و سرمها باز گیرد و روز دیگر بسود نه و هر روز آدینه بود و کودکان بازی میکردند

که از آب بگذرد درین اثنا حبیب عجمی رسید پرسید که چرا ایستاده اید گفت انتظار
کشتی می برم حبیب گفت چه احتیاج کشتی است شما یقین ندارید خواجه حسن گفت
تو علم نداری حبیب بی اعانت کشتی از آب گذشته رفت و خواجه در انتظار کشتی
ایستاده ماند حسن بصری چون بعالم اسباب فرود آمده بود با او بتوسط اسباب معامله
فرمودند و حبیب عجمی چون اسباب را درست از نظر انداخته بود بی توسط اسباب با او
زندگانی میکردند اما افضل حسن راست که صاحب علم است و عین الیقین را با العلم الیقین
جمع کرده و اشیا را چنانکه هست دانسته چه نفس الامر قدرت در پس حکمت مستور ساخته اند

چون حبیب را دیدند گفتند حبیب ربا خوار آمد دور شوید تا گرد پای او بر ما ننشیند که بچو او بدبخت شویم حبیب را این سخن بشنید دژم برآمد و سوی مجلس حسن بصری بنا
بزبان حسن چیزی رفت که یکبارگی دل حبیب را غارت کرد پس توبه کرد و بخدمت حسن از مجلس باز گشت که بخانه آید و ساده رو بهان کودکان رسید بایکدیگر
گفتند دور شوید که حبیب تائب آمد تا گرد ما بر وی ننشیند که در حق عاصی شویم حبیب گفت الهی بدین یک روز که با تو آشتی کردم از این بهای
در شان ساختی و زدم من بنیکویی بیرون انداختی پس منادی کرد که هر که را از حبیب چیزی حق او مایه و خط خود را باز ستاند جمله جمع شدند
مالها گرد کرده بود بر داد تا چنان شد که هیچ نماند یکی بیامد و چنین دعوی کرد پیراهن خود وی داد و دیگری بیامد دعوی کرد چادر زن بدو داد و از
برهنه ماند بر لب فرات صومعه ساخت و در آنجا بعبادت حق مشغول شد روزها از حسن بصری علم می آموخت و شب عبادت میکرد و او را عجمی از آن
می گفتند که قرآن درست نتوانست خواند چون روزگاری برآمد زن او با وی نوا شد گفت نفقه می باید حبیب گفت بکار مزدوری بصومعه رفت
و بعبادت مشغول شد شب بخانه رفت زن گفت چیزی نیاوردی حبیب گفت آن کس که من از برای او کار کردم کریم است از کرم او شرمم آمد که از وی
چیزی خواهم او خود چون وقت آید بدهد و می گوید که هر ده روز مزد تمام میدهم عبادت می کرد تا ده روز تمام شد روز دهم
اندیشه کرد که من امشب چه بخانه برم در این تفکر فرو رفت حق تعالی حمالی فرستاد و بدر خانه او با کیسه سیم گوسفندی و جوانی
با ایشان با صرهٔ سیصد درم بدر خانه حبیب آمد در بکوفت و آن چیزها از بهر حبیب بداد و گفت این خداوند کار فرستاده است می گوید که با حبیب
بگوی که در کار افزاید تا من در مزد افزایم این بگفت و برفت چون شب آمد حبیب شرم زده و متفکر بخانه آمد بوی طعام از خانه وی می آمد زن پیش
آمد و تواضع نمود و گفت این کار را برای کی میکنی که آن کس نیکو الکرم حبیب گفت روز کار
کردم با من این نیکی کرد اگر بیش ازین کنم ندانم چه کند پس بکلیت روی از دنیا بگردانید و بعبادت حق بگروید تا از بزرگان مستجاب الدعوة

[illegible]

وجیب عجبی صاحب بکثرت نفسے به فاعل حقیقی وار دبی آنکه اسباب را دخلی بود این دید مطابق نفس الامر نیست زیراکه
توسط اسباب بحسب واقعه کاین ست اما معامله تکمیل وارشاد بر عکس ظهور خوارق ست زیراکه در مقام ارشاد مرشد نازل تر
کامل ترست که در ارشاد حصول مناسبت بیان شد مرشد در کار است که منوط بنزول است و بدانید که اغلب
آنست که هر چند بالاتر فرود آید لهذا حضرت رسالت از همه بالاتر رفت و در وقت نزول
از همه فرود آمده انتهی پس ازین کلام بوی نقصان نسبت بحضرت غوث انام شمام
عوام نمی رسد چه جای خواص زیراکه محصل کلام حضرت مجدد رضی الله عنه این است
که چون عروج حضرت غوث الثقلین از اکثر اولیا بلندتر واقع ست و نزول ایشان
تا بمقام روح فرود آمده ست که از عالم اسباب بلندترست واز خواص این مقام
ست که درینجا نظر بر اسباب نمی باشد بلکه توجه بطرف مسبب می ماند لهذا از حضرت
ایشان خوارق عادات کثیره بظهور پیوسته واین نزول امریست کامل فی حد
ذاته که سبب ظهور خوارق ست حضرت مجدد رضی الله عنه در هیچ جا این نزول را
ناقص نه فرموده اند معلوم نیست که حضرت معترض منقصت از کجا استنباط نموده
حضرت مجدد رح در رساله مبدا و معاد می فرماید و اصلان نهایة النهایه را در وقت
رجوع قهقری نزول باسفل عنایات است و مصداق وصول نهایة النهایه همین
نزول غایة الغایه ست و چون نزول باین خصوصیت واقع می شود صاحب
رجوع بکلیت خود متوجه عالم اسباب می گردد نه آنکه بعض او متوجه جناب حق است
سبحانه و بعضے دیگر متوجه خلق که این علامت عدم وصول ست به نهایة النهایه و عدم
نزول ست بغایة الغایه انتهی درین مقام شبهه بطور دیگر باین طور ناشی می شود که نزد
صوفیه قدس الله اسرارهم نزول تا بمقام قلب غایت نزول ست که بعد ازان نزولے
نیست واین هم در مقررات ایشان ست قدس الله اسرارهم که هر که نازل ترست
کامل ترست پس هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه نزول حضرت غوث الثقلین

رضی اللہ عنہ را تا بمقام روح فرمودہ پس گویا درجہ واحدہ از درجات نزول ہنوز
باقی است و این مستلزم نقصان است ازاحۂ این شبہ باین طریق آسان است
کہ سخن درین نمیرود کہ نزول تا بمقام قلب اکمل نیست صرف درین است کہ آیا
اکملیت او برائے تکمیل و ارشاد است یا برای ظہور خوارق عادات وکثرت کرامات
الحق نزول تا بمقام قلب اکمل است از نزول تا بمقام روح لیکن اکملیت او برائے ارشاد
و فیضان حق است تعالی شانہ نہ برائے ظہور کثرت خوارق کہ او منوط بہبوط است
تا بمقام روح فقط پس نزولے کہ علت ظہور خوارق است اکمل است بذات خود برابر
است کہ دران وقت مخصوص نزول تا بمقام قلب کہ علت ارشاد است یافتہ می شود
یا نہ اکملیت علت ظہور کثرت کرامت موقوف بر اکملیت علت ارشاد نیست و یکی
بدیگرے متعلق نے ارشاد چیزے دیگر است و کرامت شئ آخر و حضرت مجدد رضی
اللہ عنہ بصدد بیان وجہ ظہور کثرت کرامت اند نہ درپے بیان کیفیت و کملیت ارشاد
توضیح جواب این است کہ معاملہ ارشاد خلاف معاملہ خوارق است زیرا کہ در مقام
ارشاد ہرکہ نازل تر است کامل تر است چہ در ارشاد حصول مناسبت درمیان
مرشد و مرشد از اہم مہمات است و آن منوط بر غایت ہبوط است ازینجا است کہ از
اکثر متوسطان این راہ آن قدر افادہ و افاضہ بہ ظہور آمدہ کہ از منتہیان عشر
عشیر آن بوقوع نرسیدہ زیرا کہ متوسطان بہ نسبت منتہیان بیشتر مناسبت
بمبتدیان دارند پس مدار قلت وکثرت افادہ بر رجوع و ہبوط قرار یافتہ نہ بر انتہا
و عدم انتہا درین صورت قلب کہ از عالم امر است حق سبحانہ تعالی او را بعالم خلق
تعلق و تعشق دادہ بعالم خلق فرود آوردہ بمضغہ گوشت کہ زیر پستان چپ مایل
بہ پہلو و بفاصلہ دو انگشت است تعلق خاص بخشیدہ و علاقہ مخصوص عطا فرمودہ
پس ہرگاہ مقربان درگاہ حضرت صمدیت و مقبولان بارگاہ حضرت خاتمیت

نزول باین مقام فرمایند آنگاه بالکلیہ متوجہ بعالم اسباب می شوند و فعل مسبب را در پس پردہ اسباب می بینند و این مقامیست کہ افضل است از نزول تا بمقام روح زیرا کہ ارشاد و ہدایت باو مربوط است یعنی اینکہ اغلب ہمین است کہ دقتی کہ نزول پایان تر بود ارشاد بالا تر رود چنانکہ حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم از ہمہ انبیا علیہم السلام پایان تر فرود آمدہ و در دعوت و ارشاد از ہمہ بالا تر رفتہ کہ بر سائر موجودات و کافہ مخلوقات مرسل گشتہ چہ بواسطہ نزول تام مناسبت بہمہ پیدا کردہ و راہ افادہ تمام تر گردیدہ ؎

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ — ہر چند کہ آخر بہ ظہور آمدہ
ای ختم رسل قرب تو معلومم شد — دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام پایان تر نیست بلکہ فوق تر است اما ارشاد ازو مقصود نیست کہ عین مقصود است کما لا یستر و فیہ ازینجا ہویدا گردیدہ کہ نفس ارشاد منوط بر غایت ہبوط نیست البتہ کامل تر بودن آن مربوط بر انست و فرقیکہ درمیان اکمل و کامل است مخفی نیست ازینجا است کہ جملہ انبیا علیہم السلام کامل بودند و پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم اکمل قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ پس حاملان اول اکمل اند و حاملان ثانی ثانی یعنی آنانکہ تا بمقام قلب نزول نمودہ اند اکمل اند و آنانکہ تا بمقام روح نزول آوردہ اند کامل نہ اینکہ ایشان ناقص اند نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ بالجملہ ہنگام نزول تا بمقام روح توہم نقصان صرف بیجا است حضرت مجدد رضی اللہ عنہ ہرگز نزول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ را ناقص نہ فرمودہ اند و رجوع الی البدایت فی نفسہ کمال است نہ نقص حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ در معارف لدنیہ مے فرماید —
اِنَّ الْعِنَايَةَ الْاَزَلِيَّةَ حَبَّ سُلْطَانُهُمْ جَذْبَتِيْ جَذْبِ الْمُرَادِيْنَ اَوَّلًا ثُمَّ سَيِّرِيْ

فی منازل السلوک ثانیاً فوجدت الله سبحانه اولاً عین الاشیاء
کما قاله ارباب التوحید الوجودی من متأخری الصوفیة ثم وجدته
الله تعالی فی الاشیاء من غیر حلول و سریان ثم رأیته تعالی بعد
الاشیاء ثم قبل الاشیاء ثم رأیت الله سبحانه وما رأیت شیئاً من الاشیاء وهو
المعنی بالتوحید الشهودی وهو المعبر بالفناء وهو قدم
اول یوضع فی اطوار الولایة وکمال اسبق فی البدایة وهذه
الرؤیة فی ای مرتبة کانت من المراتب المذکورة تحصل
اولاً فی الآفاق وثانیاً فی الانفس ثم ترقیت الی البقاء الذی
هو قدم ثان فی الولایة فرأیت الاشیاء ثانیاً ووجدت الله
تعالی عینها بل عین نفسی ثم وجدته تعالی قبل الاشیاء
بل قبل نفسی ثم رأیته تعالی بعد الاشیاء بل بعد نفسی
ثم رأیت الاشیاء وما رأیت الله تعالی اصلاً وهی النهایة
التی هی الرجوع الی البدایة والعود الی مرتبة العوام وهذا المقام
هو اتم مقامات دعوة الخلق الی الحق سبحانه واکمل منازل
التکمیل والارشاد لاتمیة المناسبة الی الخلق المقتضیة لکمال الافادة
ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم وکل من الاحوال
المذکورة والکمالات المسطورة حصل لی بل لکل من وصل
بطفیل افضل الانبیاء واکمل البشر علیه وعلیهم من الصلوات افضلها

حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ کہ بجواب حضرت شیخ تالیف
فرمودہ می فرمایند قولہ شما نقل حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہم نوشتہ
اید ایشان وجہ ظہور کثرت خوارق عادات از جناب غوث الاعظم نوشتہ اند کہ

عروج ایشان از اکثر اولیا بلند تر واقع شده وجہت کثرت ظهور خوارق گردید و
هیچ جا نسبت نقصان نزول بآن حضرت نکرده اند معاذ الله آنچه مقربان مے
خواهند میگوئید معلوم نیست که حضرت شیخ عبدالحق نقصان از کجا نوشته اند چنانکه
در کلام ایشان تجسس کرده شد هیچ جا نسبت نقصان بآنجناب نکرده اند در صورت
نقصان نزول افاضه کم می شود و افادت جناب مبارک حضرت غوث الثقلین
واسطه فیض ولایت اند در عداد اصحاب کبار و اہلبیت عظام داخل اند رضی الله
تعالیٰ عنهم و خود را نایب وآنجناب را منیب نوشته اند که خلیفه قائم مقام پیر مے شود
و در رساله دیگر می فرمایند قوله شما در باب حضرت غوث الثقلین قدس سره آنچه
از مقام ادب نوشتید که نزول ایشان ناقص بود نیز خلاف واقع است هیچ جا
این سخن نفرموده اند بلکه درباره غوث اعظم در مکتوب آخر جلد ثالث مکتوبات
خود نوشته اند که وصول فیوض و برکات در راه ولایت بهرکه باشد از اقطاب
ونجبار به توسط شریف ایشان مفهوم می شود معامله اولین بوجود حضرت
شیخ تعلق دارد ایشان واسطه رشد وہدایت اند و در همان مکتوب خود را
نایب وایشان را منیب خود نوشته اند که استفاده از طریقه علیا قادریه نیز دارند
و در رساله مکاشفات غیبیه میفرمایند که واصلان ذات که بافراد ملقب اند
اقل قلیل اند اکابر صحابه وائمه اثنا عشر از اہل بیت رضی الله تعالے عنهم باین
دولت فائز اند و از اکابر اولیا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمه باین دولت
ممتاز اند و درین مقام شان خاص دارند و اولیاء دیگر ازین خصوصیت
قلیل النصیب اند و قریب شان باین خصوصیت از همه زیاده درینباب تشارک
اند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ و در
رساله مبدء و معاد میفرمایند که این درویش را درین عروج اخیر که عروج در

مقامات اصالیست علیہ از روحانیت حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر
جیلانی بوده بقوت تصرف ازان مقامات گذرانیده باصل الاصل واصل گردانیده
انتہی ازین ہمه عبارات که حضرت ایشان نوشته اند علو کمالات حضرت غوث
الثقلین وحسن عقیده وادب آن قطب معظم رضی الله تعالی عنهما دریاب اما تحریر
این معنی که نزول ایشان تا مقام روح واقع شده ہیچ دور از ادب نیست ظهور
کثرت خوارق که از حضرت غوث اعظم ظاہر گشت از ہیچ کدام اولیاء آن
قدر ظهور نیافته بیان نموده اند که عروج حضرت غوث اعظم از اکثر اولیاء الله
بالند واقع شده ودر جانب نزول تا مقام روح فرود آمده اند که از عالم اسباب
بلند تر است ازین تحریر ہیچ منقصتے بحضرت شیخ قدس سره عائد نمی شود کما لا یخفی
ہمچنین آن متادب به آداب رسول خدا صلی الله علیه وسلم رعایت آداب جمیع
اولیاء را بانتہی مرتبه می نمودند در مکتوب چہل ودوم جلد ثانی میفرمایند من که
خوشه چین خرمن ہائے ایشانم ودر ذیل ذله برداران خوانہائے نعم ایشان
ایشان اند که مرا بانواع تربیت مربی ساخته اند وباصناف کرم واحسان منتفع گردانیده
این بزرگواران در محبت حق عزوجل خود را وغیر خود را باخته اند واز خود وغیر
خود نام ونشان نگذاشته باطل از سایه ایشان گریزان است اینجا ہمه حق
است وبرای حق علماء ظاہرین از حقیقت اینہا چه دریابند وغیر از مخالفت
صوری چه فہمند واز کمالات ایشان چه دریابند واز کمالات ایشان چه فرا
گیرند انتہی ودر بارهٔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نوشته اند که شیخ از مقبولان
نظر می آید منکر او در خطر است مایوس ماندگان از برکات آن بزرگوار است مخدوم

نمودہ ایم و از علوم معارف حظہا گرفتہ جَزَاهُ اللهُ سُبْحَانَهٗ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ
جزا دہد او را اللہ تعالیٰ از ما بہترین جزا ۱۲

و در رسالہ مبدء و معاد نوشتہ اند کہ از روحانیت حضرت قطب الدین قدس سرہ مراد درین کار مدد بار رسیدہ پس منرفع شد آنچہ میگویند کہ ایشان تنقیص اولیاء نمودہ اند این ہمہ از عدم تتبع کلام ایشان است انتہی و درین شک نیست کہ افادات حضرت مجدد رح از مدائح بزرگان دین عموماً و محامد حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ خصوصاً مالا مال است حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ در رسالہ مکاشفات غیبیہ می فرماید کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الاقدس بعد از تحصیل جذبہ خواجہا قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم بسلوک فوقانی رجوع نمودند و سلوک را تا بنہایت رسانیدند و بفنا فی اللہ و البقا مشرف گشتند و این مرتبہ ولایت است بعد ازان بمقام شہادت کہ فوق ولایت است رفتند و نسبت آن بمقام ولایت نسبت تجلی صوری است بہ تجلی ذاتی بعد ازان بمقام صدیقیت کہ فوق شہادت است بہ نسبت مذکورہ عروج فرمودند تا نہایت بمقام صدیقیت رسیدند باوجود تحصیل این درجات کمال و تکمیل از راہ معیت ذاتی کہ حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ازان راہ بہ غیب ہویت رفتہ بودند رفتند و در رنگ حضرت امیر دران نقطہ نہایت مستہلک گشتند حضرت غوث الثقلین نیز ازین راہ بہ نہایت النہایت رسیدہ اند و دران نقطہ مستہلک گشتہ اند و ازین استہلاک دران نقطہ نہایت مراتب ولایت خاصہ محمدی است علیہ الصلوٰۃ والسلام و آلہ الکرام اگر بقاے درین نہایت پیدا کنند از مرتبہ رسالت آنحضرت علیہ من الصلوٰت اتمہا و من التحیات اکملہا نیز بہرہ یابد این اکابر را نیز ازان مقام قسمی از بقا ہست

که افاده ظالبان ازان راه است انتهی این محامد را به عین انصاف نگریستنی است و بهتانات بی سروپا را پس پشت انداختنی ؎

جز این چه شکوه توانم ازان ستم گر کرد ‌ ‌ ‌ ‌ که هر که در حق من هر چه گفت باور کرد

قال — و آنکه در بعض مکتوبات نوشته اند که انگارم که حکمت در پیدا کردن من آن ست که تا کمال ابراهیمی و محمدی در یک جا جمع شود واشد و اعظم است از همه **اقول** این عبارت بعینه در مکتوبات شریف از نظر فقیر نه گزشته لیکن باید دانست که مراد از کمال ابراهیمی خلت است و از کمال محمدی محبوبیت و این بحث به کمال توضیح در رساله انوار احمدیه نگاشته ام من شاء فلیرجع الیها **قال** و آن سخن که ترکیب وجود من از بقیه جوهر لیست
خواه بآن رجوع نماید ۱۲
یا خمیر مایه ایست که وجود حضرت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ازان ترکیب یافته است چنانکه ایجاد نخل از بقیه طینت آدم است **اقول** برین کلام هیچ نقص وارد کرده نه شد تا از آن جواب داده شود اگر گفته شود که این مستلزم مساوات است جوابش بچند وجوه است اول آنکه در کلام حضرت مجدد رضی الله عنه لفظ ترکیب درج است و نه عبارت ایجاد و نه لفظ متکلم مذکور است عبارت مکتوب صدم از جلد ثالث که به شیخ نور الحق صادر شده این است بشنو بشنو هر چند درین دولت خاصه محمدی دیگرے را شرکت نیست اما این قدر می باید که ازان دولت خاصه او علیه الصلوٰة والسلام بعد از تخلیق و تکمیل او علیه الصلوٰة والسلام بقیه مانده بود که در خوان دولت ضیافت ریحان زیادہ بہتر لازم است که او لش گویان تقسیب خادمان بود آن بقیه را

بر یکے از دولتمندان او علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام او لش گویان عطا فرمودہ اند
و آن را خمیر ساختہ تخمیر طینت او نمودند و تبعیت و وراثت او شریک دولت خاص
او گردانیدہ اند عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ؎ بر کریمان کارہا دشوار نیست
این بقیہ در رنگ آن بقیہ طینت حضرت آدم است عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ کہ نصیب خلقت درخت خرما آمدہ است کَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ أَكْرِمُوا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ بَقِيَّةِ طِينَةِ
آدَمَ ؎ وَلِلْأَرْضِ مِنْ كَأْسِ الْكِرَامِ نَصِيبٌ انتہی ازین عبارت
ظاہر است کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بطور عموم می فرمایند اول آنکہ نفس نفیس خود را
مراد داشتہ دوم آنکہ مراد از طینت درین مقام اخلاق حمیدہ اصلیہ حقیقیہ است
برای سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگر ازان خاک مراد باشد پس ضرور بود کہ قبر وے
نزد قبر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم می بود چنانکہ قبر شیخین است رضی اللہ عنہما سوم آنکہ اگر
تسلیم کردہ شود کہ مراد از طینت خاک است پس شیخ اکبر در فتوحات نوشتہ کہ وجود
مبارک سیدنا علی مرتضی از بقیہ طینت آن حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم فَسَمَّا
تَخْتَصِمُ بِهِ مِنَ الْأَصْنَافِ بلکہ خود حضرت شیخ محدث در رسالہ مبشران با لجنۃ
در حدیثے در شان اہل بیت رضی اللہ تعالی عنہم از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نقل آوردہ
کردہ اَنَّهُمْ خُلِقُوْا مِنْ طِيْنَتِيْ وخطیب از ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کردہ
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند اِنِّیْ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ خُلِقْنَا
مِنْ تُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ مرزا محمد بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ این حدیث را شواہد اند از عمر و
ابن عباس و ابو سعید و ابو ہریرہ کہ بعضے را بعض تقویت دہد و در کشف الغطا مذکور است

کہ عینی در شرح صحیح بخاری از ابن سیرین این حدیث آوردہ و از ابن عساکر مروی
است عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ
هَنِيْئًا لَكَ مَرِيْئًا خُلِقْتَ مِنْ طِيْنَتِيْ وَأَبُوْكَ يَطِيْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ
اشتباہ - این معنی معقول نمی شود چرا کہ ہر کس از نطفہ والدین خود پیدا می شود
انتباہ - اکثر چیزہا ہستند کہ بعقل انسان ثابت نمی تواند شد از شرع ثابت می شود
یا کشف و الہام چنانچہ نفس ولایت کہ عبارت از قرب بیچون است امام محی السنہ بغوی
رحمۃ اللہ علیہ در تفسیر معالم التنزیل در تفسیر آیہ کریمہ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى اقوال عطای خراسانی ذکر کردہ کہ گفتہ نطفہ
کہ در رحم قرار می گیرد فرشتہ پارۂ خاک می آرد از مکانے کہ دران دفن کردہ خواہد شد
پس در نطفہ می اندازد پس از خاک و نطفہ آدمی پیدا می شود و خطیب از ابن مسعود
رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ
اِلَّا فِيْ سُرَّتِهٖ مِنْ تُرْبَتِهِ الَّتِيْ يُوْلَدُ مِنْهَا فَاِذَا رُدَّ اِلٰى اَرْذَلِ عُمُرِهٖ
رُدَّ اِلٰى تُرْبَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ مِنْهَا يُدْفَنُ فِيْهَا وَاِنِّيْ وَاَبَا بَكْرٍ
وَعُمَرَ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّفِيْهَا نُدْفَنُ یعنی نیست ہیچ مولود
مگر آنکہ در ناف او خاکی است کہ از آن پیدا شدہ بود پس چون بہ ارذل عمر یعنی بوقت
مرگ رسد باز گردانیدہ شود بہمان خاک کہ ازان پیدا شدہ بود و دفن کردہ شود دران
بدرستی کہ من و ابوبکر و عمر از یک خاک پیدا شدہ ایم و یک جا مدفون خواہیم شد و
جائز است کہ خاکے کہ حق تعالے برای پیغمبرے مہیا کردہ باشد و از بدو خلقت زمین آنرا
بانوار برکات و نزول رحمت پرورش کردہ باشد از جملہ آن چیزے بقیہ ماندہ باشد کہ خمیر

مایۂ شخصے از اولیا شود این امر عقلاً محال نیست و از شرع مستفاد و از کشف ثابت می
شود و این را در اصطلاح اصالت گویند و صاحب اصالت در نظر کشفی چنان بنظر می در
آید که گویا جسد او مرجع است از جواہر و اجساد دیگران از آب و گل چہارم آنکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرمود طِینَةُ الْمُعْتَقِ طِینَةُ الْمُعْتِقِ رَوَاهُ ابْنُ النَّجَّارِ وَالدَّیْلَمِیُّ
فِی الْفِرْدَوْسِ و از سیر و تواریخ معلوم مے شود کہ آزاد کردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قریب چہل کس بودند پس طینت ہمہ آنہا بمقتضی این حدیث طینت آنحضرت باشد
پنجم آنکہ درخت خرما کہ از نباتات است بدین دولت سرفراز است در شان آن وارد
اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ فَضْلَةِ طِیْنَةِ اَبِیْکُمْ اٰدَمَ اَلْحَدِیْثُ اَخْرَجَهُ
الْبُخَارِیُّ فِی التَّارِیْخِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْعُقَیْلِیُّ وَابْنُ عَدِیٍّ وَابْنُ السُّنِّیِّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ
کِلَاهُمَا فِی الطِّبِّ وَابْنُ مَرْدُوْیَهْ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتِ النَّخْلَةُ وَالرُّمَّانَةُ وَالْعِنَبُ
مِنْ فَضْلَةِ طِیْنَةِ اٰدَمَ پس از افراد اکرم موالید کہ انسان است کہ بہ تخمیر طینت بنی خود
شرف اندوزند چہ عجب و کدام مساوات است خدام لباسہای مخدومان را بے تکلف
استعمال می نمایند و از موائد نعم استیفاء تلذذاتی کہ مخصوص بہ مخدومان است می نمایند
ہیچ کس گمان نمی برد کہ خادم مساوات شرکت با مخدوم ہم رساند درین نوع اہانت و
رفعت قدر مخدوم می افزاید ششم آنکہ این کلام نہ امرے است مبتدع ایشان
بلکہ بسیاری از اولیا بدین قسم کلمات تکلم شدہ اند غایت امر آنکہ ایشان ہم از
مکشوف خود خبر دادہ اند شیخ شعرانی در لواقح الانوار از یکے ازین قوم حکایت می کنند
کہ میگفت خُلِقْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ و ہم شیخ شعرانی

در لوائح الانوار نقل از شیخ ابو الحسن شاذلی که قطب زمان خود بود می آرد الاولیاء علی ضربین صالحون و صدیقون فالصالحون ابدال الانبیاء و الصدیقون ابدال الرسل فبینهم الصالحون والصدیقون بالتفصیل کما بین الانبیاء والرسل منهم طائفة انفردوا فی المادیة مادة من رسول الله صلی الله علیه وسلم یشهدونها وهم قلیلون وفی التحقیق کثیرون ومادة کل نبی و ولی بالاصالة من رسول الله لکن من الاولیاء من یشهد عنه ومنهم ایضا طائفة قد مدوا بالنور الالهی فنظروا حتی عرفوا ابائهم علی التحقیق وذلک کرامة لهم لا ینکرها الا من ینکر کرامة الاولیاء نعوذ بالله من النکران بعد العرفان

انتهی ای برادر نیک درین عبارت تأمل نمائے تا بدانی که شیخ بچه ترانه ترنم می نماید در سا عالم مشهور شده است حدیث خلقت من نوری این حدیث ناحق است بدانکه هر که سوای سرور کائنات است علیه الصلوة والسلام از مومنین از نور او آفریده شده است شیخ درین مقام می فرماید که جماعه باشد که ماده خلقت انها کلا او بعضا بے واسطه نور محمدی نور الہی بود و بدین جهت تاکید این مقدمه می گوید و ذلک کرامة لهم پس چسان باید گفت که این نیز دعوے شرکت است با فخر بشر صلی الله علیه وسلم ؎

از تو امین نیستم اے بخت ورنه پیش یار	می توانم حال خود گفتن چه باشم لال نیست

قال و جای دیگر گفته اند که متابعت را پنج مرتبه است و همه مراتب را حاصل است

اقول نمی دانم که این چه اعتراض است ایا معترض می خواهد که مراتب متابعت یکسے حاصل نه شود ؎

نمی دانم ز منع گریه مطلب چیست ناصح را	دل از من دیده از من آستین از من کنار از من

معهذا در هیچ مقام این تقریر از نظر عاجز نه گزشته البته حضرت مجدد رحمة الله علیه
در مکتوب پنجاه و چهارم از جلد ثانی که به سید شاه محمد عمده در یافته تحریر می فرمایند
که متابعت آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام که سرمایه سعادت دینیه و دنیویه است
درجات و مراتب دارد درجه اول مر عوام اهل اسلام راست از اتیان احکام شرعیه
و متابعت سنت سنیه بعد از تصدیق قلبی پیش از اطمینان نفس که بدرجه ولایت مربوط
است و علماء ظواهر و عباد و زهاد که معامله شان باطمینان نفس نه پیوسته است همه
درین درجه متابعت شریک اند و در حصول اتباع برابر اند درجه دوم از متابعت
اتباع اقوال و اعمال اوست که بباطن تعلق دارد و از تهذیب اخلاق و دفع رذایل
صفات و ازاله امراض باطنیه و غیره این درجه مخصوص است بارباب سلوک درجه
سوم از متابعت اتباع احوال و اذواق و مواجید آن سرور است علیه و علی آله الصلوة
والسلام که بمقام ولایت خاصه تعلق دارد و این درجه مخصوص بارباب ولایت است که
مجذوب سالک باشند یا سالک مجذوب چون مرتبه ولایت بانجام رسید نفس مطمئنه گشت
درجه چهارم مخصوص بعلماء راسخین است که بعد از اطمینان بدولت متابعت
متحقق اند درجه پنجم از متابعت اتباع کمالات آن سرور است علیه و علی آله الصلوة
والسلام که علم و عمل را در وصول آن کمالات مدخلی نیست بلکه حصول آنها مربوط به محض
فضل و احسان خداوندی است جل سلطانه و این درجه بس عالی است درجات سابق
را بآن مساسی نیست این کمالات بالاصالت مخصوص بانبیاء اولی العزم است علیهم الصلوة
والتسلیمات و بتبعیت و وراثت تا کرا باین دولت مشرف سازند درجه ششم

از متابعت اتباع آن سرور است علیه وعلی آله الصلوة والسلام در کمال که مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور است علیه وعلی آله الصلوة والسلام درین درجه افاضهٔ کمالات بمجرد محبت است و فوق تفضل و احسان است ازین درجه متابعت نیز اقل قلیل را نصیب است درجه هفتم از متابعت است که تعلق به نزول و هبوط دارد واین درجه جامع جمیع درجات سابق است درین مقام تابع بمتبوع به نحوے مشابهت پیدا می کند که گویا اسم تبعیت از میان می خیزد و امتیاز تابع و متبوع زایل می گردد بالجمله هر دولتے که آمده است از برای انبیا آمده است علیهم الصلوة والتحیات سعادت امتان است که بطفیل انبیاء علیهم الصلوة والتسلیمات از آن دولت بهره یابند و از پس خوردهٔ ایشان تناول نمایند ؎

در قافله که اوست دانم نرسم	این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

تابع کامل کسے است که بایں هفت درجه متابعت متحلی شود انتهی مختصراً از ادنی تامل واضح شود که این کلام از نفس پاک وصالے است حضرت غلام علی شاه رحمة الله علیه فرماید شما درجات متابعت رسول خدا صلی الله علیه وسلم پنج مرتبه نوشتید و دعوے حصول پنج درجه کردید و آن لغایت بعید می نماید بلکه ایشان درجات متابعت را هفت درجه ثابت کرده اند درجه اول اتیان احکام شرعیه است بعد تصدیق قلبیش از اطمینان نفس درجه دوم تهذیب اخلاق است و رفع رذایل صفات و ازاله امراض باطنیه درجه سوم اتباع احوال و اذواق و مواجید است درجه چهارم حصول اطمینان قلب است که اتباع هو بما جاءَ بِهِ المُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گردد و بحصول مقام رضا چون و چرا بر مجاری تقدیر نماند درجه پنجم اتباع کمالات آن سرور است صلی الله علیه وسلم که حصول آن مربوط محض بفضل و احسان خداوند است و علم و عمل را در آن مدخلے نیست درجه ششم اتباع کمالاتے که مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور است صلی الله علیه وسلم درجه هفتم متابعت آن است که تعلق به نزول و هبوط

ودعوت خلق دارد حضرت شیخ متابعت را محمول بر اعمال ظاهر دانسته استبعاد و استعجاب حصول این دولت می نمایند الحق اتباع جمیع اعمال ظاهری حبیب خدا صلی الله علیه وسلم نهایت متعسر است بلکه توان گفت که طاقت بشر آن را برتابد ما بعد ادائے شکل وظائف طاعات بقدر میسور موافق حدیث شریف خُذُوا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا یُطِیْقُوْنَ وآیۂ کریمہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اگر بموہبت الٰہی بجذبات محبت بہ تبعیت وراثت درجات قربت حاصل شود نزد عقل سلیم و شرع قویم مستبعد نیست اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ حدیث صحیح درین باب کمل اولیاء را آن درجات حاصل است در تجلیات صفات و تجلیات ذاتیہ ترقی بمحبت الٰہی سرفراز اند اگر حضرت مجدد باین درجات برسند وبفضل الٰہی مستفیدان خود را برسانند جائے تعجب چرا باشد اَیْ اَلْمُعَاصَرَةُ اَصْلُ الْمُنَافَرَةِ انتہے

یار را از گلہ جور پشیمان کردم ؎		من بے درد لقبتو اسے وفا کشتنیم

قال و گفتہ اند کہ ہمہ کمالات محمدیہ بے تفاوت در ذات من حاصل است لیکن بہ تبع وطفیل است مردی ثقہ صادق از ایشان شنیدا ان شخص گفت اینجا فرضیت شما بر انبیا لازم می آید جواب دادند کہ انجا باصالت است و اینجا بالطفیل **اقول** حضرت غلام علی شاہ صاحب فرمایند کہ این خلاف واقع است این دعوی نہ کردہ اند این سخن گاہے نہ گفتہ مگر اینکہ از ہر چہ کمالات مرا عنایت شدہ بمتابعت وطفیل آن حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم در کلام ایشان بسیار است انتہی فقیر گوید انصاف فرمودہ شود لطلان کلام شیخ ازین رد ظاہر است کہ ہرگاہ وجود کمالات بالتبع تسلیم کردہ شدہ پس بے تفاوت چگونہ خواہد بود در بالذات و بالتبع فرق آسمان و زمین است ؎

در خاندان کسری این عدل و داد باشد		دیدی چہ بر سر آمد فرہاد راز خسرو

حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ در فصل الخطاب از عمدة العقائد عبد اللہ نسفی نقل مے فرمایند اَلْمُنَا نَدَةُ عِنْدَنَا تَثْبُتُ بِالْاِشْتِرَاكِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَوْصَافِ حتے

لو اختلفا فی وصف لا تثبت المماثلة لان المثلین ما یستوی احدهما مسد الآخر ودر وجود نفس کمالات بالتبع محذوری نیست چه هرگاه مخدومان اوش بخادمان عطا می فرمایند ایشان میگویند که بتبع وطفیل مخدومان از اطعمۂ متنوعه حظ وافر داریم وجمیع آلاء سفرۂ مخدومان مارا حاصل است از ان کسی نمی فهمد که اینها ادعاے همسری وبرابری آنها می کنند زیرا که اصل اصل است وفرع فرع مخدوم مخدوم وخادم خادم خادمان که به بارگاه رفیع سلاطین بار می یابند وآوش از خوان نعمت می خورند وعزت وحرمت دارند همه اش به برکت متابعت مخدومان است ورنه مشهور است گدای ایاز قدر خود بشناس پس هرگاه حضرت مجدد رضی الله عنه بدولت تبعیت واطاعت حضرت خیر البشر علیه الصلوة والتحیه که آن اطاعت عین حضرت رب العزت است از کمالات نبویه وولایات محمدیه علی صاحبها الصلوة والتحیة به طفیل سرور عالم صلی الله علیه وسلم اوش یافتند انگاه اگر برای اظهار نعماء پروردگار لب علان گشودند واز زبان فرمودند که همه کمالات محمدیه در ذات من به تبع وطفیل حاصل است دران باکے نمی بینیم یعنی کمالاتیکه حصول آن برائے امت مرحومه ممکن ودر حصول آن محذورے شرعی نیست ونبوت ورسالت من جمله کمالاتے است که باحدے متوقع الحصول نیست پس باستثناء عقلی وبداهت عقل خارج باشد لفظ تبع وطفیل از الفاظ معمولی انگاشته شود این امرے است که بنای طریقۂ نقشبندیه بر آن نهاده اند حضرت مجدد رحمه الله در معارف لدنیه می فرماید سلسلۂ علیه نقشبندیه از سائر سلاسل بوجوه فضیلت جدا است مرتبه این طریق بر سائر طرق بمراتب هویدا است این سلسلۂ علیه منتهی بحضرت صدیق است رضی الله تعالی عنه که افضل بنی آدم است بعد الانبیاء به خلاف سلاسل دیگر ودرین طریق اندراج نهایت است در بدایت بخلاف سائر طرق وشهودے که معتبر نزد این بزرگواران شهود دایمی است وتعبیر از آن به یادداشت کرده اند وشهود که دوام نه پذیرد نزد ایشان از حیز اعتبار ساقط است بخلاف

سایر سلاسل طے منازل این طریق بے متابعت تمام صاحب شریعت را علیه وعلی آله الصلوة والتسلیمات میسر نیست بخلاف طرق سلاسل دیگر که به متابعت فی الجمله بامداد ریاضت و مجاهدات بانقطاع می رسند این دعوی برهان می طلبد برهان آنست که این بزرگواران به مدد جذبه راه را طی می کنند و در طریق دیگر بریاضات شاقه و مجاهدات شدیده قطع منازل نمایند و جذبه معنی محبوبیته می طلبد تا محبوب نباشد جذب نمی کنند و معنی محبوبیته وابسته بمتابعت محبوب رب العالمین است علیه وعلی آله الصلوة والسلام والتحیه آیه کریمه فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ شاهد این معنی است پس هر چند متابعت تمامتر جذبه بیشتر و هر چند جذبه بیشتر قطع منازل آسانتر و زودتر پس متابعت تام شرط این بزرگواران آمد لهذا احمال الکن عمل به عزیمت را اختیار نمودند حتے که از ذکر جهر که عمده این راه است منع کردند و از سماع و رقص که زبدهٔ ارباب احوال است اجتناب فرمودند و پر ظاهر است که کمالے که بر متابعت مترتب شود فوق جمیع کمالات خواهد بود لاجرم این عزیزان فرموده اند که نسبت ما فوق همه نسبتها است ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ پس طالبان حق را اختیار این طریق اولی وانسب باشد که راه به غایت نزدیک است و مطلوب در نهایت رفعت انتهی و در این مقام شبه ناشئ می شود که چون بعضے از انبیا علیهم السلام نیز در حصول بعضے از کمالات مخصوصه محمدیه طفیلی اند که بطفیل حضرت خاتمیت علیه الصلوة والتحیه بان رتبه رسیده اند ناچار وهم مساوات در میان حضرت مجدد و حضرات انبیا ما سواے حضرت مصطفی هنوز باقی است که در ینجا همگنان طفیلی اند جوابش اینست که در حقیقت در ینجا و دیگر انبیا هم طفیلی اند اما هر طفیلی یکسان نمی باشد بعضی طفیلی هم جلیس اصیل می باشند و ولی طفیلی خادم اند بلحاظ رتبه در صورت اول جلیس و هم لقمه می گویند و در صورت ثانی تابع و آورش خور فرشتان بینجا شیخ الشیوخ در عوارف می فرماید اَقْرَبُ الْاَحْوَالِ اِلَى النُّبُوَّةِ الصِّدِّيْقِيَّةُ وَقَالَ اَبُو يَزِيْدَ اٰخِرُ نِهَايَاتِ

اَلصِّدِّیْقِیْنَ اَوَّلُ دَرَجَاتِ الْاَنْبِیَاءِ ؕ **قال** و یکے از یاران الیشان گفت کے من مقام خود را فوق مقام انبیا می یابم و این را توجیہے کہ موجب اثبات و تصحیح آنست کردہ اند **اقول** این اتہام است ہرگز در کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ اثبات و تصحیح مقولہ مستفسر موجود نیست ہ

تاب ستمت جز دل آوارہ کہ داند ۔۔ این صبر بجز عاشق بیچارہ کہ داند

چہ بعض اقوال کہ بجواب این سوال در کلام حضرت الیشان رضی اللہ عنہ اندراج یافتہ است دلالت صریحہ می کند کہ نزد حضرت الیشان رضی اللہ عنہ این معنی از قوت متوہمہ است و محض خلاف واقع است سالک این مقام را لازم است کہ ہنگام طریان چنین حالات باطلہ و خیالات عاطلہ ربقہ تقلید از دست نگزارد و ہرچہ در شریعت غرا وارد است کہ فضل کلی مر انبیا را است بدان متمسک باشد چنانچہ خود حضرت الیشان درین موقع سالک این مقام را بدین عبارت موعظت فرمودہ اند درین وقت التجا و تضرع و عجز و نیاز بہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ درکار است تا آنچہ حقیقت کار است ظاہر گردد این مقام از مزلت اقدام سالکان است الخ و ہم در مکتوب دویست و ہشتم از جلد اول این توہم را از جملہ اغلاط صوفیہ شمردہ از حق سبحانہ تعالیٰ تعوذ خواستہ اند درین صورت صاف پیدا است کہ الفاظیکہ موجب اثبات و تصحیح باشد در کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ یافتہ نمی شود ہ

بہ صبر دل نہم اما خدا روا دارد ۔۔ کہ این چنین ستمے بر دلم روا داری

اکنون عبارت مکتوب شریف نقل می کنم تا واضح شود کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ چہا چہا تغلیط این فرمودہ اند عبارت مکتوب دو صد و ہشتم از جلد اول انیست فرزندی پرسیدہ بود کہ سالک این طریق در مقامات عروج گاہ انیست کہ خود را در مقامات انبیا علیہم الصلوات و التسلیمات ہمتہا داکملہا می یابد بلکہ در بعضے اوقات سیدا اند کہ از ان مقامات

سیر بفوق رفته است سر این معنی چیست حالانکه مقرر است و مجمع علیه است که فضل
مر انبیا را است علیهم الصلوة والتسلیمات اولیا هرچه می یابند بطفیل ایشان می یابند و
به کمالات ولایت بمتابعت ایشان میرسند جواب بش آنست که مقامات انبیا علیهم الصلوة
والبرکات نهایات مقامات عروج ایشان نیست بلکه عروج این بزرگواران بمراتب از آن
مقامات بالا رفته است چه آن مقامات عبارت از اسماء الهی است جل سلطانه که مبادی
تعینات ایشان است و وسایل فیوض از حضرت ذات تعالی و تقدس چه حضرت ذات را بی توسط
اسماء بعالم هیچ مناسبتی نیست و غیر از غنا هیچ نسبتی حاصل نه کریمه ان الله لغنی عن العالمین
شاهد این معنی است و چون این بزرگواران از مراتب عروج نزول می فرمایند و انوار
بالا را با خود گرفته فرود می آیند درین اسماء علی تفاوت مراتبها که مشابهت باختیار
طبیعت ایشان دارند اقامت می فرمایند و توطن می نمایند لهذا اگر کسی ایشان را
بعد از استقرار جدید در همان اسما یابد تیسر یابد استعداد که متوجه حضرت است تعالی
و تقدس ناچار در وقت عروج بآن اسماء خواهد رسید و از انجا بفوق خواهد گذشت الا
ماشاء الله تعالی اما آن سالک چون از بالا فرود آید و باسمی که مبدأ تعین وجودی اوست
نزول نماید آن اسم البته پایان تر از آن اسامی که مقامات انبیاست علیهم الصلوة والتسلیمات
خواهد بود و تفاوت مقامات اینجا ظاهر شد که مناط افضلیت است هر که مقام او بلند است
افضل است و تا سالک باز باسم خود نگردد و اسم خود را پایان تر از آن اسامی نیابد افضلیت
آن بزرگواران را بطریق ذوق و حال نتواند دریافت به تقلید ایشان را افضل میگوید
و به یقین سابق حکم باولویت انها می کند اما وجدان او تکذیب حکم اوست درین وقت التجا
و تضرع و عجز و نیاز به حضرت حق سبحانه و تعالی در کار است تا آنچه حقیقت کار است ظاهر
گردد و این مقام مزلت اقدام سالکان است و این جواب بمثالی واضح گردانیم ارباب
معقول گفته اند که دخان مرکب از اجزای ارضی و اجزای ناریست وقتی که دخان

صعود نماید اجزاے ارضی بہ مصاحبت اجزای ناری بالا خواہند رفت وبحصول قسر
قاسر عروج خواہند نمود گفتہ اند اگر دخان قوی باشد عروج او تا کرۂ نار متحقق شود درین
صعود اجزاے ارضی بمقامات اجزای آبی واجزائی ہوائی کہ بالطبع لتفوق دارند خواہند
رسید وازانجا عروج نمودہ بالا خواہند رفت درین صورت نمیتوان گفت
کہ رتبۂ اجزاے ارضی بلند تر است از مرتبۂ اجزاے آبی واجزاے ہوائی چہ آن تفوق
باعتبار قاسر بودہ است نہ باعتبار ذات وبعد از وصول بکرۂ نار چون آن اجزاے
ارضی ہبوط نمایند وبمرکز طبیعی خود برسند ہر آئینہ مقام اینہا
فرود تر از مقام آب وہوا خواہد بود پس در ما نحن فیہ عروج آن سالک از ان مقامات
باعتبار قاسر است کہ آن قاسر افراط حرارت محبت است وقوت جذب عشق وباعتبار
ذات مقام او تحت آن مقامات است این جواب گفتہ شد مناسب حال منتہی است اما در ابتدا
اگر این توہم پیدا شود وخود را در فوق مقامات اکابر یابد وجہش آنست کہ ہر مقام را در
ابتدا وتوسط ظل ومثال است مبتدی ومتوسط چون بظلال اینہا میرسند خیال می
کنند کہ بہ حقیقت آن مقامات رسیدند فرق درمیان ظلال وحقایق نمی توانند کرد وہمچنین
شبہ ومثال اکابر را چون در ظلال مقامات ایشان می یابند خیال می کنند کہ شرکتے با اکابر
در مقامات پیدا کردہ اند نہ چنین است بلکہ اینجا اشتباہ ظل شی است بہ نفس شی انتہی
امثال این اقوال کہ دال بر تبیین منشاء تغلیط وقت عروض این احوال ہا شد در مکاتیب
حضرت ایشان رضی اللہ عنہ جا بجا اندراج یافتہ من شاء فلیرجع الیہا بہ پیشگاہ حضرت
غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نیز این چنین سوال پیش شدہ بود
وحضرت ممدوح رض بعد تفتیش واقعہ از ان منع فرمودند در بہجۃ الاسرار مذکور است
هٰكَذَا قِيلَ لِلشَّيْخِ مُحْيِي الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ فُلَانًا يَسْمُو
اَحَدُ مُرِيْدِيْهِ يَقُوْلُ اِنَّهُ يَرَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِعَيْنَيْ رَاسِهِ فَاسْتَدْعَاهُ وَسَاَلَهُ

عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ فَانْتَهَرَهُ وَنَهَاهُ عَنْ هٰذَا الْقَوْلِ وَاَخَذَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَعُودَ اِلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ اَمُحِقٌّ هٰذَا اَمْ مُبْطِلٌ قَالَ هُوَ مُحِقٌّ وَتَلَبَّسَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ اَنَّهُ اَشْهَدَهُ بَصِيرَتَهُ نُورَ الْجَمَالِ ثُمَّ خَرَقَ مِنْ بَصِيرَتِهِ اِلٰى بَصَرِهِ مَنْفَذًا فَرَاٰى بِبَصَرِهِ بَصِيرَتَهُ وَبَصِيرَتُهُ يَتَّصِلُ شُعَاعُهَا بِنُورِ شُهُودِهِ فَظَنَّ اَنَّ بَصَرَهُ رَاٰى مَا شَهِدَتْهُ بَصِيرَتُهُ

فحسب برنفس لفظی پوشیده نیست که چنانکه تفوق مقام احدے بر مقام انبیا اعاذ محالات است ہمچنان رویت باری تعالی در دار دنیا و بسر دو رویت قابل تاویل می باشند **قال** و در جای تجلی محمدی و احمدی گفته اند **اقول** جای در تصانیف حضرت مجدد رضی اللہ عنہ تجلی محمدی و احمدی مذکور نیست اگر این کلام تسلیم نموده شود پس می گوییم که در صحت کلام محل تردد نیست تجلی بمعنی روشن و آشکارا شدن و جلوه کردن است پس اگر باین معنی تجلی محمدی و احمدی گفته شود گنجایش دارد چنانکه نزد صوفیه صافیه قدس اللہ اسرارہم تجلی بالہی تعالی و تقدس ہمان معنی مستعمل است و در کتاب اخبار الاخیار مذکور است که حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ اجمعین نیز برای ترتیب و تائید تجلی می فرمودند انتہی از شیخ ابو العباس قریشی منقول است که می گفت وے رضی اللہ عنہ واللہ اگر پوشیده شود از من دیدار انوار حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوة والسلام ساعتی نمی شمارم خود را از جملہ مسلمانان واگر منشاء اعتراض این است که تجلی احمدی منسوب است بحضرت مجدد رحمة اللہ علیہ که احمد نام دارد پس کسے این را باور ندارد و این چنین اعتراض از شان معترض بعید تر باشد **قال** و خود را الف یا مجدد الف گفته اند **اقول** درین تعبیر اشاره است باین تقریر که چون حضرت ایشان در سر الف مجدد شده اند فیضان ایشان در سالم الف ثانی ساری باشد و در کدامی حدیث شریف نفی آن وارد شده است حق هزار سال باید که این چنین مرتبه

در تفوق بعض انبیا بر بعض و رویت باری در دنیا و در معنی تجلی محمدی و احمدی

در مجدد الف و الف ثانی

در دنیا بوجود آید و فیض خدا اشاعت فرماید باقی مانده این امر که مجدد را از مجددیت
خود خبر دادن و اعلان نمودن درست است یا نه جوازش از تقریرے که بالا بیان کرده
شد ظاهر است چه مجددیت الف ثانی نعمت است از نعمت های الٰہی و تحدیث نعمت
جائز بلکه واجب است از همین جا است که دیگر اکابر دین اظهار مجددیت خود نموده اند چنانچه
علامه سیوطی در رسالهٔ تنبئه فی من یبعثه علی راس کل مائة بر مجددیت خود خبر داده است
حیث قال اِنّی المبعوثُ علیٰ رأسِ المائةِ التاسعةِ لانفرادی بالتبحر
فی انواعِ العلوم من التفسیرِ و اصولہ و الحدیثِ و علومہ و الفقہ
و اصولہ و اللغۃِ و اصولہا و النحوِ و الصرفِ و اصولہما و الجدلِ
و المعانی و البیانِ و البدیعِ و التاریخِ و تصنیفی فی جمیعِ ذلک المصنفاتِ
البارعۃِ الفائقۃِ التی لم اُسبق الی نظیرہا و عدتہا الی الآن
نحو خمس مائۃِ مؤلف و قد اخترعتُ علم اصولِ اللغۃِ و دونتہ
و لم اُسبق علیہ و ھو علی نمطِ علمِ اصولِ الحدیثِ و علمِ
اصولِ الفقہِ و سارت مصنفاتی و علومی
سائر الاقطار

و این خطبه خوانی و خوش بیانی را کسے مکروه و محمول بر ترفع نفسانی نه نموده است بلکه ملا
علی قاری گفته است که او در دعوی خود مقبول و مشکور است و امام غزالی هم ادعای مجددیت
خود نموده است ازین تقریر ظاهر و باهر شد که اگر حضرت مجدد رحمة الله علیه خود را به مجددیت
الف ثانی ملقب فرمودند یا کدامی از علماء حضرت ایشان را بخطاب مجدد یاد کرد محل انکار یا استبعاد
نخواهد بود قال و امثال این کلمات در مکتوبات ایشان مذکور است و این همه را می
گذرانیدیم تا نوبت باین مکتوب رسید که باعث این همه نفرت و وحشت گردید اقول
اصل این است که علم تصوف دریای است ناپیداکنار عبور بر آن کار هر کس نیست سباحت

که مردم باصل مراد متکلم نمی رسند و بر اصطلاح صوفیه اطلاعی حاصل نمی نمایند و بر اقوال
مشایخ طریقت عرض نمی کنند و بر ظاهر الفاظ به نکته چینی و حرف گیری پیش می آیند
ازین رو ایشان را از کلام صوفیه نفرت و وحشت حاصل می گردد تا آنکه قائل به تکفیر
این طایفه یا احدی از اکابر می شوند حضرت شیخ در رساله مرج البحرین می فرمایند از
وجوه اعتراض و انکار برین طائفه علیه دقت علوم و لطافت اشارت ایشان است که
فهم هر کس نرود و نه در آید انتهی و در همان کتاب بجای دیگر بدین الفاظ نوشته است گاه
باشد که در نفس الامر لطیفه باشد و لیکن ناظر را قوت دریافت آن نبود انتهی **قال** گفته اند
که من هم مرید الله ام و هم مراد الله عز شانه سلسله ارادت من بی توسط بالله تعالی متصل
است تعالی ید من نائب ید الله است سبحانه ارادت من به محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
بوسائط کثیره است و در طریقه نقشبندیه بیست و یک واسطه در میان است و در طریقه
قادریه بیست و پنج واسطه و در طریقه چشتیه بیست و هفت و ارادت من به الله قبول
نمی نماید پس من هم مرید محمد رسول الله ام و هم هم ترده پیش او صلی الله تعالی علیه وسلم و بر خوان
این دولت هر چند طفیلی ام اما ناخوانده نیامده ام و هر چند تابع ام اما از اصالت بی بهره نیم
و هر چند امتم اما شریک دولتم نه شریکی که از آن دعوی همسری خیزد که آن کفر است بلکه
شرکت خادم است با مخدوم تا نطلبیده اند بر سفره این دولت حاضر نشده ام و تا نخواسته اند
اندوست باین دولت دراز نکرده هر چند اویسی ام اما مربی حاضر و ناظر دارم و هر چند
در طریقه نقشبندیه پیر من عبد الباقی است رضی الله تعالی عنه اما متکفل تربیت من الباقی
است جل جلاله و عم نواله من بفضل تربیت یافته ام و براه اجتبا رفته سلسله من سلسله
رحمانی است که عبد الرحمن ام چه رب من رحمن است جل شانه و عم احسانه و مربی من
ارحم الراحمین و طریقه من طریقه سبحانی است که از راه تنزیه رفته ام و از اسم و صفت
بجز ذات اقدس نخواسته این سبحانی نه آن سبحانی است که بسطامی بآن قائل گشته است

که آن را باین مساے نیست آن از دائره الفس برآمده است و این ماورای الفس و
افاق است و آن تشبیه است که لباس تنزیه پوشیده است و این تنزیه است که گردے
از تشبیه بوی نرسیده و آن از سر چشمه سکر جوش زده و این از عین صحو برآمده است۔
ارحم الراحمین در حق من اسباب تربیت از غیر از معدات نداشته است و علت فاعلی در تربیت
من غیر از فضل خود را نساخته از کمال کرم و اهتمام و غیرتے که وی تعالی و تقدس در حق
من دارد تجویز نمی فرماید که فعل دیگرے را در تربیت من مدخلے باشد و یا من بدیگرے درین
معنی متوجه گردم من مربای الهی ام جل شانه و مجتبائے فضل و کرم نامتناهی او تعالی

؏ بر کریمان کارها دشوار نیست ؎

اقول این عبارت مکتوب هشتاد و هفتم است که بمولانا محمد صالح کولابی در اسرار مرادی
و مریدی صدور یافته پس اولا شرح این مکتوب مے نگارم سپس بدفع شبهات متوجه میگردم
قوله رضی الله عنه من هم مرید الله ام جل و علا و هم مراد الله عزوجل شانه بدانکه
لفظ مرید و مراد از مصطلحات صوفیه کرام است در فصل الخطاب بحواله ترجمه عوارف مذکور
است مرید و مراد را بر دو معنی اطلاق کنند یکے بر معنی مقتدی و متقدی دیگر بمعنی
محب و محبوب اما مرید بمعنی مقتدی آنست که دیده بصیرتش بنور هدایت بینا گردد و به
نقصان خود نگرد و آتش طلب کمال در نهاد او برافروزد و آرام نگیرد الا بحصول مراد و وجود
قرب حق سبحانه و هر که بصفت اهل ارادت موسوم بود و بغیر حق سبحانه در دو کون آن مراد
دیگر دارد تا لحظه از طلب مراد بیارامد اسم ارادت بروی عاریت است و اما مراد بمعنی
مقتدی آن است که قوت ولایت او در تصرف بمرتبه تکمیل ناقصان رسیده است و
اختلاف انواع استعدادات و طرق ارشاد و تربیت بنظر عیان دیده انتهی اندرین صورت
میان مرید و مراد لزوم است یکی از دیگری منفک نشود پس هر که مرید است مراد است
و هر که مراد است مرید است ؎

مقیدان تواز ذکر غیر خاموش اند	بخاطریکه تو ئی دیگران فراموش اند

در بہجۃ الاسرار بہ کمال بسط تحقیق این الفاظ نمودہ شد درین مقام بطور اختصار مذکور می شود ارادت ترک چیزی است کہ عادت آن داشتہ باشد ہرگاہ شخص حظوظ دنیوی واخروی راگزارد ارادہ اش کامل گردد لائزید پس حقیقت ارادہ ذات خدااست عزوجل کہ دران لوث زینت دنیا وآخرت نباشد پس مرید عامل کتاب وسنت باشد وبجاسوای آن گوش نہ نہدو بنور خداوند تعالی می نگرد وسوائے وی کسی را فاعل حقیقی نہ بیند بلکہ آلہ وسبب اند پس ہرگاہ ادمانوس بخلوت مع اللہ گردد واز معاصی مجتنب باشد وراضی بقضا باشد وامر باری تعالی را پسندد وازو عبرت کند وبذل جہد در محبت وی نماید وسببے کہ موصل الی اللہ باشد بان کوشد و کار خودرا مخفی ومتواری دارد وثنائے مردمان نہ پسندد ونوافل وعبادات خالصاً لوجہ اللہ اداکند تا آنکہ بحظیرہ قدس رسد واز خاصان گردد اورا مراد گویند ؎

تاترک مراد خود نگیری	یک بار مراد در کنارت ناید	

پس از عبارسالکین الی اللہ گم گردد ومعرفت ذاتش وسکون وطمانیت ویرا حاصل شود پس بحکمت واسرار وی تعالی بعد اذن مترنم گردد واز و خبر دہد واین وقت وی بہ لقبے خاص کہ از اقران متمائز باشد ملقب گردد وباسرار خاصہ آگاہ گردد ؎

در ہیچ زمان غیر بدل راہ ندادند	قومیکہ مرید ند وگروہے کہ مرادند	

در لطائف اشرفی مذکور است حضرت قدوۃ الکرامی فرمودند ہرکہ مرید است حقیقۃً مراد است چہ اگر مراد حق نبودے اورا خلعت ارادت نپوشاندی فرق میان مرید و مراد آنست کہ مرید مبتدی است و مراد منتہی مرید در تحمل است و مراد محمول چنانچہ موسی گفت رب اشرح لی صدری ومحمد را صلے اللہ علیہ وسلم گفت الم نشرح لک صدرک ہم موسی گفت علیہ السلام رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرَانِیْ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم را فرمان شد الم تر الی ربک ومرید رونده است و مراد بردہ شدہ ہرکہ رونده در پے بردہ

ا ای رب کشادہ کن سینۂ مرا
۲ آیا نہ کشادہ کردیم سینۂ ترا
۳ ای رب بنما مرا ذات خود تا ببینم
۴ گفت ہرگز نہ بینی
۵ آیا نہ دیدی بسوی پروردگار خود

شده است ؎

یکے از جان رود در راه دادار	دگر را مے برند از جان باسرار
مرید اول بود آخر مراد است	میان این و آن فرقی فتاد است

حضرت قدوة الکرامی فرمودند در مرید حقیقی چهار چیز باید تا مرید حقیقی شود اول آنکه مرض و صحت او برابر باشد و همه حال رضای حق تعالے رود دوم حالت فقر و غنا وی را مستوی باشد سوم مدحت و مذمت خلق وی را یکسان نماید چهارم بهشت و دوزخ او را برابر باشد کما قال علی المرتضیٰ لا یُرِیْدُ مِنَ الْکَوْنَیْنِ شَیْئًا غَیْرَهٗ که مرید را ارادت خود نباشد و مرید قائم بخود باشد و مراد قایم بحق و حضرت معترض آنچه معنی مرید و مراد بنگاشته باید انشاء الله تعالی در معنی مراد بنگاشته که نخست ایشان را جذب نماید پس معنی عبارت مکتوب شریف چنین باشد که من مجذوبم و اویسی ام و مجذوب اویسی همان طائفه را می گویند که بیواسطه ظاهر رب تلقین ذکر واصل مقصود شود مثل شجره حضرت کلیم الله صلوٰة علیه السلام و مثل سیدنا اویس که احوال این طائفه جذبه بایشان منسوب است و این خود علم لدنی است که خدای تعالی گفته است وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا و سلطان العارفین در جواب دانشمندان گفتند که اَنْتُمْ اَخَذْتُمْ عِلْمَکُمْ مَیِّتًا عَنْ مَیِّتٍ وَنَحْنُ اَخَذْنَا عِلْمَنَا عَنِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ پس معلوم شد که مجذوبان که اویسیان می گویند مریدان حق شدند بیواسطه و هم مرادان حق شدند چرا که بمحض فضل الٰہی طریقه وصول بیواسطه را خود او تعالی در قرآن مجید بیان کرده است فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اَلَا اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وَاللهُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ و این را بزرگان وجه خاص گفته اند حضرت مجدد رحمة الله علیه در رساله معارف لدنیه می فرمایند اعلم اَنَّ الْوِلَایَةَ الْخَاصَّةَ الْمُحَمَّدِیَّةَ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوة

والسلام والتحية مخصوصة بالمجذوبين السالكين الذين سموا بالمرادين
وليس للمريدين بحسب استعداداتهم الذاتية منها نصيب ويختص
بالمريدين الذين تقدم سلوكهم على جذبهم الآن ترى المراد
المحبوب المريد المحب ويتصرف فيه ويجذبه بكمال تصرفه نحو
جذبه كما هو امير المؤمنين علي بن ابي طالب كرم الله تعالى
وجهه فانه سالك مجذوب وصل الى الولاية الخاصة تربيته عليه
وعلى آله الصلوة والتسليمات لما تصرف فيه وجذبه اياه بخلاف
الخلفاء الثلاث المتقدمة عليه فان جذبهم مقدم على سلوكهم
كما هو حال حضرة الرسالة المصطفوية عليه وعلى آله الصلوة والتسليم
فان جذبه عليه الصلوة والسلام مقدم على سلوكه صلى الله تعالى عليه
وعلى آله وسلم ولا يتوهم ان كل مجذوب سالك يصل الى كمالات
الولاية كلا بل لو وجد واحد من الوف منهم كذلك بعد قرون
متطاولة لاغتنم وجوده ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو
الفضل العظيم وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وسلم السالك المجذوب
له زيادة في المعرفة على المجذوب السالك والمحبة على عكس ذلك لان
المجذوب السالك رباه الله سبحانه من اول الامر الى آخره بمحبته الخاصة
وجذبه الى جناب قدسه بعنايته الكاملة وتفي بالمعرفة المتعلقة بالتجليات
الافعالية من معرفة الاشياء الكونية والصفات الاضافية الالهية اما المعرفة

بدانکه ولایت خاصه محمدیه صلعم مخصوص است بمجذوبین سالکین که مرادین باشند و نیست برای مریدین نصیب حسب استعدادات ذاتیه مرادین
و مراد از مریدین زمره اولیاء است که سلوک ایشان بر جذبه مقدم باشد مگر آنکه ببالد مراد محبوب مرید محب را و دروی تصرف کند و بکمال
خود جذب نماید بسوی جذب خود مثل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم الله وجهه که او سالک مجذوب است و بولایت خاصه رسیده بسبب جذب و تصرف رسول الله
صلعم بخلاف خلفاء ثلثه که جذب این حضرات مقدم بر سلوک ایشان است همین است کیفیت رسول الله صلی الله علیه وسلم که جذبه

المتعلقة بالذات تعالى وهي عبارة عن التجلي والمتعلقة بالصفات السلبية التنزيهية وهي مشتملة على الحيرة والمعرفة والمتعلقة بالصفات الذاتية الموجودة والمتعلقة بالشيون الذاتية الاعتبارية فالمجذوب السالك احق بها واولى بتفاصيلها اما المعارف المتعلقة بالمقامات العشرة من الزهد والتوكل والصبر والرضاء وغيرها فالسالك المجذوب ما احرى بها وبتفاصيلها لانه قطع تلك المقامات مفصلا وصب عليها من تتابع دقائق كل مقام خلاف ما لا يحصل للسالك المجذوب فالسالك المجذوب اتم في المقامات باعتبار الظاهر والصورة والمجذوب السالك اكمل فيها باعتبار الزبدة والخلاصة ولهذا اظن العوام الناظرون الى الصورة ان الاول اتم من الثاني في مقام الزهد والتوكل والصبر والرضاء وغيرها ولا يدرون ان وجود الرغبة في الثاني لا ينافي تمامية الزهد وكذا التعلق بالاسباب لا ينافي كمال التوكل ووجود الكراهة فيه لا ينافي الرضاء لان رغبته بالله تعالى وتعلقه بالاسباب ايضا بالله سبحانه وكراهته حاصلة بالله عز وجل مع ان وجود هؤلاء الاوصاف فيه بما انه لله سبحانه فلا يرغب في الدنيا الا لله سبحانه لا لغيره ولو كانت رغبته لنفسه فنفسه لربه فيكون تلك الرغبة في الحقيقة لاجل ربه عز وجل انتهى

این عبارت از تجلی است و آنچه متعلق بصفات سلبیه تنزیهیه باشد آن مشتمل بر حیرت می باشد و معرفتی که متعلق بصفات ذاتیه موجوده و متعلق بشیون ذاتیه اعتباریه باشد پس مجذوب سالک احق باشد بآن و اولی باشد بتفاصیل آن لیکن معارف متعلقه بمقامات عشره از زهد و توکل و صبر و رضا وغیره پس سالک مجذوب بآن و به تفاصیل آن لائق باشد زیرا که او آن مقامات را مفصلا قطع کرده و به ترتیب آن عبور کرده سالک مجذوب دقایق هر مقام را می داند باستثنای مقاماتی که مجذوب سالک را حاصل

دو عالم را بیکبار از دل تنگ — برون کردیم تا جان تو باشد

قوله رضی الله عنه سلسلهٔ ارادت من بے توسط باالله متصل است این عبارت محتمل معانیها است اولا سلسلهٔ ارادت من بے توسط باالله تعالی متصل است دیده بصیرتم بنور هدایتش بینا است و به نقصان خود می نگرد و آتش طلب کمال در نهادم بر فروخته و آرام نمیگیرد الا بحصول مراد و وجود قرب حق سبحانه تعالے ه

مست توام از باده و جام آزادم — صید توام از دانه و دام آزادم
مقصود من از کعبه و بتخانه توے — ورنه من ازین هر دو مقام آزادم

فیض بر دو قسم است فیض وهبی و فیض کسبی در فیض وهبی ضرورت وساطت و حاجت توسل نیست آنچه حق تعالی جل شانه بلا واسطه عنایت فرماید وهبی خوانندش و الا کسبی شیخ محی الدین عربی در فصوص الحکم در فص داودی فرماید وَفِينَا مَنْ يَّاخُذُهُ عَنِ اللّٰهِ فَيَكُوْنُ خَلِيْفَةً عَنِ اللّٰهِ بِعَيْنِ ذٰلِكَ الْحُكْمِ فَيَكُوْنُ الْمَادَّةُ لَهٗ مِنْ حَيْثُ كَانَتِ الْمَادَّةُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شیخ محی الدین بن عربی رحمة الله علیه در باب دو صد و پنجاه و پنجم از فتوحات مکیه می نگارد وَمِنْ خَصَائِصِ الْقُطْبِ أَنْ يَّجْعَلَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَحْدَهٗ وَلَا يَكُوْنُ هٰذِهِ الْمَرْتَبَةُ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ أَبَدًا

در بحر المعانی می طراز د قطب عالم را فیض از حق تعالی بے واسطه باشد و قطب عالم را قطب نیز گویند انتهی بلکه خود حضرت شیخ رحمة الله علیه در رسالهٔ تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقر المحمدی از حضرت شیخ علی متقی قدس سره که از شیخ عطا ناقل است نقل میکند قَدْ يَجْذِبُ الْعَبْدَ إِلَيْهِ فَلَا يَجْعَلُ عَلَيْهِ مِنَّةَ الْأُسْتَاذِ - شیخ عبدالوهاب شعرانی نیز همین تقریر را از شیخ تاج الدین عطاء الله نقل کند مولانا روم مے فرماید

پس فقیر انست لو بیواسطه است   شغلها را با وجودش رابطه است

مولانا عبد العلی در شرحش می طرازد یعنی بلا واسطه از حق میگیرد و انوار حق را بوجود او رابطهٔ خاص است که انوار حق به او بلا واسطه می رسد و ازینجا ظاهر شد که از اولیا آن کسان هم هستند که از حق سبحانه فیض بلا واسطه می گیرند و واسطه از میان بر می خیزد اگرچه آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم واسطه موصله بودند اما بعد اتصال پس در ماخذ حاجت بواسطه نمی ماند و آن کس فقیر است از اولیا اللہ و ہمین را مراد خوانند ثانیاً سلسله محبت من بے توسط باللہ تعالے متصل است ۵

حاصل عشق از سه سخن بیش نیست   سوختم و سوختم و سوختم

این مرتبه ایست که قبول وسائط نخواهد ۵

ای من بمنت اگر هنی هست لغی   ور ور بر من پیرهنی هست توئی
در راه محبت مرا نه تن ماند نه جان   ور زانکه مرا جان و تنی هست توئی

در انوار الرحمان تنویر الجنان ملفوظات مولانا عبد الرحمن صوفی لکھنوی که جامعش مولوی محمد نور اللہ بوده است تحریر است که ارشاد شد که شیخ رضی اللہ تعالی عنه کمال التقوی و اتباع سنت فانی فی الرسول آن چنان گشته بود که ذات خود را غیر ذات آنحضرت نه پنداشت پس آنچه از خواص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود لا محاله در ذات فانی ظاہر گردد و از جمله صفات نبوی رسیدن بخدا است بیواسطه و ہمین حال ہر ولی است که فانی فی الشیخ شود یعنی میان خدا و طالب مرشد او واسطه است مادامیکه ہستی طالب باقی است ہرگاه که ہستی خود را در ہستی شیخ خود فنا کرد و ہستی شیخ در خدا فنا گشته واصل بخدا شد و وصل او عین وصل فانی اوست ثالثاً سلسله ارادت بی توسط باللہ متصل است توسط دو معنی دارد حیلولت و تبعیت مراد از توسط درین مقام حیلولت است نه تبعیت چنانچه حضرت مجدد رحمه اللہ این معنی را به عبارت اتم می فرماید که توسط آن سرور کائنات علیہ وعلی آلہ

الصلوٰۃ والسلام بدو معنی تواند بود یکے آنکہ او صلے اللہ علیہ وسلم حائل وحاجب بود درمیان سالک ودرمیان مطلوب ومعنی دوم آنست کہ سالک بطفیل او وبتوسط تبعیت ومتابعت او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بمطلوب واصل گردد در طریقہ جذبہ وسلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بہر دو معنی کائن است بلکہ می انگارم کہ دریں طریق از شیوخ ہر کہ درمیان آمدہ است متوسط وحاجب شہود سالک است فی الحقیقت اگر در اواخر حال جذبہ تدارک آن نہ نماید ومعاملہ از پردہ بہ بے پردگی نہ کشد زیرا کہ در طریق جذبہ وبعد از رسیدن بحقیقت الحقایق توسط بمعنی ثانی است کہ طفیل وتبعیت است نہ حیلولت وحجاب کہ پردہ شہود ومشاہدہ ومانند آنہا بود انتہی واین را بمثالی واضح گردانم معلوم است کہ تحصیل علم ظاہری وتکمیل کتب درس یعنی از میزان تا بیضاوی محتاج باستادے کامل باشد کہ او سبقا سبقا روزانہ درس دہد تا آنکہ بجاے خاص ومعین بذریعہ استاد اتفاق بود وترتیب درسیہ افتد وبدون تعلیم استاد فہم مطالب دشوار تر باشد وبعد از آنکہ مرحلہ درس طے شدہ ملکہ راسخ حاصل گردید ہر کتابے را کہ مطالعہ کند بر فہم آن قادر باشد وضرورت استفسار نہ از استاد نیفتد پس میتوان گفت کہ بحصول ملکہ در فہم کتاب ضرورت حیلولت استفسار وتوسط استاد نماند اگرچہ این ملکہ بذریعہ وتوسط تعلیم استاد است فی الحقیقت از این قول ما شکری استاد لازم آید

رابعًا سلسلہ ارادت من بلا واسطہ یعنی بلا واسطہ غیر النبی باللہ متصل است

شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ چیست		ترک کردن ہر دو عالم را و پشت پا زدن

قولہ رضی اللہ عنہ یدمن نائب مناب ید اللہ است سبحانہ یعنی ہرگاہ سلسلہ ارادت من بوجہے کہ مذکور شد بے توسط باللہ متصل است پس من نائب مناب ید اللہ باشد کہ مقتضاے جذب یا اقتدا یا محبت چنین باشد قولہ رضی اللہ عنہ ارادت من بہ محمد رسول اللہ بوسائط کثیرہ است یعنی در فیض کسبے وسلوک نظیرش نسبۃ کاغذ است کہ رسیدن بہ کاغذ بوسائط می باشد قولہ رضی اللہ عنہ در طریقہ نقشبندیہ بہ نسبت ویک واسطہ درمیان است

زیرا کہ حضرت مجدد رحمہ اللہ ارادت و انابت از حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ دارند
و ایشان از حضرت مولانا خواجگی امکنگی رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت مولانا درویش محمد
رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت مولانا محمد زاہد رضی اللہ عنہ و ایشان از حضرت مولانا خواجہ
عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ

سلسلہ ۵۱ فرزند اول خواجہ محمد درویش بودہ اند تربیت ظاہری و باطنی از پدر بزرگوار یافتند و در قصبہ امکنگ کہ از مضافات سمرقند است سکونت داشتند عابد و زاہد و بزرگ صاحب ذکر و شغل کرامت و خوارق عادات بودند و ہمیشہ خود را از چشم خلایق می پوشیدند و بستر حالات خود می کوشیدند در سنہ ۱۰۰۸ھ انتقال فرمودند مزار در امکنگ است عمر خود سال ۹۰ و ۱۲

۵۲ جامع علوم ظاہری و باطنی و واقف رموز صوری و معنوی و با وصاف جذبات و سلوک متصف و در معارف و حقائق مشہور بودند و اول تا پانزدہ سال بہ ریاضت گذرانیدہ بحالت تجرید در ویرانہا بسر بردہ اند و بہدایت خضر علیہ السلام پیش محمد زاہد آمدند و بتکمیل رسیدند در سنہ ۹۷۰ھ وفات یافتند مزار در اسفرار است

۵۳ در فقر و تجرید و تفرید و ورع و تقوی و زہد و اتباع سنت مقامات عالی داشتند و قبل از حضور بخواجہ احرار چند سال بر ریاضت و چلہ کشی مشغول بودند بخواب اشارت یافتند و باشارہ غیبی بخدمت خواجہ حاضر شدہ بشرف بیعت مشرف شدند خواجہ بنور باطن دریافتہ باستقبال برآمدند در راہ اتفاق ملاقات شد بقل گیر شدہ در سایہ درختی نشستہ بیعت خود سرفراز کردند و ہمان وقت خرقہ خلافت پوشانیدند و رخصت فرمودند بجز یک صحبت اتفاق صحبت دیگر نیفتاد

۵۴ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار بعد تحصیل علوم ظاہر از تاشکند سفر کردہ در سمرقند و بخارا و ہرات و غیرہ جاہا سیر نمودند و بسیاری حضرات والا از خلفای والا درجات خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رسیدند و از صحبت ایشان استفادہ و بفیض باطن مستفیض گشتند آخر بسمرقند بخدمت سید قاسم انوار کہ یکی از اولیای کبار بودند رسیدند و بخدمت مولانا شرف الدین قاموش صحبت حاصل کردند و نیز خواجہ سراج الدین پیرستی مولانا حسام الدین و مولانا حمید شاشی و خواجہ علاؤ الدین غجدوانی و غیرہا از ایشان بعد از ان بخدمت خواجہ یعقوب چرخی حاضر شدہ دست ارادت و بیعت بدامان وی زدند و در چند سال بخدمت با عظمت وی حاضر ماندہ تکمیل یافتند۔

حضرت خواجہ بہترین و کامل ترین مریدان مولانا یعقوب چرخی اند و در سلسلہ خواجہ احراری اند و مقتدای طریقت و در مقام حقیقت بودہ اند و اہل ما وراء النہر و خراسان ایشان را بجای بزرگ میدانستند و کرامات و خوارق عادات بے نہایت از ایشان بظہور رسیدہ۔

ولادت در ماہ رمضان سنہ ۸۰۶ھ در قریہ باغستان کہ از توابع تاشکند است بودہ و وفات ایشان شب شنبہ بیست و نہم ربیع الاول سنہ ۸۹۵ھ واقع شدہ است عمر شریف نود سال است چند ماہ کم و قبر ایشان در سمرقند است

والیشان از حضرت مولانا یعقوب چرخی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه خواجگان امام الطریقه خواجه بهاء الدین نقشبند رضی الله عنه

قده مولانا یعقوب چرخی عالم بودند بعلوم ظاهری و باطنی و جامع رموز صوری و معنوی اصل وی از موضع چرخ از مضافات غزنی است
در مبادی احوال چندگاه در جامع هرات و چندگاه در دیار مصر بتحصیل علوم پرداختند و بعد آن تحصیل علوم بجذبه محبت الهی باراده
ارادت بخدمت حضرت شاه نقشبند روانه شدند در راه با فقیری مجذوب ملاقی شدند فقیر گفت ای یعقوب زود زود قدم بردار
که وقت آن رسیده است که تو از مقبولان حق باشی و بر زمین چند خطوط کشید خواجه یعقوب در دل اندیشیدند که آن خطوط
را شمار کنم اگر طاق باشد کار من مبارک خواهد بود پس شمار کردند طاق برآمد بعد از آن در بخارا رسیدند و فال مصحف بکشادند
بر سطر اول نوشته برآمد اولئک الذین هدی الله فبهدیهم اقتده ازین اشارت بغایت خورسند شدند و بملازمت خواجه آمده دست
ارادت بدامن بحضرت زدند اول بار که بخدمت شریف ایشان رسیدند فرمودند که ما از خود کاری نمیکنیم امشب ببینیم اگر ترا قبول
کنند ما نیز قبول کنیم مولانا یعقوب چرخی فرمودند که هرگز شبی سخت تر از آن بر من نگذشته است که آیا چه شود چون بامداد
بخدمت ایشان رفتم فرمودند قبول کردند ما ایشان را بخواجه علاؤ الدین عطار سپردند بعد از وفات خواجه بزرگ در
صحبت علاؤ الدین عطار بمرتبه کمال رسیدند و جامع گشتند در علوم ظاهری و باطنی ولادت ایشان در غزنین است و قبر
ایشان در موضع ملفو (؟) که یکی از مواضع حصار شادمان است قده حضرت خواجه بهاؤ الدین نقشبند امام طریقت پیر حقیقت
حنفی مشرب بودند بلکه اکثر مشائخین طریق حنفی مذهب بودند حضرت خواجه شرافت سیادت هم داشت نسب آبای حضرت
ایشان به چند واسطه بحضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه میرسد خواجه میفرمودند که من و پدر و مادر من بصنعت کمخابافی و نقش دیگر ما درآن مشغول بودیم
ازین سبب به نقشبند مشهور شدیم حضرت خواجه معنوی اگرچه سلسله ارادت بامیر سید کلال داشت از روحانیت خواجه عبدالخالق غجدوانی
اویسی بود چنانچه از انجاب منقول است که شبی در مبادی احوال در حالت غیبت و استغراق پس مزارات متبرکه از مزارهای بخارا رسیدیم در هر
مزار چراغی افروخته دیدم که با وجود موجودگی روغن و فتیله روشنی کم داشتند و فتیله باحتیاج بودند که اگر اندک حرکت با ایشان داده
آید تا از اجالی (؟) بیرون آمده و بخوبی افروخته شود چراغها بهمان حال گذاشتم و در بر زی (؟) مزار آخرین رسیده متوجه بقبله نشستم و از خود
غائب شدم و مشاهده کردم که دیوار قبله گورستان شق شد و تختی بزرگ پیدا آمد و پرده ای سبز فرو هشته و گرد آن تخت جماعت
بزرگ ایستاده و درمیان ایشان خواجه بابا محمد سماسی را شناختم و دانستم که از گذشتگان اند پس از آن جماعت شخصی مرا گفت که بر این تخت خواجه
عبدالخالق غجدوانی روشن افروز (؟) این جماعت خلفای ایشان است و هر یک اشارت کرد که این خواجه احمد صدیق و این اولیاء کبیر و این
خواجه عارف ریوگری و این محمود انجیر فغنوی و این خواجه علی رامیتنی و این خواجه محمد سماسی که خود می شناسی پس خواجه غجدوانی عنایت بحال
من کردند و کلاهی عطا فرمودند و گفت که کرامت این کلاه این است که بلای نازل شده از برکت پوشنده این کلاه رفع شود بعد از آن سخنانی
که بنیه و سلوک و وسط و نهایت آن تعلق دارد با من درمیان آوردند و فرمودند که چراغهائی که با این کیفیت بتو باز نموده اند اشارت است ترا باین خدمت (؟)
و قابلیت این راه که فتیله مستعد او را حرکتی باید آورد تا روشن شود ولادت حضرت ایشان در محرم سنه ۷۱۸ در قصر عارفان بوده و وفات در
شب دوشنبه سوم ماه ربیع الاول سنه ۷۹۱ روی داده و مدت عمر شریف حضرت ایشان هفتاد و سه سال بوده و قبر ایشان متصل شهر بخارا است مقصر عارفان (؟)
خواجه بزرگوار علیه الرحمه وصیت کرده بودند که پیش جنازه این بیت بخوانند مفلسانیم آمده در کوی تو شیئا لله از جمال روی تو

وایشان از حضرت سید امیر کلال[۵۷] رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت خواجہ محمد بابا[۵۸] سماسی رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت خواجہ عزیزان[۵۹] علی رامیتنی رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت خواجہ محمود[۶۰] انجیر فغنوی رضی اللہ عنہ وایشان از حضرت خواجہ[۶۱] محمد عارف ریوگری رضی اللہ عنہ

۵۷ خواجہ میر سید کلال در علم شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت از اولیای عہد خود گوی سبقت بردہ وشرف سیادت نیز داشت مولد وے قریہ سوخار است وبہ پیشہ کلالے مشغول مے بود ودر ابتداء حال کشتی میل تمام داشت روزے ہنگامہ کشتی حضرت میر قائم گرم بود وہزارہا مخلوق حاضر بودند اتفاقاً محمد بابا سماسی رابدان طرف گذر افتاد وبنظارہ آن ایستادہ تحیلے توقف کردند بعضے اصحاب دردل گذرانیدند کہ باعث چیست کہ خواجہ سماسی بنظارہ این بدعتیان ناکارہ ایستادہ اند محمد بابا برین خطرہ ایشان بنور باطن واقف شدہ فرمودند کہ درین معرکہ مردے ست کہ بسے مردان بصحبت وبرکت وے بکمال خواہند رسید من میخواہم کہ او را صید دام خود کنم درہمین سخن بودند کہ میر کلال را نظر بجانب خواجہ افتاد وازا عانت جذب وکشش خواجہ لشتافت وخود را بپاے خواجہ انداخت وچون خواجہ از آنجا روانہ شدند بار کاب وی بودند تا بخانقاہ آمدند ومرید شدند وبکمالات ظاہری وباطنی رسیدند وباز روی کشتی ندیدند وحضرت بابا دیرا بفرزندی قبول فرمودند وبخرقہ خلافت نواخت جانشین خود کردند ولادت ایشان در موضع سوخار است وفات ایشان در وقت نماز بامداد روز پنجشنبہ ہشتم جمادی الاول ۷۷۲ھ بودہ وقبر ایشان در موضع سوخار است ۱۲

۵۸ بابا سماسی کہ از توابع قصبہ رامیتنی است واز بخارا بفاصلہ سہ کروہ واقع است ولادت ایشان در قریہ سماسی بودہ است کہ از جملہ دیہہائی رامیتنی است وقبر ایشان نیز در آنجا است ۱۲

۵۹ خواجہ علی رامیتنی از کبار مشائخ خاندان نقشبندیہ اند لقب وی در سلسلہ این خاندان خواجہ عزیزان است مقامات رفیعہ وکرامت عجیبہ داشت وبرائے حصول قوت حلال بکسب بافندگی مشغول میماند مولد شریف وے موضع رامیتن است کہ قصبہ بزرگ از مضافات بخارا بدو فرسنگ واقع است وفات در ۷۲۱ھ بودہ ومدت عمر یکصد وسی سال وقبر در خوارزم است ۱۲

۶۰ خواجہ محمود ولادت ایشان در موضع انجیر فغنوی است وآن دہی است از مضافات بخارا وفات ایشان در ۷۱۵ھ بودہ وقبر ایشان نیز در بخارا است ۱۲

۶۱ حضرت خواجہ ریوگری از عظماے اولیاے ترک اند در علم وحلم وریاضت ومتابعت سنت شان عالی داشت مولد ومدفن در موضع ریوگر است وآن دہ ست از توابع بخارا وفات ایشان در ۶۱۶ھ بودہ است ۱۲

وایشان از حضرت خواجه جهان خواجه[۱۲] عبدالخالق غجدوانی رضی الله عنه وایشان از حضرت خواجه یوسف[۱۳] همدانی رضی الله عنه وایشان از حضرت ابوعلی[۱۴] فارمدی رضی الله عنه

۱۲ خواجه عبدالخالق غجدوانی نام والد ایشان امام عبدالجمیل است ووالده ایشان از اولاد ملوک روم بوده وسرحلقه سلسله خواجهای بزرگان وبزرگوار ایشان اند وانتساب خواجه بهاؤالدین نقشبند قدس سره بایشان هست عالم بوده اند بعلوم ظاهری وباطنی وطریقه ایشان تمام متابعت شرع شریف وسنت آن سرور صلعم بوده خضر ایشان را در جوانی بفرزندی قبول نموده فرمودند بحوض آب در آمده وغوطه خورده دردل بگو لا اله الا الله محمد رسول الله وذکر دل را بایشان آموختند وچون خواجه یوسف همدانی به بخارا آمدند صحبت ایشان را دریافتند وخرقه از خواجه یوسف پوشیدند ومرتبه ولایت ایشان چنان شد که یک وقت هر روز برای نماز بکعبه میرفتند ونماز میخواندند ومی آمدند ولادت ایشان در غجدوان است وآن قصبه ایست در شش فرسنگی از بخارا ونشو ونمای حضرت ایشان نیز در آنجاست واین کلمات از ایشان است هوش در دم ونظر بر قدم سفر در وطن خلوت در انجمن وفات ایشان در ۵۷۵ واقع شد وقبر ایشان در غجدوان است ۱۲

۱۳ حضرت خواجه یوسف کنیت ایشان ابو یعقوب واصل ایشان از همدان است ومرید شیخ ابوعلی فارمدی اند واز شیخ ابو اسحاق شیرازی نیز استفاده نموده اند وبشیخ عبدالله جوینی وشیخ حسن سمنانی صحبت داشته اند وچون ببغداد رفتند حضرت غوث الثقلین را هم دریافتند ودر مجلس حضرت غوث اعظم اکثر حاضر می شدند حنفی المذهب وسرسلسله خواجهاے بزرگوار بوده اند ولادت ایشان در ۴۴۰ هجری بوده ووفات در راه مرو در ۵۳۵ هجری روی داده وقبر ایشان در مرو است ۱۲

۱۴ شیخ ابوعلی فارمدی نام ایشان فضیل بن محمد است وفارمد قریه ایست از مضافات طوس شیخ الشیوخ خراسان بوده اند وشاگرد استاد امام قشیری وانتساب وی در طریقت بدو طرف است یکے بشیخ بزرگوار ابو القاسم گرگانی طوسی ودوم بشیخ المشائخ ابو الحسن خرقانی قدس الله اسرارهم وبا شیخ ابو سعید ابو الخیر ملاقات نموده اند ووفات ایشان در ۴۷۷ هجری بوده وقبر در طوس است —

وا ۵۱۶

والیشان از حضرت خواجه ابوالحسن ۵۱۵ خرقانی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه بایزید بسطامی رضی الله عنه والیشان از حضرت امام جعفر ۵۱۷ صادق رضی الله عنه -

۵۱۵ شیخ ابوالحسن خرقانی نام نامی وے علی بن جعفر است و خرقان موضعی است نزدیک به قزوین که شیخ درانجا سکونت داشت غوث و قطب روزگار خود بود و سلطان المشایخ و قطب ارشاد و انتساب وے در طریقت بروحانیت شیخ بایزید بسطامی است -

نقل است که شیخ در ابتدا تا دوازده سال نماز خفتن بجماعت در خرقان بگذاردی و روے بزیارت مزار شیخ بایزید بنهادے چون آنجا رسیدی بایستادی و گفتے بار خدایا از ان خلعت که نصیب بایزید عطا فرموده بابوالحسن هم نصیبه عطا کن و از انجا برگشتے و روی بخرقان نهادی و نماز فجر بوضوء عشا در خرقان گذاردے و بوقت باز آمدن پشت بجانب بایزید نکردے بعد از دوازده سال از تربت بایزید آوازے برآمد که ای ابوالحسن گاه آن آمد که بنشینی و خلق را بحق رهنمائی کنی گفت من امی ام از قرآن و علم رموز شریعت چیزے ندانم آواز آمد که ای ابوالحسن یافتی آنچه از حق خواستی و فاتحه آغاز کن پس ابوالحسن فاتحه آغاز کردند چون بخرقان رسیدند قرآن تمام کردند و باب علوم ظاهری و باطنی بر خود مفتوح یافتند وفات ایشان شب سه شنبه عاشورا [illegible] هجری بوده

۵۱۶ بایزید بسطامی لقب ایشان سلطان العارفین و نام طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن [illegible] ایشان است [illegible] ایشان گبر بوده بشرف اسلام مشرف شده و اصل ایشان از بسطام است صاحب نفحات نوشته که ایشان را نسبت بحضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه و صاحب تذکرة الاولیا گوید که صد و سیزده پیر را خدمت کرده بودند سید الطائفه جنید فرموده که بایزید در میان ما چون جبرئیل است در ملائکه و از سخنان بلندی که از ایشان نقل میکنند شیخ الاسلام در ان [illegible] فرموده که بایزید فرموده [illegible] -

۵۱۷ امام جعفر صادق کنیت ایشان ابو عبدالله است و ابو اسمعیل لقب صادق جعفر نام ایشان و ابن محمد باقر بن حسین بن علی رضی الله عنهم ایشان امام ششم و نام مادر ایشان فروه بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی الله عنهم [illegible] بن ابی بکر الصدیق است رضی الله عنه [illegible] و جانب [illegible] از جانب حضرت امام محمد باقر بحضرت امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه میرسد و دیگر از پدر والده خود قاسم بن محمد بن ابی بکر است و ایشان را از سلمان فارسی و ایشان را از صدیق اکبر رضی الله عنه ولادت ایشان بمدینه در سنه [illegible] از هجرت و بقولی [illegible] در روز دوشنبه هفدهم ربیع الاول بوده است و مدت عمر شریف ایشان شصت و هشت سال و بقولے شصت و پنج سال بوده وفات ایشان نیز در مدینه

والیشان از حضرت امام قاسم[۱۱۸] بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی الله عنهم والیشان از حضرت صاحب رسول الله سلمان فارسی[۱۱۹] رضی الله عنه والیشان از حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق[۱۲۰] رضی الله عنه والیشان از حضرت خیر البریه خاتم النبوة محمد رسول الله[۱۲۱] صلی الله علیه وسلم۔

۱۱۸ قاسم بن محمد از کبار تابعین اند یکی از فقهای سبعه مدینه و در خانه عمه خویش حضرت عائشه صدیقه رضی الله عنها تربیت یافته اند یحیی بن معاذ فرموده اند که در حدیث کسی را افضل تر از قاسم ندیدم و از زیاده مردی نیست که هیچ یکی را عالم تر از وی ندیدم و از عمر بن عبد العزیز رحمه الله منقولست که اگر معامله خلافت باختیار من می بود بقاسم میگذاشتم وفات الیشان در سنه ۱۰۶ بوده و بقولی سنه ۱۰۸ هجری و بقولی سنه ۱۱۲ هجری و سنه ۱۰۱ هجری نیز گفته اند

۱۱۹ حضرت سلمان فارسی کنیت الیشان ابو عبد الله است از کبار صحابه بوده اند احادیث در مناقب الیشان وارد است در علم باطن مرید حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه بوده اند وفات الیشان بمدائن بوده است در سنه ۳۵ هجری عمر طویل داشتند والله اعلم بالصواب ۱۲

۱۲۰ حضرت ابوبکر صدیق رضی لقب الیشان صدیق اکبر اول کسی که بی طلب معجزه به پیغمبر صلی الله علیه وسلم ایمان آورد الیشان بودند از مناقب جلیله حضرت الیشان آنست که در غار رفیق آنحضرت بودند خلافت الیشان دو سال و سه ماه بود وفات در سنه ۱۳ هجری آخر روز دوشنبه و بروایت صحیح شب سه شنبه مدت عمر شریف حضرت الیشان شصت و سه سال بوده و قبر الیشان متصل قبر حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم است ۱۲

۱۲۱ حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وعلی آله واصحابه وسلم بهترین ماسوای الله از اعیان و اشراف قبیله قریش اند هم از جانب پدر و هم از جانب مادر ولادت باسعادت باتفاق علما و اهل سیر بعد از طلوع صبح صادق و پیش از طلوع آفتاب روز دوشنبه بوده لیکن در تعین سال و ماه و تاریخ اختلافها واقع است مشهور آنست که دوازدهم ماه ربیع الاول واقع شده نزول وحی بران سرور علیه الصلوٰة والسلام اولاً بروز دوشنبه سیوم یا هشتم ماه ربیع اول سال چهل و یکم از ولادت آنحضرت صلعم بود سه هزار معجزات از آن حضرت صلی الله علیه وسلم ظاهر شدند بشب معراج بمقام دنی فتدلی رسیدند بعمر شصت و سه سالگی رحلت فرمودند نزد جمهور ارباب سیر هنگام چاشت روز دوشنبه دوازدهم ربیع الاول سال یازدهم از هجرت ۱۲

نقشبندیه عجب طائفه پرکار اند — که چو پرکار درین دائره سربرکار اند

همه گرد آمده بر مرکز یک دائره اند — همه واقف شده از گردش یک پرکار اند

نقشبند ند ولے بند بیک نقش نیند — هر دم از بوالعجبی نقش دگر پیش آرند

در سیه خانهٔ صحرائے فنا کرده نزول — همه برتر زده زین نه تتق زنگار ند

پاس انفاس بود خصلت این شاه ولان — پاسبانند ولے بادشه اخیار ند

خامشانند ولی وقت سخن طوطی وار — همه شیرین حرکات و شکرین گفتار ند

هر یکے سد ماننده بسیلان جهاد — کوه از لومة لائم بیکبے [illegible] ند

شاهد و شاه وجود ند درین خاره وے — نه چو منصور سر عربده جوئی دارند

عور رسته اند ولی دشمن صور تها اند — همه جهانند ولے از دو جهان بیزار ند

سر دریانند که تا سر ندهی سر ندهند — ساقیانند که انگور رسته افشار ند

سرمهٔ کوری چشمان ارادت میلان — مردم دیدهٔ بیناهی او لوا الابصار ند

کرهٔ خاک تجلی کند از پرتو شان — همه ذرات جهان مقتبس انوار ند

قوله رضی الله عنه دو طریقه قادریه نسبت و پنج زیرا که حضرت ایشان ارادت و انابت از حضرت شیخ اسکندر رحمة الله علیه دارند و ایشان از حضرت شیخ کمال رحمة الله علیه و ایشان از حضرت شاه فضیل رحمة الله علیه و ایشان از حضرت سید گدا رحمان رحمة الله علیه و ایشان از حضرت سید شمس الدین العارف رحمة الله علیه و ایشان از حضرت سید شمس الدین الصحرائی رحمة الله علیه و ایشان از حضرت سید عقیل رحمة الله علیه و ایشان از حضرت سید بهاء الدین رحمة الله علیه و ایشان از حضرت عبد الوهاب رحمة الله علیه و ایشان از حضرت سید شرف الدین رحمة الله علیه و ایشان از حضرت سید عبد الرزاق رحمة الله علیه و ایشان از حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی الله عنه و ایشان از حضرت شاه ابو صالح رضی الله عنه و ایشان از حضرت شاه محمود [illegible] جنگی دوست رضی الله عنه و ایشان از حضرت شاه سید عبد الله رضی الله عنهم

عنہ والیشان از حضرت شاہ سید یحیی زاہد رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت سید محمد مورث
رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت سید شاہ داود رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت شاہ سید موسی رضی اللہ عنہ
والیشان از حضرت شاہ سید عبد اللہ المورث رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت شاہ
موسی الجون رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت شاہ سید عبد اللہ المحض رضی اللہ عنہ و
الیشان از حضرت سید حسن المثنی رضی اللہ عنہ والیشان از حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و
الیشان از حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ والیشان از حضرت خاتم النبیین سید
المرسلین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم دارند **قولہ رضی اللہ عنہ** و در طریقہ چشتیہ
نسبت ۵۱ دہفت زیرا کہ حضرت ایشان ارادت و انابت از حضرت عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ
دارند والیشان از حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت شیخ عبد القدوس ۵۱ والیشان از
حضرت شیخ محمد عارف ۵۲ رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت شیخ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت
شیخ عبد الحق ۵۳ ردولوی رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت شیخ جلال ۵۴ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ والیشان
از حضرت شمس الدین ۵۵ ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ والیشان از حضرت شیخ علاء الدین ۵۶ مخدوم
علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

---

۵۱ شیخ عبد القدوس گنگوہی صاحب ظاہر و باطن و وجد و سماع بودند و از روحانیت شیخ احمد عبد الحق
نیز تربیت یافتہ اند در ۹۴۵ھ ہجری انتقال فرمودند قبر در گنگوہ است کہ از توابع دہلی است ۱۲

۵۲ شیخ محمد عارف شیخے عظیم الشان بودند در طریقت و معرفت ثانی خود نداشت در ۸۹۸ ہجری وفات یافتند

۵۳ شیخ احمد عبد الحق ردولوی قدوۂ اہل طریقت بودند و از عمر خرد سالی ولولۂ محبت و شور عشق در سر
داشتند بتاریخ پانزدہم جمادی الثانی ۸۳۶ھ ہجری انتقال فرمودند ۱۲

۵۴ ـ جلال الدین پانی پتی یگانۂ دوران صاحب کشف و کرامت و عشق و محبت بودند در ۷۶۵ھ ہجری انتقال نمودند

۵۵ ـ شمس الدین ترک پانی پتی مقامات عالیہ داشتند و از شیخ فرید ہم خرقۂ خلافت پوشیدہ در ۷۱۵ھ انتقال فرمودند ۵۶

حضرت شیخ علی صابر رحمۃ اللہ علیہ پیر طریقت و قطب حقیقت بودند فہیم و منزلت بلند داشتند بتاریخ سیزدہم ربیع الاول ۶۹۰ھ ہجری انتقال فرمودند این فقیر
بشرف زیارت مزار حضرت مشرف شدہ است ۱۲

و ایشان از حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمة الله علیه و ایشان از حضرت خواجه قطب الدین ۹۲ بختیار کاکی رحمة الله علیه و ایشان از حضرت امام الطریقه خواجه معین الدین حسن ۹۳ سنجری چشتی رضی الله عنه

۹۱ حضرت فرید گنج شکر از اعیان اولیا و ارکان اتقیا بودند ولادت شیخ در ۵۸۴ شده خطاب قطب الموحدین و برهان المحققین و گنج شکر بوده است گنج شکر ازان گویند که سوداگری شکر از ملتان بار کرده بصحبت دهلی می رفت چون به اجودهن رسید شیخ از وی پرسیدند که بر شتران چه بار کرده گفت نمک است فرمودند که بهتر است نمک شود چون بدهلی رسید بارها کشاده همه بارها پر از نمک برآمدند چون بجا آمد دانست که این حال از شامت سوء گوئی من است همان وقت روانه خدمت شیخ گشت و حاضر آمده عذر ها خواست و نیاز مندی نمود فرمودند که اگر شکر بود شکر خواهد شد همچنان بوقوع آمد چنانچه خان خانان محمد بیرم خان این قصه را نظم کرده است شعر

کان نمک جهان شکر شیخ بحر و بر آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر ۔ وفات حضرت ایشان روز سه شنبه پنجم ماه محرم ۶۶۴ هجری اتفاق داده مدت عمر نود و پنج سال قبر در پتن است مابین ملتان و لاهور ۹۲ حضرت قطب الدین کاکی مولد و اصل حضرت ایشان از اوش فرغانه است و آن قصبه ایست از توابع اندجان کاکی ازان جهت گویند که چون در دهلی متوطن شده اند و فتوح از کس قبول نمی فرمودند و خود همیشه مستغرق می بودند بر فرزندان ایشان بعسرت می گذشت که از زن بقالی که در همسایه ایشان بود بعد از فاقه های جزوی قرض نموده اوقات گذاری خود می نمودند روزی آن زن بقال گفت اگر من همسایگی شما نمی بودم کار شما بهلاکت می رسید این سخن بطبیعت ایشان گران آمد عهد کردند که از قرض نگیرند روزی این قضیه را بعرض خواجه رسانیدند فرمودند که بعد ازین از کسی قرض نگیرید و در وقت حاجت بطاقچه که در حجره است دست انداخته بقدر حاجت نان کاک بر دارند و صرف خود کنند و هر که خواهند بدهند بعد ازان هر گاه که می خواستند ازان طاق نان میگرفتند و این نان را کاک میگویند در مجلس سماع برین بیت احمد جام شعر کشتگان خنجر تسلیم را ۔ هر زمان از غیب جانی دیگر است ۔ بروز دوشنبه چهاردهم ربیع الاول ۶۳۳ هجری انتقال فرمودند ۹۳ حضرت خواجه معین الدین حسن چشتی رحمة الله علیه قطب وقت اصحاب معرفت و نیر انوار معرفت و مشرق القلوب زبده مشائخ اجل و قدوه اولیای اکمل بوده اند اهل هند را روی ارادت بخدمت حضرت ایشان بوده و در جمیع علوم ظاهری و باطنی یگانه زمان بوده اند کرامات و خوارق عادات عجیب و غریب از حضرت ایشان بظهور آمده زیاده از حد بیان است گویند که چون حق تعالی حضرت ایشان را توفیق توبه کرامت فرمود املاک و اسباب خود را صرف درویشان نموده متوجه سمرقند و بخارا شدند و در آنجا حفظ قرآن مجید و کسب علوم نموده اند و ازانجا بطرف عراق و عرب غربت کردند چون بقصبه هارون که از نواحی نیشاپور است رسیدند حضرت شیخ عثمان هارونی را ملازمت نموده اند و بیست سال در خدمت شیخ بودند و حضرت خواجه در سیاحی اکثر از مشائخ کبار دریافته اند چنانچه بصحبت حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه در جیلان رسید پنج ماه در خدمت ایشان بوده انواع فوائد ربوده اند و شیخ نجم الدین کبری را در خیوه و خواجه یوسف همدانی را در همدان و شیخ ابوسعید تبریزی را در تبریز و شیخ حسین زنجانی را در لاهور دیده اند و از بلخ باز آمدند و ازانجا بدهلی و از دهلی باجمیر رفته متوطن شده اند ولادت حضرت خواجه در ۵۳۶ هجری وفات حضرت ایشان روز دوشنبه ششم ماه رجب ۶۳۳ هجری بوده مزار پر انوار ایشان در اجمیر است و فقیر چند بار بزیارت مشرف شده ۱۲

چاپ مجیدی

والیشان از حضرت خواجه عثمان هارونی رضی الله عنه والیشان از حضرت حاجی شریف زندنی رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه قطب الدین مودود چشتی رضی الله عنه

سنه حضرت شیخ عثمان هارونی قطب وقت و یگانه عصر خود بوده اند و بموضع هارون که یکی از مضافات نیشاپور است سکونت داشتند و هفتاد سال از عمر خود در ریاضت گذرانیده اند و درین مدت آب و طعام سیر نخورده اند و شبها خواب نکرده اند و دعای حضرت ایشان گاهی از حضرت رب العزت رد نگردیده و حافظ کلام ربانی بوده اند هر روز یک ختم قرآن کردندے و در سماع ذوق و شوق تمام داشتندی وفات حضرت ایشان به شانزدهم ماه شوال است در سنه ۶۱۷ هجری قبر در مکه معظمه است و نود و یک سال عمر داشتند ۱۲

سنه خواجه حاجی شریف زندنی صاحب احوال عجیبه و مقامات غریبه بودند از عمر چهارده سالگی وضوی خود نشکست و همیشه جامه های کهنه پوشیدندے و فقر و فاقه را دوست داشتندے و در روزه حضرت ایشان روزه طے بود بعد سه روز بسبزی بے نمک افطار کردندے و از آن سبزی بے نمک دیگر کسے که خوردے مجذوب گشتے و اکثر سماع شنیدندے و حین سماع چندان گریستندے که بے هوش گشتندے و اگر دنیادار در مجلس سماع ایشان حاضر شدی تارک الدنیا گردیدی بتاریخ دهم ماه رجب سنه ۶۱۲ هجری وفات یافتند عمر شریف حضرت ایشان یکصد و بیست سال بود

سنه خواجه مودود چشتی ولی مادرزاد بودند و قطب الاقطاب قطب الدین لقب داشتند و بخطاب شیخ صوفیان و چراغ چشتیان و یگانه روزگار و محبوب پروردگار و صاحب الاسرار و مخزن الانوار مخاطب بودند و خرقه فقر و ارادت از پدر بزرگوار خود داشتند و در هوا طیران می نمودندے و در عمر هفت سالگی قرآن حفظ کردند و در عمر شانزده سالگی بکمال تحصیل علوم رسیدند منهاج العارفین و خلاصة الشریعت تصنیف فرمودند چون بعمر بیست و نه سالگی رسیدند پدر حضرت ایشان برحمت حق پیوستند و حضرت ایشان بر سجاده شیخیت نشستند و بهدایت خلق مشغول گشتند چنانچه از بیت المقدس تا نواحی چشت و بلخ و بخارا وغیره سیر نمودند و دو هزار خلفاے نامدار داشتند و مریدان حضرت را حدے و نهایتے نبود و با شیخ الاسلام احمد جام ملاقات داشتند و چون خواجه مودود التماس تربیت و اخلاص خویش بخدمت ایشان نمودند حضرت شیخ احمد جام دست حضرت ایشان را گرفتند و بر کنار چار بالش خود نشاندند و سه بار فرمودند بشرط علم بشرط علم و سه روز بخدمت حضرت شیخ جام بودند و فایده ها حاصل نمودند و سلسله چشتیه از خواجه مودود بحضرت شیخ جام نیز میرسد وفات ایشان در غره رجب سنه ۵۲۷ هجری بوده و قبر حضرت ایشان نیز در مزار متبرکه چشت است ۱۲

والیشان ازحضرت خواجه ناصر الدین ابی یوسف چشتی والیشان از حضرت خواجه ابو محمد چشتی رضی الله عنه والیشان ازحضرت ابو احمد چشتی رضی الله عنه ،

۴۱ حضرت خواجه یوسف رحمة الله لقب ناصر الدین داشتندی وخواهرزاده ومرید وتربیت یافتۀ خواجه محمد بن خواجه ابو احمد چشتی اند گویند که خواجه محمد چشتی پرداشتند که سن او بچهل رسیده بود وبجهت خدمت برادر ارادت تزوج نداشتند وبطاعت وعبادت خدا تعالی مشغول بودند شبی خواجه محمد بزرگوار خود خواجه ابو احمد را درخواب دیدند که فرمودند در ولایت شام فلان مردیست محمد سمعان نام تحصیل علوم کرده وصالح است خواهر خود را بعقد کن خواجه او را طلب داشته همشیره را بعقد کردند وخواجه یوسف در چشت از ایشان متولد شدند وبر ایشان در آخر عمر سکر وحیرت چنان غلبه کرده بود که گاه بودی که خادم آب وضو بیکبی در اثنای وضو از خود غائب می شدند وساعتی دران غیبت می ماندند وباز حاضر می شدند ووضو را باتمام می رسانیدند وفات ایشان در چهارم ربیع الآخر ۴۵۹ هجری روی داده ومدت عمر هشتاد وچهار سال بوده ۱۲

۴۲ خواجه ابو محمد چشتی از اولیای کبار ومشایخ نامدار ومقتدائی روزگار بودند لقب حضرت ایشان ناصح الدین ولی مادرزاد بود شانی عظیم ورتبۀ بلند داشتند خرقۀ فقر وخلافت از پدر بزرگوار خود پوشیده اند گویند در غزوه سومنات همراه محمود سبکتگین در سن هفتاد سالگی بوده کارهای محمود باشارت وبشارت رفته بود وببرکت اقدام ایشان فتح شده وفات ایشان در غرۀ رجب ۴۱۱ هجری بوده وقبر ایشان در چشت است ۴۳ حضرت خواجه ابو احمد ابدال چشتی سرحلقه سلسلۀ چشتیانند ومرید شیخ ابو اسحاق شامی اند گویند چون شیخ ابو اسحاق بقصبه چشت رسیده اند خواجه دست ارادت بدامان شیخ زدند نقل است که روزی خواجه ابو احمد در سن بیست سالگی همراه پدر خود سلطان فرسنافه بقصد شکار جانب کوه رفتند ودر اثنای شکار از پدر واتباع جدا افتادند بکوهی رسیدند که چهل از رجال الغیب ستنگی استاده بودند وشیخ ابو اسحاق شامی نیز در میان جماعه بودند حال بر ایشان گشت از اسپ فرود آمده در پای شیخ ابو اسحاق افتادند وسلاح هرچه داشتند بگذاشتند وپشمینه پوشیده با ایشان روان شدند هرچند پدر ومردم طلب کردند ایشان را نیافتند بعد از چند روز خبر آوردند که با شیخ ابو اسحاق اند در فلان موضع پدر ایشان جمعی را فرستاد تا بیاورند هرچند پند دادند وتنبیه نمودند باز نگشتند آورده اند وسلطان منصور هیبت ولادت ایشان ۲۶۰ هجری بوده ووفات در دهم جمادی الآخر ۳۵۵ هجری روی داده وقبر ایشان در چشت است ۱۲

والیشان از حضرت خواجه ابو اسحاق شامی رضی الله عنه ۵۱ والیشان از حضرت خواجه ابو اسحاق علو ۵۲ دینوری رضی الله عنه والیشان از حضرت امین الدین خواجه هبیرهٔ بصری رضی الله عنه ۵۳

۵۱ ابو اسحاق شامی جامع میان علوم ظاهری و باطنی بودند و بزهد و ریاضت از خلق بی نیاز و با خالق در مسالمه بودند و ایشان هم از و در اولیا ممتاز و در فقرا سرافراز بودند بعد هفت روز روزه افطار کردندی و فرمودندی که معراج الفقر الجوع و در اوائل چون خواستند که مرید یکی از اولیاء الله شوند چهل روز پی در پی استخاره کردند آخر هاتف غیب آواز داد که ای ابو اسحاق برو دست ارادت بدامان ممشاد دینوری زن که مراد خواهی رسید پس بخدمت خواجه دینوری حاضر شدند و هفت سال بخدمت حاضر ماندند تکمیل رسیدند و خرقهٔ خلافت یافتند و سید فرقهٔ مشائخ اهل چشت نیک سرشت گردیدند چون در بغداد بخدمت پیر روشن ضمیر خود حاضر شدند حضرت خواجه فرمودند که از کجائی و چه نام داری گفتند که بنام ابو اسحاق چشتی موسوم فرمودند که شما خواجه اهل چشت هستید چون خلافت یافتند باز حسب پیر خود بمقام چشت تشریف بردند و بخواجه چشت اشتهار یافتند وفات ایشان بتاریخ چهاردهم ماه ربیع الثانی ۳۲۹ هجری است مزار پر انوار در شهر عکه بجوار ملک شام است بتحقیق شده

۵۲ خواجه علو دینوری از مشائخ عراق صاحب ولایت و کشف و کرامات از اقران شیخ جنید و رویم و نوری بودند و بصحبت خلفای شیخ معروف کرخی نیز مشرف یافته بودند و از ایشان نیز خرقهٔ خلافت داشتند و در سلسلهٔ معروف کرخی نیز صاحب اجازت بوده اند بعضی گویند که خواجه علو دینوری و خواجه علو ممشاد دینوری یکی بوده اند بعضی گویند که هر دو دو بزرگ اند انتقال ایشان در ۲۹۹ هجری بود ۱۲

۵۳ خواجه هبیرهٔ بصری در فقر مقام رفیع داشتند در عمر هفده سالگی بتکمیل علم رسیدند و قرآن حفظ نمودند چنانچه هر روز دو ختم قرآن کردندی و مجاهده و ریاضت شاقه نمودندی روزی از غایت محبت حق بحق نالیدند ندا رسید که ای هبیره ما ترا بخشیدیم باید که برای حصول مقامات فقر نزد حذیفه مرعشی بروی پس ازین بارشاد ربانی بخدمت خواجه مرعشی رسیدند و مرید شدند چون قبل از ارادت تا سی سال ریاضت سخت و محنت شاقه بجا آورده بودند در یک هفته بمقام قرب رسیدند و بعد یک سال خرقهٔ خلافت یافتند و از روزیکه خرقهٔ فقر پوشیدند نمک شکر نچشیدند و لذائذ دنیا ترک کردند و چندان گریستندی که حاضرین از خوف هلاک حضرت ایشان گشتندی و تمام عمر یکبار معه بسر بردند و گاهی در خانهٔ دنیا دار نرفتند و روی دنیا دار ندیدند و طعام ایشان نخوردند و تمام عمر در فقر و تجرید گذرانیدند وفات خواجه در ۲۸۷ هجری بتاریخ هفتم ماه شوال است ۱۲

الیشان از حضرت خواجه حذیفه مرعشی رضی الله عنه والیشان از حضرت سلطان ابراهیم ادهم رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه فضیل بن عیاض رضی الله عنه والیشان از حضرت خواجه عبدالواحد بن زید رضی الله عنه

٥١ خواجه حذیفه مرعشی فقیه و عالم و عامل بودند و تصانیف بسیار داشتند و تا سی سال بوضوی یا وجز متوضا نشکست و افطار بعد شش روز کردندی و فرمودندی که غذای اهل جان و قوت روح ایشان کلمه لا اله الا الله است چون از علوم ظاهری فراغت یافتند برهنمای خضر علیه السلام بخدمت حضرت سلطان ابراهیم آمدند و بعد شش ماه بتکمیل رسیدند وفات خواجه در ٢٧٦ هجری شد ١٢ ٥٢ سلطان ابراهیم ادهم از مشایخ عظام بوده اند نسب کرام حضرت ایشان به پنج واسطه بامیر المومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه میرسد بدین طریق که سلطان ابراهیم بن ادهم بن سلیمان بن ناصر بن عبدالله بن عمر بن الخطاب رضی الله عنه سلطان بتخت بادشاهی سالها سال اجلاس فرموده حکمرانی بعدل و داد میکردند و شب و روز مشغول طاعت و عبادت می بودند که شبی حضرت سلطان در خوابگاه شاهی بخواب استراحت بودند که سقف خانه بجنبید سلطان از خواب بیدار گشتند و آواز دادند که بالای سقف کیست جواب آمد که من شخصی مسافرم و شتر خود گم کرده ام و در اینجا میجویم سلطان فرمود که ای نادان شتر را بر بام خانه میجوئی جواب آمد که از من تو نادان تری که اراده آن داری که خدا را بیابی و دم از بادشاهی میزنی و بر بستر اطلس و دیبا خواب میکنی سلطان علی الصباح فرزند خود را بر تخت سلطنت نشاندند و بکلی ترک سلطنت کرده رو بصحرا نهادند و در اثنای راه جامه های شاهی بشبانی بخشیدند و جامه های شبانی زیب تن کرده به نیشاپور آمدند و در غار کوه بعبادت حق مشغول شدند و روز پنجشنبه بالای غار بر آمدندی و پشتاره هیزم جمع کرده و بر سر برداشته بشهر بردندی و هر چه که از فروخت آن حاصل شدی نیمه آن براه خدا دادندی و نیمه آن بصرف احتیاج خود آوردندی چون کار ریاضت و مجاهده تمام کردند باشارهٔ غیبی در بلده مکه معظمه رفتند و بخدمت خواجه فضیل بن عیاض مرید گشتند و بکمالات ظاهری و باطنی رسیدند و سوای شان از خواجه عمران بن موسی بن زید راعی و از شیخ منصور سلمی و نیز از خواجه اویس قرنی خرقه خلافت و تبرک بعالم باطن داشتند و بعد پنج فاقه افطار کردندی و بوقت افطار گاه جزو بے نمک چند بے تناول کردندی و خواب کم کردندی و جامه پیوندی پوشیدندی و پا برهنه گشتندی و با امام اعظم کوفی و جنید بغدادی صحبت داشتند وفات ایشان در تاریخ ... سنه ٢٦٢ هجری بوده مدفن حضرت ایشان در اقلیم شام است عمر حضرت ایشان یکصد و دو سال بود ١٢

والیشان را از حضرت خواجه حسن بصری ۵۱ رح والیشان را از حضرت امیر المومنین علی ۵۲ مرتضی رضی الله عنه

۵۱ خواجه حسن بصری سرخیل پیران چشت نیکو سرشت خرقهٔ ارادت از امیر المومنین علی کرم الله وجهه پوشیده‌اند خواجه حسن بصری را کرامات و مقامات بسیار اند و فضائل بی شمار ولادت باسعادت ایشان بمدینه واقع شده و از غایت حسن جمال ظاهری ملقب بخطاب حسن لولوی گردیدند و بعضی بر آنند که خواجه حسن بازرگانی و تجارت مروارید میکردند و ازین سبب بخواجه حسن لولوی موسوم گشتند و از کار بازرگانی دولت بی پایان بهم رسانیدند چون جاذبهٔ حقیقی ایشان را بطرف خود جذب کرد دولت دنیا بمساکین و فقرا تقسیم نمودند بحدیکه برای خود قوت یکروزه هم نگذاشتند و بخدمت حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه حاضر شده دست ارادت بدامان آنحضرت زدند و از کاملان وقت شدند و کار ریاضت و زهد بدین غایت رسانیدند که بعد هفت روز طعام خوردندے و تا هفتاد سال وضوی ایشان سوای وضو شکستن [illegible] چون خواجه حسن بصری متولد شدند والدهٔ ایشان بخدمت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه بردند حضرت عمر رضی الله عنه فرمودند که سموه حسنا فانه احسن الوجه یعنی نام او حسن کنید بدرستی که او نیک رو است نقل است که در حالت شیرخوارگی چون مادر خواجه حسن بکاری مشغول بودندے و ایشان بگریستندی حضرت ام سلمه پستان مبارک خود در دهان ایشان نهادندے و از غیب قطرهٔ چند شیر پدید آمدندے و در حلق مبارک ایشان رسیدندی و حضرت ام سلمه همیشه در حق ایشان دعای خیر کردندے و فرمودندے که الهی این پسر را مقتدای خلق گردان پس همچنان بوقوع آمد حضرت حسن صحبت صد و سی تن را از اصحاب نبوی که منجمله ایشان هفتاد تن از اصحاب بدر بودند دریافتند و در لبس خرقه علما اختلاف دارند فیما بین مولانا فخر الدین چشتی رح و مولانا شاه ولی الله نقشبندی رح درین باب تحریر شده مسترشد فلیرجع الی تحریراتهما علامه سیوطی در رسالهٔ اتحاف الفرقه بوصل الخرقه ملاقات حسن بصری رح با جناب امیر علیه السلام و روایت بدلائل ثابت کرده و علامه سخاوی رساله تحریر نموده که جماعتی از حفاظ محدثین سماع حسن بصری را از امیر المومنین علی بن ابی طالب انکار کرده اند و بعض متاخرین باین تمسک کرده اند در طریق لبس خرقه و تلقین اعتراض کرده و جماعتی آنرا ثابت کرده اند همین است راجح نزد من بوجوه و این ترجیح داده اند حافظ ضیاء الدین مقدسی ولادت ایشان در سنه ۲۱ھ بوده و مدت عمر شریف ایشان هشتاد و نه سال وفات در پنجم رجب سنه ۱۱۰ھ و قبر ایشان در بصره است ۱۲

۵۲ حضرت امیر المومنین علی مرتضی ولادت حضرت ایشان در مکه معظمه بوده است اول کسیکه از صبیان ایمان آورده حضرت ایشان بوده اند در سال سی و پنجم یا سی و ششم از هجرت بر خلافت نشستند و مدت خلافت ایشان پنج سال سه ماه بود و وفات حضرت ایشان شب جمعه بیست و یکم ماه رمضان سنه ۴۰ھ است قبر ایشان در نجف است چنانکه مشهور است ابن کثیر را درین باب اختلاف است چنانکه در تاریخ الاسلام ابن کثیر کمال شرح و بسط نموده ۱۲

حاشیہ مجددیہ

والشان از حضرت خاتم الرسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین الی یوم الدین دارند **قولہ رضی اللہ عنہ** ارادت من با اللہ تعالی قبول وسائطی کند چہ در جذب و مراد واسطہ نباشد بشنو بشنو کہ مراد از توسط و عدم توسط حیلولت و عدم حیلولت است نہ تبعیت و عدم تبعیت آنچہ از حضرت غوث الاعظم قدس سرہ در فتوح الغیب و حضرت معترض در شرح آن و شیخ محی الدین عربی در فتوحات مکیہ و دیگر اکابر انکار توسط مذکور است مراد از آن ہمان معنی اول است زیرا کہ ہیچ دقیقہ از دقایق این راہ و ہیچ معرفتے از معارف این درگاہ بے متابعت حضرت خاتم الرسالت علیہ الصلوٰة والتحیة میسر نیست ۵

	محال است سعدی کہ راہ صفا		توان رفت جز در پے مصطفٰے

در ہمچو مقامات از توسط تبعیت مراد گرفتن خطا است پس معنی این است کہ قبول وسائط در طریقہ جذبہ نیست **قولہ رضی اللہ عنہ** پس من ہم مرید محمد رسول اللہ ام صلی اللہ علیہ وسلم و ہم ہم تربیہ پس رواو یعنی ہر گاہ ارادت من بہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بوسائط کثیرہ متحقق است چنانکہ مفصلاً مذکور شد پس من مرید رسول اللہ ام صلے اللہ علیہ وسلم در سلوک و مقتدی و محب وی و ہم صف لشکر و پس رو وے پرہ بالفتح و تشدید ثانی صف لشکر را گویند و اصحاب ارادت البتہ تشبیہی بصف لشکر دارند و پس رو باشند یعنی در طریق جذب و حق سبحانہ تعالی طریقہ جذب را بطفیل پیغمبران با متان ایشان کرامت کردہ است بفعل اللہ ما یشاء و اگر گویند کہ این بے ادبی است آری اگر قبول داریم ولاکن از مجذوبان خود قبول کردہ است بلکہ خوش آمدہ است مثل قصہ حضرت کلیم اللہ و چوپان و مثل آن مجذوبے کہ در حرم رسول اللہ گفت کہ طعام

ے دہی و یا قندیل ہاے شما بشکنم

۵ در مثنوی مولانا ای روم این قصہ بکمال بسط مذکور است چند شعر درین مقام مذکور میشود ۔ [illegible]
کو ہمی گفت ای کریم داری [illegible] گر نداری خانہ تو سی طعام ۔ شیر و روغن آرست ہر صبح و شام ۔ ہم پنیر و نانہاے روغنین
خمرہا ے جو عرات نازنین ۔ سازم و آرم پیشت صبح و شام ۔ از من آورد ن ز تو خوردن طعام ۔ گفت موسیٰ ہای خیرہ سر شدی
خود مسلمان ناشدہ کافر شدی ۔ وحی آمد سوی موسیٰ از خدا بندۂ ما را ز ما کردی جدا ۔ تو برای وصل کردن آمدی نے برای فصل کردن آمدی

جلد سوم دوم

وقصه برزخ ~~~~ قوله رضی الله عنه بر خوان آن دولت هر چند طفیلی ام اما ناخوانده نیام
الخ در رساله کشف الغطا مذکور است چه مطلوب بالذات دعوت محبوب است دیگران را بالطفیل او خوانند
و به تبعیت او طلبند اما جلیس یک سفره اند و در یک مجلس علی تفاوت درجات استفاده لذات و
تنعمات می فرمایند اما استنا اند که ذله بردار ایشانند و آوش خوار شان مگر فردی را از افراد امت
ایشان که بکرم خداوندی جل شانه مخصوص بود جلیس مجلس اکابر گردد این عبارت را غیر محل فرود
می آرند و استثنا را رجع بالطفیل و تبعیت می دانند و خیال می نمایند که درین کلام نفی تبعیت هم نمود
و این استثنا راجع به ذله بردار و آوش خوار است یعنی این فرد بصدقه متابعت پیغمبر خود صلی
الله علیه وسلم بدین دولت سرفراز است که در رنگ انبیاء دیگر علیهم الصلوة والسلام هم نشین
سفره است و از اکثر افراد است بدین تشریف ممتاز ~~ ؎

	اگر بادشه بر در پیرزن		بیاید تو ای خواجه سبلت مزن	

غایت الامر مساوات این با انبیاء دیگر ازین بیان متوهم می شود لیکن این را در مکتوب
دیگر به بیان شافی حل نموده اند که توهم مساوات مطلقا بر می خیزد حاصل این تحقیق آنست
که مقصود از دعوت هر چند محبوب است اما انبیاء دیگر را بالطفیل او خوانند و شریک سفره ساختند
پس اینها طفیلی اند بدین معنی که مقصود اصلی نیستند اما مقصود به دعوت اند بخلاف امتان که اینها
دعوت جداگانه نیست بلکه در ضمن متبوع و تبعیت او در ان مجلس حاضر شدند و از خوان نعمت
شان بهره برداشتند و استبعاد اینها باین دولت بواسطه عمل شریعت مطهره اوست

۱۵ قصه برزخ این است که در بنی اسرائیل دو سال قحط گردید موسی برای دعای استسقا با هفتاد هزار تن بصحرا آمدند وحی رسید که
ایشان که گناه کرده اند گناهان قلوب ایشان را تاریک ساخته دعای ایشان چون یقین است ایشان را مکر من ایمن بوده اند بسوی
برزخ رجوع کن که از بندگان من است از برای تو دعا گوید حضرت موسی برزخ را آمد روزی موسی در راهی می رفت شخصی حبشی را دید که بر پیشانی
وی از سجده خاک گلیم پوشیده که گره آن بر گردن است موسی بنور عرفان شناخت نام پرسید گفت مرا برزخ گویند انبیاء همین برزخ بوده اند موسی بنزد او دعا
در خواست نمود و مشغول برزخ استسقا باین طور کرد که ~~~ کار است این چه حالت است ~~~ ایشان را ~~ برزخ گفت ~~~
او ~~ الخ ~~ موسی ~~~ ۱۲

که اگر درین کارخانه خللی راه یابد از ان دولت سرا محروم ماند و در حق انبیا علیهم السلام این تبعیت مفقود است در رنگ آنست که مهمانی به خانه کریمی وارد شود و میزبان بواسطه احیاء واصدقا خود را نیز استدعا نماید و شریک سفره سازد درین صورت این جماعه طفیلی محض اند بی تبعیت و خادمان مهمان تابع محض اند که اگر از خدمت او یکسو می بودند ازین مانده بهره ور نمی شدند وانکه گفتیم که این استثنا نه از معنی تبعیت است بنا بر آنست که خود در ان مکتوب تصریح کرده اند کما اینجا نیز حیلولت نبی مفقود است و تبعیت موجود و دیگر بشنو که نهایت ازین کلام آنچه لازم آمد آنست که فرداست همنشین مجمره حضرت خاتمیت افضل الصلوٰة والتحیه شده و حال آنکه شیخ شعرانی در مناقب شیخ ابراهیم المتبولی در لواقح الانوار بلند تر ازین می نویسد قَالَ سَمِعْتُ سَیِّدِی عَبْدَ الْقَادِرِ الدَّسْطُوطِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَقُوْلُ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ لَهٗ سِمَاطٌ یُمَدُّ کُلَّ سَنَةٍ فَوْقَ سَدِّ الْاِسْکَنْدَرِ ذِی الْقَرْنَیْنِ غَیْرَ سَیِّدِیْ اِبْرَاهِیْمَ لَا یَتَخَلَّفُ عَنْهُ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ عَنْ حُضُوْرِهٖ فَیَجْلِسُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَ السِّمَاطِ وَالْاَنْبِیَاءُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِ دَرَجَاتِهِمْ وَکَذٰلِکَ الْاَوْلِیَاءُ وَنُقَبَاءُ ذٰلِکَ السِّمَاطِ الْمُقَدَّادُ ابْنُ اَسْوَدَ وَاَبُوْ هُرَیْرَةَ وَجَمَاعَةٌ کَذَا فِیْ مَنْبَعِ الْکَمَالَاتِ لِلْمُرَادِ الشُّرُوْحِیِّ[1] اصل این است که جذب الٰهی را تاثیر بسیت عظیم همچنانکه گفت

[1] یعنی از عبد القادر دسطوری شنیدم که می فرمود که برای کدامی ولی دسترخوان نیست که بر سد سکندر ذی القرنین هر سال گستر د سوای ابراهیم که ایشان را چنین دسترخوان گسترده می شود و هیچ یکی از نبی و ولی نیست که برین حاضر نشود رسول الله صلی الله علیه وسلم صدرنشین این دسترخوان می شود و دیگر انبیاء به یمین و یسار آنحضرت می نشینند حسب درجات خود و همچنین حال اولیاء است که نشستن ایشان حسب درجات شان می شود نقباء این دسترخوان مقداد بن اسود و ابو هریره و جماعت بوده اند همچنین در منبع الکمالات مراد روحی بوده است ۱

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اگر خدای نباشد ز بنده خوشنود	شفاعت همه پیغمبران ندارد سود

نه فهمیده اند که در عرف طفیلی که عزت دارد از برای خوشنودی ضیف می خوانند۔

قوله رضی الله عنه هرچند تابعیم اما از اصالت بی بهره نیم چراکه ولایت انبیا را اصل است و ولایت اولیا ظل او و از کمال تبعیت از اصل بهره مند میشوند بقدر تبعیت دریںجا گفته اند بی بهره نیم و نگفته اند که ما هو هو قوله رضی الله عنه هرچند استم اما شریک دولتیم نه گفتیم که از ان دعوی همسری خیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم است با مخدوم و این معنی خود منطوق آیات قرآنی و احادیث نبوی است و پروردگار از برای خوشنودی بندگان مومن ضعیف خود در حق بندگان خاص خود در دولت ایمان شریک گردانیده۔

گفته است اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ و بر افضل مخلوقات تبکرار امر کرده است که گوید وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ و کلیم الله گفتند وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ و میفرماید وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ

قوله رضی الله عنه هرچند اویسیم اما مربی حاضر و ناظر داریم و هرچند که طریقه نقشبندیه پیر من عبد الباقی رضی الله عنه است اما متکفل تربیتم من الباقی است جل شانه عم نواله در عرف

کسے رامیگویند کہ مربی ظاہر وحاضر داشتہ باشد وحضرت بلطافت می گویند کہ من اویسی ام
و مربی حاضر وناظر دارم یعنی اللہ و با مرشد طریقت یعنی در مجاز پیر من یعنی مربی من عبدالباقی
است اما متکفل تربیت من در حقیقت اللہ باقیست ہمین مناسبت حضرت گفتہ اند کہ ہم مرید
رسول اللہ ام و ہم ہم پیرہ او و ذکر پیر باین طور بے ادبی نیست زیرا کہ بمقابلہ نام باری تعالی است
چنانکہ می گویند اللہ و محمد می گوید **قولہ رضی اللہ عنہ** من بتفضل تربیت یافتہ ام و
براہ اجتبا رفتہ ام سلسلہ من رحمانی است کہ من عبدالرحمن ام چہ رب من رحمن سے مربی
من ارحم الراحمین و معلوم است کہ اویسی ام و فضلی و مجتبا بودن را مرجع یکی است یعنی بے
ریاضت این کمالات برمن حاصل است و حکمت درین کہ بی ریاضت این کمالات حاصل است
این کہ مربی من اسم رحمن است و مقتضای ارحم الراحمین چنین است در باب وصد و ہفتاد
از فتوحات مکیہ مذکور است کہ اقطاب صالحین را اگرچہ در دنیا اسمار می باشند کہ بدان ندا
کردہ می شوند مگر پیش حضرت ربوبیت باسم عبودیت مسمی می باشند حق تعالی جل شانہ فرماید کما
قام عَبْدُ اللّٰهِ این اسم جامع است مر اقطاب او بلحاظ مقامات اقطاب سما باشند کزان ندا کردہ
شوند پس نام موسی عبدالشکور است نام عیسی عبدالملک و اسم مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
عبداللہ پس برای ہر قطب سوائے نام مشہور دنیا و نام جامع کہ عبداللہ است نامی شد و نام حضرت
مجدد علیہ الرحمۃ عبدالرحمن است مقتضای مقام حضرت مجدد رحمہ اللہ ہمین است **قولہ رضی
اللہ عنہ** طریقہ من طریقہ سبحانی است الخ یعنی منسوب بذات باری تعالی بدون لحاظ اسمی
وصفتی و این سبحانی را با سبحانی کہ حضرت با یزید فرمودہ مساسے نیست آن از سکر برآمدہ و این از
صحو است بدون مزج سکر و معنیش صحیح است و ظاہر یای سبحانی یای نسبت است نہ یای متکلم چرا
کہ لفظ طریقہ و بعد او از راہ تنزیہ رفتہ ام نمی گذارد کہ یای متکلم باشد معلوم است کہ مرشدان
طریقت طالبان خود تلقین اسمی کردہ بذات بحت متوجہ میگردانند و میگویند بخاطرت ہیچ صفتے
نرسد کہ تنہا تنزیہ صفات در یافتہ از مقصود حقیقی باز ماندے و ہمین معنی اشارات کردہ گفتہ اند

طریقۂ سبحانی

از اسم و صفت بحضرت ذات اقدس تعالی است ام و در ینجا تصریح کرده میگویند که سبحانی من غیر سبحانی -
بسطامی است سبحانی مراد سبحانی او مساسی نیست چراکه سبحانی بسطامی از دائره النفس بر آمده
است و سبحانی من از ورای آفاق و انفس است ورای اورای متکلم است و در سبحانی من تا یک
نسبت است باید دانست که در اصطلاح این طائفه علیه سیر آفاق و انفس است که در این آیه کریمه اشارت
است سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ
و بعضے نهایت را سیر انفس می گویند و سیر آفاقی را سیر مستطیل می گویند بمعنی بعید که مقصود را از
ورای خود جستن است و سیر انفس را سیر مستدیر میگویند که بمعنی اقرب است یعنی مقصود را در
اطراف قلب بخود جستن است و جمعی مقصود را ورای آفاق و انفس می دانند و دلیل این طائفه
آیه که الا انه بکل شیء محیط باحاطه ذاتی بیکیفی قائلند و صفات را زائد بر ذات نمی گویند و لا هو و لا
غیره میدانند و طائفه که سبحانی گفته هر چند تنزیه اراده نمایند البته شائبه از تشبیه هست
و طائفه ثانی میگویند که از بس که ذات او اعلی و اجل است ممکن را ممکن نیست که کسب فیوض بے واسطه
نماید و حق سبحانه در خارج ذات خود صفات را ایجاد نمود که قدیم اند تا کسب فیض از شیون کرده
بجنس خود رسانند و تا التشبیه بات ذاتی خود مستغنی از صفات است و ازین جهت سبحانی این طائفه
از ماسوای الانفس و الآفاق است و منزه و از تشبیه بلا اشتباه است و از عین صحو بر آمده است و
سبحانی طائفه اول از سکر ... بسکر بجوش زده قوله رضی الله عنه ارحم الراحمین
در حق بنده اسباب تربیت را غیر از معتقدات نداشته است الخ از اول این مکتوب تا آخر سبحانی
ضمنا همین مفهوم شد که من مجذوب و اویسی ام در اصل وصول که در ظاهر مرا بغیرے احتیاج
نشد بفضل و کرم خود واجتبا کرد و این همه از مقتضیات اسم رحمن ارحم الراحمین است و کشف
الغطا از نکو ... است مراد آنست که به پیر ظاهر احتیاج نمانده است بزرگان فرموده اند که پیر بمنزله
دایه است و بچه هنگام فطام که تمامی مدت رضاعت باشد حاجت بمرضعه ندارد و کذلک سالک چون
بحسب استعداد ... مرشد لفنا فی ... بمقام شیخ خود ... بامام سیر که احتیاج او از پیر ...

میشود و بعد ازان آنچه در کمین استعداد او دو بعت نهاده اند بظهور آید لهذا مریدے بپیر خود گفته است اگر در وقت خاص
من که باحق سبحانه باشد تو درمیان درآیی سر ترا از تن جدا کنم پیر از وے این سخن پسندید و در کنار
گرفت منقول است که حضرت خواجه بزرگ در خدمت پیر خود امیر کلال بعد از سلوک تمام کردند حضرت
امیر فرمود که آنچه درین راه حاصل کرده بودم نثار شما کردم اما استعداد شما بس بلند افتاده از بهر
کجا بوے مطلب بمشام شما برسد از ترک و تاجیک طلب نمایند حضرت غوث الثقلین در فتوح
الغیب باین معنی اشارت می نماید آنجا که می فرماید فَاِذَا بَلَغَ الْمُرِیْدُ حَالَةً شَبِیْهَةً اَفْرَم
عَنِ الشَّیْخِ وَقَطَعَ عَنْهُ فَتَوَلَّاهُ الْحَقُّ فَیَقْطَعُهُ عَنِ الْخَلْقِ جُمْلَةً فَیَکُوْنُ الشَّیْخُ
کَالظِّئْرِ وَالدَّایَةِ لَا رَضَاعَ بَعْدَ الْحَوْلَیْنِ بشرح مکتوب که بفضل الله تعالے موفق شدم اگر
دران ادنی تامل بکار رود واضح میتوان شد که اساس تمامی اعتراضات که وارد کرده میشود
منهدم شده بخاک آمیخت اکنون ضرورت آن نبود که بهر قول اهل النقل نموده بجوابش پرداخته شود
مگر احتیاطا بآن متوجه میگردم البته جابجا شیخ رحمة الله علیه اعتراض بر رفع توسط نموده واین از
اعظم اعتراض شمرده چون شیخ خود در تعریف مجذوب سالک برفع توسط قایل است چنانکه مذکور
شود پس هر اعتراض وے بر معترض عاید میگردد فما هو جوابه فهو جوابنا لهذا در بعض مقام نیز ازان
طی کشح نموده شد اگر حضرت معترض کلام خود را بغور ملاحظه میفرمود لب اعتراض بر حضرت مجدد
رحمة الله علیه نمی کشود قال سبحان الله وله العظمة والکبریا این چه سخنان واین چه کلمات
است واین چه سلطنت وسطوت است واین چه خطبه خوانی وثنا گستری نفس است اقول
اظهار انعام ربانی را بر خطبه خوانی وثنا گستری نفس محمول نباید فرمود والا از سبب بزرگان
دین صورت سوء ظن خواهد بود حاشا که ازین سخنان جز تحدیث بنعمة الله ترفع وافتخار برابنا
روزگار مطمح نظر بوده باشد و در کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه کلمات انکسار که مذکور نمودند زاید
بران چه توان بود در مکتوب یازدهم از جلد اول میفرماید وهر که در عالم است حتی که کافر فرنگ
وملحد زندیق از خود به هیچ وجه بهتر می پندارند و بدترین همه این فقیر خود را انگارد انتهی کیف انما انکار برین

باوصف چنین تصریح انتساب این اقوال بر خطبه خوانی و ثنا خوانی و ثنا گستری زیب حضرت
شیخ در رساله ایراد العبارت النصیحة فی قوله الدین النصیحه میفرماید هرچه دران شبه بود توقف
دران لازم اگر قائل و فاعل آن مردی است که امام است در علم و عمل مستقیم است در تقوی و
ورع تاویل و توجیه قول و فعل وے باید نمود انتهی پس هرگاه در کلام هیچ محل شبه نبود خواه مخواه
بران ایراد پیش کردن کے جائز خواهد بود و همین است مسلک ابن حجر و دیگر اکابر که حسب قسمت
بتاویل توجیه مقوله بزرگان پرداخته اند بلکه در بعضے مواضع تصحیح شطحیات هم نموده اند قال
الله اکبر درویشی شکستگی و خاکساری و ادب تواضع و کم زدنی نفس است حضرت خواجه محمد
پارسا رحمة الله علیه رحمة واسعة در آخر رساله قدسیه باین رباعی وصیت کرده اند رباعی

اندر ره حق جمله ادب باید بود	تا جان باقی است در طلب باید بود	
در هر دم اگر هزار دریا بکشی	کم باید کرد و خشک لب باید بود	

اقول الحق درویشی شکستگی و خاکساری است ؎

چند پرسی که بندگی چه بود	بندگی جز فگندگی چه بود

کیست که مثل حضرت مجدد رحمة الله علیه تواضع نموده باشد کیست که مثل حضرت
ایشان راه انکساری و شکستگی طے نموده باشد در مکتوب دوصد و بست و دوم از جلد
اول فرماید بزرگے فرموده که مرید صادق آنست که مدت بست سال کاتب شمال او چیزے نیابد
که بروی نویسد و این فقیر بتقصیر بذوق و وجدان بدرجه حق خود می یابد که کاتب یمین هم
نیست که در مدت بست سال حسنه بیابد که در صحیفه اعمال او درج نماید خدا داناست جل شانه
که این سخن را تصنع و تکلف نمی گوید والعیاذ بذوق می یابد که کافر فرنگ از وی بمراتب بهتر

؎ مگر تحدیث بنعمة الله منافی شکستگی و خاکساری نیست حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه فرماید ؎
انا کنت قبل القبل قطبا مبجلا ✤ تطوف بی الاکوان والرب یرعانی ✤ و در قصیده می فرماید ؎ ونفخت فی الانجیل جهرا
اتی و فتی کان موسی بن عمران ✤ و علمت رمزا کان عیسی یحله ✤ به کان یحیی الموتی والرمز سریانی

است واکرم آنرا پرسند از جواب عاجز آید وایضا بطریق ذوق خود را محاط خطیات سید اند وشمول سیئات بی انکار وحسناتے کہ بوجود مے آید کاتب شمال خود را بکتابت آن حق مے بیند ومی یابد کہ کاتب شمال وے ہمیشہ درکار است و کاتب یمین او معطل وبے کار وصحف یمین را خالی وسفید می داند وصحف شمال را مملو و سیاه امیدی غیر رحمت ندارد ودست آویزی غیر مغفرت نہ[۱] اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ[۲] موافق حال او ست عجب کاروبار است فیوض وارادت الہی جل سلطانہ کہ علی الدوام در مدارج کمال وتکمیل نافیض در واردات تا کجا این دید قصوری نماید وتقویت این عیب بینی میفرماید بجاے عجب منقصت می افزاید ودر محل ترفع راه بتواضع وفروتنی می کشاید ودر آن واحد ہم بکمالات ولایت متحقق است وہم بدید قصور متصف ہرچند بالاتر میرود پایان تر خود را می بیند بلکہ ہمان بالاتر رفتن سبب پایان تر دیده شده است ظرفا آنرا باور دارند یانہ واگر سر آنرا معلوم کنند باور دارند انتہی[۳]

رہ این است سعدی کہ مردان راه	بعزت نہ کردند در خود نگاه

مگر شکستگی وتواضع منافی تحدیث بنعمة الله نیست حاشا وکلا والعجب کل العجب کہ برین انکسار ہم مدعی التفات نہ نماید وزبان لعنت کشوده گوید کہ خود را از کافر بدتر دانستہ سبحان الله وبحمده در بحر المعانی مذکور است چون عاشق را وصال در آید ہزار لقب بے نام از ان حضرت آید یعنی معشوق حقیقی اسمہای آن محبوب را مختلف گرداند تا آنکہ کافر گویند چون آنرا بدین نامہا ولقب ہا خوانند در خاطر فتورے ونفورے نیاری بلکہ بعیش ابد در

[۱] خدایا مغفرت تو وسیع تر است از گناہان من ورحمت تو بسیار امید دارنده تر بما از عمل من [۲] نعمانہ حضرت غوث همدانی رحمة الله علیه از تحدیث بنعمة الله مالا مال است چند شعر درین مقام ذکر میشود [۳] الا لوا احمد عز الکبیر

زانی مصطفی [illegible] نظم الطریقہ شکستہ [illegible] سفر گرد [illegible] ۱۳۰

رقص ورای وذوق گیری که لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي حُبِّهِ مَنْ لَمْ يَتَلَذَّذْ بِضَرْبِه
یعنی نیست در حب او کسے صادق که در زخم هاے او لذت نه گیرد انتهی نقل است
که مریدی از مریدان شقیق بلخی قدس الله روحه اتفاق سفر حج افتاد و از شقیق رخصت
طلبید شقیق گفت برو بخدا سپردم اما چون در بسطام رسی باید که بپای بوس سلطان العارفین بایزید
مشرف گردی از من او را دعا برسانی چون مرید به بسطام رسید بپای بوس ابویزید مشرف
شد پرسید تو کیستی و از کجا آمدی او گفت من مریدی ام از مریدان شقیق بلخی به نیت حج میروم
پرسید که پیر تو چه کار می کند او گفت پیر من مقام توکل درست می کند و پای توکل بجاے
رسانیده است که می گوید که اگر آسمان همه آهنین گردد و روی زمین همه سنگستان شود
نه از آسمان چیزے بارد و نه از زمین چیزے روید و جمله خلایق عیال و اطفال من باشند
من از توکل خود نگردم سلطان العارفین گفت اینست صعب کافری و این سخت مشرکی
اگر ابویزید کلاغی باشد در مقام آن مشرک بپرد و را از من بگوی که از بهر دو نان خداوند تعالی
را چرا می آزمائی اگر ترا بنائے حاجت افتد از همجنس خود بخواه و بجو تا از شومی تو آن شهر
و آن ولایت خراب نه گردد اینجا صاحب سبع سنابل ۲۳ گوید پایه توکل شقیق قدس سره که در وهم
و فهم خلایق نمی گنجد عارفے همچو ابویزید باید که بر آن توکل جرح کند و گرنه کرا حد و کرا مجال

ل ۲۱ نیست صادق در محبت وے هر که لذت نگرفت بر ضرب وے ۲۲ قلاوزنا بطریق ابوعلی شقیق یگانه وقت بود
و شیخ زمان و در زهد و عبادت قدمی راسخ داشت و همه عمر در توکل رفته انواع علوم کامل بود و تصانیف بسیار کرد
استاد حاتم اصم بود و طریقت از ابراهیم گرفت و با بسیار مشایخ صحبت داشت و بیک هزار و هفت صد استاد شاگردی کرد
شهادت ایشان در سنه ۱۹۴ هجری بود قبر ایشان در ختلان بوده است ۲۳ از تصانیف مشهوره میر عبدالواحد بلگرامی
است محتوی حکایات و مسائل تصوف میر عبدالواحد مرید شاه صفی الدین بود و بخدمت شیخ حسین سکندره تعلیم یافت
اکبر بادشاه میر را بسیار احترام میکرد شرح نزهة الارواح حقایق هندی شرح قصه چار برادر حل شبهات شرح مصطلحات دیوان
حافظ و رسائل در تصوف از مصنفات او ر تصانیف او شرح کافیه است که بطور حقایق [illegible]

که درین چنین تنگی سخن گوید ؏

منزل عشقت مکانی دیگر است	مرد این ره را نشانی دیگر است
عقل کے داند که این رمز از کجا است	این حکایت را بیانی دیگر است
بر سر بازار صرافان عشق	زیر هر داری دکانی دیگر است
معرفت در جبه و دستار نیست	وآن عزیزان را نشانی دیگر است

قال وَقَالَ بَعْضُ الْعُرَفَاءِ حَقِيقَةُ الطَّرِيقِ أَنْ تَكُونَ مُفْلِسًا أَبَدًا وَأَنْ تَكُونَ طَالِبًا لِلْأَعْلَى وَمَتَى ظَنَنْتَ أَنَّكَ وَصَلْتَ مَا وَصَلْتَ وَمَتَى ظَنَنْتَ أَنَّكَ ظَفِرْتَ مَا ظَفِرْتَ وَمَتَى ظَنَنْتَ أَنَّكَ حَصَلَ لَكَ حَالٌ لَا حَالَ لَكَ حَالِ سالکان این راه مقبولان و محبوبان درگاه همه ناظر درین است

منبعی از وائل آن طریق اختصار ایرادی رود الکلمة فقط ای کلمة التوحید ملفوظة علی اللسان و ملحوظة بالقلوب و محفوظة بالجوارح
یعنی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبان های ملفوظ است و در مرتبه تصدیق در دلهای ملحوظ است و در مرتبه اعمال و احوال
بباطن و اعضا چنان محفوظ است که [illegible] بالایمان محفوظ است مصنف رح اکتفا بمرتبه اقرار کرده و دو [illegible] محذوف
فروگذاشت بحکم آنکه حکم کردن بر اسلام و سبب جاری تکالیف شرعیه منوط و مربوط بمرتبه اقرار است و قرینه حذف مفهوم از عبارت
مصنف است که می گوید وضع لمعنی مفرد نهاده شده [illegible] یعنی الزام گردانیده شده و قبول کلمه توحید [illegible] معنی که فرد بوده است از
کفر و نفاق و افراد از معاصی فالافراد من الکفر مرتبة الاقرار والافراد من النفاق فی مرتبة التصدیق والافراد من المعاصی فی مرتبة الاحوال [illegible]
[illegible]

اقول این کلام فی حد ذاتہ صحیح است مگر ازان الزامے عائد نمی شود فلا یصح التقریب زیرا کہ محصل مرام ہمین است کہ طالب را لازم است کہ مدام در عجز و افتقار و تفرع و انکسار بودہ باشد و ہمیشہ استدعا رتبہ اعلیٰ و درجہ ارفع نمودہ باشد و خود را واصل نہ پندارد و ظاہر است کہ این معنی منافی تحدیث نعمت نیست کہ او واجب است سلہ **قال** نعم از بعضے اقطاب تحدیث و مباہات بر اہل زمان خود بوقوع آمدہ است و از مقام و از مرتبہ خود خبر دادہ اند گویند کہ آن بامر پروردگار است نہ بطریق تکبر و نفسانیت شاید کہ درینجا نیز ازین قبیل خواہد بود واللہ اعلم **اقول** فی الواقع ہمچو بعض اقطاب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نیز فخر و مباہات نمودہ از مقام خود خبر دادہ اند نہ بطریق کبر و نفسانیت چنانچہ جابجا در مکاتیب شریف فرمودہ اند کہ بافشاء این امر مامور کردند و نیز فرمودہ اند ٥

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	ہرچہ استاد ازل گفت ہمان مے گویم

و نیز گفتہ مقصود ازین گفتگو اظہار نعمت حق است سبحانہ و ترغیب طالبان این طریقت نہ تفضیل خود بر دیگران الخ **قال** اما ان نسبت با قران و شرکا گفتہ اند نہ نسبت بحضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات **اقول** این کلام از پایہ اعتبار ساقط است اما **اولا** پس نقض تفصیلی آن است کہ من این را تسلیم نمی کنم چہ این حضرات رضی اللہ عنہم چنانکہ نسبت با قران و اخوان خود گفتہ اند ہمچنان نسبت با انبیاء عموما و نسبت بسید انبیاء علیہ خصوصا علی اجمعہم افضل الصلوۃ و اکمل التحیات شیخ محی الدین بن عربی جزء ثانی از فتوحات مکیہ ناقل است لقد حدثنی ابو البدر التماشکی البغدادی رحمۃ اللہ عن الشیخ بشیر من سادات باب الازج عن امام العصر عبد القادر انہ قال معاشر الانبیاء اوتیتم اللقب و اوتینا ما لم تؤتوا فاما

سلہ حضرت غوث انام فرماید سہ شربت بکاسات الغرام سقانی بجا ہلغت رجمی رحمی بحجتی ہ حضرت انا الساقی لمن کان حاضرا اور علیہم کرۃ بعد کرۃ ۱۲ سلہ حضرت غوث الانام فرمایدست علی ذروۃ العلیاء و کان اجتماعنا بوقت قاب قوسین اجتماع الاحبہ ۱۲

بقیہ بر صفحہ (۸۱)

قوله أوتيتم اللقب أي حجر علينا إطلاق لقب النبي وإن
كانت النبوة العامة سارية في أكابر الرجال وأما قوله
وأوتينا ما لم تؤتوا هو معنى قول الخضر الذي شهد الله له
بعدالته وتقدمه في العلم واتبع الكليم المصطفى المقرب موسى
عليه السلام في طلبه مع العلم بأن العلماء يرون أن موسى
أفضل من الخضر فقال له يا موسى أنا على علم علمنيه الله
لا تعلمه أنت فهذا عين معنى قوله أوتينا ما لم
تؤتوا في حالة ونیز در فتوحات می طرازد وكان عبد القادر الجيلي ممن شطح
على الأنبياء والأولياء بصورة حق درین عبارت لفظ انبیاء كه شامل
است مر نبی ورسول را ملاحظه نمودنی است ونیز در فتوحات مذکور است ومنهم
من تغلب عليه الشطحات بالحق كعبد القادر فيظهر
العلو على أمثاله وأشكاله وعلى من هو أعلى منه في مقامه صحابه وانبیا
الله عموما فائز مقام علی بوده اند حضرت غوث انام آنچه به نسبت حضرت سید کائنات فرموده
اند استقصار آن دشوار است درین مقام چند شعار قصیده التقامی ودر بعضی فضلاء دعوی کرده اند که

بقایا صفحه ۱۸۰ یعنی بما لقب نبی عطا نشده اگرچه نبوت عامه در اکابر اولیاء امت ساری است تا
عدالت وتقدم علمی خضر علیه السلام از شهادت عالم شهادت پیدا است موسی علیه السلام را حکم شد تا ملاقات
حضرت خضر علیه السلام کنند باآنکه نزد علمای حضرت موسی علیه السلام افضل بود از حضرت خضر علیه السلام
با حضرت موسی علیه السلام خطاب کرده گفت که مرا علمی است که از آن الله تعالی بمن تعلیم فرموده واین علم شما را
حاصل نیست ۵۲ شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه بر انبیاء واولیاء شطح می کرد بصورت حق ۱۲ ۵۳
بر بعضی ارباب ولایت شطح غالب آید چنانکه عبد القادر رضی الله تعالی عنه که علوی فرمود بر امثال خود وکسانیکه در
درجه ومقام از و بالاتر بوده اند ۱۲

کہ آن بروایات متواترہ صحیحہ ثابت شدہ است ؎

انا اول المکنون فی علم خالقی ۔ انا آخر المبعوث فی سر مدیۃ
انا کنت فی العلیاء و نور محمدی ۔ بمکنون سر اللہ قبل النبوۃ
نعم نشأتی فی الحب من قبل آدم ۔ وسری فی الاکوان من قبل نشأتی
وما قلت ہذا القول فخرا و انما ۔ اتی الاذن حتی تعرفون حقیقتی

ازین ظاہر است کہ حضرت غوث انام باذن باری تعالی افشاء این سری فرمایند کہ حضرت ایشان در علم خالق اول مکنون بودند و آخر مبعوث و ہنوز نور محمدی در سر بود کہ حضرت ایشان در علیا بودند و در حب نشاء حضرت ایشان قبل آدم بود و قبل النشاۃ و سری در اکوان بود پس ای برادر این را بچشم انصاف بنگر کہ از کجا بکجا می رسد و با وصف این قسم الا انکار چگونہ روا بود و کسے ہمچنین تبری لایق تصدیق باشد ؎

چند بر جبین کنی ابروستم آغاز کنی ۔ خندہ زن کہ گرہ از دل ما باز کنی

امام شعرانی در لواقح الانوار فی طبقات الاخیار از حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نقل می کند اَنَّہٗ قَالَ خُضْتُ بَحْرًا وَقَفَ الْاَنْبِیَاءُ بِسَاحِلِہٖ درین عبارت نیز لفظ انبیا مذکور است کہ جمع نبی است و از حضرت بایزید بسطامی لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ اشتہار تام دارد و این ترفع خاص نسبت بحضرت رسالت پناہی است صلوۃ اللہ علیہ باعلان اسم مبارکش صلے اللہ علیہ وسلم و کلمات حضرت غوث انام رحمۃ اللہ علیہ نسبت بہ انبیاء اولی العزم و غیر اولی العزم مشہورند و بعض فضلا آنرا مروی بروایات متواترہ صحیحہ مدعی بودہ اند چند اشعار بطور المنوفح تحریر مے شود تا بہمین قیاس فرمایند ؎

انا کنت مع یعقوب فی حزن یوسف ۔ وما اجتمع الاثنان الا بہ کنتی
انا کنت مع نوح بما شہد الوری ۔ بحارا و طوفانا علے کنہ قدرتی
انا کنت مع ادریس لما ارتقی العلے ۔ واسکنہ الفردوس احسن بقعۃ

انا کنت فی رویا الذبیح فداؤه — وما انزل الکبش الا بفتوتی
انا کنت مع ایوب فی زمن البلا — وما شفیت بلواه الا بدعوتی
انا کنت مع عیسے فی المهد ناطقا — واعطے داؤد حلاوة نغمتی

ازین کلام حضرت غوث انام رضی الله عنه ترجیح و تفضیل وے بر حضرت یعقوب و یوسف و نوح و ادریس و ابراهیم و ایوب و عیسے و داؤد علے نبینا و علیهم الصلوة والسلام لازم می آید پس آنچه معترض انکار تام فرموده مبنی است بر عدم تتبع کلام حضرات صوفیه اما ثانیا پس بر تقدیر تسلیم می گوئیم که حضرت مجدد رحمة الله علیه بجز اظهار تواضع و تحدیث بنعمة الله جائے به نسبت امثال اقران خود ترفع نه نموده باکابر انبیاء الله صلوات علیهم و اولیاء الله رضی الله عنهم چه رسد بلکه هرگاه حضرت مجدد رحمة الله علیه مدار مدارج علیا و منازل مراتب کبری را بر متابعت حضرت خیر الورے علیه صلوة الملک الاعلی جابجا ظاهر فرموده تا آنکه اگر نیک نگریسته شود در مکتوب شریف تائیدی که در حکم متابعت مذکور است هم پایهٔ آن ذکری دیگر نیست پس انتساب ترفع خانه انصاف را سوختن است اگر این بحث را که بعبارات مختلفه در مقامات عدیده اندراج یافته بطور استقصا انتخاب نموده درین مقام برنگارم موجب اطناب خواهد بود مع هذا چند مقام بالنشان میدهم در مکتوب چهل و چهارم از جلد اول می فرماید چون آن سرور محبوب رب العالمین است متابعان او بواسطه متابعت بمرتبه محبوبیت می رسند چه محب هر که از شمائل و اخلاق محبوب خود می بیند آنکس را محبوب خود میدارد و مخالفان را ازینجا قیاس باید کرد

محمد عربی کابروی هر دو سراست — کسیکه خاک درش نیست خاک بر سر او

در مکتوب صد و دوازدهم از جلد اول می فرماید احوال و مواجید که بی تحقیق بحقیقت معتقدات این فرقه ناجیه میسر شود خجا استدراج هیچ نمیدانیم و بجز خرابی هیچ نمی انگاریم با این دولت اتباع فرقه ناجیه هرچه بدهند منت می داریم و شکر بجای آریم و اگر همین را بدهند و هیچ از

احوال و مواجید نه نهند بارک الله امرئهم و رضی الله عنهم انتهی و در مکتوب صد و چهارم از جلد اول میفرماید ذره این متابعت مرضیه از جمیع لذات دنیاوی و نعمات اخروی بمراتب بهتر است الخ و در مکتوب صد و پانزدهم از جلد اول که بملا عبدالحق دهلوی صدور یافته در باب قطع هفت گام می فرماید کُلُّ ذٰلِكَ مَنُوطٌ بِمُتَابَعَةِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَیْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ اَکْمَلُهَا وَمِنَ التَّحِیَّاتِ اَفْضَلُهَا ه و در مکتوب شصت و پنجم از جلد اول درین باب بسطی فرموده همچنان در مکتوب صد و هشتاد و ششم و مکتوب صد و نود و یکم و صد و نود و دوم وغیره از جلد اول و دیگر جلدها از حکم متابعت مالامال است در مکتوب هفتاد و هشتم از جلد اول میفرماید که وصول باین نعمت عظمی وابسته باتباع سید اولین و آخرین است علیه وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها تا تمام خود را در شریعت گم نه سازد و به امتثال اوامر و انتهاء از نواهی متحلی نگردد بوے ازین دولت بمشام جان او نرسد با وجود مخالفت شریعت اگرچه برابر سر موی باشد اگر بالفرض احوال و مواجید دست دهد داخل استدراج است آخر او را رسوا خواهند ساخت خلاصی بے اتباع محبوب رب العالمین علیه وعلی آله من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها ممکن نیست درویشانے که قدم راسخ در شریعت دارند و از عالم حقیقت نیک شناسا اند از ایشان همتے باید طلب نمود و مددی باید جست تا عنایت حق سبحانه اندریچه ایشان ظاهر شده تمام بجانب قدس خود تعالی جذب نماید و مخالفت را در وی گنجایش نماند تا سر موی راه مخالفت شریعت کشاده است محل خطر است تمام سبیل مخالفت را باید مسدود ساخت ه

محال است سعدی که راه صفا ‌ ‌ ‌ توان رفت جز در پے مصطفی

صلوة الله وسلامه علیه وعلی آله انتهی مختصرا و در کتاب مبدء و معاد بدین الفاظ نگاشته اند ولی هر کمالے که می یابد و بهر درجه که میرسد بطفیل متابعت نبی خود است علیه الصلوة والسلام حصول آن کمال بواسطه متابعت آن نبی است و نتیجه ایست از نتائج اتباع سنت او

انتہی و نیز درہمان کتاب فرمودہ اند حظ وافر از طریق صوفیہ بلکہ از ملت اسلام کسے راست کہ فطرت تقلید در جبلت متابعت در وے بیشتر است مدار کار انجبا بر تقلید است و مناط امر درین موطن بر متابعت تقلید انبیا علیہم الصلوۃ والسلام بدرجات علیا میرساند و متابعت اصفیا بمعارج عظمی میبرد الخ و در رسالہ معارف لدنیہ بدین نمط ارشاد فرمودہ عجب است از بعضے درویشان خام ناتمام کہ کشف خیال خود را اعتبار نمودہ بانکار و مخالفت این شریعت باہرہ اقدام می نمایند الخ پس با وصف چنین تحریرات و تصریحات چگونہ از حضرت ایشان فخر و مباہات خصوص بنسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات باور میتوان داشت شود قال و بعضے از کبرائے مشائخ گفتہ اند انا صغیر ربی باثنین الا انہ مستوٰی لہ الانبیا و حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرمودہ اند لیس علی منۃ الا اللہ و لرسولہ این درست است **اقول** حسب مذاق حضرت معترض رحمۃ اللہ علیہ چگونہ درست باشد انکار نعمت پیران طریقت و ائمہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لازم میآید این کلام است و جابجا در مکاتیب و رسائل حضرت مجدد رضی اللہ عنہ انکار نعمت آن حضرات اندراج نیافتہ فشتان بینہما حضرت مجدد رضی اللہ عنہ در رسالہ مبدء و معاد می فرماید مرید ہر کمالے را کہ می یابد از تقلید پیر خود می یابد خطاء پیر بہتر از صواب مرید است انتہی و نیز درہمان کتاب مذکور است کہ اعتقاد مرید بافضلیت پیر و اکملیت او از ثمرات محبت است و از نتایج مناسبت کہ سبب افادہ و استفادہ است الخ قال اما آنکہ گویند در قرب و وصول تا بمقامے رسیدہ ام کہ ہیچکس واسطہ نیست و ہیچ یکی را دخلے نہ رسول و نہ غیر وے را اگرچہ واسطہ بودند در وقت سلوک بودند حالا کہ سلوک تمام شد و قرب درگاہ حاصل گشت و وصول بحصول پیوست ہیچکس واسطہ نیست

ملہ مرادمرت رسول اللہ پرورده ۱۲   ملہ بر احسان منت اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است

حضرت غوث صمدانی فرمایدست نفس فی رجال اللہ تنال مکانتی * وجدی رسول اللہ فی الاصل و بانی *

وہمہ منقطع شدند **اقول** حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماید العیاذ باللہ
این چہ خلاف نویسی است واین چہ بے تحقیق گوئی است در ہیچ مکتوب ایشان این چنین
عبارت نیست یا شیخ عفی اللہ عنک از کلام ایشان چنین معلوم می شود کہ دو راہ قرب الہی است
یکے طریق ولایت کہ بکسب وسلوک از توبہ وانابت بمقام رضا روند واز تجلی صفاتی بہ تجلی ذاتی
ترقی نمایند دوم طریق کمالات نبوت واجتبا کہ موصل اصل الاصل است وبہ تجلیات ذاتیہ
دائمی استمراری میرسد وحصول ہر دو طریق بے تبعیت ومتابعت حبیب خدا صلے اللہ علیہ و
سلم ممکن نیست در طریق ولایت در شہود سالک صفات پاک رسول خدا حائل است ودر طریق
کمالات نبوت در شہود سالک ذات مقدس اطہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حائل نیست انتہی تحریر

سلہ از اعاظم خلفای حضرت مرزا جانجانان است ونسب شریف وی بحضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ می رسد والد
بزرگوار وی سید عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ مرتاض واہل مجاہدہ بود کہ بجای طعام [illegible] اکتفا کردی ودر صحرا ذکر جہر می نمود ودر سلسلہ
قادریہ عظیمہ مرید ناصر الدین قادری بود منشای او قصبہ بٹالہ از پنجاب است وقت تولد در آنجا سکونت داشت ایام پنجم
سالگی والد بزرگوار وی را از بٹالہ در دہلی طلبید باراده آمد ودر اسم بخدمت پیر خود حاضر کرده مرید کنانید چون غلام علی شاہ در دہلی رسید
شاہ ناصر الدین فوت کرد ونوبت ببیعت نرسید پس والد بزرگوارش فرمود کہ ما شما را برای بیعت شاہ ناصر الدین طلبیده بودیم اما
تقدیر نبود حالا ہر کجا کہ بوی مقصود بمشام جان شما رسد بیعت کنید پس حضرت شاہ اول بخدمت شاہ ضیا اللہ وشاہ [illegible]
خلفای خواجہ محمد زبیر حاضر شد بعد از ان بخدمت میر درد فرزند خواجہ ناصر الدین ومولانا فخر الدین چشتی دہلوی وشاہ تانو وشاہ غلام
سادات چشتی ودیگر اعزه ومشایخ دہلی حاضر شده حظ عظیم برداشت آخر در عمر بیست ودو سالگی بخدمت حضرت مرزا مظہر جانجانان
در سنہ ۱۱۷۸ ہجری حاضر شده دست ارادت بدامان آن حضرت زد واول بیعت بخاندان عالیہ قادریہ نموده بتکمیل رسید خرقہ خلافت
سلاسل اربعہ یافت وبعد از رحلت پیر روشن ضمیر جانشین وصاحب سجاده ایشان شد وہزارہا کس طالبان حق را بحق رسانید وخوارق وکرامات حضرت بی
حد وحساب نسبت علوم ظاہری تلمذ بمولانا شاہ عبد العزیز داشتند رسائل تصوف حضرت ایشان مشہور ومعروف اند رسائل کہ مجموعہ
ایمانات شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نگاشتہ اند محتوی تحقیقات بدیعہ بوده اند ولادت باسعادت وی در قصبہ بٹالہ علاقہ ملک
پنجاب بوقوع آمد در ۱۱۵۶ ہجری ووفات در سنہ ۱۲۴۰ ہجری سال چون جناب شاہ عبد اللہ قیوم زمان ہر جا فرمود جلت گو

رفع توسط و وسائط بسبب حصول طریق این کمالات نبوت و اصطفا است که بفضل و موهبت
الهی از کمال متابعت رسول الله صلی الله علیه وسلم بآن امتیاز یافتند در مکتوب صد و بست و یکم
از جلد ثالث می فرمایند که ساده لوحی ازین عدم توسط که در طریقه جذبه و غیرها گفته شده استغنا
از بعثت خیر البشر صلی الله علیه وسلم اگرچه نسبت به بعض بود توهم نکنند و عدم مبعوث احتیاج
بمتابعت و تبعیت او گمان نبرد که آن کفر و الحاد و زندقه و انکار است از شریعت حضرت او
صلی الله علیه وسلم که همه پس رو اویند و بی توسط او کمال اخذ می نمایند چه هرگاه وجود شان
بی توسط وجود او صورت نه بندد و کمالات دیگر خود تابع وجود اند بی توسط او چه صورت دارند طفیلی
محبوب رب العالمین چنین می باید صلی الله علیه وسلم بکشف صحیح و الهام صریح به یقین پیوسته که هیچ از
دقایق راه و هیچ معرفتی از معارف این قوم بی توسط او و بی متابعت او صلی الله علیه وسلم میسر
نیست و منتهی را در رنگ مبتدی و متوسط فیوض و برکات این راه بی تبعیت و طفیل حاصل نیست ۵

محال است سعدی که راه صفا	توان رفت جز در پی مصطفی

انتهی پس معلوم شد که از کمال متابعت به مرتبه قربی رسیدند که آنجا در شهود ذات پاک
آن سرور حائل نیست و عدم توسط در متابعت موجب نقصان نیست چنانچه عدم توسط
ازین آیه شریفه که مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ
مفهوم می شود و این آیه در شان مخلصان و صعالیک مهاجرین صحابه وارد است
رضی الله عنهم و رسول خدا صلی الله علیه وسلم از بس علو شان طلب نصرت از جناب الهی بواسطه آنها
می نمودند چنانچه بروایت محی السنة در حدیث آمده كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ و آن جماعت این مرتبه از متابعت حبیب
خدا صلی الله علیه وسلم یافته اند و در حدیث است که چون بنده نماز می خواند حجابی که در میان
بنده و خدا بود رفع می شود و گفت حضرت عائشه رضی الله تعالی عنها در وقت نزول آیه براءة و
انا لک نَحْمَدُ اللهَ وَلَا نَحْمَدُ اَحَدًا انتهی و در مقام شیخ محی الدین بن عربی آنچه

در باب ہفتاد وسوم از فتوحات مکیہ افادہ فرمودہ حاسم مادہ اشکال ست مے فرماید وہم علی قسمین طائفہ منہم قد ربطت ہمتہا علی ان الرسول انما جاء مبینا ومعلما بالطریق الموصل الی جناب الحق تعالے فاذا اعطی العلم بذلک زال من الطریق وخلی منہم وبین اللہ فہولاء اذا سارعوا وسابقوا الی الخیرات لم یروا امامہم قدم احد من المخلوقین لانہم قد ازالوہ من نفوسہم فانفردوا الی الحق کرابعۃ العدویۃ رحمہا اللہ فہولاء اذا حصلوا فی المجالس والحدیث خاطبہم الحق بالکلام الالہی من غیر واسطۃ کلام معین واما الطائفۃ الاخری فہم قوم جعلوا فی نفوسہم انہ لا سبیل لہم الیہ تعالی الا والرسول مواجہ فلا یشہدون سندا مرالا ویرون فی سیرہم قدم الرسول بین ایدیہم ولا یخاطبہم الحق الا بلسانہ ولغتہ این عبارت بدیدہ بینا نگریستنی است مفادش این است کہ در طائفہ علیہ خدا رسیدگان دو طایفہ بودہ اند گروہے بتقامی رسند کہ واسطہ بر خیزد و اخری را واسطہ درکار باشد فاندفع الاشکال بحذافیرہ فالحمد للہ علی ذلک در کشف[۱] الغطاء مذکور است وخیال نکنی کہ نفی تربیت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کردہ باشند حاشا وکلا زیرا کہ در مکتوب دیگر می نویسند کہ ولایت من برابر ولایت محمدی وموسوی است یعنی من از ہر دو ولایت تربیت یافتہ ام و بولایت رسیدہ چہ تربیت یافتن ولایت کہ عبارت از طوق

---

[۱] کشف الغطاء عن وجوہ الانبیاء تصنیف شیخ محمد فرخ رحمۃ اللہ است کہ از خلفاء شیخ احمد مجدد بودہ اند با دستار بود درعلم و در تقوی موصوف بعلوم صوری معنوی معروف بخوارق کرامات مشہور بودند نقل است کہ چون محمد فرخ بحرمین شریفین تشریف بردند اہل مکہ معظمہ [illegible] سید محمد برزنجی کہ رسالہ در انکار شیخ احمد مجدد نوشتہ بود [illegible] در مدینہ منورہ بود [illegible] از مدینہ بمکہ آمدہ [illegible] مجدد [illegible] بشیخ فرخ کردہ [illegible] چون [illegible] سید برزنجی بشیخ فرخ [illegible] دعا بجناب حق برآورد و گفت کہ الہی [illegible] در مجادلہ و مباحثہ در حرم کعبہ مناسب نیست [illegible] تو [illegible] کفایت کن [illegible] تا کہ شیخ فرخ بعد طواف کعبہ [illegible] رفت [illegible] بزیارت روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدہ [illegible] رجوع بہندوستان کردہ کشتی سوار شدہ [illegible] سید محمد برزنجی [illegible] تسبیح شیخ [illegible] در کشتی [illegible] شیخ [illegible] اطلاع [illegible]
[illegible] شیخ محمد زود [illegible] غرق شد [illegible] وفات حضرت ایشان [illegible] است [illegible]
[illegible] ۱۲۵۰

واتحاد است باسمی از اسماء الٰہی معنی ندارد بلکہ بیشتر اطلاق ولایت در اصطلاح ایشان
بر حقیقت عارف است کہ عبارت است از مبدأ تعین او و ہیچ اطلاع احدی گمان نکنند زیرا کہ
خود در مکتوبات و رسائل سعادت او وابستہ باتباع شریعت داشتہ اند مراد از ان نفی تبعیت
نا نگاری بلکہ مراد نفی حیلولت حقیقت اوست درمیان ذات تعالیٰ و تقدس میان ایشان
چنانچہ خود در مکتوب صد و بست و یکم از جلد ثالث تصریح بدان کردہ اند باین عبارت مخدوما
وصول فیوض بسالک توسط و حیلولت خیر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تا زمانے
است کہ حقیقت آن سالک کہ محمدی المشرب است بحقیقت محمدی منطبق نگشتہ است و
بآن متحد نشدہ است و چون بکمال اتباع بلکہ بمحض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بآن
حقیقت اتحادی حاصل شد توسط برخاست چہ توسط و حیلولیت در مغایرت است و
اشارت بدین معنی نمودہ است عارف جامی قدس سرہ در شرح فصوص در بیان قول شیخ
تجلی الذات لا یکون الا بصورۃ المتجلی لہ می نویسد وھذا اعلیٰ
درجات التجلیات الا ان یکون عینک عین الاعیان الثابتۃ
کلھا الیٰ ان قال فتعین الحق لک کتعینہ فی نفسہ چہ این عبارت صریح
دلالت بران دارد کہ از تجلی ذات بی پردہ و خصوصیات سالک بہرہ ور گردد و واسطہ
درمیان ذات او تعالیٰ نماند و کذلک عبارتیکہ بعد ازین تحقیق آوردہ است قال فاعلیٰ
درجاتک شھود ک الحق ھو ما یکون بعد تحققک بعینک الثابتۃ
فاذا تحققت انت بعینک الثابتۃ ثم انت عینک الثابتۃ

سلہ در کشف المحجوب از ابو سعید فضل اللہ بن محمد منقول است التصوف قیام القلب مع اللہ بلا واسطۃ
تصوف قیام دل بود با حق بے واسطہ ۱۲ سلہ پس اعلیٰ درجات تو شہود ذات حق آن ست کہ بعد تحقق تو بعین
ثابتہ تو گردد چون بعین ثابتہ خود متحد گشتی در تو و عین ثابتہ تو امتیازی نباشد و خداوند اقدس را خود خیال
کراہی چہ کہ نقش خود را مے بینی و نفس خود را بصورت حق مے بینی ۱۲

من غير امتياز ورأيت الحق كما ترى نفسه فيك ورأيت نفسك
صورة في الحق وصريح تر ازان است آنچه هم عارف جامی در خطبه شرح فصوص می نويسد
اعلم ان الحكمة الفائضة من الحق سبحانه على قلوب مكمل عباده ومخلص عبده
انواع منها ما يفيض عليهم بواسطة الملائكة المقربين بالفاظ وعبارات
محفوظة عن التغير والتبدل فهو القرآن ومنها ما يفيض عليهم
بواسطة او بغير واسطة ومن هذا القبيل الحديث القدسي
وهذا النوع ليس مخصوصا بالانبياء بل يعم الاولياء وصالحي
المؤمنين وفي منبع الكمالات حكى الامام الشعراني عن بعض
العارفين انه كان يقول ان الرجل لا يكمل عندي في مقام العلم
حتى يكون علمه عن الله تعالى عز وجل بلا واسطة الى ان
قال كما اخذه الخضر عليه السلام وفيه ايضا عن بعضهم
انه كان يقول اذا كمل العارف في مقام العرفان اورثه الله
تعالى علما بلا واسطة وقال الشيخ في الفتوحات المكية
في بيان احوال الاقطاب اثنى عشر واما القطب اثنى عشر

له بدانکه حکمت از حق تعالے بر قلوب کاملین باقسام مختلفه فایض می شود بعضے بواسطه فرشته مقربین نازل می شود بعباراتے که محفوظ از تغیر و تبدل باشد آن قرآن است و بعضے بواسطه و بغیر واسطه ازین قبیل است حدیث قدسی و این قسم مخصوص بانبیا نیست بلکه اولیاء و صالحین را عام باشد در منبع الکمالات مذکور است که شعرانی از بعض عارفین حکایت کرده که مے گفت که مرد در مقام علم نزد ما هرگز کامل نمے شود تا آنکه علم وے از الله تعالے بلا واسطه نباشد و دران است که بعضے از عرفا گویند که هرگاه عارف در مقام عرفان کامل شود الله تعالے اورا علم بلاواسطه عطا سازد و شیخ در فتوحات در بیان احوال اقطاب نگاشته که قطب دوازدهم بر قدم شعیب می باشد و تمامی علوم وے علوم الہیه است که حاصل نکرده آنرا مگر از الله تعالے ۱۲

فهو علی قدم شعیب ع الی ان قال وکل اصناف هذا العلوم عنده علوم الهٰیة ما اخذها الا عن الله سبحانه

و در مرصاد العباد می نویسد اما تجلی علمی ثمرهٔ ظهور حقائق علوم است بی واسطه وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا و عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا کذا و آنچه بالا نقل کردیم از بعض کبرا که خضر مقام است انسان باین تحقیق ناظر می تواند شد یعنی خضر مقام است که سالکان آن مقام سند اتصال بی واسطه فیض گیرند چنانچه خضر علیه السلام میگرفت و آن را وراثت خضری خوانند و شک نیست که وراثت مقام است و نزدیک باین توجیه شیخ شعرانی از شیخ ابی المواهب شاذلی نقل کرده است ازین عبارات منقوله صریحاً و دلالةً اخذ فیوض بلا واسطه از اصل مفهوم میشود باید دانست که در کلام محققان صوفیه وصول به ذات دایمی واقع شده است آنرا وصل عریانی نامند سالکی که سیرو در تفصیل اسما و صفات افتاد چون کلمات الٰهی تعالت تفاوتیست این سیر او را هم پایانی نباشد ہ

ز حسنش غایتی دارد نه سعدی را سخن پایان	بمیرد تشنه مستسقی و دریا همچنان باقی ٭

اما سالک رشیدی محمدی المشرب بواسطه حب ذاتی و تعطشی که از آن ناشیست قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ گویان ربویان و جویان آستان قدس میگردد و زبان حالش بدین ترانه مترنم

ذات من نیست جز محبت ذات	ذات بر من زده است از صفات

صفات واجب را تعالت هر چند از ذات جدائی متصور نیست لیکن حالهٔ ذات تعالی بدان در نمی آویزد و از صفات جز ذات نمی خواهد پس درین حالت بدیهی است که حائل و حاجب میان این عارف و ذات تعالی نمی ماند هرگاه صفات واجبی تعالت و تقدست که نزد علما اهل حق زائد بر ذات تعالی است هم چنین نزد حضرت ایشان موجود اند بوجود زائد بر ذات تعالی حائل نباشند حقائق ممکنات که از صفات اعتباریه اند اگر حائل نباشند چه محل استبعاد بود از بحر المعانی نقل است که فردا از تجلی ذات الٰهی بهره مند بسازند حضرت خواجه احرار در فقرات می نویسند چون دل از مزاحمت غیر حق سبحانه آزاد شد الوهیت دیگری می آید پیش بصیرت او برخاست

ودرین مقام شهود تجلیات صفات حق سبحانه از شهود اوصاف خود و غیر خود نجات یافته از تجلی آثار از پس پرده تجلی صفات بهره مند شود رسیدن باین دولت که بشهود انکشاف ذات از تفصیل اسماء و صفات ذاهل شده غیر ذات مشهود او نشود بسیار متعذر است مگر کسی که از ذات و صفات خود نیست شده باشد و تجلیات ما خاص که تعبیر از آن بوجود موهوب صفاتی کرده اند مشرب شده باشد انتهی و در رشحات می آرد که حضرت خواجه احرار فرموده اند که معنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پیش بعضی که الله اسم ذات است من حیث هی آن تواند بود که نیست اله که عبارت است از مرتبه الوهیت یعنی ذات مع الصفات الا الله یعنی ذات بحت معرا عن الکل شیخ عبد الکریم جیلی قدس سره در کتاب مناظره الهیه می نویسد اَلسَّیَّارُوْنَ فِی اللّٰهِ هُمُ الْاَفْرَادُ الْوَاصِلُوْنَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی یَجِدُوْنَ فِیْهِ لَذَّةً ذَاتِیَّةً تَاْخُذُهُمْ بِحُکْمِ الضَّرُوْرَةِ اِلٰی قَطْعِ اَفْلَاکِ کُلِّ صِفَةٍ ذَاتِیَّةٍ اَوْ اِسْمِیَّةٍ اَوْ فِعْلِیَّةٍ فَیَسْتَوْفُوْنَ مَنَازِلَ کُلِّ بُرْجٍ مِنْ اَبْرَاجِ مُقْتَضِیَاتِ فَلَکِهَا الصِّفَةِ بِالذَّوْقِ الْعَالِیْ آنچه گفته شد از صوفیه وجودیه منقول است این است که عارف را برتر از مرتبه صفات تمکن نیست وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ بران حجت آرند و نیز ذات من حیث هی اگر متعلق علم گردد باید که در احاطه در آید و آن ممکن نیست شیخ محی الدین عربی قدس سره آنچه در بیان تجلی ذات می نویسد که اَلتَّجَلِّیْ مِنَ الذَّاتِ لَا یَکُوْنُ اِلَّا بِصُوْرَةِ الْمُتَجَلّٰی لَهٗ فَالْمُتَجَلّٰی لَهٗ مَا رَاٰی سِوٰی صُوْرَتِهٖ فِیْ مِرْاٰتِ الْحَقِّ وَمَا رَاَی الْحَقَّ وَلَا یُمْکِنُ اَنْ یَّرَاهُ اِلٰی اَنْ قَالَ فَلَا تَطْمَعْ وَلَا تُتْعِبْ نَفْسَکَ فِیْ اَنْ تَرْقٰی فِیْ اَعْلٰی مِنْ هٰذِهِ الدَّرَجِ دلالت بر منع ترقی تا ذات بحت می کند و همچنین کلام خواجه احرار قدس سره که در شرح قول حضرت امیر کرم الله وجهه لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا فرموده اند مصرح است بمنع صاحب رشحات نقل می کند که فرموده اند شعر غطا هرگز نظاهر نخ شود ممکن نمی بینم انتهی پیش ارباب تحقیق مقرر شده است که ذات هرگز ظاهر نمی شود الا در پرده

صفات گوییم آنچه از حضرت خواجه بشیر افتاده و مختار ایشانست و آنچه در شرح قول حضرت امیر
فرموده اند مبنی است بر قول صوفیه وجودیه و منع صوفیه سیر و سلوک تا ذات بحت مبنی بر
اصل ایشان است که فوق تعین اول مرتبهٔ لاتعین است نزد ایشان که جمیع نسب و اعتبارات
آنجا ساقط است چه هرگاه صفات و اضافات از آن مرتبه مسلوب باشد پس اگر علم عارف بدان
مرتبهٔ مقدس متعلق شود ذات تعالی می باید که معلوم گردد و اعتبار معلومیت پدید آید مع سقوط
جمیع الاعتبارات عنها در مشرب حضرت ایشان ذات تعالی چنان موجود خارجی حقیقی است
و صفات واجبی تعالت نیز موجوده اند بوجودات زایده پس آن مرتبهٔ مقدسه را حقیقت لاتعین
نمی توان گفت و اگر اطلاق لاتعین بران مرتبه واقع شده باشد بتسامح و تجوز خواهد بود
همچنین هر که ازین محققان تجویز تجلی ذات کرده است ناظر بهمین تحقیق است دیگر مقرر
محققان صوفیه است که تجلی ذات در میان سائر انبیا مخصوص بسرور انبیا است علیه و علیهم
الصلوة والسلام و اگر مرتبهٔ لاتعین بدان معنی باشد که اهل توحید وجودی قرار داده اند باید
که آنسرور هم بدان متحقق نباشد و هو باطل یکی می گوید ؎

موسی ز هوش رفت بیک پرتو صفات	تو عین ذات می نگری در تبسمی

معلوم تو باد که این امور کشفیه اند و ذوق یکی بر دیگری حجت نیست ؎

تو و طوبی و ما و قامت یار	فکر هر کس بقدر همت اوست

جمیع کمالات وابسته بمتابعت سید الاولین و الآخرین است و متابعت فرع محبت است و
هر که در محبت و متابعت آنسرور پیش قدم است او در ترتب ثمرات و نتایج آن پیش قدم
پس اگر تجلی ذات در زمان بعثت آنحضرت صلی الله علیه وسلم گردد اما ولش گویان نیز امیدوار
شدند مَا صُبَّ اللّٰهُ شَیْئاً فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا وَ قَدْ صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ
آن را شاهد عدل بالجمله اقوال مشایخ در حیلولت و عدم حیلولت و حصول تجلی ذات و عدم حصول

؎ نه انداخت الله تعالی در سینهٔ من چیزی مگر آنکه آنرا در سینهٔ ابی بکر صدیق رضی الله عنه انداخت ۱۲

آن مخالف بنظر می درآید شیخ در فص شیثی می نویسد فَخَاتَمُ الرُّسُلِ مِنْ حَیْثُ وِلَایَتِهٖ
نِسْبَتُهٗ مَعَ خَتْمِ الْوِلَایَةِ نِسْبَةُ الْوِلَایَةِ نِسْبَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ مَعَهٗ یَاْخُذُ
خَاتَمُ الرُّسُلِ مِنْ مِشْکٰوةِ خَاتَمِ الْوِلَایَةِ وَخَاتَمُ الْاَوْلِیَاءِ
الْوَلِیُّ الْوَارِثُ الْاٰخِذُ مِنَ الْاَصْلِ بِلَا وَاسِطَةٍ
وحضرت ایشان با واصل بقرب نبوت صحابه کرام رامی دانند که حیلولت در آنجا مفقود ست
و در تابعین هم این دولت را عموماً و خصوصاً مقرر می دارند پس اے عزیز تو خود درین مقام
انصاف بده و بنظر صائب تامل فرما امرے که مختلف فیه این طائفه باشد و جماعه عظیم از صحابه
و تابعین رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین و غیرهم بدان سرفراز باشند اگر فردے از افراد امت
در از منه متاخره اظهار نماید که مرا بطفیل سرور بشر صلی الله علیه وسلم بعضے معاملات که
بسابقان مرحمت فرموده اند نواخت چرا شنیع نماید امر مبتدع را دعوی نکرده است قُلْ مَا
کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ آن را می پرورد بلکه اگر امرے که دیگرے باظهار آن مبادرت
نستوده است (نیست نوید آن از پیغمبران) در معرض بیان آورد تا صریح مخالفت اقوائے است نیندا شته باشد نباید انکار
کرد قال بلکه من مریاے الٰهی ام و مجتبائی ام فعل دیگرے را در حق من دخلی نیست و
من بدیگرے درین معنی متوجه نیم آن دیگر کدام است رسول خدا حاشا اقول این اعتراض مبنی
است بر مراد معترض با آنکه در مکتوبات این معنی درج است و نه متقاهم عرف حضرت غلام علی
شاه صاحب فرماید بر ارباب فکر ظاهر است که از کلام قائلان رفع توسط مریدی خدا و پیغمبری
رسول خدا لازم می آید الله تعالیٰ در آیه شریفه یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَمَا مِنْ حِسَابِکَ
عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ جماعه صحابه کرام را رضی الله عنهم مریدات خود
فرموده و ارادت بیعت که بر دست رسول خدا صلی الله علیه وسلم می نمودند درین آیه منسوب
بذات خود نموده اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّکَثَ
فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ کسے که در اتحاد این دو ارادت فرقے دارد آیه کریمه اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ

بَیْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تلاوت نکرده است پس ارادت خدا مستلزم همسری رسول خدا گردید آنچه از کلام الٰهی و کلام بزرگان مستفاد گردد اگر در کلام کسے یافته شود چرا جاے اعتراض و آن همه غوغا باشد خدا دیده انصاف بے پرده اعتساف کرامت فرماید مردم بعد پانصد سال خود را مرید غوث الثقلین قدس سره می گیرند و از همسری مشائخ که درین مدت تا به انجناب وسائط گشته اند هیچ محابا ندارند که در حقیقت سلسله ارادت بمرشد حقیقی آخر مے شود و مریدی پیران پیر است ؎ مرد آخربین مبارک بنده ایست ۞ انتهی معهذا این معنی مسلم حضرت معترض است که مرادان را نخست کشش می شود پس استبعاد راجع به قول وے می شود ؎

کم طالعے نگر که من و یار چون دو چشم	هم سایه ایم و خانه هم را ندیده ایم ۞

فما هو جوابکم فهو جوابه قال سبحان الله هیچ کس یار رسول خدا این چنین درے افتد و گستاخی می کند و میگوید که من هم رسول الله ام اقول در مکتوبات شریف لفظ هم پیره نیست این لفظ معنی ندارد و من ادعی فعلیه البیان من اللغة و شان حضرت مجدد رحمة الله رفیع از انست که کلامی لفظ بے معنی استعمال فرماید البته لفظ پره واقع است بالفتح و تشدید ثانی که بمعنی صف لشکر و برگ کاه است اگر از پره صف لشکر یا برگ کاه مراد گیرند هیچ گستاخی نیست بلکه محمول بر عجز و انکساری است قال در حقیقت مرید وے بود مرا از ان مرید خدا ام بے وساطت و در قربیکه با خدا دارم وے صلی الله علیه وسلم واسطه نیست مے از خلوتیکه من با خدا دارم وی بیرون در است اقول این قول بوجوه مخدوش است خدشه اول این همه ناشی است از خیال حضرت معترض از رے ازان در کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه یافته نمی شود خدشه دوم هرگاه در معنی مرید وساطت معتبر است چنانکه عرض داشته ام و آن را حضرت معترض خود بیان فرموده چنانکه مذکور شود پس مرید خدا بے واسطه گفتن نه صرف اجتماع متنافیین است بلکه ذهول است از معنی مرید ؎

ای بخت من برست ما اندازه امنش	فردی سر چنین که در قدم او چه میکند

قال باید دریافت کہ مضمون این سخن چیست و ازینجا چہ لازم می آید ہیچ عارفے باین طرز
سخن گفتہ و دعوے کردہ است ہمانکہ با اولیاء خدا در افتادہ بودند بس نبود تا نوبت پیغمبر
خدا رسید بعد ازان نمی دانم بکجا خواہد کشید اقول حاشا کہ از کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ
حسب مرام حضرت معترض اسائتی لازم آید بلکہ آن مبنی است بر مضمونیکہ حضرت معترض بیان
فرمودہ حضرت مجدد ازان بری است ونحمد اللہ علی ذلک قال معہذا این مطالب
عالیہ را کسے نہ داند و نہ شناسد تا آنکہ محنت ہا نہ کشد و این می دانند چشتیہ کملین اولیاء را صد کار بیجا
می رسانند می دانند ہر کہ می داند حضرت سلطان المشائخ مے فرماید اگر دل سالک از غیر پاک گردد در
زمرۂ سالکان داخل شود چنانچہ نماز و روزہ و حج و زکوۃ و ظہور کشف و کرامات شرک و نفاق است
نماز گزاردن کار بیوہ زنان است و روزہ داشتن کار مطبخیان است و حج رفتن کار قاصدان است
و زکوۃ دادن کار تاجران است و بہوا پریدن کار مگسان است و بر آب رفتن کار ملاحان است و علم
خواندن کار باد فروشان است و مرید بسیار کردن کار جوگیان است و بنای مسجد و خانقاہ و باغ و چاہ
کار باغبانان است و جبہ و دستار و ریش دراز این ہمہ اسباب شیطان است و زہد و تقوی و چلہ
و گوشہ کار جای ماندگان است و نفی و اثبات کردن کار آہنگران است و از عورت باز ماندن کار
عنینان و خواجہ سرایان است و ظہور کشف و کرامات کار بازی گران است و حکایت گم کردن و بعلم مشہور
بودن و فتوح گرفتن و خلق را پابوسی کنانیدن کار ساحران است و مشائخ شدہ پیر و مرشد گویانیدن
و سجدہ گرفتن و خدا نمائیدن کار خودنمایان است و از خود رفتن و بیخود بودن و تسلیم شدن کار مرد است
سالک تواند کہ خدا شدہ ماند بندہ شدن نہ تواند این کار شیخ و مقتدایان است این کہ گفتہ شد
کار فاسقان است و خود را گم کردن کار عاشقان است و العلم نکتۃ کثرہا الجہال انتہی این عبارت را بدیدہ
امعان نگریستہ شود کہ حل بیشتری اشکال نماید و عقدۂ اکثری از اشتباہ ہا کشاید در خانہ اگر کس
است حرفی بس است قال و گفتہ اید اگرچہ استم اما شریکی وی لستم یعنی اگرچہ ہست محمد رسول انام
اما شریکے وی لست اویم در منقبت و کمالات و فضیلت و اگر بتعمق نظر نمایند این معنی مفہوم می گردد کہ

که در وی فتح است او و تابع او بودم که در سلوک طریق قرب متابعت ولیس وی وی می کردم و چون
مقرب درگاه حق شدم و مرید وی تعالی گشتم شریک او شدم ۱ **قول** این کلام از سرتاسر مخدوش
است **خدشه اول** تفسیر شریک دولت من تلقاء نفس معترض است از کلام حضرت
مجدد رحمة الله علیه یافته نمی شود ببادی النظر نگریسته شود یا بامعان نظر **خدشه دوم**
حضرت غلام علی شاه صاحب فرماید مسلم داشتیم که مشائخ طریقه در توسط آن سرور صلی الله
علیه وسلم اختلاف دارند اما آن گروه که قائل اند بعدم توسط دعوی همسری و شرکت نمی کنند
از کلام ایشان مساوات و همسری فهمیدن از راه لعنت است ایشان مساوات و همسری را کفر
صریح می فرمایند چنانچه در مکتوب هشتاد و ششم از جلد ثالث مکتوبات گفته اند شریک دولتم
نه شریکے که از آن دعوی همسری خیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم است با مخدوم مراد
از دولت فیض است که بطریق اصطفا و اجتبا فائض شود مخفی نیست که عامه امت شریک دولت
فیوض رسول الله است صلی الله علیه وسلم کما ورد الله ولی الذین آمنوا وکان حقا
علینا نصر المؤمنین و اولئک لهم اجر غیر ممنون پس در روایت
و قرب الهی و نصرت و اجر غیر ممنون همه مومنان و انبیا علیهم السلام حسب مراتب خود شریک
اند و در شریک دولت گفتن در شرع قباحتے نیست و هیچ بے ادبی نه انتهی طفیلے و خادم جمیع مراتب
مخدوم سیر نکند و برابری او با مخدوم هم لازم نمی آید و این مثل این است بادشاہے بوستانے
بنا کرده است و انواع اشجار و قصورها و عجائب در آنجا ترتیب داده است و امرا و عظام دارد که
ندیده اند بادشاه بر سر لطف و اکرام آمده گفته است شمایان با اصحاب و خدمه خود بهار فته تفرج
نکنید چرا که مردم کلان بے اصحاب و خدمه در سیر حظ ندارند و هر کدام با اصحاب و خدام خود سیر می کنند
بمراتب و یک جمعے از خدام هستند که پیش رفته راه می نمایند و موانع راه دور کرده فتح ابواب وغیره می
نمایند و جمعے اصحاب برابر مخدوم و یا پیش و یا عقب مشی می نمایند و شک نیست که این اصحاب و خدام
همه طفیلی اند بمراتب که مخدوم رفته است همه رفته اند بعقل عاقلے خطور نمی کند برابری و یا تفوق

مخدوم ویا اصحاب را با مخدوم و در دار آخرة حوران وغلمان که در خدمت سرور کائنات فی رتقام وسیله باشند لازم می آید که برابر افضل مخلوقات باشند ویا تفوق بر سائر انبیا داشته باشند خدشه سوم هر که کتب قوم را دیده ومعنی فنا وبقا فهمیده است نیک می داند که بعد وصول بمرتبه فنا غیریت یکسر زائل می شود ومولانا روم[1] قدس سره می فرماید ؎

زین نمط بسیار آمد در خبر ❊ کان به نسبت باشد ای جان معتبر
گفت قایل در جهان درویش نیست ❊ ور بود درویش آن درویش نیست
هست از روی بقای ذات او ❊ نیست گشته وصف او در وصف هو
چون زبانه شمع پیش آفتاب ❊ نیست باشد هست باشد در حساب
هست باشد ذات او تا تو اگر ❊ بر نهی پنبه بسوزد زان شرر
نیست باشد روشنی ندهد ترا ❊ کرده باشد آفتاب او را فنا
در دو صد من شهد یک اوقیه خل ❊ چون درافگندی و در وی گشت حل
نیست باشد طعم خل چون می چشی ❊ هست یک اوقیه فزون گر برکشی
پیش شیری آهوی بیهوش شد ❊ هستیش در هست او روپوش شد
این قیاس ناقصان بر کار رب ❊ جوشش عشق است بر ترک ادب
نبض عاشق بی ادب بر می جهد ❊ خویش را در کفه شه می نهد
بی ادب تر نیست وکس در جهان ❊ با ادب تر نیست وکس در نهان
هم به نسبت دان وفاق ای منتجب ❊ این دو ضد با ادب یا بی ادب
بی ادب باشد چو ظاهر بنگری ❊ که بود دعوی عشقش همسری
چون به باطن بنگری دعوی کجاست ❊ رو که دعوی پیش آن سلطان فناست

[1] ملا جلال الدین محمد بن محمد البلخی ثم القونوی در سنه ۶۷۲ فنا گرد مثنوی مستغنی از توصیف است در کشف الظنون مفصل کیفیت مثنوی مذکور است علامه بحر العلوم لکهنوی رحمة الله علیه شرحی حاوی وجامع بر آن نگاشته ۱۲

مات مرید زید اگر فاعل بود　　لیک فاعل نیست کو عاطل بود

او ز روے لفظ نحوی فاعل است　　ورنه او مفعول و مولتش قاتل است

فاعلے چه کو چنان مقهور شد　　فاعلی ها جمله از وے دور شد

درین مقام حضرت معترض بر معنی مراد که ذکرش نموده نظر انداختنی است که بجای شبه متزلزل مے سازد ؎

آنکه شیخ مخمور ز صهباے کرد　　لب بگون تر اکاش تماشاے کرد

خدشهٔ چهارم لفظ مرید درین مقام غلط است و مبنی بر ذهول از معنی مرید درین جا مراد گفتنی است قال سبحان الله در ارادت خدا امت به پیغمبر شریک می باشد خصوصاً با محمد که مهتر و بهتر پیغمبر النست صلے الله علیه وسلم اقول این معنی هیچگونه محل استبعاد نیست زیرا که شرکت در ارادت نسبت بخواص مثل شرکت در ایمان است نسبت بعوام که بر مذهب منصور حضرت ابو حنیفه نعمان علیه الرحمة والرضوان در ایمان زیادتی و نقصان را بار نیست چنانکه شرکت ایمانیه با حضرت خیر البریه علیه الصلوة والتحیه باعث منقصت نیست همچنان از شرکت ارادیه شناعتے نی محصل این است که نفس شرکت در امری محل استبعاد نیست حق تعالی جل شانه فرماید قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ البته شرکتے ممنوع است که از آن دعوی همسری خیزد فتنا هو ممنوع لیس بثابت حضرت مجدد رحمة الله در رساله مبدا و معاد می فرماید و لے هر کمالے که می یابد و بهر درجه که می رسد بطفیل متابعت نبی خود است علیه الصلوة والسلام اگر متابعت نبی نمی بود و نفس ایمان او نمی بود راه بدرجات از کجا می کشود پس اگر ولی را فضلے از فضایل جزئیه حاصل شود که نبی را حاصل نبوده و درجه خاص از درجات علیا میسر شود که نبی نداشته نبی را نیز از آن فضل جزئی و از آن درجه خاص نصیب کامل است چه حصول آن کمال بواسطه متابعت آن نبی است و نتیجه ایست از نتایج اتباع سنت او پس ناچار نبی را از آن کمال بهرهٔ تام باشد کما قال علیه الصلوة والسلام

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهُ وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا

لیکن ولی در حصول این کمال سابق است و در وصول باین درجه مقدم و این قسم فضل ولی بر نبی جائز داشته اند که جزئی است که مجال معارضه بکلی ندارد و آنچه صاحب فصوص می فرماید که خاتم الانبیاء علوم و معارف از خاتم الولایة اخذ می کند راجع باین معرفت است که این فقیر را بآن ممتاز ساخته اند و سلسر موافق شریعت است و شارح فصوص در تصحیح آن تکلف نموده اند و گفته اند که خاتم الولایة خزینه دار خاتم النبوة است اگر بادشاه از خزینه خود بگیرد هیچ نقص لازم نیاید وَحَقِيقَةُ الْاَمْرِ مَا حَقَّقْتُهُ وَمَنْشَاءُ التَّكَلُّفِ عَدَمُ الْوُصُوْلِ بِحَقِيْقَةِ الْمُعَامَلَةِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْبَشَرِ وَاٰلِهِ الْاَطْهَرِ ولایت ولی جزئے است از اجزائے ولایت نبی او علیه الصلوة والسلام ولی را هر چند درجات علیا میسر شود آن درجات جزئے از اجزاے درجات آن نبی خواهد بود و جزء هر چند عظمت پیدا کند کمتر از کل خواهد بود اَلْكُلُّ اَعْظَمُ مِنَ الْجُزْءِ قضیه بدیهیه است احمق باشد که کلانے جزء را تخیل نموده از کل افزون داند که کل عبارت از آن جزء و اجزاء دیگر است قال و عجب که باوجود اثبات شرکت گفته اند نه شرکتے که از آن دعوی همسری خیزد که آن کفر است دیگر شرکت کدام است که از آن دعوی همسری نمی خیزد معنی شرکت و همسری یکے است نزدیک بترادف یا متلازمان و متساویان اند اقول اطلاق ترادف خواه تلازم و تساوی بر شرکت و همسری صحیح نیست زیرا که میان شرکت و همسری نه توحد در مفهوم است و نه تلازم در تصادق ترادف عبارت است از اتحاد فی المفهوم و تساوی آنست که در اطلاق یکے بر دیگرے تلازم داشته باشد توضیح این مقال و تفصیل این اجمال آنست که شرکت عبارت است از انباز شدن یعنی از یافتن چیزے که محدود بکسی می باشد در و چیز و همسری عبارت است از برابر شدن یعنی بسبب شرکتے که در ذاتیات در تمام صفات یا در ذاتیات و اکثر صفات یا در تمام صفات فقط یا در اکثر صفات فقط یافته شود

تحقیق معنی شرکت و همسری

پس شرکت عام مطلق باشد و همسری خاص مطلق زیراکه در مفهوم همسری[۱] شرکت معتبر است
و تمام مفهوم همسری در شرکت معتبر نیست امّا دلیل بر عموم شرکت آن است که شرکت گاهی
بجای همسری مستعمل می شود و گاهی بجای غیر آن بوجهی که معنی همسری انجا هرگز ست
نمی شود امّا استعمال اوّل پس شاید میگویدست ؎

شرکت بخدا قول بجاددے محمد ؐ		دونون زدوا برو شد نافی دو باطل

چنانکه ظاهر است که تا آنکه در نفس ذات و تمام صفات یا در نفس ذات و اکثر صفات یا در
تمام صفات یا اکثر صفات فقط قائل شرکت نشوند هرگز هرگز اطلاق شرکت بدین معنی
بر و روا ندارند و کافر ش نه پندارند و چون کفار غیر خدا را در امور مذکوره شریک او
تعالے جل شانه می کنند و معنی همسریت عیان بزبان قال یا حال مثل سجده وغیره
آن مودی می نمایند اطلاق کفر بر ایشان روا شد امّا استعمال ثانی پس محقق دوانی
در اخلاق جلالی در بیان حکمت عملی می نویسد و آن عبارت است از علم با حوال نفس ناطقه
انسانی ازین روکه افعال محموده و مذمومه بارادت از و صادر تواند شد تا بسبب آن علم
از رذائل متخلی و بفضائل متحلی شود و بکماله که متوجه آن است برسد و افعال مذکوره منقسم
بر دو قسم است یکے آنکه راجع شود با هر نفسے بانفراد و آنرا علم اخلاق و فرهنگ خوانند و دیگر
آنکه راجع باشد بمشارکت با فراد و این نیز دو قسم ست یکی آنکه راجع شود بمشارکت منزل
یعنی آنچه سبب انتظام احوال اهل منزل واحد باشد و آنرا علم تمدن و تدبیر منزل گویند

[۱] بدانکه اگرچه همسری بمعنی برابر است مگر لفظ برابر هم مقتضی مماثلت کلیه نیست در سبع سنابل مولوی عبدالواحد
بلگرامی مذکور است شیخ ابوالحمد بعد دوازده سال شیخ محمد را خرقهٔ خلافت پوشانید و دست شیخ محمد گرفته سمت قبله ایستاده
شد و گفت الهی محمد چشتی را خرقهٔ درویشی پوشانیدم و او را در کار دین استقامت بخشی و فردای قیامت بروی محمد مصطفی
صلے الله علیه وسلم جمیع پیران سرخرو گردانی آواز شنید که خطا نخیر دارا دعای تو قبول کردیم فردای قیامت محمد چشتی
را برابر محمد مصطفی صلے الله علیه وسلم در بهشت بفرستیم چون محمد چشتی را از دوستان است هر که محمد چشتی را دوست دارد او نیز در بهشت ببرم
[illegible]
[illegible] نیست ۱۲

دیگر آنکه براجع بمشارکت در بلد و ولایت یا اقلیم مملکت و آنرا علم مملکت داری و سیاست مدن خوانند انتهی و از این عبارت صاف مستفاد است که کسانیکه مشارکت در منزل یا بلد دارند در ایشان شرکت در منزل یا در بلد یافته می شود زیرا که مشارکت مصدر است از مفاعلة مع هذا همسریت بمعنی مذکور یافته نمی شود زیرا که در خانه مولے و عبد مسکن می پذیرند و در بلد غنی و فقیر و بادشاه و رعیت می باشند و در هر دو اصلا انچه همسریت بمشام خواص و عام در نمی آید اما دلیل بر خصوص همسری آن است که معنی همسری سوائے مفهوم مذکور جائی مذکور نشده و بر السنه احدی از خواص و عوام نمی رود و معنی الفاظ با تصریح ائمه لغت مدرک می شود یا به تفاهم عرف فاذا انتفی انتفی از این تمهید مقدمات چند امور واضح شد امر اول آنکه نفی شرکت از شریکے که از دعوی همسری خبیر و بے تاویل درست است زیرا که عام بدین حیثیت که در ضمن خاص یافته می شود از خاص دیگر مسلوب می شود امر دوم آنکه در بعض شرکت دعوی همسری نمی خیزد چنانکه در شرکت منزل مولے با عبد یا شرکت در بلد غنی با فقیر و سلطان و رعیت امر سیوم آنکه شرکت عام مطلق است و همسری خاص مطلق نه آنکه نزدیک ترادف و یا تساوی و اتحاد فی المفهوم را ترادف گویند و نزدیک ترادف امرے است مستحدث ۵

گردش لیل و نهار است چه می باید کرد ‌‌ فتنه از چشم نگار است چه می باید کرد
دوش از آن شوخ جفا پیشه خود نالیدم ‌‌ دل شیدا که بیار است چه می باید کرد

حضرت غلام علی شاه صاحب رحمة الله علیه فرمایند احق در فیض کسبی واسطه را دخل نیست نه در فیض وهبی اگر منصب داری که بواسطه وزیر معروضات خود به بادشاه میرساند پس نسبت کمال بطفیل بادشاهی بیواسطه بحضور معروض نماید این از کمالات تقرب و جاه وزیر است در حضرت بادشاه که بنده او باین مرتبه رسیده است حضرت شیخ رحمة الله علیه از این رفع توسط همسری انبیاء متعرض شده اند حضرت مجدد رحمة الله نفی آن کرده اند میفرمایند همسری کفر است پس نسبت همسری با خاتم الرسل صلی الله علیه وسلم ایشان را بتبعیت و وراثت انصاف است قول حضرت عائشه صدیقه و ... ولی آمر براه

ایشان از انکہ جواب مادر خود گفتہ نحمد اللہ عزّ و تعالی و آیہ شریفہ فَامِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ رفع توسط می نماید توسط پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم در اتباع عقائد و اعمال و اخلاق ہمیشہ ثابت است ثبوت رفع توسط در کلام بزرگان از احوال بزرگان از غلبہ احوال است کہ حیلولت ذات پاک واسطہ کائنات علیہ افضل الصلوۃ در اخر مشہود نمی شود نہ کہ در واقع نیست معاذ اللہ علم و عمل و اخلاق و محبت و قرب ہمہ بواسطہ جناب مقدس است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان خود در مکتوبات ثانی مساوات می نمایند شریک دولتم نہ شریکے کہ از ان ہمسری خیزد کہ آن کفر است بلکہ شرکت خادم با مخدوم بدانکہ در دولت توحید و ایمان و انوار ولایت کہ پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم خازن و قاسم آن است ہر کہ شریک نیست مسلمان نیست پس شریک شدن مرضی حق سبحانہ است اما در نبوت کہ ختم است بر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیچ مسلمان نمی گویند و نمی اندیشند انتہی قال و انکہ گفتہ اند بلکہ شرکت خادم با مخدوم است یعنی اگر چہ این خادم چیزے از خانہ خود نیاوردہ و ہر چہ دارد از مخدوم دارد و لیکن ہر چہ مخدوم داشت بوے داد و شریک خود ہمچو خود گردانید این ہرگز بوجود نمی آید مخدوم بخادم چیزے می دہد کہ مناسب حال وے باشد و مخدوم خادمان بسیار دارد و بہر کدام بخشش وے می دہد چنانکہ ذکر اولش در کلام ایشان در بیان این معنی بسیار واقع شدہ است از آولش دادن لازم نمی آید کہ ہر چہ در خانہ داشت داد بلکہ انچہ در خور اوست می دہد و خود درین مطالب عالیہ چہ گنجائش این تمثیلات و تقریرات است اقول تفسیر شرکت مبنی بر جان معنی غلط است کہ بطلانش بتوضیح بیان کردہ شد و لا برائے شرکت خادم با مخدوم ضرور نیست کہ انچہ مخدوم پیش خود داشتہ باشد بخادم سپارد و ہمچو خود گرداند فی الواقع معمول برین جاریست کہ مخدوم بخادم چیزے می دہد کہ مناسب حال خادم می باشد لیکن این قدر اعطا برائے ثبوت معنی شرکت بسند است و من ہم میگویم

۱؎ ستایش میکنم اللہ تعالے را ۱۲ ۲؎ نیست از حساب تو برایشان چیزے ۱۲

که از اعطاء او وسش لازم نمی آید که هرچه در خانه نداشت داد بلکه آنچه در خور او است می دهد مگر
در هر چه مطالب عالیه ذکر تمثیلات ضرور نیست بلکه از تمثیلات انکشاف مطالب نزد دل خواه مے
گردد هیچ نمی نگرند که کلام رب العزت از تمثیلات[۱] و تشبیهات مالامال است قال تعالے و تقدس
مثل نوره[۲] کمشکوة فیها مصباح علاوه برین اینجا تمثیل و تشبیه نیست که ما خادم و سرور
ما مخدوم ما **قال** و مقرر است که دعوی مساوات با انبیا خصوصا با سید انبیا صلوة الله
و سلامه علیهم باطل است **اقول** بلکه کفر است چنانکه حضرت مجدد رحمة الله علیه بآن تصریح
کرده و خود حضرت شیخ آن را نقل کرده حاشا که در کلام حضرت مجدد رضی الله عنه دعوی مساوات[۳]
و برابری با انبیا علیهم الصلوة والسلام واقع شده باشد حضرت غلام علی شاه صاحب فرموده
بدانکه آیه شریفه یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ جماعت صحابه را مرید حضرت حق سبحانه می فرماید و آیه
شریفه یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ نیز اصحاب کرام را مرید حق تعالے می فرماید پس آنچه از آیات
ثابت شود جای اعتراض چه گردد انتهی **قال** و تفرقه و تفصیل باعتبار خادمی و مخدومی
و اصالت و فرعیت نیز باطل و عاطل **اقول** این تفرقه باعتبار مخدومی و خادمی و اصالت
و فرعیت ضروری است که انکارش از انکار بدیهیات است هر که پیر است فیض از حق گرفته
بر خلق پاشیده مخدوم است و در ایصال فیض اصل است و مرید خادم و در اکتساب فیض
فرع مولانا شاه عبد العزیز دهلوی رحمة الله علیه درین باب جوابے که تحریر ساخته قابل دیدن است
می فرماید که پیغمبر اکرم صلے الله علیه و سلم را مخدوم و اصل نداند و خود را خادم و فرع نه پندارد
اگر این تفرقه باطل است پس لازم می آید که فیض انبیا بخصم باشد و بدیگرے نرسد وَهُوَ بَاطِلٌ عِنْدَهُمْ[۴]

---

۱ حق تعالی جل شانه فرماید وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۱۲ ۲ مثل نوره او در هیچ است که
در هیچ اعتبار باشد ۳ و آنچه در کلام اقطاب کلامی واقع شود آن را بر مساوات یا ترقی محمول نباید فرمود حضرت غوث
الاعظم فرماید ۵ انا کنت مع نوح باعلی سفینته * بجار او طوفانا تاسطع کف قدرتی * و کنت ابراهیم ملقی بنار ق
* وابردها النیران الا به عوق الی آخر القصیده ۴ این باطل است نزد کامی اهل الله ۱۲

جمیع اَقْوَال اللّٰہ انتہی قال واززبان بعض مہدویہ شنیدہ شدہ است کہ ہر کمالے کہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داشت در سید محمد مہدی نیز بود فرق ہمین است کہ آنجا
باصالت بود واینجا بتبعیت رسول بجائے رسیدہ کہ ہمچو او شدہ بود این عینہ
مقولہ ایشان است اقول این بنا فاسد بر فاسد است از تحریرات سابقہ ظاہر است
کہ نسبتے کہ خادم را با مخدوم باشد ہرگز مقتضی مساوات نیست موعود از مہدی این چنین قول
منقول نیست قلم معین الدین عبید اللہ الملقب بخلیفہ آخوند کیشکی آشپتی در کتاب معارج
الولایت فی مدارج الہدایہ می نگارد سید محمد مہدی نام پدر او یوسف است و اصل او از
جیون پور است مرید و خلیفہ شیخ دانیال است واز اولیاء مسلوب الحال و صاحب سکر بودہ
درحالت سکر چنانکہ بعضے اکابر اَنَا اللّٰہُ وَاَنَا الْحَقُّ وَسُبْحَانِیْ وَقَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیٍّ
وامثال آن گفتہ وے دریں حال اَنَا مَہْدِیٌّ [سلہ] [سکہ] فرمودہ و در حالت افاقہ چنانکہ اکابر از
دعوی الوہیت استغفار کردہ و گفتہ وَاِنْ قُلْتُ سُبْحَانِیْ فَاَنَا مَجُوْسِیٌّ فَاقْطَعُوْا زُنَّارِیْ وَاَقُوْلُ لَا
اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ او نیز از دعوے مہدیت تائب شدہ و مہدی موعود اقرار نمودہ چنانکہ نزد اکثرے
از اکابر این مقدمہ بدیہی است تا جمعی از جہلا کہ در زمان سکر حاضر بودہ و زمان صحو را درک
نہ نمودہ مسانید دریافت و اورا اعتبار نکردہ و بر سخن اول اصرار نمودہ او را مہدی موعود دانند و
طایفہ از جہال کہ معنی سکر و صحو اولیاء اللہ ندانند گفتہ کہ سخن سکر را اعتبارے نیست بلکہ وی
در زبان صحو مدعی این معنی شدہ و دعوی خود را باثبات رسانیدہ است و این محض افترا
و بہتان است کہ بر آن سید بیچارہ بستہ اند انتہی اگر عقیدت مہدویہ حسب تصریح حضرت شیخ
تسلیم کردہ شود پس می گوییم کہ حاشا از کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ این چنین دعوے
یافتہ شود و معلوم نمی شود کہ از کجا مقولہ مہدویان عینہ مقولہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ
فہمیدہ شد قال و چنین شنیدہ می شود کہ شیعہ نیز در شان ائمہ اثنا عشر رضوان

سلہ من مہدی الخ ۱۲ سکہ اگر سبحانی گفتم پس آتش پرستم و پس زنار خود می شکنم و می گویم لا الٰہ الا اللہ ۱۲

الله تعالی علیهم اجمعین می گویند که ایشان شاگرد پیغمبراند صلی الله علیه وسلم بمرتبهٔ استادی
رسیده **اقول** شاید مقولهٔ شیعیان همچنان باشد مگر حضرت مجدد رحمة الله علیه نه نفس
نفیس خود را هم پایهٔ پیغمبر علیه الصلوٰة والسلام می داند و نه کدامی از ارادتمندان چنین عقیده
نسبت وی دارد **قال** بر هر تقدیر این خادم را باید حق نعمت شناخت و نزد مخدوم جز به
بندگی و نیاز دم نزند و دعوی مساوات نگیرد ع اے ایاز آن پوستین را یاد دار
اقول هرگاه بخیال حضرت شیخ در مطالب عالیه گنجایش تمثیلات و تقریرات نبود پس از خادم
و مخدوم چرا حرف زد و چرا حکایت ایاز را بیاد آورد فاما در نفس صحت این کلام شبهه نیست **قال** و مثال این
خادم با این مخدوم که دم از برابری می‌زند و گستاخی میکند حال آن غلام است که همراه خواجه که مقرب بارگاه
سلطان بود در مجلس سلطان رفت پس خواجه بمجلس قرب نشست و غلام نیز آنجا بایستاد و چون خود را در مجلس
بادشاه با خواجه یکجا دید بنازید و مغرور گشت از بیتمیزی و بیتابی که رسم غلامان است خود را همگرد با خواجه شریک
و برابر گرفت و گفت من هم بندهٔ بادشاه و مقرب درگاه اویم و ندانست که همچنان که نخست
نزدیک سلوک طریق که قرب و وصول بوساطت و طفیل خواجه بمجلس بادشاه رسید و وی از اهل
بود الآن که قرب و وصول حاصل شده است نیز واسطه است ولیکن از غایت غرور و بیخردی
و کم فکری وجود وساطت از نظر وے ساقط شده و در حیطهٔ کفران نعمت افتاد **اقول** جواب
این تقریر را بر این کلام قل و دل حضرت مولانا شاه عبد العزیز دهلوی رحمة الله علیه ختم کنم که
همه و هم خود است هیچ خادم با این صفت موجود نیست انتهی **قال** - و اینجا هم همین جواب
بجا ده مخدومی اوداد از این سخن هیچ فائده نمی کند جز فرق به تبعیت و اصالت اما دعوی همسری
و برابری لازم همین این کلام است بلکه دعوی همسری و برابری از خادم و تابع نامقبول
و نامسموع تر است **اقول** الحق دعوی همسری و برابری از خادم و تابع نامقبول و ناسزا
تر است خصوص با سرور انبیاء محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم که اتحاد و زندقه و کفر اکبر است
لیکن از هیچ تحریر و تقریر حضرت ایشان دعوی همسری و برابری مستفاد نشده کما هو ظاهر [illegible]

اینجا کہ احدے از عقلا از مقولہ بالا برابر سمٰی وہمسری نفی فہم و دعوی لازم بین عام ازین که بالمعنی الاعم باشد یا بالمعنی الاخص نظری است محتاج بدلیل و پیش ازین بطلان لزوم کرده شد پس این امر محمول است بر عدم فہم معنی لازم بین کما لا یخفے علی ارباب المعقول ؎

تو مہربان نہ شدی ورنہ انچہ در دل بود	ہزار بار فزون نالہ از زبانم رفت ؎

قال عجب آنکہ فرمودہ اند کہ بر خوان این دولت ہر چند طفیلی ام اما ناخواندہ نیامدہ ام ہر چند تابعم اما از اصالت بے بہرہ نیم انچہ معنی دارد طفیلی خود ہمان کس را می گویند کہ ناخواندہ بیاید و تبعیت ضد اصالت است و اجتماع ضدین محال **اقول** در ہر دو فرق ما بالذات و ما بالتبع است یعنی طفیلی بالذات بودہ ام و مدعو بالعرض و تابع بالذات ام و اصیل بالعرض و میان ہر دو تبعیت فرق ہا است و تقریر رفع اجتماع ضدین این است کہ در عرف طفیلی که عزت دارد از برائے خوشنودی ضیعفی خوانند **قال** واگر گویند بوجہے تابعم و بوجہے اصیل این سخن معنی محصلی ندارد و یا نخست در وقت سلوک تابع پیر و مرید بودم اکنون بعد از وصول بمرتبہ اصالت رسیدہ ام و بسر خود دم و ہمہ وسائل و وسایط کہ بودند ساقط شدند و از میان بدر رفتند چنانکہ اسباب ترتیب خود را بمعدات تشبیہ دادہ اند و پیش ازین مرید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا مرید یکے از خاصہ گان درگاہ وے بودم اکنون مرید خدا ام بیواسطہ و ارادت من باللہ تعالی قبول وسائط نمی کند و ارادت من بے واسطہ باللہ تعالی است من ہم مرید محمد رسول اللہ ام باعتبار سابق و ہم ہم پیر او یم بحکم حال تعالی اللہ از تصور این معنی و تکلم باین کلام موی بر بدن اعتقاد و اخلاص مسلمانے میخیزد و سجدا سوگند بس عظیم است این کلام و بغایت شنیع است این مرام **اقول** این تحاشی از عدم فہم کلام متکلم است پیش ازین معنی کلام بتوضیح تمام برنگاشتہ ام دریں تقریر غلطی صریح این است کہ حضرت معترض می نگارند اکنون مرید خدا ام بے واسطہ حالانکہ این معنی مرید نیست بلکہ معنی مراد است حضرت معترض معنی مرید و مراد خلط ملط می کنند حالانکہ ما معنی مرید و مراد برنگاشتہ ایم و مراد را بے واسطہ انگاشتہ

کاش اگر در معنی مرید و مراد باسعان نظر ملاحظه می فرمود ازین چنین غلطی فاش مصئون می
ماند منشار آن نقل بالمعنی است منهذا در هیچ جا در کلام حضرت مجدد رحمته الله علیه مرید بے
واسطه تحریر نشده نه از کلامش مستفاد است و آنچه تحریر فرموده من هم مرید رسول الله صلی الله
علیه وسلم باعتبار سابق و هم هم ره اویم بحکم حال تقید سابق و حال از اختراعات حضرت معترض
است البته این معنی از حضرت معترض باعث صد گونه اعجاب است تعالی الله از تصور این
معنی و تکلم باین کلام موے بر بدن عتقاد و اخلاص می خیزد بخدا سوگند بس عظیم است این
کلام بغایت شنیع است این مرام ؎

درد دل گفتم تغافل کرد خواری را ببین	گریه کردم خنده زد بے اعتباری را ببین
صبر کردم سر کشید و شور سر کردم رمید	شکوه کردم رنجه شد ناسازگاری را ببین

مولانا شاه عبدالعزیز دهلوی رحمة الله علیه فرماید بدیهی است که دخل پیغمبر و مرشد در فیض کسبی
است نه در فیض وهبی یَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ مَا قَالَتْهُ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْمَدُ اللّٰهَ وَلَا نَحْمَدُ اَحَدًا
انتهی **قال** راه راست آنست که اعتقاد کنند و بگویند که همه مریدان حضرت رسول الله
اند صلے الله علیه وسلم و رسول مرید خدا است جل جلاله از حق فیض می گیرد و بخلق میرساند معنی
نبوت و رسالت این است **اقول** ظاهر درین کلام تحاشی است از اطلاق مرید الله و مراد الله این معنی
مبنی است با اصطلاح صوفیه هر که از اصطلاح صوفیه واقف است نیک میداند که این از مراتب کملین اولیاء الله است
رضی الله عنهم پس چنانکه مرید رسول الله گفتن جایز است همچنان مرید الله و مراد الله و آنچه حضرت معترض
گفته هرگز راه راست نیست بلکه راه راست این است که چنانکه حضرت رسول الله صلے الله علیه
وسلم را مرید الله گوئیم همچنان مراد الله نسبت وی صلی الله علیه وسلم انتقاص هرگز زیبا نیست
اعتقاد باید داشت که سرور عالم صلے الله علیه وسلم جامع جمیع صفات انسانی و ملکوتی بوده
اند **قال** هیچ کس را بے وساطت وی صلی الله علیه وسلم راه نیست بسوی خدا و در درگاه
وے جای نه خواه در وقت سلوک یا بعد از وصول **اقول** این کلام فی الجمله منافاتے دارد

از تقریرے کہ حضرت شیخ در رسالہ تبیین الطریق لاہل الارادۃ بالتزام وظایف الخیر والعبادۃ۔ بدین عبارت نگاشتہ اما احتیاج مردم بمرشد واستاد پس از برای تسہیل طریق وسرعت وصول است وسلوک طریق بے مرشد واستاد اگر توفیق رفیق گردد فی الجملہ ممکن است بموجب قولہ تعالے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا لکن بتعب شدید و مدت طویل وہو نادر جدا واللہ اعلم انتہی وتحقیق مقام این است کہ اگر از وساطت تبعیت مراد باشد در صحت این کلام شبہ نیست واگر حیلولت مقصود باشد پس در فیض من اللہ ہی حیلولت نمی باشد والا فیض ہی نخواہد بود قال دیگر اطلاق سلسلہ در ارادت اللہ تعالی کہ بے واسطہ غیری است عجب واقع شدہ است اطلاق سلسلہ در جای مناسب است کہ بوسائط باشد ظاہر سہو قلم است یا بطریق مشاکلت است این سخن طالب علمی است والامر فی ذلک سہل اقول جواب اشکال بدو وجہ گزارش می رود اول آنکہ از تقریرات سابقہ اطلاع کافی دادہ شدہ است کہ درین محل از عدم توسط عدم حیلولت مقصود است این عدم توسط ذات توسط بمعنی تبعیت لازم الوجود است توسط بمعنی تبعیت از وسائط جائز نیست پس لفظ سلسلہ امناسبتے خاص باشد دوم آنکہ این استعارہ تخییلیہ است ارادت را بباب تشبیہ دادند وسلسلہ را با و ثابت کردند درین صورت ضرورت وسائط نیست مے این چنین استعارات متعارف است آیات قرآنی ازین مالامال است حق تعالے جل شانہ فرماید فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَیَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ وغیر ذلک من الابیات الکثیرۃ بای حال اعتراض طالب علمی کار طالب علم است سخن از تصوف راند ازانی بود این ہوس در دل باقی است ؎

نہ خفت خسرو مسکین ازین ہوس شب ہا	کہ دیدہ در کف پایت نہد بخواب رود

قال وگفتہ اند کہ ید من نائب ید اللہ است این فرع ونتیجہ ارادت اللہ است چہ ید مرید نائب ید پیر می باشد ماتلوح می افتد بقول حق سبحانہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ الآیۃ واین بحقیقت وقتے راست آید کہ بروئے آثار بیعت اذن ثبت

لکنّ اللّٰه رمٰی مترتب گردد که بیک مشت خاک لشکری را منهزم گردانند و مع آن حکایت بانی بیش نیست **اقول** آنچه گفته شد چه ید مرید نایب پیر می باشد بدو وجه صحیح نیست اول آنکه حضرت شیخ از مرید معنی متعارف مراد داشته نه مصطلح متصوفین حالانکه در کلام حضرت مجدد رحمه الله مصطلح صوفیه مراد است ثانیاً درین مقام مراد باید گفت نه مرید دوم آنکه وجه نیابت حسب مذاق اهل فن فنا و بقا است در فصل الخطاب از ترجمه عوارف منقول است فنا عبارت است از نهایت سیر الی الله عزوجل و بقا عبارت است از بدایت سیر فی الله سبحانه و سیر الی الله سبحانه وقتے منتهی گردد که بادیه وجود را بقدم صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی الله عزوجل آنگاه محقق شود که بنده بعد از فنائے مطلق در عالم اتصاف باوصاف الٰهی و تخلق باخلاق ربانی ترقی نماید انتهی پس هرگاه مرتبه فنا و بقا حاصل گردد دست وی نایب مناب ید الله باشد [۵]

آنرا که فنا شیوه و فقر آئین است	نه کشف و یقین نه معرفت نه دین است
رفت او ز میان همین خدا ماند خدا	الفقر اذا تمّ هو الله این است [۵]

در حالت فنا دوے برخیزد ۵

زینسان که بقائے خویشتن میخواهی	از خرمن هستیت جوے کے کاهی
تا یک سر موز خویشتن آگاهی	گر دم زنی از راه فنا گمراهی

و در رساله مشاهدة الانوار بین التجلی والاستتار خود حضرت شیخ در میان عبد و معبود و قاصد و مقصود و طالب و مطلوب و محب و محبوب فرق را دور نموده حیث قال اما عنوانات دیگر که طالب و مطلوب و محب و محبوب است بیقین حکم نتوان کرد که طالب کیست و مطلوب که و محب کیست و محبوب کدام هر دو هم طالب اند و هم مطلوب و هم محب اند و هم محبوب بوجهے او طالب

---

۵ فقر هرگاه تمام شد آن الله است ۱۲ ۵۲ در کشف المحجوب از شبلی رحمه الله منقول است صوفی آن بود که اندر دو جهان هیچ چیز نه بیند بجز خدای عزوجل و از علی بن محمد ازحیری فی نیشاپوری منقول است تصوف آن بود که ظاهر و باطن خود را نه بیند و جمله بحق را بیند ۱۲

و این مطلوب و در مرتبہ دیگر او مطلوب این طالب وی بگذار کہ حقیقت یکی است مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ زیادہ برین چہ گویم کفرہاے حقیقی در سینہ درین باب مضمر است کہ اگر آن را بیرون افگنم صد ایمان مجازی ازان بر شک آید اسرار در پردہ بہتر و ناگفتہ بہ انتہی انچہ ذکر تلویح نمودہ شد صریح خطا است کہ نزول آیت در باب دیگر است یعنی ہرگاہ غزوہ حدیبیہ پیش بود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از صحابہ رضی اللہ عنہم کہ یک ہزار چہار صد بودند بیعت گرفت بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم برین امر بیعت کردند کہ ما جنگ خواہیم کرد تا آنکہ قتل شویم و برخے برین امر کہ از جنگ فرار نخواہیم کرد قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَدُ اللّٰهِ بِالْوَفَاءِ لِمَا وَعَدَهُمْ مِنَ الْخَيْرِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ در تفسیر ابی سعود رومی مذکور است اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اَيْ عَلٰى قِتَالِ قُرَيْشٍ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَعْنِيْ اَنَّ مُتَابَعَتَكَ هِيَ مُتَابَعَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ تَوْثِيْقُ الْعَهْدِ بِمُرَاعَاةِ اَوَامِرِهٖ وَنَوَاهِيْهِ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ يَعْنِيْ اَنَّ عَقْدَ الْمِيْثَاقِ مَعَ الرَّسُوْلِ كَعَقْدِهٖ مَعَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ غَيْرِ تَفَاوُتٍ بَيْنَهُمَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ انتہی مختصرا در تفسیر کبیر مذکور است يَدُ اللّٰهِ بِمَعْنٰى نِعْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَوْقَ اِحْسَانِهِمْ اِلَى اللّٰهِ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اَيْ نُصْرَتُهٗ اِيَّاهُمْ اَقْوٰى وَاَعْلٰى مِنْ نُصْرَتِهِمْ اِيَّاهُ

۵۱ ہرکہ اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد اللہ تعالے را ۱۲ ۵۲ ابن عباس رضی اللہ عنہما گوید کہ آنچہ اللہ تعالی با ایشان وعدہ خیر کردہ دست او برای وفا بر دست ایشان است ۵۳ کسانیکہ بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر قتال قریش می کنند ایشان بیعت اللہ تعالے می کنند یعنی متابعت رسول متابعت اللہ تعالے است زیرا کہ مقصود استحکام عہد است بمراعات اوامر و نواہی وے تعالے ید اللہ فوق ایدیہم یعنی عقد پیمان از رسول اللہ صلعم چنان است کہ با اللہ تعالے شدہ درین ہر دو ہیچ فرق نیست اللہ تعالی فرماید ہرکہ اطاعت کرد رسول را پس اطاعت کرد اللہ تعالے را ۱۲ ۵۴ معنی ید اللہ این است کہ نعمت اللہ تعالی بر ایشان زیادہ از احسانی است کہ از ایشان ظاہر شدہ و نصرت مر اللہ تعالی را بر ایشان زیادہ تر است از نصرت ایشان کہ می کنند ۱۲

انتہے مختصراً ازین تقریر ظاہر است کہ سوق آیت در امر دیگر است و کلامے کہ در آن میرود چیزے آخر فرشتان بینہما و آیہ فانہ مبینت اذ ہم مبینت بے محل ذکر کردہ شدہ زیرا کہ بیعت کنندگان صحابہ اند رضی اللہ عنہم در امی مشت خاک سرور عالم بودہ اند صلے اللہ علیہ وسلم آنچہ ذکر اضمار کفر ہا بیان فرمودہ شد از حضرت شیخ رحمہ اللہ این چنین تحریر در ورطہ حیرت انگند ۵

گلہ در پیش جانان گل رعنا کردم ❊ اگر بے داشت دلم غنچہ صفت وا کردم

قال اکنون بعبارت و حقایق کہ در تحقیق این دعاوے نوشتہ اند دست زدہ دفع این خلجانات و شبہات کنیم و من اللہ الاستعانۃ والتوفیق اقول آنچہ پیشتر ازین نگاشتہ ام اگر دران تامل کافی رود دفع تمامی خلجانات و شبہات را مستکفل خواہد بود مگر چون حضرت شیخ رحمہ اللہ دست بدامان مکتوب صد و بست و یکم از جلد ثالث زدہ ایرادات کردہ است پس چنان مناسب دانم کہ عبارت مکتوب را اول نقل کنم سپس بر ہر ایراد را ذکر کردہ بدفع آن کوشم ۵

بہ بینیم کہ تا کرد گار جہان ❊ درین اشکارا چہ دارد نہان

عبارت مکتوب این است اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى صحیفہ گرامی کہ از روے شفقت و مہربانی نامزد این فقیر ساختہ بودند بمطالعہ آن مشرف گشت اندراج یافتہ بود کہ عزیزے بر عبارت مکتوبے کہ در اجمیر نوشتہ بودے اعتراضہا دارد در حل آن باید نوشت و بعضے از یاران چون تعین مواضع اشتباہ نوشتہ بودند باندازہ آن چند مقدمہ در حل آن اشتباہ نوشتہ آمد واللہ سبحانہ الہادی الی سبیل الرشاد مخدوما مکرما سیر مرادی و سیر مریدی امرے است کہ بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد و الزام امرے نیست کہ بغیر تعلق داشتہ باشد پس حجت و برہان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد و مع ذلک کسے را کہ حضرت حق سبحانہ قوت قدسیہ دادہ است اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیر نیک ملاحظہ نماید و فیوض و برکات و علوم و معارف

۵ ستایش مر خدای را است و سلام بر بندگان او کہ برگزیدہ اند ۱۲ ۵ اللہ تعالی نمایندہ است راہ راست کا ۱۲

الهی جل شانه که او بآن ممتاز است مشاهده کند تواند بود که حکم بسیر مرادی او نماید و هیچ محتاج بدلیل نبود در رنگ آنکه ابله از ملاحظه قرب و بعد و مقابله و اجتماع که قمر را با شمس است حکم کند که نور قمر مستفاد از نور شمس است اگرچه این معنی بر غیر ارباب حدس حجت نبود و نیز حضرت خواجه ما قدس سره در اوائل حال سیر این فقیر را سیر مرادی مقرر فرموده بودند شاید یاران هم این معنی را از ایشان شنوده باشند و این ابیات مثنوی مطابق حال فقیر دانسته می خواندند ٥

عشق معشوقان نهان است و ستیر ‌ ‌ عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر
لیک عشق عاشقان تن زه کند ‌ ‌ عشق معشوقان خوش و فربه کند
وز مرادان هرکه واصل گشته است ‌ ‌ او براه اجتبا رفته است

راه اجتبا مخصوص بانبیا نیست علیهم الصلوة والتسلیمات صاحب عوارف قدس سره در بیان مجذوب سالک و سالک مجذوب تصریح باین معنی فرموده است و راه مریدان را راه انابت و راه مرادان را راه اجتبا گفته قال الله تعالی اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ آری راه اجتبا بالاصالت مخصوص بانبیا است علیهم الصلوة والتسلیمات و امتان را در رنگ سائر کمالات بتبعیت ایشان است نه آنکه اجتبا مطلقا مخصوص بانبیا است علیهم الصلوة والتسلیمات و امتان را از آن اصلا نصیب نیست که آن غیر واقع است مخدوما وصول فیوض هر سالک را بتوسط و حیلولت خیر البشر علیه وعلی آله الصلوة والسلام تا زمانی است که حقیقت آن سالک که محمدی المشرب است بحقیقه محمدیه منطبق نگشته است و بآن متحد نشده و چون بکمال متابعت بلکه بمحض فضل در مقامات عروج این حقیقت را بآن حقیقت اتحادی حاصل شد توسط برخاست چه توسط و حیلولت در مغایرت است نه در اتحاد و متوسط و حاجب محجوب نبود آنجا که اتحاد است معامله بشرکت است اما چون سالک تابع و الحاقی و طفیلی است از قبیل شرکت خادم بود با مخدوم و آنکه گفتیم که حقیقت

او را با حقیقت آن سرور علیه و علی آله الصلوٰة والسلام انطباقے واتحادی پیدا می شود بیانش آنست که حقیقت محمدی علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام جامع جمیع حقایق است و آن را حقیقة الحقایق گویند وحقایق دیگران در رنگ اجزا اند مر او را با جزئیات زیرا که اگر محمدی المشرب است حقیقت سالک در رنگ جزی است مر آن کلی را ومحمول است بروی وحقیقت غیر محمدی المشرب در رنگ جزاست مر آن کل را وغیر محمول است بروی واین حقیقت محمدی المشرب اگر اتحادے در عروج پیدا شود با حقیقت پیغمبری خواهد بود که این بر قدم اوست ومحمول بر آن حقیقت خواهد شد وشرکتے در کمالات مناسبت او را پیدا خواهد کرد لیکن از قسم شرکت خادم بود با مخدوم چنانچه گزشت وچون این جزئی را انعلاقه کمال متابعت بلکه بمحض فضل محبت خاص بکلی خود پیدا شود وشوق وصول آن دامنگیر او میگردد وآن قید یکه کلی را به جزئی آورده بود بفضل خداوندی جل شانه رو بزوال می آرد وبتدریج بعد از زوال این جزئی را با آن کلی انطباقے واتحاقے حاصل می شود وآنکه گفتیم محبت خاص پیدا می شود در رنگ آنکه بمحض فضل این فقیر را پیدا شده ودر غلبات آن محبت می گفت که محبت من بحضرت حق سبحانه از آن جهت است که او تعالیٰ رب محمد است صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم ومیان شیخ تاج ویاران دیگر ازین مقوله تعجب میکردند انگارم که از خاطر شما هم نرفته باشد وتا این قسم محبت پیدا نه شود الحاق واتحاد چگونه متصور بود وذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ حقیقت توسط وعدم توسط را بیان می نماید نیک استماع فرمایند طریق جذبه را چونکه کشش از جانب مطلوب است وعنایت الٰهی جل شانه متکفل حال طالب است ناچار قبول وساطت نمی کند ودر طریق سلوک چونکه نا بتے از طالب است ناچار وجود وسائط چاره نبود ودر نفس جذبه هر چند وسائط در کار نیست اما تمامی جذبه منوط بسلوک است که اگر سلوک که عبارت از اتیان شریعت است از توبه وزهد وغیرها با جذبه منضم گردد جذبه ناتمام وابتر است بسیارے از مجذوبان ناقص را دیده ایم که مجذوب دارند اما چونکه بمتابعت صاحب

شریعت علیه وعلی آله الصلوة والسلام متحلی نگشته اند خراب وابتر اند وغیر از صورت جذب
نصیبے ندارند سوال حصول جذب بنحوی از محبوبیت می طلبد پس کفار را که اعداء الله اند نصیبے
از جذب چگونه تجویز نموده اید جواب تواند بود که بعضے از کفار بنحوی از معنی محبوبیت داشته
باشند که باعث حصول جذب شان شده باشد وچون آنرا بمتابعت صاحب شریعت علیه و
علی آله الصلوة والسلام متحلی نساختند خاسر ومخذول ماندند وآن جذبه غیر از حجت بر ایشان
درست نکرده که اعلام استعداد شان نموده که بجهل وعناد آنرا از قوه بفعل نیاورده اند وما
ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ودر طریق جذبه اگر بتوسط متابعت صاحب شریعت
علیه وعلی آله الصلوة والسلام که عبارت از سلوک است وصول مطلوب میسر شود بے واسطه و
بے حیلولت امری نخواهد بود گفته اند لَوْ دُلِّيْتُمْ بِدَلْوٍ لَوَقَعْتُمْ عَلَى اللّٰهِ یعنی اگر رشیده
شوید بحضرت حق سبحانه ورسانیده شوید باطن البطون هر آئینه در میان شما ودر میان
حق جل وعلا حیلولت وحجاب امرے نخواهد بود وشاید که بخاطر شریف شما هم مانده باشد که حضرت
خواجه ما قدس سره می فرمودند که وصول از راه معیت که حق را جل سلطانه با بنده است اگر میسر
شود ناچار بے توسط امرے خواهد بود که مناسب معیت است واگر واسطه است در سلسله تربیت
است که عبارت از سلوک است وراه معیت یکی از طرق جذبه است وحدیث اَلْمَرْءُ
مَعَ مَنْ اَحَبَّ علی صاحبه الصلوة والسلام نیز تائید این معنی می فرماید زیرا که مرد را با محبوب
خود چون معیت به ثبوت پیوست واسطه مرتفع گشت استماع فرمایند هر ظل را با اصل خود شاهراه
است در هیچ چیز در میان شان حائل نیست اگر بعنایت خداوندی جل شانه ظلے را با اصل
خود میلے پیدا شود وکششے باو هویدا گردد بدولت متابعت صاحب شریعت علیه وعلی
آله الصلوة والسلام آن ظل را با آن اصل وصولے والتحاقے حاصل آید هر آئینه بے حیلولت
امرے خواهد بود وچون آن اصل اسمی است از اسماء الٰهی جل شانه ناچار در میان اسم
ومسماے او حائلے نخواهد بود ووصول ظل از این راه با اصل که مسماے آن اسم است بے

توسط امرے نخواهد بود و آیضاً هرکه واصل حضرت ذات است تعالی بوصول بے چونی توسط و حیلولت امرے درحق او مفقود است هرگاه در صورت وصول بحضرت ذات سبحانه حیلولت وحجابیت صفات واجبی جل سلطانه مرتفع گردد حیلولت وحجابیت غیر صفات چه گنجایش دارد

سؤال صفات واجبی را جل شانه هرگاه انفکاکے از حضرت ذات او تعالی جائز نباشد ارتفاع حیلولت صفات از میان واصل و موصول الیه بچه معنی بود **جواب** سالک را چون وصول وتحقق باصل خود که اسمی است از اسمای الهی جل شانه و آن سالک ظل اوست حاصل گردد هر آئینه درمیان حضرت ذات تعالی هیچ توسطے وحیلولتے نخواهد بود چنانچه درمیان اسم و مسمای او حیلولت امری کائن نیست پس نه ارتفاع لازم آمد و نه انفکاک و شمۀ ازین تحقیق گذشته است درمیان اتحاد حقیقت سالک وحقیقت محمدی علیه و علی آله الصلوة والسلام و نیز شمۀ ازین بیان در بیان وصول ظل باصل هم گذشته **تنبیه** ساده لوحے ازین عدم توسط که در طریق جذبه و غیرها گفته شده است استغنای از تبعیت خیر البشر علیه و علی آله الصلوة والسلام گمان نبرد که آن کفر و الحاد و زندقه است و انکار است از شریعت حقه او علیه و علی آله الصلوة والسلام و بالا گذشته است که جذبه بے توسط سلوک که عبارت از اتیان شریعت است علی صاحبها الصلوة والتحیه ابتر و ناتمام است و نقمت است که بصورت نعمت برآمده وتبعیت رابر صاحب جذبه ناتمام تمام کرده بالجمله کشف صحیح و الهام صریح نیز بیقین پیوسته است هیچ دقیقه از دقایق این راه و هیچ معرفتے از معارف این قوم بے واسطه او و بے توسط متابعت او علیه و علی آله الصلوة والسلام میسر نیست و منتهی را در رنگ مبتدی و متوسط فیوض و برکات این راه بے تبعیت وے بطفیل او حاصل نه

محال است سعدی که راه صفا   توان رفت جز در پے مصطفے

افلاطون از بے خردی صفائے که در نفس خود از ریاضت و مجاهدات یافت خود را از بعثت انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات مستغنی دانست و گفت نحن قوم مهتدون لا حاجة بنا الی

متن: باید دانست که این معنا که بریاضات بے توسط متابعت انبیا حاصل شده است علیہم الصلوۃ والتسلیمات حکم آن دارد که مس سیاه را زر اندود سازند یا زهر را به شکر غلاف کنند متابعت انبیا راست علیہم الصلوۃ والتسلیمات که حقیقت مس را منقلب گردانیده زر خالص سازد و نفس را از امارگی به اطمینان آرد حکیم مطلق جل وعلا بعثت انبیا و وضع شرائع اینها را علیہم الصلوۃ والتسلیمات از برای تعجیز و تخریب اماره مقرر ساخته است و خرابی او را بلکه اصلاح او را در غیر متابعت این بزرگواران نگذاشته علیہم الصلوۃ والتسلیمات اگر هزاران ریاضات و مجاهدات بے متابعت این بزرگواران علیہم الصلوۃ والتسلیمات کرده شود سر موئے از امارگی او کم نگردد بلکه از دیاد سرکشی او نماید مصرعه

	هرچه گیرد علتی علت شود	

ازاله مرض ذاتی او منوط بشرائع انبیاست علیہم الصلوۃ والتحیات و بدون ها خرط القتاد باید دانست که جذبه را هرچند از سلوک چاره نیست مقدم باشد جذبه بر سلوک یا موخر اما فضل مر تقدیم جذبه راست که سلوک خادم اوست و در تاخیر جذبه سلوک مخدوم اوست که بدولت سلوک او را جذب میسر شده است و در تقدیم جذبه نه این چنین است که او بالذات مطلوب و مدعو است ابتدا این مراد آمد و آن مرید و رأس مرادان و رئیس محبوبان محمد رسول الله صلی الله تعالی علیه و علی آله وسلم که مقصود ذاتی و مدعو اولی از این دعوت اوست علیه و علی آله الصلوۃ والسلام و دیگران را طفیلی او طلبیده اند مرادان باشند یا مریدان لولاه لما خلق الله الخلق و لما اظهر الربوبیة کما ورد چون دیگران همه طفیلی او باشند و او مقصود اصلی از این دعوت بود علیه و علی آله الصلوۃ والسلام ناچار همه محتاج او باشند و بتوسط او فیوض و برکات اخذ نمایند علیه و علی آله الصلوۃ والسلام و باین معنی اگر همه را آل او گویند گنجایش دارد علیه و علی آله الصلوۃ والسلام که همه پس رفاویند و بے توسط او کمال اخذ نه نمایند چه هرگاه وجود ایشان بے توسط وجود او صورت نه بندد کمالات دیگر خود که تابع وجود

اند ہے توسط او چہ صورت دارند علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام طلب محبوب رب العالمین چنین باید استماع فرمایند مکشوف گشتہ است کہ محبوبیت او علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام بآن محبت واجبی جل شانہ کائن است کہ بذات بحت او تعالے بے ملاحظہ شئیون و اعتبارات تعلق گرفتہ است و حضرت ذات تعالے بآن محبت محبوب گشتہ بخلاف محبوبیت دیگران کہ بآن محبت کائن است کہ تعلق بشئیون و اعتبارات دارد متلبس باسماء و صفات است یا بظلال اسماء صفات علی تفاوت الدرجات

۱	فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ	حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ	

علیہ وعلی جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین الصلوۃ والتسلیمات والتحیات والبرکات تحقیق این مقام آن است کہ توسط آن سرور کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام بدو معنی تواند بود یکے او صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم حائل و حاجب بود در میان سالک و درمیان مطلوب و معنی دوم آنست کہ سالک بطفیل او بتوسط تبعیت و متابعت او علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام مطلوب واصل گردد در طریق سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بہر دو معنی کائن است بلکہ می انگارم کہ طریق از شیوخ ہر کہ در میان آمدہ است متوسط و حاجب شہود سالک است واے اگر در آخر جذبہ تدارک آن نہ نماید و معاملہ از پردہ بے پردگی نکشد زیراکہ در طریق جذبہ بعد از رسیدن بحقیقت الحقائق توسط بمعنی ثانی است کہ طفیل و تبعیت است نہ حیلولت و حجاب کہ پردہ شہود و مشاہدہ و مانند آنہا بود گفتہ نشود کہ این عدم توسط اگر چہ بیک معنی بود قصورے بجناب حضرت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام والتحیہ لازم می آید گویم کہ این عدم توسط مستلزم کمال انجاب امت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نہ مستلزم قصور در وجود توسط است زیراکہ کمال متبوع آنست کہ تابع او بطفیل و تبعیت او بجمیع درجات کمال برسد و ہیچ دقیقہ فرو نگذارد و این معنی در عدم توسط کائن است نہ در وجود توسط کہ انجا شہود بے پردہ است کہ اقتضاے

ج ۲ جدید

درجات کمال است واینجا در پرده پس کمال در عدم توسط بود وقصور در توسط از شوکت و عظمت مخدوم است که خادم او در هیچ مقامے از وے تخلف نکند در تبعیت او شریک دولت همگنان او گردد واز اینجاست که آن سرور فرموده است علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ علیه وعلیهم الصلوٰة والتسلیمات رویت اخروی بے توسط وبے حیلولت امرے خواهد بود در حدیث صحیح آمده است علی صاحبه الصلوٰة والسلام که بنده چون بنماز داخل می شود حجابیکه درمیان بنده وخدا است مرتفع می گردد ولهذا صلوٰة معراج مومن آمد وحظ وافر از آن نصیب منتهی وصل گشت چه رفع حجاب مخصوص بواصل منتهی است پس ارتفاع توسط وحیلولت ثابت گشت این معرفت از خواص معارف لدنیه این فقیر است که بمحض فضل وکرم آنرا عطا فرموده اند وبحقیقت آن متحقق ساخته

من آنخاکم که ابر نوبهاری
کند از لطف برمن قطره باری

خوش گفت

اگر بادشه بر در پیرزن
بیاید تو ای خواجه سبلت مکن

مشایخ طریقت قدس الله اسرارهم در توسط وعدم توسط آن سرور اختلافها دارند علیه وعلے آله الصلوٰة والتسلیمات جمعے بتوسط رفته اند وگروهے بعدم توسط وهیچ کدام شان تحقیق توسط وعدم توسط ننموده است واز کمال وقصور شان سخن نگفته ارباب ظواهر نزدیک است که عدم توسط را که کمال ایمان است کفر دانند وقایل آنرا نادانسته تضلیل کنند وتوسط را از کمال ایمان تصور نمایند وقایل آن را از کمل تابعان شمرند وحال آنکه عدم توسط مبنی از کمال متابعت است وتوسط مشعر از قصور متابعت کما مر کُلُّ ذٰلِکَ مِنْهُمْ بِعَدَمِ الْاِدْرَاکِ عَنْ حَقِیْقَةِ الْحَالِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی بَلْ کَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا یَاْتِهِمْ تَاْوِیْلُهٗ کَذٰلِکَ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

تندوما اویسی گفتن انکارے از پیر ظاهر نیست زیراکه اویسی کسے است که روحانیان را در

تربیت او مدخلے باشد حضرت خواجه احرار را قدس سره با وجود پیر ظاهر چونکه امدادے از روحانیت
حضرت خواجه نقشبند قدس سره یافته بودند اویسی می گفتند وهمچنین حضرت خواجه نقشبند با وجود
پیر ظاهر چون مددها از روحانیت حضرت خواجه عبد الخالق قدس سرها یافته بودند اویسی بودند
علی الخصوص شخصے که با وجود اویسیت اقرار به پیر ظاهر دارد و بزور انکار به پیر مراد بستن
عجب الضاف است مخدوما مراد از ترکیب لفظ عبد الباقی معنی اضافی است نه معنی علمی
هرچند بابلغ وجوه اشعاری بمعنی علمی هم دارد یعنے پیر من هرچند بنده باقی است اما متکفل
تربیت من الله باقی است اینجا کدام تحریف است وچه سوء ادب الله تعالی الضافی بدیه مخدوما
قصورے که در معنی سبحانی که از بسطامی قدس سره در غلبات سکر صادر شده است گفته
باشد لازم نمی آید از آنکه آن قصور در قائل آن مستقر و مستمر باشد تا دیگرے از وی افضل بود چه
بسا معارف است که در وقتے بمقتضای حال آنوقت صادر شده است و در وقت دیگر بعنایت
خداوندی جل شانه چونکه قصور آن معرفت را دریافته است از ان درگذشته و بمقام فوق
رسیده در مکتوب شریف اندراج یافته بود که ارباب سکر اگر این قسم سخنان شطح آمیز نویسند
گنجایش دارد اما از ارباب صحو اظهار این سخنان بسیار مستبعد است مخدوما هر که این سخنان نوشته
است منشای آن سکر است و بی مخرج سکر درین باب دست بقلم نه برده غایت ما فی الباب
در سکر مراتب کثیره است هرچند سکر بیشتر شطح غالب تر سکر بسطامی باید که بے تحاشی قول
لِوَائِي اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ ازان بوجود آید پس هر که صحو دارد گمان نکنند که سکر همراه او
نیست که آن عین قصور است صحو خالص نصیب انبیاء است هر که صحو را ترجیح داده است مرادش غلبه
صحو است نه صحو صرف وهمچنین هر که سکر را ترجیح می دهد مرادش غلبه سکر است نه سکر خالص که آن
آفت است جنید قدس سره که رئیس ارباب صحو است وصحو را بر سکر ترجیح می دهد چندان عبارات
سکر آمیز دارد که چه تعداد آن نماید فرموده هُوَ الْعَارِفُ وَالْمَعْرُوفُ وگفته وَلَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اِنَائِهٖ
و فرموده اَلْمُحْدَثُ اِذَا قُورِنَ بِالْقَدِيْمِ لَمْ يَبْقَ لَهٗ اَثَرٌ و صاحب عوارف که از

اکمل اسباب صحو است در کتاب و چندان معارف سکریه است که چه شرح آن دهد این فقیر در ورقے بعضے معارف سکریه را قدس سره جمع کرده است از ابنای سکر است که تجویز افشای اسرار نموده می آید و از سکر است که مباهات و افتخار کرده میشود و از سکر است که مزیت خود بر دیگری اظهار کرده می آید اگر صحو خالص باشد افشای اسرار اینجا کفر بود و خود را از دیگرے بهتر دانستن شرک باشد بقیه سکر در صحو در رنگ نمک است که مصلح طعام است اگر نمک نه باشد طعام معطل و بیکار بود ؎

گر عشق نبودے و غم عشق نبودے ‌‌ ‌ چندین سخن نغز که گفتی و شنودی

صاحب عوارف قدس سره که قول قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ را که از حضرت شیخ عبد القادر قدس سره صادر شده است بر حیثیت سکر محمول داشته است مرادش قصور این قول نیست کما توهم که آن عین محمدت اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی صدور این قسم سخن که مبنی از مباهات و افتخار است بے بقیه سکر کائن نیست که در صحو خالص امثال این سخنان بتکلم نمودن دشوار است این فقیر که این همه دفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفه علیه نوشته است ظاهر بخاطر شریف شما قرار یافته است که از روی صحو خالص نوشته است بے مزج سکر حاشا که آن حرام و منکر است و گزاف و سخن باقی است سخن با فلان که به صحو خالص متصف اند بسیار اند چرا این قسم سخنان نیافتند و دل های مردم را نه جانب بر نداشتند ؎

فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست ‌ ‌ ‌ هم قصه غریب و حدیث عجیب هست

مخدوما این قسم سخنان که مبنی از افشاے اسرار باشد و از ظاهر مصروف در هر وقتے از مشایخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم بظهور آمده است و عادت مستمره این بزرگان گشته امری نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد و اختراع نموده لَیْسَ هٰذَا اَوَّلُ قَارُوْرَةٍ کُسِرَتْ فِی الْاِسْلَامِ پس این همه شور و غوغا چیست اگر لفظے صادر شده است که ظاهرش مطابقت بعلوم شرعیه ندارد آن را باندک توجیه از ظاهر مصروف نموده مطابق باید ساخت و مسلمانی را متهم نباید کرد و اشاعت ناخشنه و تفضیح ناسوق هرگاه در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح

مسلمانی به مجرد اشتباه چه مناسب بود و تشهیر آن منادی کردن کدام تزیین باشد طریق مسلمانی و مهربانی آنست که کلمه‌ئی که ظاهرش مخالف علوم شرعیه است اگر از شخصی صادر شود باید دید که قائل آن کیست اگر ملحد و زندیق بود رد آن باید کرد و در راه اصلاح آن نباید کوشید و اگر قائل آن کلمه از مسلمانان بود و ایمانی بخدا و رسول او داشته باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و محمل صحیح از برای آن پیدا باید نمود یا از آن قائل حل آن باید طلبید و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نهی منکر برفق اولی است که باجابت نزدیک است و اگر مقصود اجابت نباشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است الله تعالی توفیق دهاد و عجب آنکه از مکتوب شریف مفهوم می شود که بعد از استماع کتابت فقیر از آن عزیز اشتباهی و انحرافی در ملازمان شما نیز طاری شده بود مانا که انعکاسی باشد بایستی که منشأ آن اشتباه را ایشان خود حل می کردند و برین فقیر نمی انداختند و تسکین فتنه می فرمودند از یاران دیگر چه گله نماید که بعضی از ایشان با وجود قدرت دفع اشتباه خود را معاف داشتند و سکوت ورزیدند ع

ما ز یاران چشم یاری داشتیم

قال نوشته اند که سیر مرادی و مریدی امری است که به جبلت صاحب آن سیر تعلق دارد پس حجت و برهان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد اینجا کس چه سخن کند که راه سخن بربستند لاکن هر چیز را حجت و برهان باید هیچ چیز بی حجت و برهان مسموع و مقبول نمی افتد مرادان و محبوبان خود در اصطلاح قوم آن کسانند که نخست ایشان را جذب می نمایند و بدرگاه می کشند بعد از آن توفیق سیر و سلوک داده واصل می سازند که معنی مجذوب سالک است و مریدان آنانکه ایشان را بعد از سلوک می کشند و ایشان را سالک مجذوب می گویند اما این هم میباشد که صاحب سیر مرادی بجایی میرسد که در ارادت او بحق و قرب و وصول وی بجناب قدس وی تعالی وساطت حضرت سید المرسلین و سلطان المحبوبین صلی الله علیه و سلم سقوط می پذیرد و برمی افتد و بجمیع کمالات برابر سید المرسلین می باشد و بدعوی شرکت و همسری درای

می گشند و جامع کمالات ابراهیمی و محمدی می گردد و صاحب این سیر هم پیرو محمد رسول الله صلعم
می گردد و می گوید که هم چنانکه آن حضرت مرید خداست بی‌واسطه من هم مرید خدا ام بی‌واسطه
اقول برین قول خدشه‌ها وارد می شود خدشه اول مرتبه مریدان و مرادان اگر بامعان
نظر دیده شود از ان واضح خواهد شد که تا آنکه مرتبه سلوک و جذب طے کرده باین مقامات نرسد
مرید و مراد و مقامات ایشان را نتوان شناخت ؎

بشنو قصهٔ بلقیس و قصهٔ هدهد	کسے رسد که شناسائے منطق الطیرست

مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ ع لذت می نشناسی بخدا تا نچشی ؛ در عوارف المعارف
تعریف مریدین مذکور است وَالسَّالِکُ الَّذِیْ تَدَارَکَهُ الْجَذْبَةُ هُوَ الَّذِیْ
کَانَتْ بِدَایَتُهُ الْمُجَاهَدَةُ وَالْمُکَابَدَةُ وَالْمُعَامَلَةُ بِالْاِخْلَاصِ وَالْوَفَاءِ بِالشُّرُوْطِ
ثُمَّ اُخْرِجَ مِنْ وَهَجِ المکابدة الی رَوْحِ الحال فوجد العسل بعد العلقم
وَتَرَوَّحَ بِنَسَمَاتِ الْفَضْلِ وَبَرَزَ مِنْ مَضِیْقِ الْمُکَابَدَةِ اِلٰی مُتَّسَعِ
المساهلة واُنس بنفحات القرب وفتح له باب من المشاهدة فوجد دواء
وفاض وعاءه وصدرت منه کلمات الحکمة ومالت الیه القلوب
وتوالی علیه فتوح الغیب وصار ظاهره مسدّدًا وباطنه مشاهدًا
وصلح للجلوة وصار له فی جلوته خلوة فیغلب ولا یغلب ویفترس ولا
یفترس یوصل مثل هذا للمشیخة لانّه اخذ فی طریق المحبین ودر تعریف
مرادین مسطور است المجذوب المتدارک بالسلوک یبادیة الحق بالکشوف
وانوار الیقین ویرفع عن قلبه الحجب ویستنیر بانوار المشاهدة وینشرح
وینفسح قلبه ویتجافی عن دار الغرور وینیب الی دار الخلود ویترقی
عن عجز الحال ویتخلص من الاغلال والاعلال ویقول معلنا لا اعبد ربًّا لم اره
ثم یفیض من باطنه علی ظاهره ویجری علیه من المجاهدة والعادة من غیر مکابدة

آن روز که آتش محبت افروخت	عاشق روش عزیز ز معشوق آموخت
از جانب دوست سر زد این سوز و گداز	تا در نگرفت شمع پروانه نسوخت

پس چنانکه مرید و مراد را سالکان راه دریافته همچنان سیر مرادی و مریدی امریست که بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد پس حجت و برهان برای اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد و درین امر راه سخن بر بسته نیست اگرچه راه مراد صعب است و وصول این راه بجز محنت محال است فاما اگر ذوق دارند چرا محنت نکشند و مقامات سلوک را طے نکنند و بمرتبه مریدی فایز نشوند تا این مقام را بچشم بصیرت بنگرند ف۱ خدشه دوم برای هر چیز ضرورت حجت و برهان در محل نظر است در مرئیات و ذوقیات که طفل شیرخوار هم ازان واقف باشد راه استدلال بر بسته اند براهمی تبیین انوار شمس هیچ حجت و دلیل ننماید و کسیکه مدت العمر شکر و نمک را نه چشیده شکل اهل بدیهی الانتاج گرے ازان نه کشاید ف۲ خدشه سیوم تعریف مراد و مرید که برنگاشته شد دران قصور است و الاکثر ما بینّاه خدشه چهارم در تعریف مجذوب سالک لفظ نخست تحریر فرموده شد و درمیان لفظ نخست و بواسطه درین مقام فرقے نمی نماید پس این مادم شبهاست باشد که جابجا حضرت معترض بر لفظ بواسطه مرة بعد اولی و کرة بعد اخرے وارد نموده ع

وقت مردن دامن قاتل بدست آمد مرا	آخر عمر آرزوے دل بدست آمد مرا

اگر حضرت معترض معنی لفظ نخست را بدین خود منقش می فرمود بار بار این اعتراض را اعاده

ف۱ حضرت معترض در اخبار الاخیار در ذکر حضرت شیخ عبدالوهاب متقی تارک شاذلی که استاد معترض بود می نویسند عرض کرده شد که فنای وحدت چه باشد فرمودند که آن ذوقی است چشیدنی تعلق ندارد و مطلوب حقیقی جمیع طالبان این است و رنگ جهان لذت است و هر کس که درین عمر خود یکبار آن لذت چشید هرگز نمانده است ذوق آن باقی است انتهی پس چرا معترض کلام استاد خود را فراموش کنند و چرا برای آن حجت و برهان نه طلبید و چرا نه گوید که هیچ چیز بے حجت و برهان معقول و مقبول نمی افتد سیر مرادی و مریدی همان مقام فنا است افسوس است که معترض کلام استاد خود را فراموش کرده اعتراض می کند که بعینه کلام استاد او است ۱۲ منه ف۲ امر ان همت و نکته [illegible] همت که من بیان کرده ام ۱۲

نمی گردد اندرین صورت تمامی اعتراض را هیچ بسوی تماشش نخواهد بود

چه بی دردانه امشب درد دل با یار می گفتم　　که او کم می شنید از ناز و من بسیار می گفتم

خدشه پنجم حضرت معترض در تعریف مرادی فرماید بعد از ان توفیق سیر و سلوک داده وصل می سازند بانکه اول گفته که نخست ایشان را انجذاب می کشد که بمعنی وصول است والا کلام صحیح نمی شود که معنی مجذوب سالک همین است که اول وصول است بعد از ان سیر و سلوک سخن معترض رحمه الله که بعد از ان توفیق سیر داده وصل می سازند عکس آن است درین مقام بغایت ادب گزارش میرود که هرگاه حضرت معترض را به فن تصوف چنان ممارست نباشد که تعریف مراد و مرید صحیح بنگارند پس اینجا کس چه سخن کند که راه سخن بربستند بجز آنکه گفته شود که سیر مرادی و مریدی امری است که بوجدان صاحب آن سیر تعلق دارد پس حجت و برهان برای اثبات آن طالبین گنجایش ندارد ؎

ای که شور محشر از بی باکیت هنگامه است　　از خدا خطت برای ما سفارش نامه است

خدشه ششم هرگاه خود حضرت معترض در تعریف لفظ نخست زیب تحریر فرموده پس نم سقوط وساطت کدام استحاله است و اگر وساطت است پس نخست چرا تحریر ساخته فعلیه البیان

خدشه هفتم آنچه تحریر فرموده بر می افتد الخ هیچ جا از کلام حضرت مجدد یافته نمی شود کما بینا ؎

پرسید زمن کسیکه معشوق تو کیست　　گفتم که فلان کس است مقصود تو چیست
بنشست و بهای های بر من بگریست　　کز دست چنین کسی چسان خواهی زیست

خدشه هشتم هرگاه معترض در معنی مرید نگاشته که بعد از سلوک می کشند پس درین قول که آنحضرت مرید خدا است بی واسطه و مرید خدام بواسطه اجتماع تنافی نیست و نه جهل است از معنی مرید ؎

بجای نمی روی که دل بدگمان ما　　تا بازگشتن تو بصد جا نمی رود

قال و آنکه نوشته اند که کسی را که حق تعالی قوت قدسیه داده اگر در احوال و اوضاع صاحب آن سیر شک نماید و فیوض حق و برکات و علوم و معارف الهی را شاید که او بآن ممتاز است

مشاهده کنند تواند که حکم بسیر مرادی او نماید هیچ محتاج بدلیل نبود سخن عجیب است یعنی شما این قدر ادراک و شعور ندارید که اوضاع و اقوال و جمال و کمال ما را ملاحظه نمائید و فیوض و برکات و علوم و معارف ما را که بدان متفرد و ممتازیم مشاهده کنید و بسیر مرادی ما حکم کنید دیگر دلیل چه حاجت است **اقول** ندانم که این چه اعتراض است و بجز واصلان بارگاه و مقربان درگاه را که شناسد و کسیکه معنی مراد و مرید ندانسته باشد ازو توقع ادراک احوال و اوضاع سیر مرادی کے می توان شد مولانا نظام الدین خاموش علیه الرحمة فرموده اند که چون علامه سید شریف جرجانی به صحبت حضرت خواجه علاء الدین عطار عطر الله تربته رسیدند و آنحضرت ایشان را قبول فرمودند ایشان از حضرت خواجه التماس نمودند که مرا صحبت با کسی فرمایند از اصحاب خود که بواسطه صحبت وی اهلیت این مجلس حاصل کنم و مناسبتی با اهل این نسبت پیدا سازم حضرت خواجه ایشان را به صحبت ما حواله کردند و سید بعد از فراغ درس می آمدند و پیش ما می نشستند و سکوت می کردند روزی نشسته بودند و مراقبه کرده ناگاه بیخودی و بیطاقتی از ایشان ظاهر شد چنانچه عمامه از سر ایشان افتاد ما برخاستیم و عمامه بر سر ایشان نهادیم چون به حال خود آمدند سبب آن بیخودی پرسیدیم گفتند عمرها بود که آرزوی آن داشتیم که یکساعت لوح دل که من از نقوش علمیه پاک شود و زمانی دل من از اندیشه معلومات خود خلاص یابد درین ساعت به برکت این صحبت آن معنی دست داد از غایت ذوق و لذت آن مرا بیخودی روی نمود از من بی ادبی صادر شده

نقد حیات خواهی جان کن فدای جانان	کین هست در ره عشق آئین مهربانان
مستان جام شوقش بر بوی لطف جانش	بر درگه جلالش آیند جان فشانان
از چشم بد نهانند از خویشتن نهان تر	عالم شده سمن بو از بوی آن نهانان
چون تیره روزگاری زان ره نشان چه جوئی	گر ره روی نشان جو از راه بی نشانان

قال اینجا آن سخن یاد می آید که یکباری از همین یاران یکی بخدمت ایشان نوشته بود

که عجب است که با وجود این عظمت و جلالت و مرتبت کرامات از ایشان ظاهر نمی شود در جواب او
نوشته اند که نام کرامت بالاتر ازین معارف و حقایق باشد که ما بیان می کنیم و بر ما جاری می گردد که
دیگران را طاقت بیان آن نیست معجزه حضرت رسول الله نیز سخن بود که بمرتبه اعجاز رسیده
بود افضل این کلام هیچگونه محل اعتراض نیست که همچنان از بزرگان مروی است منقول است
که مولانا اصفهانی که در حدیث بی نظیر روزگار بوده بحضرت عزیزان خدای داد قدس
سره بر سبیل تعرض گفته که شما دعوی قطبی میکرده اید سلطان پادشاه بیگ خان می خواهد که بر
سر رافضی رود چند هزار زره و سلاح در کار است پیدا کنید چون قطب هر چه خواهد می کند
حضرت عزیزان فرمودند که دعوی از درویشان دور است لیکن اگر بمنصب قطبی قانع باشیم
از فرعون و نمرود بدتر باشیم چه منظور این طائفه عالیه غیر از محبوب حقیقی نیست ٥

	چه منصب تعلق بود ای پسر	تعلق حجابت بود سر بسر	
	تعلق حجاب است و بی حاصلی	چو پیوندها بگسلی واصلی	

پس از مجلس حضرت عزیزان بغضب برخاسته اند و مولانای مذکور دامن آن حضرت را
بر سبیل معذرت گرفته ایشان التفات بوی نکرده متوجه مزار فائض الانوار حضرت خواجه
بهاء الحق والدین قدس سره شدند چون به پل علی سلیمان که در راه مزار آن حضرت است
رسیده اند فاتحه بروح پر فتوح ایشان خوانده برگشته اند فرمودند که هر دانشمندی را ولی
از اولیاء الله مربی است و هر ولی را نبی از انبیاء الله علیهم السلام مربی است چون مولانا اصفهانی
بر ما بی ادبی کرد متوجه شدیم که از اولیا کدام ولی مربی این مولانا باشد معلوم باشد که حضرت
خواجه بزرگ قدس سره مربی وی بوده اند چون بدینجا رسیدیم روح شریف حضرت خواجه
بزرگ پیشواز آمده فرمودند ما از آن مربی که بر شما بی ادبی کرده گذشتیم نیز بجا خبر یاد کرده

٥ در رساله لمعات علی همدانی رحمه الله مذکور است چندی در طلب کرامت است انتهی طالب استقامت است ظهور کرامت عجز
مسند هیچ اهل حرمان ثبوت استقامت سراج معراج ارباب ایقان ۱۲

برگشتیم بعد ازان بیگیاه نه کشیده که مولانا می ازنهانی بعلت جذام مبتلا گشته بجهان علت بلکه شده است فقط غرض از نقل این حکایت این است که از اولیاء الله اگر خواستگار کرامتے شوند ضرور نیست که حسب تمنای شان ظاهر کرده شود اینجا آن سخن یاد مے آید که یکبار یکی از یاران یکے بخدمت حضرت خواجه بهاؤالدین نقشبند رحمه الله عرض کرد که عجب است که با وجود این عظمت و جلالت و مرتبت کرامات از شما ظاهر نمی شود در جواب او فرمودند که کدام کرامت بالاتر ازین خواهد بود که با وجود چندین بار گناه بر روی زمین میتوانم رفت و زمین از بار گناه ما غرق نمی شود تحقیق مقام آن است که خرق عادات از لوازم ولایت نیست بعضے مردان اولیاء الله اند و مقربان درگاه و خرق عادات ازیشان ظاهر نه شد چنانچه از اکثر اصحاب رسول الله صلے الله علیه واله وسلم خرق عادات مروی نیست حالانکه عموماً اصحاب از دیگر اولیاء الله افضل اند پس معلوم شد که فضیلت بعضے اولیا بر بعضے بکثرت خوارق نیست چه فضل عبارت است از کثرت ثواب و خوارق در حظوظ است مناط ثواب نیست مگر عبادت و قرب الهی و لهذا محدثین کرامات اصحاب را در مناقب ذکر نه کرده اند بلکه کرامات را بابے علیحده آورده اند بعد ذکر معجزات خرق عادات در جوگیان هم می باشد این چنین حضرت مجدد رحمه الله فرموده صاحب عوارف گفته که حق تعالے بعضے مردم را خوارق می دهد و دیگران را خوارق نمی دهد و ایشان افضل باشند از صاحب خوارق و خرق عادات کمتر است در مرتبه از ذکر قلبے بتجوید وے و شیخ الاسلام خواجه عبد الله انصاری گفته که مراتب عارفان مطلق است بدریافت استعدادات طالبان و مقامات اولیا و فراست اهل ریاضت و گرسنگی مخصوص به دریافت صور و احوال اشیا که غائب از نظر او است هرگاه که اکثر خلائق بدنیا مشغول از خدا منقطع و دلهای شان بیشتر مائل است بسوی کشف احوال غائبان و این را بسیار عمده می دانند انها با کشف اهل عرفان و حقیقت کار ندارند و می گویند که اگر اینها از اهل الله می بودند از احوال غیب خبر دار بایستے بهمان این قدر خبر ندارند پس دیگر چه خواهند دریافت این چنین منافقان

در حق سید المرسلین صلی الله علیه وسلم می گفتند این گمراهان باین خیالات فاسده از برکات
دوستان خدا محروم اند و نمی دانند که حق تعالے در بارهٔ دوستان خود غیرت دارد که او
شان را بغیر خود مشغول نمی کند ؎

	شعر می گویم به از آب حیات گویدم مندیش جز دیدار من		من ندانم فاعلاتن فاعلات قافیه اندیشم و دلدار من	

حضرت مجدد رضی الله عنه از پیر خود روایت کرده اند که شیخ محی الدین عربی بعضے جا نوشته
است که بعضے اولیا که از ایشان کرامات بسیار ظاهر شده وقت رحلت آرزو کرده اند که کاش که
از ما این قدر کرامت ظاهر نمی شد اگر کسے گوید که اگر خوارق شرط ولایت نباشد چگونه معلوم
کرده شود که این ولی الله است حضرت مجدد رضی الله عنه ازین سخن دو جواب فرموده اند
یکے آنکه معلوم کردن ولایت ولی چه ضرور است ولایت نسبتے است با خدا کسے از آن مطلع
باشد یا نباشد اکثر اولیاء الله از ولایت خود اطلاع ندارند تا بدیگران چه رسد بعد مرگ ثمره
آن خواهند دید احتیاج بخوارق مر انبیا را است که برای دعوت خلق اند ضرور است که بر خلق
نبوت خود ظاهر کنند و با ثبات رسانند اولیا دعوت می کنند بسوی شریعت پیغمبر خود معجزه
برای دعوت او کافی است علما و فقها بظاهر شرع دعوت می کنند و اولیاء مریدان را اول
بسوے بجا آوردن ظاهر شریعت دعوت می کنند پس از آن بذکر تعلیم می کنند و می فرمایند
که اوقات خود به یاد الٰهی معمور کن تا که ذکر الٰهی مستولی شود و غیر خدا در دل تو خطور نکند و درین
دعوت احتیاج کرامت نیست دوم آنکه مرید رشید هر ساعت و هر لحظه کرامت شیخ در ذات خود
بر تبدیل احوال خود می بیند که دل مرده او را زنده کرده بمشاهده و مکاشفه سرافراز ساخته زنده
کردن مرده نزد عوام عمده کار است و زنده نمودن شیخ دل و قلب نزد خواص معتبر است پس
کرامت در نظر مرید موجود است و برای عوام در کار نیست در تحقیقات حضرت خواجه محمد پارسا رحمه
الله مذکور است شیخ ابو القاسم گرگانی رحمة الله علیه گفته است که بر آب رفتن و در هوا پریدن و

واز غیب خبر دادن این هیچ کرامت نبود کرامات آن باشد که کسے را بہ تمامی عمر بجز اتباع شریعت حرام نبود واین اعتماد را نشاید وآن دیگر ممکن باشد که از شیطان بود که شیاطین را نیز از غیب خبر است وکسانے که ایشان را کاهن گویند از بسیار ها خبر دهند وخبر های عجب بر ایشان برود اگر بر شیر توانی رفتن باک مدار چون آن سگ غضب را که در سینه تست در زیر پاے زدی ومقهور کردی بر شیر نشستی واگر از غیب خبر توانی داد باک مدار چون عیب وغرور نفس خویش بدانستی واز آفت وتلبیس وے آگاه شدی از غیبہا فتی واگر بر آب توانی رفت ودر هوا توانی پرید باک مدار چون بیرون از حس وخیال ترا مقامے پدید آید وبران برفتی در هوا پریدی نهی تفصیل این بحث در مقدمہ مذکور شد فارجع الیها وبرخی از کرامات حضرت مجدد رحمہ اللہ نیز مذکور شده مگر اصل این است ؎

ما برائے استقامت آمدیم ــ نے پئے کشف وکرامت آمدیم

قال آمدیم مقصود که در امتیاز شما بہ بیان علوم ومعارف سخن نیست لیکن غایت آنچه ظاهر مے گردد آن است که شما را عالم وفاضل وماهر ودانشور وسخندان دانیم بلکه عارف ومکاشف هم گوییم اما آن را از کجا معلوم کنیم که شما بسیر مرادی بمرتبہ رسیده اید که وساطت حضرت سید المرسلین وسید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم در میان شما وخدای عزوجل نمانده است تا آنکه هم پیره وپیر بہای آنحضرت شده اید این معنی لازم سیر مرادی نیست واحوال واوضاع وعلوم ومعارف شما دلیل نیستند بر آن اقول ؎

پس از عمرے نگاہے گر بہ سوے ما کرد جانا رد ــ شهید زخم شمشیر تغافل اجر ها دارد

اے برادر عالم علم مستلزم علم عالم نیست اگر حضرت را علم این معنی نیست که حضرت مجدد رحمہ بسیر مرادی رسیده اند پس ازین لازم نمی آید که فی الواقع باین درجہ فائز نشده باشند اگر کدامی بزرگ خدا رسیده ظاهر کنند که اند شاهب العطایا اکتساب فیض وهبی می نماید که محض بیواسطہ است ضرورت انکار چیست آنچہ حضرت باقی باللہ قدس سره اثبات حضرت مجدد

حضرت شیخ خود شاهد آن است و این چنین انکار نسبت به بیشتر اولیا را اقتدا از علماے ظاهر قوم شده درین محل جدال و اوضاع حسب دعوی مجدد پیش کردنی بود تا به دفع خلجان متوجه می شدم سکوت در هیچو مواقع از آداب مناظره روا است ۵

رحمم می آید مرا بر بلبل آن بوستان	کز نزاکت های گل فریاد نتوانست کرد

حضرت خواجه محمد پارسا رحمه الله در فصل الخطاب می فرماید طائفه مشائخ اند که بجذبات عنایت حق سبحانه سلوک راه دین و سیر بعالم الیقین حاصل کرده اند و از مکاشفات الطاف خداوندی علوم لدنی یافته اند و در پرتو انوار تجلی صفات حق سبحانه بنیای حقایق و معانی و اسرار گشته اند و بر احوال و مقامات و سلوک راه حق سبحانه و قوفی تمام یافته و از حضرت عزه سبحانه ولایت مشائخ بدلالت و تربیت خلق و دعوة بحق عز و علا مامور گشته بعد از انکه عمری واعظ نفس خویش بوده اند که عظ نفسک ثم عظ للناس والا فاستحیی منی و از واعظ الله سبحانه فی قلب کل مومن قبول وعظ کرده و کمین گاه مکر و حیله نفس نگاه داشته بحکم و فرمان بدعوة خلق مشغول شده اند و خلق را از خرابات دنیا و خمر شهوات و مستی غفلات بحظائر قدس و مجالس انس و مقعد صدق و شراب طهور و تجلی جمال ساقی وسقاهم ربهم میخوانند بحکم و ذکرهم بایام الله و ایشانرا از ذوق مشارب مردان می چشانند و سلسله شوق و محبت در دل ایشان می جنبانند و بحسب عقل و شناخت و ذوق و شوق هر طائفه از شریعت و طریقه و حقیقه بیان میکنند تا هر کس حظ و نصیب خویش بقدر همت خویش بر می دارند که قد علم کل اناس مشربهم و اگر مرغ جانی کز آشیانه یحبهم طیران کرده بر شبکه ارادت می افتد و بدانه یحبونه در دام بلا و عشق بند می شود آن شهباز بلند پرواز را که سخت غریب و بدیع افتاده است در گریزگاه خلوتخانه میکنند و چشم هوای نفس او را ز مرادات دو جهانی می دوزند و لطعمه ذکر پرورش میدهند تا انگاه که آن وحشت التفات بما سوی حق سبحانه از و منقطع شود و مقام انس حاصل کند و مستعد و مستحق آن شود که نشیمن دست ملکی اشارت اخترناه اختیار شده خلیفه حق اند سبحانه و نایب میراث

وا ما انبیا اند علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل دیدہ ہر کس بجمال و کمال ایشان نخفتند کہ در زیر قباب غیرۃ حق مستواری اند ف

مردان حریش زندہ بجانے دگرند — مرغان ہواش ز آسمانی دگرند
منگر تو بدین دیدہ بدیشان کایشان — بیرون ز دو کون در جہانے دگرند

خلق اما ایشان ہمین سر ورشیں مبند کہ از خویش قیاس احوال ایشان برخویش و دیگران کنند و ایشان را عاعلی از و احفظان یا عالمی از عالمان شمرند و ندانند لا قیاس الملائکۃ بالحدادین **قال** و باوجود کثرت علوم و معارف آیا متصور نیست کہ یک جا خطا واقع شود و عصمت مخصوص انبیاء است صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و خطا در کشف باتفاق ارباب کشف جائز است و ملا زمان کہ خطاہا بر شیخ بن عربی ثابت کردہ اند از ہمین عالم است کہ باوجود این حقائق و معارف کہ شیخ دارد خطا کردہ است **اقول** تحقیق مقام این است کہ اگر کشف و الہام مخالف حدیث احاد یا مخالف قیاسی باشد کہ جامع باشد شرائط قیاس را آنجا حدیث و قیاس را ترجیح باید داد و حکم باید کرد بخطاء کشف و این مسئلہ مجمع علیہ است در میان سلف و خلف چرا کہ قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجتے قطعی است و احتمال کذب و نسیان در روایت ثقات ضعیف است و در کشف اولیا خطا بیشتر واقع می شود و وقتے کہ در میان دو کشف اختلاف واقع می شود پس ہر کدام کہ شرع موید او باشد اولے تر است بقبول و اگر شرع از ان ساکت باشد پس صاحب ہر دو کشف اگر یک شخص است پس کشف اخیر او اولے و مقبول است چرا کہ صوفی دائما در ترقی است پس صاحب کشف در زمان اخیر اقرب است بسوی خدای تعالے و اشبہ است با انبیا و اگر صاحب کشف دو کس باشند پس کشف صاحب صحو اولی است از کشف صاحب سکر چرا کہ کلام سکران بسیار احتمال غلط دارد و اگر ہر دو در صحو و سکر یکسان باشند پس کسیکہ کشف او گاہی مخالف شرع نہ شدہ باشد از کشف کسی بہتر است کہ او را کشفے در مخالفت شرع افتادہ باشد و کسے را کہ نادر از مخالفت شرع افتادہ باشد کشف او بہتر است از کشف کسیکہ غالباً مخالف افتادہ شے

و اگر درین هر دو برابر اند پس ترجیح کشف کسی است که منزلت او اقرب است بخدای تعالی درین همه وجوه قوت کشف اند و اگر هر دو کشف در قوت برابر باشند ترجیح به کثرت اصحاب کشف است اگر یک کشف بر ده کس منکشف شود و دیگر کشف بر یک مرد منکشف شده کشف ده اولی و مقبول است لیکن اگر صاحب کشف مردی اقوی باشد کشف اقوی بهتر باشد از کشف جماعت و حکم الهام هم چو حکم کشف است علوی مرتبه کشفهای مجدد الف ثانی رحمة الله علیه در بیان فیض است که گاهی مخالف شرع نه افتاده بلکه بیشتر را شرع موید است و بعضی چنان است که شرع از ان ساکت است این همه امور بر کسی که در کلام او بنظر انصاف ببیند مخفی نماند و احتمال خطا مستلزم خطا نیست نه این احتمال اطلاق خطا جائز است تا آنکه خطا ثابت نکرده شود بدلیلی اگر از شیخ ابن عربی خطا ثابت کرده شد از ان لازم نیاید که تمامی مکاشفات اولیاء الله خطا باشد **قال** و آنکه نوشته اند که حضرت خواجه ما قدس سره در اوائل حال سیر این فقیر را سیر مرادی مقرر فرموده بودند حضرت خواجه اثبات شما بسیار می کردند و کسانی واقف اند بران بیشتر از همه این فقیر اما اگر الآن در قید حیوة صوری می بودند یقین است که باین تخمین از شما راضی نمی شدند و هیچکس باین راضی نخواهد بود امیدواریم که شما هم در باطن راضی نخواهید بود والله اعلم عبارت در اوائل حال کسی را درین ورطه می اندازد که گوید شاید در اوائل حال نشانهای این دریافته باشید بعد از ان حال متغیر شده باشید وَاللّٰهُ يَمْحُوا الْاَحْوَالَ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ مقصود شما خود آن است که در ابتداء حال این حکم می کردند در انتهاء خود چه خواهد بود مسلم سیر مرادی و مقام مرادان ابتداء و انتهاء شما را حاصل است اما آنکه سیر مرادی این نتیجه حضرت رسول الله علیه وسلم این معامله دست داد و اینچنین در برابر افتادند که ایشان از میان ساقط شدند و واسطه نماندند قبیح است **اقول** حضرت شیخ خود این امر را تسلیم می سازند که حضرت خواجه رحمه الله اثبات حضرت مجدد رحمه الله بسیار می کردند و بسیار کسان از ان واقف اند و حضرت شیخ به نسبت

دیگران زیادہ تر اطلاع دارند ؎

فَاللّٰہُ قَدْ شَہِدَ الْعَدُوُّ بِفَضْلِہٖ	وَالْفَضْلُ مَا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ

وظاہر است کہ ہرگاہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ سیر حضرت مجدد رحمۃ اللہ را سیر مرادی مقرر فرمودہ بودند آن اوائل حال بود پس بآخر چہ رسد انچہ ایما شد کہ اگر الآن در قید حیوٰۃ صوری می بودند یقین است کہ باین سخنان راضی نمی شدند این محض خطا است حضرت خواجہ دریای معرفت بودند اگر شخصے کہ از فن تصوف بے بہرہ باشد بکلامی کلام معرفت راضی نباشد آن لازم نمے آید کہ عارف ہم نارضامندی ظاہر فرماید البتہ این خیالش حسب مزعوم وے خواہد بود انچہ قباحت سیر مرادی ذکر کردہ شد ہمان است کہ خود معترض بان قائل است و جذب مرادان را بیواسطہ می انگارد پس ہرگاہ حضرت معترض تعریف مجذوب سالک برنگاشتہ بود خیال این معنی کردنی بود کہ ازین تعریف مرادان را سقوط واسطہ می گردد وہمان اعتراض کہ صد بار اعادہ مے نماید بر معترض عاید می شود پس اگر این کلام باعث نارضامندی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ در تخیلہ معترض رحمۃ اللہ علیہ مرتکز است پس بکمال ادب گذارش می کنم کہ اگر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ الآن در قید حیوٰۃ صوری می بودند یقین است کہ باین سخنان از شما راضی نمی شدند وہمچنین باین راضی نخواہد بود امید واریم کہ شما ہم در باطن ازین تعریف راضی نخواہید بود **قال** باز ہمان سخنان کہ مذکور شد پیش مے آید و مکرر مے شود **اقول** فی الواقع در مکتوب شیخ از بس تکرار واقع است تا آنکہ اگر مکررات را حذف کنند برچند ورق بیش نخواہد بود اگرچہ بمجبوری فقیر حقیر را اتفاق تحریر بعض مضامین بہ تکرار مے افتد نگر مہا امکن بر مکررات شیخ قلم مے زند ؎

ہمہ از فریاد خود آخر رمے گردم ولیک	گو بہ بندم لب بہ افغان سینہ روزن مے شود

قال و نوشتہ اند کہ اجتبا مخصوص نیست با نبیاء علیہم السلام و ہمچنین باش کہ اگرچہ در آیات قرآنی اجتبا ہمہ جا نسبت با نبیاء واقع شدہ است قولہ تعالی وَلٰكِنَّ اللّٰہَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِہٖ

مَن يَشَاءُ فَآمِنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ وبعد از ذکر انبیا فرموده است اِجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ودر وصف ابراهیم فرموده اِجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وحقیقت
آن است که معنی اجتبا برگزیدن است وحق تعالی برگزیده انبیا را بے سابقہ کسب و
سلوک و اولیا را بکسب و ریاضت و اتباع انبیا و اینجا آن اتباع نیست که در انبیا است
و این است تفسیر قول حق سبحانه تعالے اَللهُ يَجْتَبِىْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ
مَنْ يُّنِيْبُ پس وجه مباهات نیست مگر عدم توسط چنانکه او عا کرده اند **قول** این کلام از سر
تا سر مخدوش است مبنی است بر عدم اطلاع کلام صوفیه صافیه قدس الله اسرارهم خدشه
اول آنچه درین مقام حضرت مجدد علیه الرحمه تحریر فرموده از عوارف نقل می فرماید پس حضرت
معترض را رجوع بکلام عوارف منوط بود بر ناقل تصحیح نقل است لا غیر ـ ه

طرفه حالیست که عاشق شب هجران دارد	خواب نادیدن و صد خواب پریشان دیدن

در عوارف مذکور است يَجْمَعُ حَالَ الصُّوْفِيَّةِ شَيْئَانِ هُمَا وَصْفُ الصُّوْفِيَّةِ
وَاِلَيْهِمَا الْاِشَارَةُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَللهُ يَجْتَبِىْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ
فَقَوْمٌ مِّنَ الصُّوْفِيَّةِ خُصُّوْا بِالْاِجْتِبَاءِ الصِّرْفِ وَقَوْمٌ مِّنْهُمْ خُصُّوْا بِالْهِدَايَةِ بِشَرْطِ
تَقَدُّمِ الْاِنَابَةِ فَالْاِجْتِبَاءُ الْمَحْضُ غَيْرُ مُعَلَّلٍ بِكَسْبِ الْعَبْدِ هٰذَا حَالُ الْمَحْبُوْبِ الْمُرَادِ
بَادِيَةُ الْحَقِّ بِمِنَحِهٖ وَمَوَاهِبِهٖ مِنْ غَيْرِ سَابِقَةِ كَسْبٍ مِّنْهُ يَسْبِقُ كُشُوْفُهٗ
اِجْتِهَادَهٗ وَفِىْ هٰذَا الْحَدِّ بِطَائِفَةٍ مِّنَ الصُّوْفِيَّةِ رُفِعَتِ الْحُجُبُ عَنْ قُلُوْبِهِمْ
وَبَادَرَهُمْ سُطُوْعُ نُوْرِ الْيَقِيْنِ فَاَثَارَ نَاظِرُ الْحَالِ فِيْهِمْ شَهْوَةَ الْاِجْتِهَادِ وَالْاَعْمَالِ
فَاَقْبَلُوْا عَلَى الْاَعْمَالِ بِاللَّذَاذَةِ وَالْعَيْشِ مَعَ مُفَارَقَةِ اَعْيُنِهِمْ فَسَهَّلَ الْكَشْفُ عَلَيْهِمُ الْاِجْتِهَادَ
قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخَرَّازُ اَهْلُ الْخَالِصَةِ الَّذِيْنَ هُمُ الْمُرَادُوْنَ اِجْتَبَاهُمْ مَوْلَاهُمْ وَاَكْمَلَ
لَهُمُ النِّعْمَةَ وَهَيَّأَ لَهُمُ الْكَرَامَةَ فَاَسْقَطَ عَنْهُمْ حَرَكَاتِ الطَّلَبِ فَصَارَتْ حَرَكَاتُهُمْ
فِى الْعَمَلِ وَالْخِدْمَةِ عَلَى الْاُلْفَةِ وَالذِّكْرِ وَالتَّنَعُّمِ بِمُنَاجَاتِهٖ وَالْاِنْفِرَادِ بِقُرْبِهٖ

وقال أبو سعيد ثم المراد محمول في حاله معان على حركاته وسعيه في الحق محمي مصون عن الشواهد والنواظر فهذا الذي قاله الشيخ أبو سعيد هو الذي اشتبه حقيقته على طائفة من الصوفية ولم يقولوا بالأوراد من النوافل وقد رأوا جمعاً من المشايخ قلت نوافلهم فظنوا أن ذلك حال مستمر على الإطلاق ولم يعلموا أن الذين تركوا النوافل واقتصروا على الفرائض كانت بداياتهم بدايات المريدين فلما وصلوا إلى روح الحال وأدركتهم المكشوف بعد الاجتهاد امتلأوا بالحال فطرحوا نوافل الأعمال فأما المراد فتبقى عليهم الأعمال والنوافل وفيها قرة أعينهم وهذا أتم وأكمل من الأول فهذا الذي أوضحناه أحد طريقي الصوفية فأما الطريق الآخر طريق المريدين وهم الذين شرطوا لهم الإنابة فقال الله تعالى ويهدي إليه من ينيب فطولبوا بالاجتهاد أولاً قبل المكشوف قال الله تعالى والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا يدرجهم الله تعالى في مدارج المكتسب بأنواع الرياضات والمجاهدات وسهر الدياجر وظمأ الهواجر تتأجج فيهم نيران الطلب وتتحجب دونهم لوامع الأرب يتقلبون في رمضاء الإرادة ويتخلون عن كل مألوف وعادة وهي الإنابة التي شرطها الحق سبحانه وتعالى لهم وجعل الهداية مقرونة بها وهذه الهداية إنما هداية خاصة لأنها هداية إليه غير الهداية العامة التي هي الهدى إلى أمره ونهيه بمقتضى المعرفة الأولى وهذا حال السالك المحب المريد فكانت الإنابة غير الهداية العامة فأثمرت هداية خاصة واهتدوا إليه بعد إن اهتدوا له بالمكابدات فتخلصوا من مضيق العسر إلى فضاء اليسر وبرزوا من وهج الاجتهاد إلى روح الأحوال فسبق اجتهادهم كشوفهم والمرادون سبق كشوفهم اجتهادهم

ازین تقریر ظاهر است که بعضے از صوفیه به اجتبا سرفراز باشند و بعض به هدایت خاص
باشند بشرطیکه انابت مقدم باشد اما طائفه اولے پس اجتبا محض این طائفه علیه منوط به سبب
الهی باشد ایشان را باصطلاح صوفیه محبوب و مراد گویند که بدون سابقه کسب حق تعالے جل
بر ایشان ظاهر شود و کشف ایشان بر اجتهاد مقدم باشد چنانچه بعض از اجلّه صوفیه چنان
یافته شدند که اول بجذب الهی حجب از قلوب ایشان زائل شد و شعاع نور الیقین بر قلب ایشان
پرتوے انداخته تا آنکه سحاب عنایت تمامی عنایر ایشان باریده و کرامات و بخشایش ها ئے
انواع و اقسام بے طلب با ایشان بخشیده پس ایشان توجه باعمال و اجتهاد نمودند اعمال ایشان
علت اجتبا نبوده است بلکه اجتبا مقدم باشد بر اعمال اما طائفه ثانی پس قرب ایشان بکسب
و ریاضت و مجاهدهٔ نفس و بیداری شب و روزه و کم خوردن منوط باشد این طائفه را سالک
محب مرید گویند مگر هدایتے که با ایشان حاصل بود هدایت خاصه باشد نه عامه که هدایت که بواسطه امر بالمعروف و نهی عن المنکر
را گویند این انابت غیر هدایت عامه باشد به برکت این هدایت این طائفه از مضائق عسر آیند
به فضاء یسر طیران کنند و بحالات و مقامات فائز گردند خدشه دوم آنچه اجتبا را اولیاء الله
منحصر در کسب و ریاضت گفته شد سخن بے دلیل است که بمقابله کلام شیخ الشیوخ بجوے نه
ارزد اگر در جناب اولیاء الله را با انبیا مشارکت باشد هیچ محذورے لازم نیاید و این را
تفسیر قول حق سبحانه تعالے یجتبی الیه من یشاء و یهدی الیه من ینیب دانستن بعید است
درین آیه یجتبی الیه من یشاء را با معان نظر دیدنی است یعنی این است حق تعالے اجتبا می
کند هر کرا مے خواهد یعنی بدون سعی او برگزیده می کند و هدایت می کند کسے را که رجوع می آرد
جذب مطلق که عبارت است از اجتبا چنانچه انبیا را مے باشد به سبب مناسبت با مبداء
فیاض اولیا را هم دست می دهد لیکن بعد حصول مناسبت تام با حق تعالے چرا که مانع از جذب
مطلق عدم مناسبت بود و آن بمناسبت متبدل باشد پس معلوم شد که صوفی چون بسیر
مریدی واصل شود و دیگر منازل طے کرده بمقام محبوبیت رسد و بمتابعت رسول خدا صلے الله

علیه وسلم محبوب خدا گردد درین وقت اجتبا، او به نیابت موقوف نباشد پس انسان آنچه ترقیات
او را خواهد شد بسیر مرادی خواهد شد مرآة رومی از شیخ تاج الدین روایت کرده که گفت گاه
باشد که حق تعالی جذب کند بنده را بسوی خود و هیچ استادی را بروی نگذارد و از حسن
پرسیدند که مرشد تو کیست فرمود پیش ازین عبدالسلام بن مشیش بود و اکنون ده دریاست
پنج در آسمان است و پنج در زمین است از شاذلی پرسیده شد که مرشد تو کیست گفت پیش ازین
حماد دباس بود و اکنون از ده دریا می خورم دریای نبوت و دریای فتوت خدشه سلیم
وجه مباهات صرف عدم توسط نیست بلکه تمامی احوال سیر مرادی که بمقام خود مذکور است
موجب هزاران مباهات است ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ قال قوله
وصول فیوض سالک را بتوسط و حیلولت خیر البشر تا زمانی است که حقیقت سالک که حقیقت
محمدی که جامع جمیع حقایق است و آنرا حقیقة الحقایق گویند منطبق نگشته است و به آن متحد
شده است و چون بکمال متابعت بلکه بمحض فضل این حقیقت را آن حقیقت اتحادی حاصل
گشت توسط برخاست چه توسط حیلولت در مغایرت است انتهی اتحاد حقیقت سالک
با حقیقت محمدی که حقیقت الحقائق است چه معنی دارد و چه صورت دارد این سخن از مقام ادب
و انصاف دور است و گستاخی صریح و گزاف فضیح و با قطع نظر از حکم عقل که اتحاد جزء یکی شدن
آنها هر چند جزء و کل و جزئی و کلی باشند از محالات است لازم می آید که حقیقت هر سالکی
که باین مرتبه و مقام رسد حقیقة الحقائق گردد و ذلک ظاهر البطلان پس اگر از اهل حقیقت
کسی این اطلاق کرده باشد و حکم باتحاد نموده معنیش فنای آن در دو غیبت از خود در
حضور وی خواهد بود بجهت کمال متابعت و غلبه محبت چنانکه فنا فی الشیخ می گویند و خود
امام عالم و پیر جمله بنی آدم و وجه تمام کائنات و قبله موجودات اوست علیه افضل الصلوٰة
واکمل التحیات همچنانکه اتحاد بذات مطلق الهی را تفسیر کرده اند باستغراق در هستی حق که ادنی
الفقرات و چون اتحاد اعتباری و حکمی است با مغایرت حقیقی و نفس الامری منافات ندارد

واشت ومنافی توسالمت وحیلولت نخواهد بود وخود تعین وتشخیص حقیقت سالک وجمعیت اوباقی است چنانچه اهل فنا در توحید میگویند ؎

تو او نه شوی ولے اگر جهد کنی		جای برسی کز تو توئی برخیزد	

یعنی آن توئی و دوئی که پیش از فنا وگم شدن در وے بود بلکه همین گم شدن وفانی گشتن در وے قرب ووصول بحق است بوساطت وی پس این اتحاد وانطباق که حاصل گشته است عین توسط است اگرچه این واصل بجهت غلبهٔ بیخودی وفنا دریافت این وساطت نمی تواند کرد حقیقت محمدی را عارفان واسطه می دانند ومی یابند در وجودات تمام اشیاء وصفات وکمالات از جواهر واعراض که وصول بحق وشهود وے نیز از آن جمله است چه آنها که بآن حقیقت رسیده ودر وے فانی گشته وحکم اتحاد گرفته وچه غیر آن بلکه توسط نسبت بطائفه اولے ودریافت آن نسبت باقرب اظهر باشد واین سخن دقیق است اقول این کلام از ستر پا از عدم تتبع کلام قوم ناشی است اگر حضرت شیخ به کتب قوم رجوع می آورد البته تقریر حضرت مجدد رحمه الله به فهم عالیش می رسید درین مقام از حضرت شیخ بسبب عدم مزاولت کتب تصوف بیشتر خطاها سر زده که ذکرش باعث تطویل است فاما بطور انموذج سر چند امور اکتفا می رود امر اول درین مقام اتحاد بمعنی یکے شدن جزو وکل وجزئی وکلی نیست بلکه در اصطلاح متصوفین الاتحاد شهود الواحد الحق سبحانه الذی الکل به موجود فالحق سبحانه

ؔ اتحاد شهود واحد حق است که کل بوی موجود است پس حق سبحانه متحد شود با وے کل باین حیثیت که کل بے بوے موجود است ومعدوم بنفسه است نه ازین حیثیت که برائے او وجود خاص است که با او متحد شده که این محال است وبعضے گفته اند اتحاد ظهور سلطان حق است بر بنده باین حیثیت که او را از تصرف باز دارد وقائم مقام او شود واین اشاره است بسوی حدیث صحیح که بطور حکایت است از الله تعالے من گوش او میشوم چشم او میشوم ودر هرگاه سلطان حق بر بنده باین طور ظاهر شود که او را از تصرف باز دارد وقائم مقام او گرداند ملاحظه شود در حسن ظهور صفات وافعال از بنده وآن فی الحقیقت از خدا تعالی است که در بنده بصفات ذاتیه خود متصرف است چنانچه در حدیث گنت له سمعا وبصرا واقع است ۱۲

يَتَّحِدُ بِهِ الْكُلُّ مِنْ حَيْثُ كَوْنِ كُلِّ شَيْءٍ مَوْجُوداً بِهِ مَعْدُوماً بِنَفْسِهِ لَا مِنْ حَيْثُ أَنَّ لَهُ وُجُوداً خَاصّاً اتَّحَدَ بِهِ فَإِنَّهُ مُحَالٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْاِتِّحَادُ هُوَ ظُهُورُ سُلْطَانِ الْحَقِّ عَزَّ وَعَلَا عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يَعْزِلُهُ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَنُوبُ مَنَابَهُ وَهِيَ إِشَارَةٌ إِلَى مَعْنَى الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ حِكَايَةً عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كُنْتُ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَإِذَا ظَهَرَ سُلْطَانُ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعَبْدِ بِحَيْثُ يَعْزِلُهُ عَنِ التَّصَرُّفِ وَيَنُوبُهُ مَنَابَهُ يُرٰى فِي الْحِسِّ ظُهُورُ الصِّفَاتِ وَالْأَفْعَالِ مِنَ الْعَبْدِ وَهُوَ فِي الْحَقِيقَةِ لِلْمَوْلٰى عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَصَرِّفِ بِصِفَاتِهِ الذَّاتِيَّةِ فِي الْعَبْدِ عَلَى مَا وَرَدَ فِي فَإِذَا كُنْتُ لَهُ سَمْعاً وَبَصَراً

چنانچه حضرت خواجه پارسا علیه الرحمه در فصل الخطاب افاده فرموده پس این چنین اتحاد را از ادب و انصاف دور دانستن یا گستاخی و گزاف شمردن غلط فهمی است امر دوم حقیقت محمدی در اصطلاح صوفیه هی الذات مع التعین الاول فهو الاسم الاعظم کما فی مصطلحات حضرت مجدد رحمه الله در رساله مکاشفات غیبیه مے فرماید باید دانست که قابلیت اولی که معبر بحقیقت محمدی است علیه الصلوة والسلام والتحیه قابلیت ذات است مر اعتبار علمی را که متعلق شود بر سبیل اجمال بآن همه کمالات که در شان کلام بلکه در قرآن مجید تفصیل یافته و این قابلیت رب محمد است علیه الصلوة والسلام و تواند بود که کلام بعض صوفیه که فرموده اند که رب آن علیه الصلوة والسلام شان العلم است راجع بهمین معنی باشد و باعتبار این قابلیت اولا بیا قاده نسبت او تعالے متحقق گشت و ارباب متابعان کمل او که بر قدم وے اند علیه الصلوة والسلام و لا و علیهم ثانیا قابلیات اعتبار مذکور ند که کالاجزا اند مر این قابلیت جامعه را و ارباب انبیا اولے العزم و غیرهم من الانبیاء والرسل غیر از پیغمبر ما علیه و علیهم الصلوة والتسلیمات قابلیت ذات است مر اتصاف جمیع صفات را علی سبیل الاجمال و همین قابلیت به بعض اعتبارات متبعض شده حقایق متعدده ایشان گشته علی تفاوت درجاتهم و جماعه که بر قدم ایشان اند ازین مقدم بهره دارند لیکن حقایق ایشان سایر صفات اند

که در تحت همین قابلیت اخیره واقع شده اند واین قابلیت برزخیست میان ذات وصفات
ازجل شانه وقابلیت اولی برزخ است میان ذات وشیونات ذاتیه ومیان آن قابلیات
که کالاجزاء اند مرآن قابلیت را وبرزخ چون حکم هر دو مے گیرد لاجرم در قابلیت اخیره حکم
حجابیت پیدا شد چه جهته اخیره وصفاتند که زاید اند بر ذات وموجود اند بوجود زاید بر ذات
کما هو مقرر عند علماء اهل الحق شکر الله تعالی سعیهم والحق همچنین است ولا معنی للحجاب الزائد علی
الشی وقابلیت اولے چون جهته تحتانیه او قابلیات اند که زائد نیستند بر ذات الا بالاعتبار
المحض پس انصباغ آن قابلیت ازان جهته موجب حجابیت نباشد آرے اینجا هم حجاب علمی پیدا
شد بخلاف درصورت اولی که حجاب عینی وخارجی است لیکن باید دانست که رفع حجاب علمی
ممکن هست بلکه واقع است ورفع حجاب خارجی ممکن نیست فمن هٰهنا وقع التّرقیات
للمحمّدیّین والعروجات لهم من اربابهم الی ربّ الارباب فلاجرم یکون التجلّی الذاتی
مخصوصا بهم بوساطة حبیب علیه وعلیهم الصلوة والتسلیمات نصیب لهم من حجاب الصفات
وحجاب صفات قابلیات آن عروج ازخلایق وارباب خود ممکن نیست چه این حجاب مرتفع
نمی شود وتا عروج ممکن باشد کما مرّ وبعضے ازصوفیه که حقیقت محمّدی را علیه الصلوة والسلام
قابلیت اتصاف ذات بجمیع الصفات علی سبیل الاجمال گمان کرده اند منشاء آن گمان نسبت
کما جماعه درخانه صفات اند وازان مقام ... رند وقابلیت آن مقام قابلیت مذکوره
است کما مرّ پس بضرورت آن مقام عالی ... سرور نسبت کرده اند الحق فاذکروا والله سبحانه
اعلم وهو یهدی السبیل وهمچنین است حال الشان یا آنکه این قابلیت فوق شیونات است
وشیونات را در تحت او اثبات نموده اند آن شیونات نیستند بلکه صفات اند که در تحت آن
قابلیت اند وچون نظر آن طائفه ازان خانه نگذشته است صفات را شیونات دانسته اند و
ازین جهت زیادتی صفات برهم منکر آمده بلکه شیونات عین ذاتند وصفات زاید بر ذات اند
انتهی جون فرق میان شیون وصفات امرے عجیبست که بجز رجوع بعلم تصوف یا تحت ...

مشایخ نقشبندیه میسر میتوان شد لهذا ذکرش خالی از فائده نیست حضرت مجدد رحمه الله در
رساله معارف لدنیه می فرماید حق سبحانه و تعالی شیون ذاتیه خود را که عین ذات او بیند در
خارج در مرتبه واحدیت جدا جدا دانست و چون علم مقتضی تمیز است آن شیونات در خانه علم
تمیز پیدا کردند و هر شانی مقتضی تمیز خاص و تشخیص علاحده گشت و این شیونات متغایره در
علم ممکنات یافتند چه ممکن آنست که وجود و عدم در روے متساوی باشد و در ایشان همچنین
است زیرا که اینها برازخ اند بین الوجود و العدم نسبت بذوات خویش رو بوجود دارند چه
شیون مع خارج عین ذات اند نسبت به تمیز و تشخیص او بعدم دارند چه تمیز وجود بعدم است و بضدها تتبین الاشیاء
و این صور علمیه اصلا در خارج وجود ندارند و از خانه علم بر نیامده اند بلکه حق سبحانه و تعالی با آثار و احکام ایشان
در خارج ظاهر است پس این صور در علم با شئونها احکام آثار ایشان در خارج لیکن این آثار و احکام در خارج
عین ذات اند زیرا که در خارج جز احدیت مجرده نیست مُطلَقُ الظُّهُورِ عَلَینا بالوجود و مُطلَقُ الظُّهورِ بحکم الاشیاء
و آنکه می نماید که این صور نیز در خانه چند توهمی است محض و تصوریست واهی کمانیته مُهمَل
به ذوق اَربابِ الکَشفِ و العِرفانِ و منشاء این توهم آنست که حق سبحانه و تعالی بقدرت
کامله خود این صور علمیه را بالظاهر وجود نسبت مجهول الکیفیت بخشید و خلق عبارت از ایجاد آن است
آن نسبت نمایندگی در خارج شد چنانکه صورت شخصی را نسبتی با آئینه که محاذی اوست پیدا می شود
که سبب نمایندگی آن صور در آئینه می گردد و آئینه همچنان بر بیرنگی و صفائی خود است فهو
سُبحانَهُ الآنَ کَما کانَ فِی الاَزَلِ وَ لا شَیءَ مَعَهُ اصلا شیون در علم غیر از نمایندگی رنگ دیگر
قبول نکرده اند و آنچه در خارج سوائے نمایندگی ایشان ظاهر است از احکام و لوازم خارجیه ایشان
و لهذا سالک چون بعین ثابت خود میرسد و آن عین ثابته بر او منکشف می شود اشکال
خارجیه هیچ چیز در وی نمی یابد و غیر از شیء متمیز چیز دیگر بر وے ظاهر نمی شود و اگر ورائے تمیز رنگ
دیگر میداشت ظاهر میداشت و انبساطے که می نماید بواسطه اشتمال اوست بر شیونات
متعدده و کرویت بواسطه آنست که شکل طبیعی بسیط کرویست امر سیوم در معارف لدنیه

مذکور است فنا عبارت از نسیان ما دون حق است سبحانه بواسطهٔ استیلاء شهود هستی
او جل ذکره بیانش آنست که روح انسانی مع ما یتضمنه من المراتب من السر الی الخفی
والاخفی پیش از تعلق به بدن بصنائع خود جل سلطانه علمی داشت و نحوی از توجه
بآنجناب قدس او را متحقق بود و چون در نهاد او استعداد ترقیات نهاده بودند و ظهور آن
استعدادات منوط بود بتعلق به بدن عنصری لاجرم اولا او را صفت تعشق و محبت عطا
فرموده‌اند و روی او را ثانیا باین پیکر هیولانی گردانیده‌اند و ارتباط حبی بر وجه کمال در اینجا پیدا
آورده‌اند پس روح بواسطهٔ این تعلق حبی بسبب کمال لطافت خویش خود را درین محبوب
ظلمانی گم ساخت و وجود خود را با توابع آن در روی فانی گردانید لهذا بسیاری از عقلا خود
را غیر از جسد نمی انگارند و ورای جسد امری دیگر اثبات و حضرت حق سبحانه که ارحم الراحمین
است از کمال رحمت خویش بالسنهٔ انبیا که رحمت های عالمند صلوات الله تعالی و تسلیماته
علی جمیعهم عموما و علی افضلهم و خاتمهم خصوصا ایشان را به جناب قدس خود دعوت فرمود
و از آن تعلق ظلمانی منع نمود و قال الله سبحانه قل الله ثم ذرهم هر کسی را
سعادت ازلی در کار گشت رجوع قهقری نمود و وداع صورت عالم سفلی کرد و روی بعالم علوی
آورد و شناعت فناعت محبت قدیم غلبه کرد و دوستی حادث روی بزوال آورد تا آنکه نسیان
تام نسبت باین محبوب ظلمانی میسر شد و اثری از محبت او نماند این زمان فنای جسدی
متحقق گشت و از دو خطوه که درین راه اعتبار نموده‌اند که خطوتان و قد وصلت یک خطوه
بانجام رسانید بعد از آن اگر بمحض فضل ایزدی جل سلطانه ترقی از آن مقام واقع شود شروع
می افتد در نسیان وجود نفس روح و توابع وجودی او آنا فانا این نسیان از دیاد
پیدا می کند تا آنکه خود را تمام منسی می گرداند و جز شهود حضرت واجب الوجود جل جلاله هیچ
نمی ماند این نسیان عبر بفنای روحی است که خطوهٔ دومی است از آن دو خطوه مقصود از
فرود آمدن بعالم سفلی تحصیل این قسم اخیر فنا بود و بدون این دولت میسر نمی شد اکثیر ما القاهم

فی ذلک خیر مخفی علی کمل اهل الله وذلک السر هو ان الروح لا بد له نسیان
نفسه من شدة المحبة وکمال المودة مع الغیر والصحبة کما تکون علیها
فی الشهادة لا یکون فی الغیب مثلها فاکتسب فی الشهادة کمال المحبة المفضی لنسیان الروح
اولا ثم علم فی الغیب بفناء نفسه ثانیا وهذا سر غامض لا یعرفه الا الاکابر من العرفاء ونعنی بالقلب العالم
بالحقیقة الجامعة وهو تابع للروح فلما ارتقی من مکانه الی مکان
الروح حصل له هذا النسیان بتبعیة الروح وفناء بفنائه

واما نفس پس تزکیه او برسیدن است در مقام قلب بعد از ارتفاع قلب بمقام روح وصاحب
عوارف که شیخ الشیوخ است نسیان مذکوره را در ماده نفس اثبات نمی کند وکمال طهارت او را
حیز وصول بمقام قلب می گوید اما این ضعیف می گوید که نسیان مذکور در ماده نفس نیز متحقق
می شود لیکن بعد از ارتفاع نفس از مقام قلب بمقام روح پس نفس را هم فنا متحقق می
شود چنانکه قلب را این نفس است که در مقام اطمینان رجوع برب خود کرده است
واز مقام قلب بجناب غالب پیوسته راضی ومرضی گشته حق سبحانه وتعالی در شان او
می فرماید یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة آرے تا در مقام
قلب است که شیخ الشیوخ از آن خبر داده است واز اطمینه نامیده است نسیان مذکور در
حق او مفقود است بلکه اسم اطمینان نیز در آن موطن او را نمی شاید مرکبی شده است اما
تا با اطمینان نه پیوسته است مقام قلب موطن تقلب است اطمینان ضد اوست پس خروج از آن
مقام شرط اطمینان باشد فهم هر کس اینجا نرسد ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء
والله ذو الفضل العظیم اما معامله که با قالب است سوای اعمال جوارح که شریعت مصطفویه علیه
وعلی آله الصلوة والسلام والتحیة بآن ناطق است از دائره ولایت معروفه خارج است
واز حیطه طریق جذبه وسلوک بیرون است زیرا که ورای تصفیه قلب وتزکیه نفس است
اطلاع نداده بر علوم ومعارف آن مقام مگر اقل قلیلی را از اکابر اولیاء الله وچون هیچکس همین مقام

به تفصیل سخن نرانده است و در کلام ربانی و احادیث نبوی اگرچه مذکور است امّا باشارت
و رموز است این ضعیف نیز درین اوراق از آن مقوله سخن علیحده نراند و اقتصار بر مراتب اثنینه
مرتبه ولایت معروفه می نماید اگر در ثانی الحال در مستعدان فهم این سخن دریافت باندازه دریافت
شود و هم مستعدان درین باب خواهد راند ان شاء الله تعالی و هو سبحانه الموفق للصواب باید دانست
که لازم نیست که هرگاه فناء روحی میسر شود فناء قلبی هم میسر شود این قدر هست که قلب را میلے
بجانب روح که در رنگ پدر است مر او را پیدا می شود و اعراض از نفس که در رنگ مادر است
حاصل می گردد و اگر این میل وے غلبه کند و تمام او را بجانب پدر بکشد و بمقام او رساند
آن زمان بصفت پدر که فناست متحقق می شود و هم چنین است حال نفس که فناء روحی و قلبی مستلزم
فناء او نیستند غایة ما فی الباب نفس را بجانب پسر که قلب است میلے و کششے پیدا می گردد و اگر
این میل غلبه کند و بمرتبه پسر باز که بمقام پدر صاعد رسیده است برساند ناچار بصفت پسر که
متخلق بخلق پدر است متصف گردد و فناے حاصل کند و مراتب سته گانه که فوق روح اند همین
حال دارند که فناء روح مستلزم فناء آنها نیست آرے در وقت هبوط روح آن مراتب سته گانه
کلًّا و بعضًا بمرافقت روح هبوط کرده باشند و غلبهٔ محبت روح در آنها سرایت کرده باشد
بمرتبه نسیان النفس آنها را سانیده بود می شاید که در وقت رجوع قهقری فناء نسبت با ایشان
کلًّا و بعضًا راه یابد و در رنگ روح خالی گردند پوشیده نماند که رفع خواطر از قلب بالکلیه علامت

حاشیه: گروهے بمراد اندرین معنی غلطی افتاده است و پنداشته‌اند که این فنا بمعنی فقد ذات و نیست گشتن شخص است و این بقا آنکه بقاء حق
سبحانه پیوند و این هر دو محال است و اندر هندوستان مردے دیدم که دعوی بود و تفسیر و تذکیر و علم باطن اندرین مناظره کردم چون
نگاه کردم وے خود فنا و بقا را نمی شناخت و بقا را نمی دانست و قدیم را از محدث فرق نمی دانست بسیار جهال این طائفه بسیار
ازین فنا کلیت معانی می شناسند و این مکابره عیان بود که هرگز فناء اجزاء الطیبی را انقطاع آن روا نباشد مر این جاهلان چیزها می گویم که
معین فنا چه چیز است اگر گویند فنا عین محال بود و اگر گویند فنا وصف روا داریم فناء صفتی ببقاء صفتی دیگر که هر دو صفت
به بنده باشد و محال باشد که کسے بصفت غیری قائم باشد ۱۲ کشف المحجوب ۱۲

نسیان ماسواست همراه دون حق سبحانه زیرا که خطره قلبی عبارت از حصول شئ است از اشیا و
خطور آنست در خاطر ابتدا او تذکرا و حصول خطور نفس علم است و چون خطره بالکل منتفی شد تا
بحدی که اگر به تکلف بیارند نیاید و اگر یادش بدهند یادش نیاید پس علم بالکلیه زایل گشت و زوال
علم همان نسیان است که در فنا معتبر است اینست نهایت مقام فنا از مشایخ هیچ کس باین تفصیل
درین مقام سخن نکرده است و بیش از نسیان ما دون حق سبحانه از فنا تعبیر ننموده و هنوز گنجایش
نیست سخن بسیار است اگر توفیق خداوندی جل سلطانه مدد فرمود ازین هم بتفصیل تر سخن خواهد
کرد که این مقام محل غلط طلاب است والله سبحانه اعلم بالصواب گاه باشد که نظر سالک بر عالم ارواح
افتد و آن عالم را بواسطه مناسبت بمرتبه وجوب اگرچه آن مناسبت بحسب صورت باشد حق می
انگارد و شهود آن عالم را شهود حق جل سلطانه تصور می نماید و بآن محظوظ و متلذذ می گردد و چون
عالم ارواح را بعالم اجساد نحوی از تعلق حاصل است شهود آن عالم را درین عالم شهود وحدت
در کثرت می داند و حکم باحاطه ذاتیت و معیت ذاتیت می کند و باین تخیلات راه ترقی و وصول
مطلوب حقیقی بر سالک مسدود می گردد واحسرتا اگر او را ازین مرتبه بگذرانند و از باطل بحق
بعضی از مشایخ درین مقام سی سال روح را بخدائی پرستیدند و چون از آن مقام گذرانیدند
شناختند از اولا استغفار کردند چهارم عبارت حضرات این است اگر پرسند که اتحاد چیست گو
استغراق در هستی حق انتهی این کلام نهایت مختصر و لطیف است مگر مراد از آن همان معنی فنا
است که مذکور شد و این فنا منافی وساطت و حیلولت است و لو کان الاتحاد اعتباریا

امر پنجم آنچه قول اهل فنا مذکور شد

تو او نشوی ولی اگر جهد کنی	جائی برسی کز تو توئی برخیزد

پس هرگاه توئی و دوئی که پیش از فنا گم شدن و رسیدن بود زایل شده پس لامحاله این
معنی منافی وساطت و حیلولت خواهد بود چه وساطت و حیلولت مقتضی دوئی است
فَإِنَّ الْوَاسِطَةَ لَا تَكُونُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ يَقْتَضِيهَا پس این صریح اعتراف است بقول حضرت

مجدد رحمة الله علیه ؎

نقاش نقشم عیان من عاشق دیرینه ام	دیگر کسے نے درمیان من عاشق دیرینه ام
من هم منم هم ما من با تو هستم جمله جا	من آفتابم هم ضیا من عاشق دیرینه ام

امر ششم اتحاد و انطباق را عین توسط گفتن معنی محصلی ندارد و این عینیت نه باعتبار ذات است نه مفهوم امر هفتم هرگاه معنی حقیقت محمدی بیان کرده شد پس ادعاے این امر که نسبت محمدی [illegible] این واسطه می دانند محمول است بر عدم فهم معنی حقیقت محمدی و انتساب غلط بسوے عارفان معاذ الله هم بریئون عن هذا الانتساب و این معنی ظاهر است که حقیقت محمدی بمعنی مذکور نزد عارفان چگونه واسطه در وجودات تمام اشیاء وصفات و کمالات از جواهر و اعراض که وصول بحق و شهود وے نیز از ان جمله است خواهد بود چه اینها که به آن حقیقت رسیده و در وے فانی گشته و حکم اتحاد گرفته و چه غیر آن و اعجب کل العجب که نسبت توسط بطائفه اولے و انسب و اقرب و اظهر دانسته شده و این معنی نه تصور یده شد که هرگاه انها بآن حقیقت رسیده و در وے فانی گشته و حکم اتحاد گرفته پس چگونه حقیقت متحده حقیقت متوسطه خواهد بود فشتان بینهما اللهم الا ان یقال قد یخفی هذا الامر عنده لغموضه ودقته عنده وان کان ظاهرا فی نفسه عند الفحول

اگر زکاوش مژگان او دلم خون شد	خوشم که بهر من اسباب گریه افزون شد

امر هشتم براے دفع خدشات حضرت معترض رحمة الله علیه حضرت خواجه محمد معصوم رحمه الله

سه از فرزندان حضرت مجدد رحمه الله علیه بوده اند و ولایت محمدی المشرب داشتند در عمر شانزده سالگی بتحصیل علوم ظاهر [illegible]
بعلوم باطنی متوجه شدند و در آخر عمر حضرت مجدد رحمه الله با وصف کبری حضرت خواجه معصوم رحمه الله تربیت مریدان خیل
بالیشان تفویض فرمودند [illegible] خانقاه [illegible] صحبت [illegible] بادشاه
[illegible] شاه جهان بادشاه [illegible] اورنگ زیب [illegible] حضرت
[illegible] حضرت ایشان [illegible]

در مکتوب شصت و ششم که بمولانا محمد حنیف شرف صدور یافته مے فرماید بگوش هوش استماع نماید
قال عزّ من قائل وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ذات حضرت واجب الوجود جل
سلطانه و همچنین کمالات ذاتیه او تعالےٰ از بنده به بنده نزدیکتر است پس سیریکه باین مراتب
متعلق شود ورائے سیر آفاق و سیر انفسی باشد و نیز ورائے جذبه و سلوک بود چه سلوک
سیر آفاق است و جذبه سیر انفسی چه سیر آفاقی را البعد در بعد فرموده اند و سیر انفسی را هر چند
قرب در قرب گفته اند لیکن آن قرب ظلی است ازین قرب اتحاد باید گذشت تا معامله اقربیت
روے نماید و چنانچه زوال علم حصولے اشیاکه عبارت از فناء قلبی است بے تمامی سیر آفاقی
ممکن نیست و بے شروع در سیر انفسی میسر نه همچنین زوال علم حضورے شخص که بذات و صفات
او متعلق است و فی الحقیقة فنائے نفس است با انتهائے سیر انفسی و دخول در مراتب اقربیت
مربوط است و در سیر انفسی علم حضوری عارف بر جاست چه النفس درین موطن بعنوان جامعیت
پیدا است و از قیدان به تمام رہائے نجے و لا نه پیوسته تا وصول مطلوب حقیقی پیدا آید چه مطلوب
بموجب کریمه سابقه ورائے النفس است و آنچه در انفس مشعوراست از آیات و آله است چنانچه
قرآن مجید بآن مشعر است سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ
و چون علم حضوری عین عالم است ناچار بزوال آن زوال نفس عارف خواهد شد و اثری از وے
نخواهد ماند و زوال علم حضوری باین معنی است که علمی تعلق بذات عارف داشت از انجا کنده
بواجب تعالیٰ متعلق شود و حاضر دران موطن حق باشد سبحانه ذات او بیانش آنست که هر
کمالیکه در ممکن نمودار است همه مستفاد و مستعار از مرتبه وجوب است تعالت از وجود و
حیوة و علم و قدرت و امثال آن و ممکن این کمالات را از خود فهمیده خیانت در امانت نموده
است و چون عارفے را محض بفضل و کرم باین دید عار سے بنوازند مرة ثانیة تواند بود که بحکم
اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا امانات را درست به اهل امانات
بسپارد و چون علم حضوری او پرتوے است از حضور ذاتی مطلوب این حضور بآن حضور

فانی لمحوق خواهد شد در رنگ سائر کمالات که باصول خود لمحق می گردد و درین هنگام عارف خود را خاک
محض خواهد یافت و بعدم صرف لمحق خواهد دید نه ذکرے در خود احساس نماید و نه توجهے و نه یافتے
بود و نه حضوری بعد از لحوق باصل اگر یافتی است از خود بخود است و اگر حضور است هم از خود
بخود لا یَحمِلُ عَطَایَا المَلِکِ اِلَّا مَطَایَاهُ الحَادِثُ اِذَا قُورِنَ بِالقَدِیمِ لَم یَبقَ لَهُ اَثَرٌ درین موطن که موطن فنای
نفس است بروجه کمال اطلاق کلمه انا بر عارف متعذر شود و عارف از خود به انا تعبیر نتواند
کرد زیرا که بعد از فنا و نفس که مورد کلمه انا بود انا را سور دے نماند که بران اطلاق یابد نه
باین معنی که انا بر حق اطلاق شود و خود را حق بیند که خودی در میان نمانده است و انانیت بر
کنده **سوال** هرگاه علم حضوری عین عالم باشد و آن علم بعد از کمال باصل خود که علم حضوری
واجب است لمحق می گردد و مقرر است که لحوق هر کمال باصل خود کائن است نه یا مرے که مباین
اصل آن باشد لازم می آید که حقیقت هر شخص و مبدا التعین او علم بود و حال آنکه صفات دیگر نیز
مبادی تعینات خلایق است چنانچه بطور حضرت الیشان یا قدسنا الله بسره الاقدس تکوین مبدا
تعین حضرت آدم است و کلام مبدا التعین حضرت موسی و قدرت مبدا التعین حضرت عیسی علی
نبینا و علیهم الصلوة والتسلیمات و جمعے که داخل ولایات این بزرگواران نه مبادی تعینات
شان جزئیات این صفات اند و جزئیات جزئیات این صفات علی تفاوت الدرجات **جواب**
حقیقت محمدی علی مصدرها الصلوة والسلام والتحیه چنانچه مقرر این طائفه است اجمال
حضرت علم است و حقایق سائر خلایق تفصیل این اجمال است پس نظر باین معنی توان گفت که
حقایق جمیع خلایق علم است چه همه خلایق ظهور و تفصیل آن حضرت است علیه و علی آله الصلوة
والسلام غایة ما فی الباب آن حقیقت جلی را در مرتبه تفصیل حصص لا یحصی است باندازه کمالات
مفصله علم که در حضرت اجمال باندراج و اندماج داشتند پس حقیقت هر شخصے از اشخاص سوای آن
سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام حصه بود از حصص علم که تعلق علم در مرتبه تفصیل بکمالے
از کمالات مندرجه اجمال حاصل گشته است مثلا مبدا التعین حضرت ابو البشر علی نبینا علیه الصلوة والسلام

حصه است از علم که از تعلق آن بصفت تکوین که در اجمال مندرج بود بحصول پیوسته است علی هذا القیاس سائر الحقایق لیکن چون تمیز میان حصص و حقایق باین کمالات است حقیقت هر شخص مسمی بکمالی ازان کمالات که نسبت خاص بان شخص دارد که سبب تمیز او شده است نموده آید پس علم اشرف صفات شد و برکات آن شامل جمیع موجودات آمد جواب دیگر آنکه اتحاد شی بالشی مستلزم آن نیست که شی اول حقیقت شی ثانی باشد چنانچه خاصه را با ماهیت نسبت اتحاد است با آنکه از عوارض است اگر گویند برین تقدیر که علم ذات و حقیقت انسان جزو حقایق جمیع موجودات را تفصیل حقیقت محمدی گفتن چگونه راست آید چه حقیقت محمدی علم است گوئیم کلام نیست که اجمال ذاتی تفصیل بود چه انواع مندرجه تحت حیوان را تفصیل ماهیت توان گفت اجزای ماهیت ذاتی آن نیست ولو سلم گوئیم که حقیقت محمدی را اجمال کل همه حقایق گفتن باعتبار اشتمال و جامعیت علم است مر آن حقایق را با آنکه گوئیم تواند بود که حقیقت محمدی عبارت از جمیع کمالات ذاتیه بود که متعلق علم است علی وجه الاجمال نه نفس علم من حیث هو لیکن چون دران مرتبه علم را ازان کمالات تمیزی نیست و غیر از حضور و انکشاف امری دران موطن هویدا و مفهوم نه لهذا آن مرتبه را وحدت گویند و قابلیت محض خوانند و نیز علم را با معلوم بطور بسیاری از محققان اتحاد که این است ناچار تعبیر ازان حقیقت بعلم نموده اند لهذا در مرتبه تفصیل همان کمالات متمیزه حقایق سائر اشخاص اند و برین تقدیر تقابل اجمال با تفصیل بی تکلف می افتد و بغیر آن نه چنان و مؤید این توجیه است که نزد حضرت ایشان با قدسنا الله سبحانه بسره الاقدس حقیقت محمدی اجمال تعین وجودی است با تعین حبی که تعین علمی انسان بمراتب پائین است چنانچه تحقیق آن در جای دیگر ثبت یافته است اگر گویند که کلام بعضی اکابر ناطق است با آنکه علم حقیقت انسان است چنانچه مولوی قدس سره فرموده

ای برادر تو همین اندیشه الخ

و از حضرت ایشان نیز در بعضی اوقات مثل آن مسموع گشته گوئیم تواند بود که این اکابر

بر سبیل تجوز و مبالغه فرموده باشند یعنی عمده در تو همین فکر و اندیشه است باید که آن در غیر مطلوب حقیقی مصروف نشود بلکه تمام مصروف آنجناب مقدس گردد تحقیق درین مقام آنست که حضرت ایشان بافاده نموده اند جائے که فرموده اند از ین بیان لازم آید که در علم حضوری هم صورت معلوم باوجود حضور نفس معلوم کاین است که حاضر نفس معلوم خالص نیست اعتبارے در وی راه یافته است که از نفس بصورت آ رده است اهم هر کس باین وقت نرسد و تا بذات بحت وصل نشود بوصول بحچونی این دقیقه را در نیابد انتهی مختصراً

ازین تقریر ظاهر شد که حقیقت محمدی در اصطلاح صوفیه اجمال حضرت علم را گویند و از فنای این مقام هیچگونه اسائت ادب لازم نیاید و همچنان معنی اتحاد هم مذکور شد سلمنا که معنی اتحاد فنا است چنانکه اتحاد بذات مطلق را فنا می گویند و میان اتحاد اعتبارے و حکمے و مغایرت حقیقی و لنفس الامر منافات نیست لیکن هر گاه تعلق برخیزد البته این معنی منافی وساطت و حیلولت خواهد بود و این اتحاد این توسط گفتن هرگز بخیال نمی آید و هر گاه این وصل بجهت غلبه بے خودی و فنا دریافت این وساطت نمی تواند پس اگر او انکار وساطت نماید چه باک خواهد بود و نظیرش برائے توضیح پیش میکنم نگریستنی است که در سکنجبین سرکه و انگبین را باهم بنوعے مخلوط می کنند که اشاره حسیه بسوی احدی ازین اجزا عین اشاره بسوی دیگرے می باشد مگر نے توان گفت که سرکه انگبین گردیده یا انگبین بقلب ماهیت لباس سرکه پوشیده آنچه ادعاے این معنی نموده شد که حقیقت محمدی را عارفان واسطه می دانند مبنی است بر عدم اطلاع بر اصطلاح صوفیه کرام چنانکه مذکور شد قال قولکم انجا که اتحاد است معامله بشرکت است این نیز خالی از غرابتے نیست چه شرکت دوئی را می طلبد و شریک در امرے دو کس مے باشند و حقیقت اتحاد خود اصلاً بشرکت جمع نمی شود و بمعنی فنا و غیبت نیز که اتحاد حکمی است فانی و غایب از میان رفت و حکم عدم گرفت شرکت از کجا و چه صورت دارد و نوسطرا گفتند که دوئی می طلبد شریک و شرکت نیز همچنین است اقول اگر حضرت مجدد در توجیه کلام خود فرموده باشند پس ضرورت این معنی چیست

که آنرا تسلیم نساخته بمعنی دیگر محمول کرده قایل باستحاله شوند اتحاد بمعنی فنا است و شرکتے که هست مثل شرکت خادم است با مخدوم ملاحظه فرموده شود اگر بتبعیت مخدومی خادمی هم بارگاه شاهنشاهی درآمد در شرکت منزل کلامی نخواهد بود مع نقصان التوسط زیراکه در یک محل جا گزینید تحقیق مقام این است که مراد حضرت مجدد رحمة الله علیه صورت ثانی است مثلاً کسے در سیر سلوک خود را بحقیقت محمدی متحد یافت و هر فیضے که می آید بیک حقیقت میرسد ظاهرا واما در ضمن او حقایق دیگر هستند که بهمه میرسد پس معامله بشرکت گفتن راست شد و همین لفظ معامله قرینه است چرا انصاف از دست داده شود ○

کاش گردون از سر معیوزن بر دسوداسی تو ‖ یا مرا صبرے دهد چندانکه استغنائے تو

قال قولکم طریقه جذبه را چون کشش از جانب مطلوب است وعنایت الهی متکفل حال طالب است ناچار قبول وسائط نمی کند و در طریق سلوک چونکه انابت از جانب طالب است از وجود وسایط چاره نبود این عین مدعاست وسخن بے دلیل است طریقه جذبه و مرادی ومحبوبی چنانکه سابق بیان رفت زیاده برآن نیست که لطف الله تعالے بنده خود را پیش ازانکه طلب کند وسلوک نماید جذب می کند وانجذاب هم اجمالی است که بدان سلوک آسان می گردد وقرب ووصول وحصول مراتب ومقامات آن بعد از سلوک حاصل می گردد واین منافات بوجود وسائط آرد بلکه چون جذبه تنها کار نمی آید وسلوک بے وسایط نمی باشد لازم آید وجود وسایط چنانکه مقرر قوم است وخود هم گفته اند که در نقص جذبه هرچند وسائط درکار نیست اما تمامی آن منوط به سلوک است که اگر سلوک نباشد جذبه ناتمام وابتر است اقول این کلام از اول تا آخر مخدوش است خدشه اول هرگاه حضرت مجدد رحمة الله علیه درین باب مناط کلام بر عوارف شیخ الشیوخ نهاده واین تقریر همان است که از عوارف منقول شد پس این را عین مدعا وسخن بے دلیل گفتن از آداب مناظره بعید است برای ناقل کلام شیخ الشیوخ دلیلے است کافی معهذا هر که قدم در بادیه عشق نهاده فا ذا اتفاق ملاحظه ناز و نیاز

معشوق افتادہ است نیک می داند کہ ہر گاہ جذب از جانب مطلوب است ضرورت واسطت نمی باشد مطلوب را جذب طالب بیک اشارہ چشم کافی است ؎

دو تن را کہ باشد بہم جان و ہوش	حکایت کنانند و لب ہا خموش

خدشہ دوم این کلام معترض رحمۃ اللہ علیہ مخالف آن است کہ پیش ازین بہ تعریف مجذوب سالک بر نگاشتہ چہ در تعریف لفظ نخست تحریر فرمودہ کہ بمعنی بیواسطہ است فتذکرہ فاسلف، خدشہ سوم کشش مطلوب را ذریعہ آسانی سلوک انقدر پیدن ترقی معکوس است و نہ صرف منافی عقل است بلکہ نقل خلاف آنست کما مر کلام السہروردی رحمۃ اللہ علیہ فی تحقیق المراد و المرید، خدشہ چہارم قرب و وصول و حصول مراتب و مقامات مرادین را منوط بر سلوک داشتن ہم غلط است کما مر، خدشہ پنجم آنچہ نوشتہ شدہ کہ چون جذبہ تنہا بکار نمی آید و سلوک بی وسائط نمی باشد لازم آید وجود وسایط محمول است بر عدم فہم کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ درین مقام چہ از سلوک معنی مصطلح متصوفین مراد نیست بلکہ مراد از سلوک اتیان شریعت است از توبہ و زہد وغیرہا چنانکہ خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بالتصریح فرمودہ وَالْعَجَبُ خَفَائُہٗ عَلَی الْمُعْتَرِضِ مَعَ تِبْیَانِ مَعْنَاہٗ اندرین صورت ادعای لزوم وسایط دعوی باطل است والعجب کل العجب کہ معترض در نقل عبارت تحریف فرمودہ عبارت اینست اگر سلوک کہ عبارت از اتیان شریعت است از توبہ و زہد وغیرہما با جذبہ منضم نگردد جذبہ ناتمام و ابتر است بسیاری از ہنود و ملاحدہ را دیدہ ایم کہ جذب دارند اما چونکہ بمتابعت صاحب شریعت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام متحلی نگشتہ اند خراب و ابتر اند و غیر از صورت جذب نصیبے ندارند انتہی اگر این عبارت سالم نقل می فرمود یا بامعان نظر آن را مطالعہ می کرد بناے اشکال منہدم می شد غرض اینست کہ متابعت شریعت موقوف علیہ مرادین است و این مستلزم وسائط نیست وَمَا ھُوَ مُتَّسِمٌ بِاسْمِ الْوَسَائِطِ لَیْسَ بِمُرَادٍ ھٰھُنَا فَانْقَلَعَ الْاِشْکَالُ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ اگر گویند کہ احتیاج وسطریقہ جذبیہ سلوک و وسائط پیش از وصول است و بعد

از وصول بر طرف می شود بخلاف طریقه سلوک که انجا بعد از وصول نیز واسطه می ماند چنانکه
گفته اند که در طریقه جذبه اگرچه بتوسط متابعت شریعت که عبارت از سلوک است وصول بمطلوب
میسر شود بیواسطه حلول امرے خواهد بود گوییم چه دلیل است برین دعوی مفهوم جذبه و وصول
طریقه وے خود مقتضی این نیست چنانکه معلوم شد و مدعاے دوم که در طریقه سلوک از وسایط
چاره نبود ما را که قایل بوجود توسطیم مطلقاً دخل در آن مناسب نیست ولیکن بطریقه بحث و
مناظره گفته آمد که چرا انجا هم بعد از وصول بوجود وسائط واسطه بر طرف نشود بوجود جذب
بعد از سلوک بلکه همچنین باید بقول ایشان که خاصیت جذبه عدم وسایط است و سقوط
انها است و در کلام شما نیز اشاره به آن واقع شده است انجا که گفته اند در طریق سلوک از شیوخ
هر که در میان آمده است متوسط و حاجب شهود سالک است دایم اگر در آخر حال جذبه تدارک
نماید یعنی وسایط از میان بر ندارد حاصل آنکه در طریقه جذبه و سلوک هر دو پیش از وصول
وسایط در کار است و آنکه در طریقه جذبه بعد از وصول وسایط ساقط گردد و در طریق سلوک
می ماند تحکم است چرا در هر دو جا باقی نماند و چرا در هر دو جا ساقط نگردد سخن در همین جا است و اگر
گویند که این امر کشفی و وجدانی است بحث فایده ندارد آن چیز دیگر است اما شما مقید باستدلال
شده اید و توجیه نموده اید که چون در طریقه جذبه کشش از جانب مطلوب است عنایت الهی
متکفل حال طالب است ناچار قبول وسایط نمی کند و در طریق سلوک چون انابت از طالب
است از وجود وسایط چاره نبود و خود جذب و سلوک بهر دو تقدیر فرق بتاخر و تقدم فایده
ندارد و اگر گویند مدعا و دلیل هر دو کشفی است چنانکه یکباری از شما مثل این سخن شنیده شده
است این گریزگاه خوب است و بعد از آن در اثبات عدم توسط و تقریر آن طرف دیگر بیان
کرده اند یکے وصول از راه معیت که حق را با بنده است ناچار بے توسط امری خواهد بود
مناسب معیت است و اگر واسطه است در سلسله تربیت است که عبارت از سلوک است
اقول این قول سرتاپا مخدوش است و مبنی است بر عدم فهم معنی جذب و سلوک و توسط

خدشهٔ اول هرگاه حضرت معترض در مفهوم جذبه لفظ نخست تحریر ساخته پس مفهوم جذبه وحصول وے مقتضی عدم توسط است ٥

خوش آن مجلس که آنجا تو به خود چون کنم ظاهر	مرا ساقی گر چنان گیرد و مے در گلو ریزد

خدشهٔ دوم حصول کدامی امر بدون واسطه محل استبعاد نیست اگر بکتب قوم رجوع نموده آید آشکارا مستوان شد که در بعض امور توسط را بار نیست و ایجاب جزئی تناقض سلب کلی است امام شعرانی در مقدمه طبقات می آرد وَكَانَ الشَّيْخُ أَبُو يَزِيْدَ الْبِسْطَامِيُّ له رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لِعُلَمَاءِ عَصْرِهٖ أَخَذْتُمْ عِلْمَكُمْ مِنْ عُلَمَاءِ الرُّسُوْمِ مَيِّتًا عَنْ مَيِّتٍ وَلَقَدْ أَخَذْنَا عِلْمَنَا مِنَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ در فتوحات مکیه نیز این حکایت منقول است این کلام بسطامی رحمة الله علیه ناطق است بر عدم توسط امام شعرانی در یواقیت میفرمایند له فَإِنْ قُلْتَ فَهَلْ يَكُوْنُ الْإِلْهَامُ بِلَا وَاسِطَةٍ فَالْجَوَابُ نَعَمْ قَدْ يُلْهِمُ الْعَبْدُ مِنَ الْوَجْهِ الْخَاصِّ الَّذِيْ بَيْنَ كُلِّ إِنْسَانٍ وَبَيْنَ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا يَعْلَمُ بِهٖ مَلَكُ الْإِلْهَامِ لٰكِنَّ هٰذَا الْوَجْهَ يَتَسَارَعُ النَّاسُ إِلٰى إِنْكَارِهٖ وَفِيْهِ إِنْكَارُ مُوْسٰى عَلَى الْخَضِرِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَعُلِمَ أَنَّ الرَّسُوْلَ وَالنَّبِيَّ يَشْهَدَانِ الْمَلَكَ رُؤْيَةَ بَصَرٍ وَغَيْرُ الرَّسُوْلِ يُحِسُّ بِأَثَرِهٖ وَلَا يَرَاهُ فَيُلْهِمُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِوَاسِطَتِهٖ مَا يَشَاءُ أَوْ يُعْطِيْهِ مِنَ الْوَجْهِ الْخَاصِّ بِارْتِفَاعِ الْوَسَائِطِ وَهٰذَا أَجَلُّ الْإِلْقَاءِ وَأَشْرَفُهٗ وَيَجْتَمِعُ فِيْ هٰذَا الرَّسُوْلُ وَالْوَلِيُّ

له شیخ بایزید بسطامی رحمة الله علیه می گفت به علمای زمان خود که شما علم خود از علمای رسوم حاصل کرده اید که یکے بعد دیگرے مرده اند و من علم خود را از زندهٔ حاصل کرده ام که هرگز نمیرد یعنی از الله تعالی حاصل کرده ام ۱۲ له اگر بگوئی که آیا الهام بدون واسطه می باشد جواب آنست که بدون واسطه می باشد گاہے الهام بنده را از وجه خاص که در انسان و خداوند تعالی است باشد فرشتهٔ الهام را هم آن خبر نمی باشد مگر مردمان با انکار وی متوجه شوند و درین انکار موسی بر خضر علیه السلام بود پس دانسته شد که رسول و نبی بچشم سر فرشته را می نگرند و غیر رسول نشانهاے فرشته می یابند نه که خود او را ۱۲

هرگاه الهام بلا واسطه شود و درین محذوری عاید نگردد پس اگر در جذب هم واسطه نباشد چه باک بود شیخ عبدالکریم جیلی در کتاب مناظر الهیه می نویسد اَلْمُتَجَرِّدُ عَنِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ یَکُوْنُ هُوَ فِیْ نَفْسِهٖ ذَاتًا سَاذَجًا فَلَا یَکُوْنُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاسِطَةُ اِسْمٍ وَصِفَةٍ وَدر موضع دیگر ازین کتاب می نویسد وَهُوَ مَعَ الذَّاتِ وَکُلَّمَا تَجَلّٰی عَلَیْهِ صِفَةٌ سَرَجَعَ عَنْهَا اِلَی الذَّاتِ بِمَا هُوَ اَکْمَلُ مِنْهَا وَفِیْ هٰذَا الْمَشْهَدِ رَاَیْتُ الْاِمَامَ اَبَا الْحُسَیْنِ النُّوْرِیَّ وَمَعْرُوْفَ الْکَرْخِیَّ وَجَمَاعَةً مِّنَ الْمَشَایِخِ این عبارت بدیدهٔ امعان نگریستنی ست که چه قدر حجاب وساطت رامی درد قطب ابن محی قدس سره در مکتوبات خود می نویسد که همه مقصود را با حق تعالے دو راه است در یک راه واسطه میان بنده و حق ثابت است و در راه دیگر هیچ واسطه در میان نیست این بعینه ناظر بهمین تحقیق است که حضرت ایشان نوشته اند که واسطه در راه سلوک است نه در راه جذبه چون اقوال ائمه فن بسماعت در آمد پس بگوش شنیدنی است که مفهوم جذبه و حصول طریقه و ے مقتضی عدم توسط است چنان مفهوم سلوک و حصول طریقه وی مقتضی توسط جذبه بمعنی کشیدن است چون مطلوب طالب را بتوجه خاص بسوے خویش کشد احتیاج توسط چیست البته طالب را بوصول مطلب احتیاج ذرایع و توسط می افتد هرگاه سلوک موصل بمطلوب شود تا آنکه جذب نباشد بدون توسط چاره نبود هرگاه جذب پدیدار آمد پس رفع توسط از جذب خواهد بود نه از محض سلوک برای تصدیق قلب این مسئله را بجائم ظاهر و دربار سلاطین چرا قیاس نکنند و چرا بر حالات ملوک نظر نه اندازند گاهے امیدوارے را شوق لقاے پادشاه برای انجاح حاجات و عرض و معروض در سر مے افتد اولاً لباسے که برای حصول ملازمت سلطانی مقرر است از جامه و نیمه و دستار و قبا و عبا تیار کنانیده بر تن خود راست می کند و کمر را از کمربند زرین محکم بر مے بندد و نذر برای سلطان مهیا می دارد و بارگاه وزیر رسائے حاصل می کند چون وزیر دران ساما نے و لیاقتے که برای حضوری به پیش سلاطین درکار می باشد ملاحظه می فرماید موقع یافته به پیش

سلطان عرض می دارد سلطان او را طلب می سازد و او با وزیر تا وقت دربار حاضر می باشد بارها و بارها بار یابی حاصل می شود اگر حاصل میشود بهمین طور که همراه وزیر رفت و واپس آمد مگر سلطان را بوی میلانی خاص نمی باشد و نه بطور خود او را اجازت حضوری می باشد گاهی شخصی با طاعت و زیر طبیعت وزیر را چندان بخویش مائل می کند که وزیر بدرگاه سلطانی چنان عرض میدارد که این شخص لیاقت آن دارد که او در سلک خاص محرمان و جلیسان سلطانی منسلک کرده آید پس سلطان بوساطت وزیر یا بطور خود او را طلب داشته از خواص محرمان و جلیسان خویش میسازد پس درین هر دو صورت مخدور شرعی یا عرفی نیست اگر نیک ملاحظه رود اول نظیر سلوک است وثانی نظیر جذب این نظیر برای تفهیم شخصی که از کشف بهره ندارد بسنده است اگر چشم بینا داشته باشد این معنی او را از کشف و وجدانیات من قبیل مرئیات خواهد بود چون حالت جذب و سلوک متفاوت است و هر دو متقابل بوده اند پس چگونه حالت یکی از ان مثل دیگری خواهد بود یعنی اگر واسطه باشد در هر دو جا واگر ساقط شود در هر دو جا بلکه در سلوک واسطه خواهد بود نه در جذب به خدشه سیوم کشفی بودن اصلا گریز گاه نیست چنانکه معقولات از اوهام مدرک نه شود و موهومات در دام خیالات در نه آید و تخیلات به ضبط حواس نرسد امرے که بعین یقین معاینه کرده می شود ادراکش بعلم الیقین از دائره امکان خارج باشد حضرت معترض در رساله تحصیل التعرف از شیخ عبد الوهاب نقل فرموده مبنی العلم علی البحث والتحقیق ومبنی الحال علی التسلیم والتصدیق وحضرت خواجه محمد پارسا در تحقیقات می فرماید بعد از ان علوم خواطر و علوم مشاهدات و مکاشفات که علم اشارت عبارت از ان علوم است پدید آید و این ان علوم است که طایفه متصوفه بدان مخصوص گشته اند بعد از جمع و حصول سائر علوم مذکور و اما این علوم را بدان سبب علوم اشارت خوانند که از مشاهدات قلوب و مکاشفات اسرار عبارت نتوان کرد چه در تقریر نگنجد بلکه معرفت این علوم بمنازلات و مواجید که در باطن سالک طالب پدید آید توان یافت وحقیقت این علوم را جز آنکس که بمقام مشاهده ومکاشفه

ملاحظه مبنی العلم علی البحث والتحقیق است ومبنی الحال علی التسلیم والتصدیق ۱۲

رسیده بود و این معانی حال او شده نتواند شناخت و ادراک نتوان کرد سعید بن مسیب روایت
کرد از ابی هریره رضی الله عنه قال[١] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من العلم
کهیئة المکنون لا یعلمها الا اهل المعرفة بالله سبحانه فاذا نطقوا به لم ینکره الا اهل الغرة بالله سبحانه

و عبد الواحد بن زید گفت از حسن بصری سوال کردم که علم باطن چیست حسن گفت از حذیفة
الیمان پرسیدم از علم باطن او گفت که از رسول صلی الله علیه وسلم پرسیدم از علم باطن فقال[٢]
رسول الله صلی الله علیه وسلم سالت جبرئیل علیه السلام عن علم
الباطن فقال جبرئیل علیه السلام سالت الله جل ثناؤه عن علم الباطن فقال هو
سر من اسراری احله فی قلب عبدی لا یقف علیه احد من خلقی قال و گفته اند که
راه معیت یکے از طریق جذبه است انتهی پوشیده نماند که هرگاه راه معیت یکی از طرق جذبه
باشد و قرار یافت که در طریق جذبه از سلوک چاره نیست پس در طریق معیت برای وصول
نیز سلوک درکار خواهد بود و از وسایط ناگزیر و کلام در وے هم چنان خواهد بود که در طریق
جذبه گذشت **اقول** این تقریر خارج از داب مناظره است تقریر معیت را حضرت مجدد
رحمة الله علیه از حضرت خواجه رحمة الله علیه نقل میفرمایند در بنا قول تصحیح است نه نقض بر
تقدیر تسلیم گفته شود که درین شک نیست که راه معیت یکے از طرق جذبه است و
در جذبه از سلوک چاره نیست پس در راه معیت از سلوک یعنی تبعیت چاره
نخواهد بود مگر سلوک مصطلح موقوف علیه یا متوسط جذب نمی باشد و من[٣] ادعی فعلیه
الاثبات **قال** دیگر مثال ظل با اصل نموده اند که هم طریقے است اگر بعنایت الٰهی ظل را

---

[١] فرمود رسول خدا صلے الله علیه وسلم که بعضے از علم مثل چیزے نهان داشته شده است که آنرا بجز اهل معرفت کسے
نداند هرگاه اهل معرفت بیان کلام کنند انکار نکند مگر شخصے که در وے نا آشنائی باشد به خداوند کریم ۱۲ [٢] گفت
رسول الله صلے الله علیه وسلم که از جبرئیل علیه السلام پرسیدم که علم باطن چیست گفت من از رب العزت تعالیٰ پرسیدم گفت
و سر است از رازهای الٰهی در قلب بنده خود می نهم بران کسے مطلع نمی شود ۱۲ [٣] هر که دعوی کند بروی اثبات لازم است ۱۲

باصل میلے پیدا شود کششے بوے ہویدا گردد وآن ظل را باصل وصولی حاصل شود ہر آئینہ
بے حیلولت امری خواہد بود چون آن اصل اسمے از اسماء الٰہی است نا چار در میان اسم
ومسمائے وی حایلی نخواہد بود و وصول ظل ازین راہ باصل الاصل کہ مسمای آن اسم
است بے واسطہ امری خواہد بود اینہمہ پوشیدہ نماند کہ ظاہر آن است کہ این نیز از طریق
جذبہ خواہد بود چنانکہ در طریق معیت پس این نیز محتاج بہ سلوک خواہد بود چنانکہ طریق
جذبہ اینجا نیز ہمان کلام است کہ آنجا است دیگر کشش ظل باصل مسلم واتصال اسم بامسمی
نیز ہمچنین اما وصول ظل باصل الاصل کہ مسمائے آن اسم است چرا بواسطہ آن اسم نباشد
بلی الامر کذلک اقول آنچہ دعوے ظہور نمودہ شد در محل خفا است محتمل است کہ این غیر
طریق جذبہ باشد چہ در جذبہ کشش ظل را باصل باشد واین کشش از ظل است باصل فاذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال واگر تسلیم نمودہ شود کہ این از طریق جذبہ است پس چون نفس جذبہ
را توسط سلوک در کار نیست این را ہم در کار نخواہد بود با ے حال اینجا نیز ہمان کلام است
کہ آنجا است بعقل ہیچ عاقل نمی رسد کہ اسم را اسمائے الٰہی را اصل چیزے قرار دہند وگویند
کہ در وصول آن چیز بامسمای آن اسم این واسطہ است بر تقدیر تسلیم مراد از عدم حیلولت
آن است کہ پردہ مشہود نشود ہمچنانکہ در توسط نبی صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ شد نہ آنکہ اصلا و
قطعا واسطہ نباشد قال قولکم ایضا ہر کہ واصل ذات است تعالی بہ وصول ہیولانی توسط و
حیلولت امرے در حق او مفقود است وہر گاہ در صورت وصول بحضرت ذات بجانب خیلولت
وحجابت صفات واجبی مرتفع گردد حیلولت وحجاب غیر ذات چہ گنجایش دارد انتہی پوشیدہ
نماند کہ امرے مقرر است کہ صفات پردہ ذات است کہ ہرگز نمی افتد اگر یک پردہ برخاست
پردہ دیگر می نشیند لات راجنود پردہ صفات نمی توان دید ومشہود گردد ودریافت لیکن
صاحب شہود ذات را بحیثیت غلبہ انجذاب توجہ تمام بسوی او صفات ملحوظ ومنظور نے
افتند وبہر تقدیر پردہ در میان ہست دریابد یا در نیابد اقول کلام حضرت مجدد سخنانیکہ

براصول صوفیه است خصوصاً نقشبندیه که طالبان خود را بذات بحت بدون ملاحظهٔ صفات
متوجه می گردانند وصفات را از ماسوے می انگارند چنانکه در حدیث اللّٰهم انی اعوذ بك
منهٔ الخ ان اشارت شده است البته فهم این معنی برکسیکه مذاق صوفیه ندارد خیلے دشوار است
اکنون بگوش حقیقت نیوش شنیدنی است که این کلام منقوض است تسلیم می کنم که صفات پرده
ذات است که هرگز نمی افتند واگر یک پرده برخاست دیگرے می نشیند وذات را جز در پردهٔ صفات
نمی توان دید ذات حق سبحانه تعالے کافیست از اعتبار صفات بلکه مستغنی است از نفس
صفات یعنی آنچه بر صفات مترتب می شود ذات مجرد از صفات در ترتیب آن کافیست مثلاً
امورے که بصفت حیات وعلم وقدرت واراده وابسته است اگر این صفات اصلاً متحقق نشوند
ذات تنها کار آنها کند نه بآن معنی که صفات اصلاً موجود نیستند یا در علم موجودند نه در خارج چه
این مخالف قول اهل سنت است بلکه صفات باوجود استغناء ذاتی موجود اند در خارج
بوجود زاید بر ذات عز سلطانه کما هو مذهب اهل الحق این بمثالے واضح گردد گوئیم آب بالذات
از بلندی احتراز نموده به پستی مایل است واین میل را میل طبعی مے گویند پس ذات آب
کار علم وحیوة وقدرت واراده مے کند چه اگر علم می داشت هم به پستی می آمد وکار ارادت
که تخصیص احد المتساوین است نیز کرد واین حرکت ارادیه کار حیوة وقدرت هم شد وهمین
آب چون در مرتبه تنزل جزو حیوان می گردد باوجود این میل طبعی بصفات زائده هم متصف
می شود این امور را باوجود صفات طبعیه زایده هم مے کند ولله المثل الاعلیٰ ذات
عز شانه باوجود استغناء ذاتی وکفایت او از صفات در مرتبه الوهیت بصفات زائده موجوده
متصف می گردد وامورے که ذات در تحصیل آن کافی بود باین صفات از قوة بفعل مے
آرد پس چنانکه در آب مجرد از صفات نمیتوان گفت که صفات او عین ذات اویند بلکه اینجا
ذات است وبس صفت اصلاً گنجایش ندارد همچنین در ذات واجب تعالے نمی توان گفت که
صفات عین ذات اند چه اینجا صفت نیست تا بعینیه حکم کرده شود وچون باعتبار صفت ما بعینیه حکم

شد اگرچه اعتبار علمی باشد پس واضح گشت که سخن متکلمین و اثبات صفات زایده موجوده
در واجب تعالی درست تر است از سخن بعض صوفیه که بعینیه صفات قائلند صفات زاید
موجوده اثبات نمی کنند قضیه حکم بعینیه صفات و نفی زیادتی آنها بر ذات عز شانه مبنی بر عدم
وصول است بحقیقة الحقایق چه ذات تعالی هنوز در پرده این صفات مشهود این جماعت است
و چون ذات را در آئینه صفات می بینند بحکم اختفاء مراة صفات از نظر اینها مختفی می گردند
حکم بعدم آنها می کنند و اگر شهود ایشان ازین پرده برآید صفات از ذات جدا می دیدند
و حکم بوجود آنها میکردند و همین سر است در حکم کردن ایشان بوحدة وجود زیراکه شهود
ایشان از پرده برآمده است بلکه در پرده ماسوی است لاجرم ماسوی از نظر شان تمام مختفی
شده است این اختفا بحکم عدمیت آن رسانیده و چون در مراة شهود مراة مفقود است علم
است و علم آن موجود در ماسوی نیز باعتبار این دو حالت نفی وجود خارجی و ثبوت علمی کرده
اند لهذا فنای ایشان اتم نمی شود به شعور ماسوی می ماند و شهود آن برطرف می شود و عدم شعور
ماسوی وقتی متحقق شود که شهود ایشان از مراة ماسوی بتمام برآید و لَیْسَ فَلَیْسَ بقاء
ایشان نیز اکمل نیست چه اکملیت آن باعتبار اتمیت فنا است این جماعت بعد از بقا خود را
حق می یابند و منشا این علم نیز سکر است اگر بکمال بقا مشرف میگشتند خود را چنانکه هستند میدیدند عبد
مملوک لا یقدر علی شیء بعض جماعت رجا دات نیز اثبات علم و قدرت و سایر صفات می کنند و ثبوت آنها
باعتبار سریان می دانند و هو سبحانه لا یسری فی شیء و احاطته بالاشیاء احاطة علمیة
والذات المنزه لا نسبة له مع العالم اصلا الا انه خالقهم و ربهم و مالکهم و مولاهم
و حقیقت این سخن بالا مذکور شد در بحث ذات آب سیل طبعی آن هاء ایشان باندازه علوم خود برنگ دیگر
حکم نموده اند وَاللّٰهُ یَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ منقول است در مجلس خواجه
یوسف همدانی که پیر حضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی است که سرحلقه سلسله حضرات خواجها
است قدس الله تعالی اسرارهم روزی از احوال بعضی اعزه شخصی مذکور ساخت فرمود ندیت

حِیَالَاتٌ تُرَبّٰی بِهَا اَطْفَالُ الطَّرِیْقَۃِ بالجملہ احکام شرعیہ و علوم ماخوذہ از مشکوٰۃ خاتمیہ
(این جا است اندران طفلان طریقت پرورده میشوند ۱۲)
علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ علی ظواہرہا المرادۃ ونصوصہا المستفادۃ بر مرکز عدالت و استقامت
اند و خلاف آنہا ولو کان بالتوجیہ والتاویل او بالکشف مستلزم عوجاج و بے استقامتی است
قال سبحانہ اِنَّ هٰذَا طَرِیْقِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الآیۃ چنانچہ در مکاشفات
غیبیہ مذکور است ہر گاہ صفات زاید بر ذات باشد پس پردہ ذات بود و ذات بدان پردہ صفات
مشاہد گردد و آنچہ این معنی در مرموزات قوم نگاشتہ شدہ مرجوح است در ہمین رسالہ جائے
دیگر می فرماید زیادتی شیون بر ذات تعالیٰ شانہ بمجرد اعتبار است و زیادتی صفات بر ذات عز
سلطانہ بوجود خارجی است زیرا کہ صفات در خارج موجود اند بوجود زاید بر ذات کما ہو مذہب
اہل الحق و فرق در میان شیون و صفات بسیار دقیق است کمل محمدیان را برین فرق اطلاع
است و بسیاری ازین طائفہ بواسطہ عدم علم باین فرق شیون را عین صفات دانستہ منکر وجود
صفات فی الخارج گشتہ اند و ہو کما تری مخالف اہل السنۃ والجماعۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین این حقیر فرق مذکور را بتفصیل و بعضے از مسودہائے خود نوشتہ است و بہ تنظیر
و تمثیل روشن ساختہ المقصود شیون داخل دائرہ اصلند ہیچ ظلیتے بآنہا راہ نیافتہ قابلیات
کہ در تحت این شیون اند و کالظلال اند مر این شیون را حقایق محمدیان است علی حسب
تفاوت درجاتہم و مراتبہم حقیقت محمدی اجمع جمیع اینہا است علیٰ مظہرہا الصلوات والتحیات
والتسلیمات والبرکات او علی ما اکمل نہایت عروج اقطاب ایشان تا نہایت مرتبہ قابلیتہ اولیٰ
است کہ حقیقت محمدی است صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ و مقام این اقطاب گویا در
نقطہ مرکز این قابلیتہ است ہر قطبے باشد مدار یا ارشاد چون فرود می آید از ہمانجا فرود می
آید ایشان را ترقی ازان مقام تا مقام فوق نیست اگر واقع است بعضے را فی الجملہ واقع است
و ترقی ازان مقام و وصول در دایرہ اصل مخصوص بافراد این امت است رضوان اللہ تعالیٰ
و تقدس علیہم اجمعین و تا مقام فردیت نرسد ازین کمال بے حاصل است آرے بعضے کمل بواسطہ

صحبت افراد و تاثیر آن در ایشان ازان کمال بهره میرسد بے آنکه بمقام فردیت برسند و بے آنکه داخل دائرهٔ اصل گردند چه این دخول مخصوص بافراد است اما نصیبے ازان مقام دیگران هم بواسطهٔ مناسبت بافراد حاصل است و در افراد نیز تفاوتها بسیار است بعد از دخول در دائرهٔ اصل چه شیون نیز داخل دایره اند گرچه عین ذات نباشند اما بالاعتبار المحض یا دقی در ایشان حاصل است ؎

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست	درون دیده اگر نیم موست بسیار است

شهود ذات همه را حاصل است خواه در مرتبهٔ شیون است خواه اصل ذات بعد از الکانوا داخلین فی تلک الدائرة لفظ شهود و غیره از تنگے عبارت است و الا شهود را دران موطن مدخلے نیست و ایضاً صورت آن کیفیت خاص در عالم مثال بصورت شهود و نگرانی متمثل است در بآن اعتبار این الفاظ و امثال آنها اطلاق کرده می شود نگرانی مذکور نیز بے دخول در دائرهٔ اصل متصور نیست طائفه که غیر داخل اند و از مراتب ظلیه تمامها گذشته اند مشهود اینها دائرهٔ اصل است که جامع حضرت ذات تعالی شانه و شیونات مشهودات فقط بے مشارکت شیون مخصوص بافراد است باید دانست که وصلان ذات ازین بزرگواران که بافراد ملقب اند نیز اقل قلیل اند اکابر صحابه و ائمهٔ اثنی عشر از اہل بیت رضوان الله تعالے علیهم اجمعین باین دولت فایز اند و از اکابر اولیاء الله غوث الثقلین قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی است قدس الله تعالے سره الاقدس باین دولت ممتاز اند و درین مقام شان خاص دارند که اولیاء دیگر ازان خصوصیت قلیل النصیب اند و همین امتیاز نفسل باعث شان ایشان شده است که فرموده اند قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اگرچه دیگران راهم فضایل و کرامات بسیار است اما قرب ایشان بآن خصوصیت از همه زیاده تر است در عروج بان کیفیت کسے بایشان نمیرسد با اصحاب الائمه اثنی عشر درین باب مشارکند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ و من بعد هٰذا ما بدا فی صفاته و ما کمه الخط لدیه و لجمل

انتهی قاضی[۱] ثناء الله پانی پتی در ارشاد الطالبین میفرماید هر چند صفات حقیقیه حق تعالی هفت اند یا هشت اند چنانچه علماء کلام بدان تکلم کرده اند اما جزئیات آن صفات وغیرها نهایت ندارند حق تعالی می فرماید وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ یعنی اگر تمام اشجار زمین قلمها شوند و دریا و هفت دریای دیگر این چنین سیاهی باشند کلمات الهی بپایان نرسد یعنی کلمات مدح که بر صفات و کمالات دلالت دارند تمام نشوند چنانچه سعدی گفته ؎

نه حسنش غایتی دارد نه سعدی را سخن پایان	بمیرد تشنه مستسقی و دریا همچنان باقی

چنانچه صفات حق تعالی غیر متناهی اند ظلال صفات هم غیر متناهی اند حق تعالی می فرماید آیه مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ وَمَا عِندَ اللَّهِ بَاقٍ یعنی هر چه نزد شما است فانی است و هر چه نزد خدا است باقی است پس اگر در ولایت صغری و مراتب ظلال کسی به تفصیل سیر کند ابد الآباد منقطع نشود ولیکن هر کس در مراتب ظلال هر قدر که در حق او مقدر است سیر می کند ظل را ظلی باشد و آن را ظلی دیگر در مرتبه ثانیه و ثالثه و رابعه الی ماشاء الله می باشد صوفی در مرتبه ترقی عروج کرده با صل خود میرسد و در آن فانی میشود و از آن ترقی کرده در اصل آن فانی میشود همچنین هر ظل که میرسد خود را در آن فانی و مستهلک می بیند و بوجود آن باقی می ماند همین

[۱] نقشبندی مجددی بود و از خلفاء کبار حضرت مرزا جان جانان رحمة الله علیه نسب وی بجلال الدین پانی پتی میرسد قاضی در علوم عقلی و نقلی و کمالات ظاهری و باطنی از ممتازان وقت بود و تفسیر مظهری از عمده یادگار اوست این چنین تفسیر در هند نگاشته نشده ما لابد منه ارشاد السالکین تذکرة الموتی و القبور از تصانیف اوست ارشاد السالکین در دیگر رسایل تصوف او در تحقیق معارف حضرت مجدد رحمه الله بوده است قاضی رساله بجواب ایرادات شیخ عبدالحق دهلوی نگاشته محتوی تحقیقات اگر در مطالعه فقیر در آمده شنیده شد که در رامپور پیش بعض اکابر موجود است شعر دادیم ترا ز گنج مقصود نشان گر ما نرسیدیم تو شاید برسی قاضی صاحب اول حال مرید شیخ الشیوخ محمد عابد نقشبندی مجددی شده به توجهات وی به فنای قلبی رسیده باز حضرت ارشاد ایشان خدمت حضرت مرزا رحمه الله حاضر آمده به نهایات مقامات طریقه مجددیه احمدیه رسیده اند.

است معانی بیت مولانای رومی که گفته ؎

هفتصد هفتاد قالب دیده ام ... همچو سبزه بارها روئیده ام

بعد ازان اگر عنایت شامل حال صوفی شود از انجا عروج واقع شود و بمتابعت پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم دخول در دائرهٔ اسمار صفات می گردد که اصل این دوایر ظلال است و سیر یکه دران واقع شود سیر فی الله خواهد بود و شروع در ولایت کبری خواهد بود که ولایت انبیا علیهم السلام است دیگران را به تبعیت این دولت رسیده هرگاه رسیده نهایت عروج لطایف پنجگانه عالم امر نهایت این دایره است بعد ازان محض بفضل الهی جل شانه ازین مقام عروج واقع شود سیر دایره حصول انبیا خود بود واگر گذشت آن دایره حصول و بعد از طے آن دایره فوقانی ظاهر میشود حضرت مجدد الف ثانی میفرمایند که چون غیر قوسی ظاهر نشد همان قوس اختصار کرده اند درین سیری خواهد بود که بران اطلاع بخشیدند و این اصول سه گانه اسما و صفات که مذکور شدند مجرد اعتبارات اند در حضرت ذات تعالے و تقدس حصول کمالات این اصول سه گانه مخصوص بنفس مطمئنه است و حصول اطمینان نفس همدرین موطن میسر گردد و درهمین مقام شرح صدر حاصل میشود و سالک باسلام حقیقی مشرف میگردد و نفس مطمئنه بر تخت صدور جلوس میفرماید و بمقام رضا ارتقامی نماید این موطن منتهاے ولایت کبری انبیا است حضرت مجدد میفرمایند که چون سیر تا باینجا رسانیدم متوهم شد که کار تمام شد ندا دادند که این همه که تفصیل اسم الظاهر شد که یکبار روے طیران است و اسم الباطن متعلق از مبادی تعینات ملاء اعلے است و شروع درین سیر نمودن قدم نهادن در ولایت علیا و ولایت ملایکه حضرت مجدد رحمة الله فرماید که بعد از حصول دو جناح اسم الظاهر و اسم الباطن چون طیران واقع شد معلوم شد که ترقیات بالاصالت نصیب عنصر ناریست و عنصر هوائی و عنصر آبی ملائکه را ازین عنصر سه گانه نصیب است چنانچه وارد شده که بعضے از ملائکه از نار و ثلج مخلوق اند و تسبیح شان سُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ النَّارِ وَالثَّلْجِ است و فوق آن بفضل الهی چون سیر واقع شود

شروع در کمالات نبوت خواهد بود حصول این کمالات مخصوص انبیا است علیهم السلام و ناشی از
مقام نبوت است کمل تابعان انبیا را نیز بتبعیت ایشان ازین کمالات نصیب است و در میان لطایف
انسانی حظ وافر ازین کمالات عنصر خاک است و سایر عناصر و لطایف عالم خلق و عالم امر تابع
آن هستند و چون این عنصر مخصوص به بشر است خواص بشر از خواص ملائکه افضل گشتند کمالات
جمیع ولایت صغری و کبری و علیا همه ظلال کمالات نبوت و شبح و مثال آنست و در دایره کمالات
نبوت چون بمرکز مے رسد آن مرکز بصورت دایره ظاهر می شود و آن دائره کمالات رسالت است
که بالاصالت بانبیاء مرسل مخصوص است دیگر هر کرا میسر شود بطفیل و تبعیت میسر شود و چون بمرکز
این دایره ثانی رسیده میشود آن مرکز هم بصورت دایره ظاهر میشود که ان دایره کمالات اولو العزم
است عالیت از مثالیت انبیا را اولو العزم را چون این منصب هست قیام اشیا ربوی باشد بعضے
صاحب دولتان از اولیا را باشند که بتبعیت انبیا این منصب بوی عطا می شود حضرت مجدد رحمه الله علیه
سیر ما نیز که چون این سیر بانجام رساند ختم شهود گشت که اگر بالفرض قدم دیگر در سیر افزاید در عدم محض
خواهد افتاد اذ لیس وراءه الا العدم المحض ای فرزند ازین ماجرا در توهم نه افتی که عنقا
در شکار آید فهو سبحانه بعد وراء الوراء ثم وراء الوراء یعنی حق تعالی
هنوز وراء الوراء پس وراء الوراء است این مراتب شما تا بحجب است چه حجب تمام مرتفع گشته بلکه باعتبار
ثبوت عظمت و کبریا ست که مانع ادراک است فهو سبحانه اقرب فی الوجود و ابعد
فی الوجدان یعنی حق تعالے در وجود قریب تر است و در ادراک بعید تر بعضے کمل مرادان
باشند که درون سرادقات عظمت و کبریا به طفیل انبیا علیهم السلام ایشان را جای دهند و محرم
بارگاه سازند فعومل معهم ما عومل این معامله مخصوص بهیئت وحدانی انسانی است که
از مجموعه عالم خلق و عالم امر ناشی گشته مع ذلک رئیس درین موطن سیر عنصر خاک است کمالات
این مقام مخصوص به هیئت وحدانی است این چنین کس بعد قرون متطاوله هزارها ساله پیدا می شود

له او سبحانه قریب تر است در وجود و بعید تر است در وجدان ۱۲ که پس معامله کرده شد با ایشان آنچه کرده شد

انتهی اگرچه هنوز در دل حکایت ها باقی است فاما بخوف ملالت بر همین قدر اکتفا میرود ۵۱

سعدی از داغ جگر پنبه بکش — بگشا روزن آتش کده را

قال و قولکم تحقیق این مقام آن است که توسط سرور کائنات علیه و علی آله الصلوة والسلام بدو معنی تواند بود یکی آنکه او صلی الله علیه و آله وسلم حائل و حاجب بود درمیان سالک و درمیان مطلوب و معنی دوم آنست که سالک بطفیل وی و بتوسط و تبعیت و متابعت وی صلی الله علیه و آله وسلم بمطلوب واصل گردد و در طریق سلوک و پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهر دو معنی کاین است بلکه می انگارم که درین طریق از شیوخ هرکه درمیان آمده است متوسط و حاجب شهود سالک است وای اگر در آخر حال جذبه تدارک نماید و معامله به بی پردگی نکشد زیرا که در طریق جذبه و بعد از رسیدن بحقیقت الحقایق توسط بمعنی ثانی است که بطفیل و تبعیت است نه حیلولت حجاب که پردهٔ شهود گردد و مشایخ طریقت در توسط و عدم توسط آن سرور را اختلافها دارند جمعی بتوسط رفته و گروهی بعدم توسط انتهی پوشیده نماند که در توسط و تبعیت و طفیل هیچ کس را جای سخن نیست و متفق علیه است و جمهور عرفاء محققین بر آنند که توسط بمعنی حیلولت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم درمیان سالک و شهود و مطلوب نیز ثابت است و هیچ شهودی بی توسط روحانیت آنحضرت صلعم حاصل نیست و قول مخالف لایعبأ به است و ناشی از کوته نظری است و ایشان می گویند که توسط روحانیت آنحضرت در جمیع مراتب وجودی و شهودی یعنی جمهور عرفاء و عیانی و معادی بتمامه عوالم جسمانی و روحانی ثابت است و این توسط داخل حجابی نیست که از آن پرده بر روی شهود نشیند بلکه موجب انجلا

۵۱ در کشف المحجوب مذکور است مرتعش گوید الصوفی لایسبق همه خطوته البته صوفی آن بود که اندیشه وی با قدم وی برابر باشد یعنی جمله حاضر بود دل آنجا که تن و تن آنجا که دل و قول آنجا که قدم و قدم آنجا که قول و این نشان حضوری بود بی غیبت بر خلاف آنکه گویند از خود غایب است و بحق حاضر بلکه بحق حاضر و بخود حاضر و این عبارت از جمع الجمع بود و از انچه تا رویت خود بخود بود غیبت بخود از خود چون بشد برخاست حضوری بی غیبت بود»

و انکشاف است در رنگ حیلولت عینک در ابصار عالم ظاهر مثلاً وجود ادراک و شهود ذات
بے پرده ممکن نیست ع در پرده عیان باشم و بے پرده نهان ٭ و میگویند که حقیقت
الحقایق بودن آنحضرت و احاطهٔ جمیع ماهیات مخصوص بجواهر و ذات نیست بلکه عام و شامل است
مر صفات و معانی را که شهود مجذوبان و محبوبان و مرادان یکے از انجمله است و میگویند که در
وقت این شهود و حضور که در قرب و وصول حاصل است روح پر فتوح سید المرسلین محبوب
رب العالمین حاضر است و واسطه است و از ذات حق مفارق نیست چه محب و محبوب از
یکدگر جدا نشود خصوصاً این محبوب که محبوبیت وے بذات بحت بے ملاحظهٔ جمیع شیون و
اعتبارات بود از جهت بودن او مظهر جامع قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ مَا اُرْسِلَ الرَّحْمٰنُ
اَوْ يُرْسِلُ مِنْ رَحْمَتِهٖ تَصْعَدُ اَوْ تَنْزِلُ فِيْ مَلَكُوْتِ اللّٰهِ وَمُلْكِهٖ مِنْ كُلِّ مَا يَخْتَصُّ
اَوْ يَشْمَلُ اِلَّا بِوَاسِطَةِ الْمُصْطَفٰى عَبْدِهٖ وَنَبِيِّهٖ وَمُخْتَارِهِ الْمُرْسَلِ وَاسِطَةً فِيْهَا
وَاَصْلٌ لَهَا يَعْلَمُ هٰذَا كُلُّ مَنْ يَعْقِلُ اين شامل جميع مراتب و شهودست و قال ان روح النبی
ما غابت من نفوس بالله في الله طرفة عين و قال في وصفه صلى الله عليه وسلم المحقق
المحكوم بالجهل على كل من ادعى معرفة الله مجردة في نفس الامر عن نفسه المحمدية

و میگویند که این مشاهده مجذوب یا سالک تواند که بجهت قصور معرفت و تمیز یا بجهت غلبه
فنا و بیخودی از ادراک و دریافت آن قاصر و ذاهل باشد اما در نفس الامر ثابت و دایم و قایم
است و آن ذهول در حقیقت از قبیل عدم علم بالعلم است چنانکه در مواضع دیگر گفته اند از ین همه
گذشتیم و مسلم داشتیم که مشایخ طریقت در توسط و عدم توسط آن سرور اختلاف دارند اما آن
گروه که قایل اند بعدم توسط ایا دعوی شرکت و همسری و هم پیچگی با جناب و عدم مدخلیت آن
حضرت در حق ایشان و عدم توجه ایشان بآنجناب چنانکه گفته می کنند و مشایخ درینجا هم
اختلاف دارند سخن درینجاست حاشا و کلا همه متفق اند در رعایت بندگی و نیازمندی و
سرافگندگی و احتیاج بآن جناب **اقول** آخر رفته رفته کار بجای رسید که حضرت شیخ جلاله

توسط روحانیت آنحضرت صلی الله علیه وسلم در جمیع مراتب ثابت است

چند عبارات حضرت مجدد علیه الرحمه چنان نقل فرمود کز ان اصل مرام کالشمس فی رابعة النهار اشکارا گردید و خس و خاشاک شبهاتے که از اول تا اخر در صدد اثبات آن بوده بر هوا پرید فالحمد لله علی ذلک همانا این چنین امور حضرت شیخ را برجوع مجبور کرده باشد فیما ذا بعد الحق الا الضلال کنون وقت انست که از انوار و برکات روحانیت حضرت شیخ رحمه الله بعد حق نگرانی بر سنت الضاف جوئیم و در راه گشتن حال و توضیح مقال پوئیم ٥

سراپا نازمن از ترحم دامن کشان مگذر || مبادا غافل از حالم برارد آرزو دستے

هرگاه از عبارات منقوله حضرت مجدد رحمة الله علیه ظاهر و باهر است که توسط روحانیت آنحضرت صلی الله علیه وسلم در جمیع مراتب وجودی و شهودی ثابت است مراتب توسط و حجاب فی نیست که انسان پرده بر روے شهود نشنید بلکه موجب انجلا و انکشاف است و این معنی را به حیلولت عینک تشبیه داد و پس این توسط را بمعنی حیلولت و حجاب قرار دادن نهایت بعید است همچنان هرگاه حضرت مجدد رحمة الله علیه حقیقة الحقایق بودن آنحضرت را چنان عام قرار داده اند که شامل است مر صفات و معانی را که شهود مجذوبان و محبوبان و ... یکے ازان جمله است و روح پر فتوح آنحضرت صلی الله علیه وسلم را از ذات حق متفارق نمیداند تا انکه هیچ شهود و حضور نخواهد بود که دران روح پر فتوح صلے الله علیه وسلم متفارق باشد تا انکه اگر کدامی مجذوب یا سالک مدعی این معنی شود که او معرفت ذات باری تعالے بوجہے نموده که نفس محمدی بوے متقارن نبود این را محمول بر قصور معرفت وی نموده پس اکنون کدام موقع خدشه خواهد بود آیا این تقریر بهتر است یا اصرار و استبداد برین معنی که ذات پاک سرور عالم صلے الله علیه وسلم واسطه بمعنی حجاب است ٥

نگویم حال دل از حال من گو بے خبر باشد || به بے دردان بیان درد دل درد دگر باشد

البته در مرتبه سلوک که مرتبه مبتدی است ذات سرور عالم صلی الله علیه وسلم بمعنی واسطه و حجاب می باشد در مرتبه جذبه و معیت و ظل هرگز واسطه باین معنی نے باشد بلکه بوجہے میباشد که بر

اطلاق وسط نبوت ان شد چنانچه مذکور شد شیخ عبد الحق شیخ شعیب از عدم فهم مراد حضرت مجدد علیه الرحمه است

والا هیچکس بهتر و بیشتر در معارف ازین سخن نتوان گفت حضرت خواجه احرار که مظهر کلام ربانی

و کاشف اسرار حقانی اند برین معنی تصریح کرده اند که حضرت رسول خدا صلی الله علیه وسلم حجاب

و پرده شهود سالک نیستند فقره حصول آنچه مقصود است از خلقت انسانی جز تجرید قلب

از شواغل نیست در دل چیزی مانده اند اگر تصفیه تجرید دل از هر چه است حاصل شود آنچه ظاهر

شود هیچ چیز مقابل آن چیز نیست جز تجلی ذاتی و درین تجلی فنا کلی از خود و همه حاصل شده

شعور من از کثرت خلقیه بلکه از کثرت صفاتیه منقطع شده بلحق همین شود و اگر خواهند که او را

چنان سازند که از و دیگران بهره مند شوند او را رهائی از خود حاصل شود او را قوتی از نزد

خود حق سبحانه بدهد تعبیر ازین معنی به بقا بعد الفنا و وجود موهوبی حقانی کرده اند و بعضی

قایل بآن شده اند که در وجود قلب احجاری باشد مثل حجر بهت و غیر آن تعبیر ازین حجر به نکته

ذاتیه فی القلب کرده اند بسبب حجب غلیظ ظاهر نمی شود و گفته اند این نکته ذاتیه مثل مردم

چشم است مثل ساعتی است که در روز جمعه پنهان است و گفته اند اگر بر دوام ذکر و تلاوت اعمال خیر

دل صافی و منزکی شود و مالها ما یقابل سوى الحضرة الحق الذاتية فينتشر من ذلك الحجر

نور ما من لحب التجلي فيسير في ذرة وما بالجسم فبهت العقل وحيرة ويتيم ذلك النور المنفهو من ذلك

الحجر وشعشانه ولا يبقى لهم تصرف واحكا ظاهرة ولا باطنة ولهذا سمي الحجر البهت فافهم

سلسله شیخ محی الدین ابن عربی در تحقیق این مسئله در کتاب فتوحات در باب اعتقاد و سیوم تحریر می فرماید که اصحاب ایمان از صفت

سیر دو قسم اند یکی گروهی اند که مربوط کرده اند همت خود را برین که پیغمبر صلی الله علیه وسلم نیست مگر منه و معلم طریق وصلت

بجناب حق عز و جل و چون علم بآن حاصل آید واسطه از راه برخیزد و تخلیه می شود میان آنها و میان خدای تعالی پس آن گروه

چون مسافرت مسافقت کنند بسوی خیرات نمی بینند پیش خود با قدم احدی از مخلوقات و آنها چون در آیند در مجالس حق

خطاب می کنند حق با آنها بکلام الهی بغیر واسطه زبان معین و دیگر گروهی است که تمسک کرده اند در نفوس خود که نیست راه بسوی

خدای تعالی مگر که پیغمبر صلی الله علیه وسلم واسطه است و حاجب است پس اینها مشاهده نمی کنند او را بلا خدای تعالی مگر که می بینند پیش

خود قدم پیغمبر صلی الله علیه وسلم را بنا بر آنکه خطاب نکند خدا تعالی مگر بزبان رسول و لغت او

إنّما أراد الله أن يُبقي هذا العبد الكامل على قلبه سبحانه تكون ما تحول بين النور المنفهق من تلك النكتة وبين القلب فينتشر النور إليها منعكسا وينشرح الأرواح والجوارح وذلك هو التثبيت فبقي العبد شاهدا من وراء تلك السبحات لبقاء الرسم وبقي التجلّي دائما كما هو ولن ينفك أبدا من ذلك الحجاب ولهذا أقول كثيرا أن الحق ما تجلّى بشيء فقام ليحتجب عنه بعد ذلك ولكن تختلف الصفات

انتهى این عبارت بغور ملاحظه فرموده شود که نفی تمام وسائط می نماید تا آنکه واسطه را هم می افگند بدان ارشدک الله تعالی که در کلام صوفیه صافیه ذکر مقاماتے وحالاتے که حجاب توسط را آبی است بیش از بیش واقع است استبعاد بسبب فقدان ذوق صحیح است در همچو مواقع لب انکار کشادن حریفان را در ورطه تحیر انداختن است

میان من و تو چه جای میان است ‌‌ ‌ میان من و تو میان در نگنجد

کتاب مستطاب تحقیقات حضرت خواجه محمد پارسا علیه الرحمه ازان مالامال است چنانچه امورے چند درین محل بمعرض بیان در آورده مے شود

چه خوش است از دو یک دل سر حرف باز کردن ‌‌ ‌ سخن گذشته گفتن گله را دراز کردن

امر اول چون سالک محدثات و موجودات را در تحت اشعه انوار قدم زایل شده و در عین ذات احدیت مستهلک بیند همچنانچه حق بود و با وے هیچ چیز غیر و مغایر موجود نبود چنان مشاهده کند که حق موجود است و بس وحده لاشریک و سالک و مسلوک الیه و سلوک عشق و عاشق و معشوق بلکه هر چه در عالم اسم غیریت بران اطلاق کنند همه را عین هویت الهیه داند که در مراتب مختلفه از جبروت و ملکوت و ملک در هر صورتے ظهورے کرده و درین حالت حال سالک چنان باشد که هر چه بیند حق بیند و چنان داند که حق است که خود بخود ناظر است در صورت ناظری و منظوری و هر چه گوید و شنود چنان داند که حق است که گویا ست بخود و شنوا ست از خود در صورت قایل و سامع و درین محل وجود بنده فی نفس الامر متحقق است ولیکن بندیده که عبد است مغلوب تجلی نور ظهور حق است

جز وجود حق مشاهده نمی کند و بمرتبه ارواح همه رسیده است که در جمال الله متحیر ند **امر دوم**
حسین بن علی علیه السلام را پرسیدند که عارف را کے مشاهده شود گفت که چون شاهد ظاهر
گردد و شواهد فانی گردند و حواس نماند و اخلاص مضمحل شود یعنی شاهد حق ظاهر
گردد و آن افعال و الطاف حق است که در ازل با تو کرده است از انواع نیکوئیها و کرامت ها و
معرفت و توحید و ایمان بود که ترا بخشیده است رویت این نعمتهاے حق تعالے ترا در خود
فانی گرداند از دیدن افعال و نیکوئیها و طاعت ہاے خود تا بسیاری از افعال و طاعت
ہاے خود را اندک انچه از ان حضرت بود مستغرق یابی و انچه از او بود اندک نما شد و انچه
از تو بود بسیار بنود اما شواهد انست که رویت خلق از تو ساقط شود یعنی نه ضرر از ایشان
بینی نه نفع و نه ذم و نه مدح اما معنی ذهاب حواس انست که حواس در نور حق فانی گردد تا تو
بنور حق بینی و بشنوی و بگوی چنانکه رسول میفرماید[1] حکایة عن ربه فبی یسمع و فی یبصر و بی
ینطق **امر سیوم** چون بحق سبحانه و تعالے نزدیک گردد و حق عز و علا از مقام عزت به بنده
نزدیک شود گویا در یک منزل جمع شده اند این را مقام منازله گویند **امر چہارم** ابن عطا
گفت رحمه الله تصوف انست که حال خود را بحق تعالے فرو گذارد تا متصرف در حال خبر او
تعالے بنود **امر پنجم** جنید رحمة الله علیه را پرسیدند که التصوف چیست گفت تصوف پیوستن
سر است بحق سبحانه و تعالے و این معنی خبر بفناء نفس از اسباب و وسایط و قوت روح
و قیام بحق دست ندہد **امر ششم** ارباب احوال و اصحاب کمال انند که عقاید صافیه ایشان
بنا بر اصول صحیحه است از کتاب و سنت و اجماع است و موید است بدلایل نقلیه و شواهد عقلیه و با این اهل ذوق و جدان و کشف و
عیان اند فقد اقبل سبحانه و تعالی علیهم بلطفه و جذبهم عز و جل الیه بعطفه

[1] بطور حکایت از پروردگار عالم از من مے شنود و از من مے نگرد و از من مے گوید [2] متوجه شد الله تعالے
با ایشان بمهربانی خود و کشید ایشان را بسوی خود بعنایت خویش با ایشان مهربانی باری تعالی متوجه گردید پس
قصد کردند ایشان به الله سبحانه و سیر کردند بسوی وے بدین گردانید ایشان را بسوی الله جلّ شانه اقرار ایشان را بکرم

سبقت لہم منہ الحسنیٰ والزمہم کلمۃ التقویٰ فہمو اعن اللّٰہ سبحانہ وسائر
الی اللّٰہ سبحانہ واعرضوا عما سوی اللّٰہ سبحانہ خرق الحجب انوارہم وجال الحول
العرش اسرارہم اصرفہم جمعیت دل چنان باید کہ غیر حق نہ بیند وموجودات را بکلی در
تحت اشعۂ ظہور انوار قدم ناچیز و مستہلک یابد و ہرچہ بیند حق بیند و چنان داند کہ حق است کہ
خود بخود ناظر است در صورت ناظری و منظوری و ہرچہ گوید و شنود چنان داند کہ حق است گویا
بخود و شنوا است از خود در صورت قایل و سامع بندہ چنان مغلوب حق است در جمعیت
کہ چیزے جز وجود حقایق مشاہدہ نمی کند و بمرتبہ ارواح ہمہ رسیدہ چہ ممکن است کہ حق سبحانہ و
تعالے سلطنت و محبت بر دل بندہ چنان مستولی گرداند و بغلبہ و افراط آن عقل و طبایع از حس
آن عاجز گردند و امر وے از کسب وی ساقط شود کہ غیر را در مقام وی راہ نبود ہمہ حجابہا و کمالہا
در حضور وے بستہ است و غیب از خود راہی است بحضوری باحق سبحانہ فالمتجلی لہ لا یشعر
بنفسہ فضلاً عن غیرہ واختفاء الاغیار عند ظہور الحق فی نظر المتجلی لہ
کاختفاء الکواکب عند طلوع الشمس مع بقاء اعیانہا واہل اللّٰہ سبحانہ قد
یجری علی السنتہم فی غلبات الاحوال انہم الحق ای انہم متحققون بالحق
فانون فیہ من قال انا الحق فہو باحل لتاویلین اما ان یکون جاریا ذلک
علی لسانہ فی معرض الحکایۃ عن اللّٰہ تعالیٰ فی سکر و غلبات حال واما ان یکون
مستغرقا بالحق سبحانہ حتی لا یکون فیہ متسع بغیرہ واذا المرتحل فی القلب

۵۱ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند کہ شیخ

عثمان ہارونی ہمیشہ فرمودند کہ حق سبحانہ را دوستانند کہ اگر یک ساعت در دنیا از محبوب خود جدا بوند گریند ۔ سفینۃ الاولیا

۵۲ شخصیکہ بر وے تجلی گردد نفس خود را نہ داند و نہ دیگرے را کہ اغیار در نظر وی چنان مستور گردد چنانکہ ستارگان بوقت برآمدن

آفتاب حالانکہ ستارگان موجود باشند کاہی بر زبان اہل اللہ در غلبہ احوال کلمہ انا الحق جاری شود یعنی ایشان موجود بحق و فانی بودہ

لسن انا الحق را دو تاویل است یکی آنکہ در سکر و غلبہ حال بطور حکایت عن اللہ جاری شدہ دیگر آنکہ قایل چنان مستغرق و فانی بحق

الاجلال الله وجماله حتى صار مستغرقاً به يصير كانه هو لا انه هو تحقيقاً
فيعبر عن هذه الحالة بالاتحاد على سبيل التجوز ونعني به الاستغراق و
عليه ينبغي ان يحمل كلام ابي يزيد رحمه الله حيث قال انسلخت من نفسي كما تنسلخ
الحية من جلدها فنظرت فاذا انا هو ويكون معناه انسلخت من نفسي انه
من ينسلخ من شهوات نفسه وهواها وهمها فلا يبقى فيه متسع لغير الله
سبحانه ولا يكون له هم سوى الله سبحانه واذا المرتحل في القلب اجلال
الله سبحانه وجماله حتى صار مستغرقاً به يصير كانه هو لا انه هو تحقيقاً فيعبر
اذا بالنور عن الميثور مجازاً وفرق بين قولنا كانه هو وبين قولنا هو هو ولكن
قد يعبر بقولنا هو هو عن قولنا كانه هو كما ان الشاعر تارة
يقول انا من اهوى ومن اهوى انا وهذه فرية الاقدام لان
من ليس له قدم راسخ في المعقولات ربما لم يتميز له احدهما عن الآخر فينظر الى كمال
ذاته وقد يتزين بما تلألأ فيه من حلية الحق سبحانه فيظن انه هو الحق سبحانه وقد
غالط غلط النصارى حيث رأوا ذلك في ذات عيسى عليه السلام فرأوا اشراق نور
الله سبحانه قد تلألأ فيه فغلطوا فيه كمن يرى كوكباً في مرآة او في ماء فيظن ان
الكوكب في المرآة او في الماء فيمد اليه اليد ليأخذه وهو مغرور والصبي اذا رأى انساناً
في المرآة ظن ان الانسان في المرآة فكذلك القلب خال عن الصور في نفسه
وعن الهيئات والماهية قبول معاني الهيئات والصور والحقائق فيما يحل
القلب يكون كالمتحد به لا انه متحد به تحقيقاً اعلم انه لا يجوز في طور الولاية
ان يظهر من العبد ما يقضي العقول باستحالته نعم يجوز ان يظهر في
طور الولاية ما يقصر العقل عنه بمعنى انه لا يدرك بمجرد العقل فانه
مرعيان رأى المتجلي له في ذاته عند تجليه سبحانه بذاته فيفنى تارة ويبقى اخرى

یعنی چون در حق نیست شوند کمالات ذاتی که از حق ورود سرایت کرده بحق راجع میشود و باز چون
وجود حقانی او را ارزانی می کنند ان همه باز بوی عود می کند این بود مقام اهل خصوص ومن
لم یفرق بین ما یحیله العقل وبین ما لا ینا له العقل فهو اخس من ان یخاطب
بما فیرک وجهله وکلمات الصوفیة بناء علی مشاهدات الفتح لهم فی طور الولایة ومجاوز العقل
اقتصر عن درک ذلک امر ہشتم ابو یزید رحمة الله علیه گفت عالم کسے است که علم از خداوند خود
بگیرد هر وقت که خواهد بے حفظ روایت و درس کتاب وهذا هو العالم الربانی والیه الاشارة
بقوله وآتیناه من لدنا علما مع ان کل علم من لدنه ولکن بعضها بواسطة تعلیم
الخلائق فلا یسمی ذلک علما لدنیا ۔ وعلم لدنی علمے بود که اهل قرب را بتعلیم
الهی وتفهیم ربانی بے واسطه معلوم ومفهوم گردد وآن علم را بمعرفت ذات وصفات حضرت عزت
تعلق باشد آن علم را حق سبحانه تعالی در عالم غیب در دل ایشان اندازد وآن علم بشهادت
وجد وذوق بود نه بدلالت عقل ونقل واین در وقتے باشد که نور حقیقت ظهور کند و مبا شر او
گردد بے حجاب صفات بشریت لوح دل از نقوش علوم روحانی وعقلی وسمعی وحسی بکلی صاف
شده باشد وبنده از وجود بشریت بیرون آمده واز لدن خویش بلدن حضرت حق سبحانه تعالی
رسیده از ان صفت در معرفت ذات وصفات او جل ذکره ادراک معانی وفهم کلمات نموده
اهم نهم قال حجة الاسلام نبوت ولایت یکی از درجات دل آدمیست وحاصل آن سه خاصیت است
یکے آنکه عموم خلق را بخواب چیزها کشف افتد یعنی ظاهر نموده شود و وے را در بیداری کشف
افتد دوم آنکه نفس عموم خلق جز در تن ایشان اثر نکند نفس وی را جائیکه خارج تن وی است اثر
کند بر طریقے که صلاح خلق دران باشد وفسادی نه بود سوم عموم خلق را آنچه از تعلیم حاصل
شود او را بے تعلیم از باطن خویش حاصل شود هر کس که این سه خاصیت را جامع شود وی از
پیغمبران بزرگ یا از بزرگان اولیا بود واز وی هر سه یکدر جدا ورا از نبوت یا ولایت حاصل بود و در غیر نبی هر کس
را آن سه درجه حاصل بود از اولیا بزرگ بود و در هر یکے ازین درجات تفاوت بسیار

است کسی باشد که وے را از ہر یکے اندکی بود و کسے بود که از ہا بسیار بود و کمال این درجه
بتمامی رسول ما را بوده است صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و در ایشان ہا ہمہ بکمال بوده طائفہ از اولیا
چنانند که ذات و ہستی خود را از خود نہ بینند بلکہ خودی خود را از خود نہ بینند این طائفہ را نہ ذات
بود و نہ صفت و نہ فعل و نہ حال و نہ مقام و نہ اثر در ہر دو عالم خبرے ندارند و این وصف کہیچ
ندارند ہم ندارند صحو در صحو ایشان داشت یعنی افعال ایشان را افعال حق نیست شده و محق
فی محق یعنی صفات ایشان در صفات حق نیست شده و طمس فی طمس یعنی ہستی ایشان در
ہستی حق نیست شده و ہمانا که اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ که خواجہ علیہ السلام فرموده اشارت بدین فقر
است و این فقر است که صوفیہ دگران ہیچ مقام ثبوت نکرده اند و صاحب این فقر را در دو کون
ہیچکس نشناسد جز حق سبحانہ چہ خداوند سبحانہ غیور است اولیا خود را از نظر اغیار مستور دارد
تا غایتے که از نظر خودشان نیز مستور دارد و اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری بیان حال
ایشان است و قالے سیّے الشخص الہیا الا ان یکون ما اخذ العلوم الا عن اللہ سبحانہ
من الفتوح والمکاشفة بالحق + گفته اند که بنا دا این کار بر نفس می باید نہاد و نفس
عبارت است از دوام حال مشاہده و تواتر و تعاقب امدادان که حیات قلب اہل محبت بدان
مربوط است بر مثال تواتر و تعاقب انفاس است که بقاء حیات قالب بدان مشروط است
چنانکه اگر ساعتے مدد انفاس جدیده و اثر ترویح ان از صورت قلب منقطع شود از شدت حرارت
غریزی دل سوخته گردد و مرد ہلاک شود اگر لحظه و لمحه مدد شہود از حقیقت قلب مشتاق منقطع گردد
از شدت تعطش و حدت شوق بسوزد و قالوا افضل الاعمال حفظ الانفاس مع اللہ سبحانہ
حجاب ہا ہمہ از بندگان است و گرنہ حق تعالے منزه است از حجاب و ہیچ چیز حجاب حق تعالی
نتواند شد آنچہ نورانی بود بروحانیت تعلق دارد و آنچہ ظلمانی بود بہ نفس تعلق دارد اہم و ہم
اصل در محبت نادیدن و ناشنودن بود که محب غیر دوست نہ بیند و از غیر دوست نشنود و ہی

	از ہستی مرده ام الحمد للہ		بجانان زنده ام الحمد للہ	

ز فضل و رحمت و توفیق یزدان   بدوره برده ام الحمد لله
ز جام مصطفی مشرب الهی   مصفا خورده ام الحمد لله
تولایم بمحبوب است و از خود   تبرا کرده ام الحمد لله
درخت وصل یار در باغ وصلش   ببار آورده ام الحمد لله
ندارم پرده با معشوق و از خلق   اگر در پرده ام الحمد لله
ز قاسم پرده در پیش دل بود   فنا شد پرده ام الحمد لله

اگر همه اش مسلم داریم پس شنیدنی است که هرگاه باعتراف حضرت معترض مشایخ در توسط و عدم توسط اختلاف میدارند پس درین مسئله کلام حضرت مجدد محل اعتراض نماند ہ

آرزو دارم که پرسم از تو بعد از آشتی   بے سبب از خالص بیچاره رنجیدن چه بود

باقی ماند این معنی که اکنون صرف اعتراض بر دعوی شرکت و همسری وغیره است این محمول است بر عدم اطلاع بر معانی این الفاظ کما اقل فصلناها فارجع الیها حتی یاتیک الیقین
[illegible]

سعدیا این همه فریاد تو بے چیزے نیست   آتشے هست که دود از سر آن مے آید

قال مخفی نماند که توسط آنحضرت در شهود و وصل موجب عظمت و جلالت و سبق و تقدم او است در درگاه عزت و عدم توسط بسبب تاخیر و سقوط و قصور حاصل حکایت عدم توسط بآن راجع می گردد که سالک همیشه خادمانه همراه آنحضرت بتبعیت و طفیلی میرفت و اقتباس انوار از وے میکرد چون بقرب درگاه رسید بیشتر رفت و درون در آمد و آن حضرت را پس انداخت و بیرون در گذشت و از میان ساقط گردانید و خود در مجلس درآمد و بر منصه قرب و وصال بنشست و کامران شد و می گوید که من و تو برابریم من هم بنده و تو هم بنده و ترا توسطے در میان من و خدا نماند اگرچه در اصل بنده تابع تو و خادم تو بودیم و بواسطه تو رسیدیم الآن تو هیچ عمل و توسط نداری **اقول** همین خیال حضرت شیخ رحمه الله را کشان کشان بر سر آنکه آورده بنای این خیال تغلیط است میان معنی توسط بالا بیان شده است که توسط آن سرور کائنات علیه و علی

الہ الصلوۃ والسلام بدو معنی تواند بود معنی اول اینست که او صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم
حائل و حاجب بود در میان سالک و در میان مطلوب و معنی دوم اینست که سالک بطفیل او
بتوسط تبعیت و متابعت او علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام بمطلوب واصل گردد و در طریق سلوک
پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بہر دو معنی کاین است چون فرقے را که میان ہر دو توسط
است از دست دادند صورت تخیلیہ که مذکور شد پدید آمد مثال توسط بمعنی اولی انیست که وزیرے
شخصے را پیش بادشاہے حاضر آرد و بادشاہ بذریعہ وزیر از و کشف حال نماید و ادہر چہ گوید وزیر
بخدمت شاہ رساند مثال توسط بمعنی ثانی این است که بر حال یکے از مقربان وزیر سلطان را اطلاع پیدا
باشد پس از این وجہ که او مقرب وزیر است سلطان را بروے توجہے بہم رسد سلطان ہم آن مقرب وزیر را پیش خود طلب داشتہ دو بارہ
التفات فرماید پس ہیچ رتبہ حاصل شود مگر شخصے را که باقصے درجہ متابعت باشد اگرچہ این معنی خود ظاہر است مگر
چون در چشم ظاہر بینان خفای داشت شبہ را بیان فرمودہ دفع ساخت چنانچہ میفرمایند گفتہ
نشود که این عدم توسط اگرچہ بیک معنی بود قصورے بجناب حضرت خاتم علیہ وعلی آلہ الصلوۃ
والتحیۃ لازم می آید گوئیم که این عدم توسط مستلزم کمال آنجناب است علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
نہ مستلزم قصور در وجود توسط است زیرا که کمال متبوع آن است که تابع او بطفیل و تبعیت او
بجمیع درجات کمال برسد و ہیچ دقیقہ فرو نگذارد و این معنی در عدم توسط کاین است نہ در
وجود توسط که آنجا شہود بے پردہ است که اقصای درجات کمال است و آنجا در پردہ پس کمال
در عدم توسط بود و قصور در توسط انتہے پیش ما مردم این افادہ از قبیل بدیہیات است از
تخیل محض و از قضایاے شعریہ قرار دادن تحکم محض است و واضح باد که پیش ازین چند بار معنی
توسط گذارش نمودہ ام پس بار بار ضرورت باعادہ آن نبود ہ

با بخت من طریق مروت فرو نداشت	یا او بشاہراہ طریقت گذر نکرد
گفتم مگر بگریہ دلش مہربان کنم	در سنگ خارہ قطرۂ باران اثر نکرد

معہذا این مسئلہ را بچیزے توضیح برنگارم ملاحظہ فرمودہ شود و وصول باین مقام عالی صورتے

دارد و حقیقت صورتش اینست که سالک از جهت کثرت اشتغال ذکر مستغرق در ذکر شده هستی وجود غیر
و از شعور سالک پوشیده شود و این پوشیده شدن در اصطلاح قوم عدم میگویند بسبب این عدم هستی
مذکور ظهور می کند که سالک شاهد است همین هستی مذکور را وجود عدم میگویند در اصطلاح قوم در همین هستی
است که گفته اند وجود عدم احتمال دارد که بوجود بشریت عود کند چراکه وجود بشری
سالک از نظر فل سالک پوشیده شده بود از جهت استغراق او در ذکر و نه زایل مثل معنی علیه
و احتمال دارد که از سالک تقصیری واقع شود که از استغراقش باز ماند که ساتر وجود بشری
او بود و وجود بشری او ظاهر شود و وجود مذکور عود کند اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ هٰذَا وگفته
اند وجود فنا احتمال عود ندارد و سرش اینست که فنا مربوط است بکشف حقایق اشیا که درین آیه
کریمه هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا الآیة
و قَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئًا و درین حدیث شریف اَللّٰهُمَّ اَرِنِی حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ
کما هی و تفکر ساعة خیر من عبادة ستین اشارت است برین معنی بلکه جمیع قرآن دلالت
بر نفی وجود می کند و این فنا که عبارت از کشف حقایق است موهبت محض است و گفته اند که
مرشد را هیچ مدخل نیست و اما مرتبه عدم بتعلیم مرشد حاصل میشود و صورت تخیلی این معنی اینکه
وجود عالم ظل حقیقت محمدی است اینست که سالک بذوق کشف میکند که این وجود او ظل
مضغه است و مضغه ظل علقه است و علقه ظل نطفه است و نطفه ظل طعام حتی بحقیقت محمدی میرساند
و جمیع عالم در ان حقیقت مضمحل میشود و کشف علم مخلوق تا اینجا است و همین حقیقت مثل نور
منبسط منکشف میشود که محیط همگی عالم است و نهایت مقام ولایت خاصه است و علم با صدا ایشان
علم حضوری است که در ولایت عامه علم حصولی بود و این همه مراتب جذوب است و ازین مقام نیز
ترقی واقع شود و معلوم میشود که این هم وجود ظلیست حقیقی سیرش بر مراتب وجوب می افتد کم
تعبیر ازین مراتب بسی مشکل است و مشتے نمونه از انبار شود و اگر تقصیر در تقریر افتد حق همگی را ببخشند و مرتبه اول سلوک ربانی است
منقضیا مراتب اسما و... این قوم عیانا تبه و مرتبه احدیت میگویند و این مراتب حصول مراتب جلوه و شان است

منشا این اصل اسم العلیم است که حقیقت محمدی است در مراتب اسما و مربی حقیقت مخلوق او است صلی الله علیه وسلم و این مراتب وجوب در مرتبه غیب الغیب است و مکشوف هیچ احدے نمیشود چرا که این مندمج در اسم العلیم است و اسم العلیم مندمج در صفت علم است و صفت علم مندمج در ذات است و معلوم است که ذات مدرک کسے نیست لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ نص قاطع است سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ خبر صحیح و این همه گفتگوے ذوق است مثلاً اگر همین را کشف میگوید شما دانید و سالک را اگرچه وجود حدوثی او مضمحل شده است از ذوق او ولیکن اصل او در مراتب وجوب است که علم حق است و چیزے که اصل او در مرتبه علم باشد هیچ معدوم نمیشود ولیکن از صفتے بصفتے متبدل میگردد و فنای اتم حاصل نیست و اگرچه این فنای اتم نصیب انبیا است و خصوصاً سید انبیا علیهم السلام ولیکن امت را طفیل و تبعیت بهره است و ازینجا هم ترقی واقع شود اندک این مرتبه هم ظل صفت علم است که در اصطلاح قوم علم اجلی و مرتبه حدوث و حقیقت محمدی گفته اند گویا اینست نسبت ولایت انبیا علیهم السلام که ولایت خاص الخواص و اینجا علم با مرا ایشان بحضور علم است چنانکه در ولایت خاصه بعلم حضوری بود و ازینجا هم ترقی نماید و داند که این مرتبه نیز ظل است و داند که اصل همه ذات است و جمیع مراتب مراتب ظل این مرتبه بوده اند و مضمحل و مستهلک شده در ذات لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ از آثار چیزے نماند و گویا لی مع الله وقت عبارت از همین مقام باشد ؎

چشمم همه اشک گشت و چشمم بگریست	در عشق تو بے چشم همے باید زیست
از من اثرے نماند این عشق از چیست	بس من همه معشوق شدم عاشق کیست

و این است فنای اتم که امت را طفیل پیغمبران بهره و حظ وافر است هر کدام را بقدر تبعیت و معلوم شد که در فنا زوال وجود بشری سالک است از علم سالک بجای وجود بشری او وجود حقانی آمده است و مراد از وجود فنا همین وجود حقانیست و این وجود حقانی احتمال عود بوجود بشری ندارد چگونه احتمال داشته باشد که حقیقت خود را دانست سالک که او ظل

بیش بنوده است وحق راحق دارد وفارغ شد از دعوی بعینی واین فانی مثل مجنون نیست واین است معنی ثنا وصلوانی که از بنده صادر میشود وحقیقت ثنا علم او تعالے بجمیع کمالات او کما هو هو است وحقیقت صلوة تفصیل صفات اوست تعالی بذات او کما هو هو لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک وقف یا محمد ان ربک یصلی اشارت باین باشد وگویا این است نسبت مرتبه نبوت واین معنی بجز حضور در حضور وحضور بحیث بچیز دیگر تعبیر نتوان کردن واین است معنی کلام بزرگان که گفته اند از حقیقت محمدی عبور شده ویا از مراتب وجوب گذرانیده ویا حقیقت محمدی حایل وپرده شهود نیست نه این خیالات فاسده که بواسطه تو رسیدم تو از میان رفتی وحالا من وتو برابر شدم ومیان من وتو فرق نیست تو هم بنده ومن هم بنده وغیره وغیره بلکه این همه مبنی است بر عدم خدمت علم تصوف پیران وخواجگان نقشبندیه علیهم الرضوان که این معنی از لطایف ایشان است ۵

با من بودی منت نمیدانستم	تا من بودی منت نمیدانستم	رفتم چو من از میان ترا دانستم	تا من بودی ترا نمیدانستم

قال قوله وازینجاست که آن سرور فرموده است علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل این را بران نکته چه متفرع ومترتب ساخته اند از بیان سابق خود لازم آید که فرمایند علماء امتی کانا زیرا که شما ایشان را قصے درجات کمال ثابت گردانیده بودید در تمامه کمالات شریک آن گردانیده یا این خود بالاتر از مرتبه انبیاء بنی اسرائیل است زیرا که هیچ یکے از ایشان شریک آن حضرت صلے الله علیه وسلم در تمامه کمالات نیست وحق آنست که مرتبه علماء امت بمرتبه انبیا نمی رسد وتشبیه باعتبار خلافت ونیابت در تبلیغ احکام وشرایع است چنانچه انبیاء بنی اسرائیل تابع توریت بودند وبعد موسی علیه السلام تبلیغ احکام آن مے کردند نه در قدر ومرتبه ونزدیک محدثین این حدیث بصحت نرسیده است وحدیث العلماء ورثة الانبیاء

سله بنده نمی کنم ثنای تو بر تو تو شایان آن هستے که ثنای خود کرده ونیست ای محمد خدای تو نماز می گذارد ۱۲ سله علمای صحابه مثل انبیای بنی اسرائیل بوده اند ۱۲ سله علمای امت من مثل من ۱۲

الانبیاء[۱] صحیح است عجب که اینجا بصرف از ظاهر قرار کتاب بخلاف آن راضی شده اید

اقول این کلام از سر تا سر مخدوش است اما اولا[۱] پس وجه تفریع بنهایت ظاهر است چون شرکت دولت از تبعیت است و علماء است به تبعیت مثل انبیاء بنی اسرائیل باشند فرموده انما اینجاست که فرموده انحو[؟] اما ثانیا پس انتساب دعوی شرکت تمامی کمالات با سرور عالم صلی الله علیه وسلم افترا محض است اما ثالثا پس از کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه یا البته مفهوم می شود که تشبیه در قدر و مرتبه است اگر این چنین هم باشد محذوری نیست چه تشبیه مقتضی مساوات در مابه التشبیه نیست در فتوحات مکیه در وصایا مذکور است علیک[۲] یا ابا هریرة بطریق اقوام اذا فزع الناس لم یفزعوا واذا طلب الناس الامان من النار لم یخافوا قال ابو هریرة من هم یا رسول الله صفهم لی حتی اعرفهم قال قوم من امتی فی آخر الزمان یحشرون یوم القیمة محشر الانبیاء اذا نظر الیهم الناس ظنوا انهم انبیاء مما یرون من حالهم حتی اعرفهم انا فاقول امتی امتی فتعرف الخلائق انهم لیسوا الانبیاء فیمرون مثل البرق والریح تغشی الابصار اهل الجمع من انوارهم فقلت یا رسول الله مرلی بمثل عملهم لعلی الحق بهم فقال یا ابا هریرة رکب القوم طریقا صعبا لحقوا بدرجة الانبیاء الحدیث

اما رابعا پس ملا علی[۳] قاری در موضوعات کبیر میطراز[؟] حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قال الدمیری والعسقلانی لا اصل له وکذا قال الزرکشی وسکت عنه السیوطی

---

[۱] علماء وارث انبیاء بوده اند ۱۲ [۲] ای ابا هریره لازم گیر طریقه قومی را که بروز یکه فریاد خواهند قوم ایشان فریاد نخواهند و هرگاه مردمان امان خواهند از آتش ایشان نترسند گفت ابو هریره ایشان کیستند یا رسول الله وصف ایشان بیان کن تا بشناسم ایشان را فرمود ایشان قومی اند از امت من در آخر زمان که بروز قیامت در محشر انبیاء مبعوث شوند هرگاه مردم ایشان را ببینند از حالت ایشان گمان ایشان را انبیاء پندارند من ایشان را بشناسم امتی امتی گویم پس خلایق بدانند که ایشان انبیاء نیستند ایشان مثل برق و ریح گذرند که انوار ایشان چشمهای مردم خیره شود گفت ابو هریره یا رسول الله [illegible]

واما حديث العلماء ورثة الانبياء فرواه الاربعة عن ابي الدرداء مرفوعاً وقال السخاوي في مقاصد حسنة
بے نكار وقال شيخنا يعني الحافظ ابن حجر والذهبي والزركشي انه لا اصل له زاد
بعضهم ولا يعرف في كتاب معتبر وقد مضى في اكرموا حملة القران كاد حملة
القران ان يكونوا انبياء الا انهم لا يوحى اليهم ولابي نعيم في فضل العالم العفيف
بسند ضعيف عن ابن عباس رضه اقرب الناس من درجة النبوة اهل العلم والجهاد
ہرگاہ میان حفاظ وانبیاء اللہ علیہم السلام ہمین فرقے باشد کہ بر حفاظ وحی نازل نشود وانبیاء
مہبط انوار وحی باشند واہل علم از درجہ نبوت قریب تر باشند پس در صحت معنی این حدیث
ریبی نیست از ہمین جاست کہ صوفیہ کبار این را نقل کنند چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی
قدس سرہ در باب چاردہم از فتوحات مکیہ می فرماید وقد صح الخبر عن النبي صلى الله
عليه وسلم علماء هذه الامة كانبياء بني اسرائيل يعني في المنزلة التي اشرنا اليها
فان انبياء بني اسرائيل كانت تحفظ عليهم شرائع رسلهم وتقوم بها دينهم
وكذلك علماء هذه الامة وائمتها يحفظون عليها احكام رسولها صلى الله
عليه وسلم كعلماء الصحابة ومن نزل عنهم من التابعين كالثوري وابن عيينة
وابن سيرين والحسن ومالك وابن ابي رباح وابي حنيفة ومن نزل عنهم

سلہ المقاصد الحسنۃ فی کثیر من الاحادیث المشہورۃ علی الالسنۃ از شیخ ابی عبد اللہ سخاوی متوفی ۹۰۲ھ ۔ سلہ گفت شیخ
ما یعنی حافظ ابن حجر و ذہبی و زرکشی این را اصل نیست بعضے گفتہ اند کہ در کتاب معتبر نیست و گذشتہ در حدیث تعظیم کنید حفظہ
را کہ قریب بدرجہ نبوت اند مگر اینکہ بر ایشان وحی نازل نمی شود و ابی نعیم در فضل عالم پارسا از ابن عباس مرفوعاً روایت کردہ
کہ قریب تر مردمان بدرجہ نبوت اہل علم و جہاد بودہ اند ۱۲ سلہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی است کہ علمای این امت
مثل انبیاء بنی اسرائیل اند یعنی در مرتبہ کہ بآن اشارہ کردم انبیاء بنی اسرائیل شرائع پیغمبران خود را محفوظ می داشتند و دین
ایشان قایم بود ہمچنین حکیت علماء این امت است کہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را حافظ بودند مثل علماء صحابہ و آنکہ
بعد صحابہ اند از تابعین مثل ثوری و ابن عیینہ و ابن سیرین و حسن و مالک و ابن رباح و ابی حنیفہ و آنچہ بعد ایشان اند

کالشافعی و ابن حنبل و من جری مجریٰ هؤلاء الی اهل الحجاز فی حفظ الاحکام اما خامسا
پس از تقریر بالا ظاهر شد که در مجاز نیز جهار صرف در ظاهر ارتکاب خلاف ظاهر نیست فعلی
للمعترض الاثبات قال فرزندی شیخ نور الحق میگفت که یکبار گرد ایشان قول اشهر الولایة افضل من النبوة مذکور
شد فرمودند هر چند توجیهات و تاویلات راست و درست دارد اما موهم خلاف حق است بنابر گفت
این تناقض است تناقض نیست در کلام ایشان بسیار است بالجمله در عقاید اهل سنت و جماعت مقرر شده است انتهی
الله جہنی برسیده اقول در تسلیم این نقل باین وجه تامل باد واقع است که در مقدمه آنچه مسلک
حضرت مجدد رحمة الله علیه مذکور شده اما این ظاهر است که این کلام از سکریات عام است و فی نفسه
صحیح نیست اگر تسلیم کنم پس تناقض را تسلیم نمی کنم زیرا که بعض تاویلات که در مقدمه مذکور
شد از ان سخن راست و درستی نماید اگر چه موهم خلاف حق است این چه تناقض است در
کلام حضرت مجدد رحمة الله علیه تناقض واقع نیست و اگر تناقض بلحاظ مقامات متبادر گردد آن
فی نفسه تناقض نخواهد بود قال و فرمودند در حدیث آمده که بنده چون به نماز داخل میشود و
حجابیکه درمیان بنده و خدا است مرتفع می گرداند لهذا صلوة معراج مومن آمده و حظ وافر
از ان نصیب منتهی واصل گشت چه رفع حجاب مخصوص به واصل منتهی است پس ارتفاع حیلولت
و توسط ثابت گشت انتهی این خود صحیح است ولیکن اینها نمی بینند که در تشهد که آخر وقت
اداے نماز است بوقت اکملیت و اتمیت شهود است می گوید السلام علیک ایها النبی
و بعد از وصول باتم و اکمل مستغنی و فارغ نه نشیند از توسط به جمال و کمال آنحضرت و نیاز و
تسلیم و توجه بدرگاه وے پس هنوز توسط و توسل مرتفع نگردیده است و این حجاب که در وقت
نماز مرتفع میشود حجابها است که بنده بدان از مقام قرب و حضور دور افتد نه حیلولت و توسط
حقیقت محمدی که وے با خدا است دائم اقول الحمد لله که حضرت معترض اعتراف این معنی
نمودند که در نماز حجاب مرتفع می گردد و درین هیچ شبهه نیست که مصلی کامل در وقت ادای نماز
گویا از دنیا که از دولت قربت قلیل النصیب است اگر نصیب مانده قرب ظلی دارد می براید و بحضرت

که موطن قرب اصلی است می پیوندد و وقتیکه بآن نشاء مربوط است مناسبت آن فرا می گیرد
و متعطشان بوادی حیرت و فراق درین نشاء از سرچشمهٔ زلال نماز مانوس و سیراب اند و متولیان
بیدای کبریائی و جلال امروز در سراپردهٔ محفل عروسی اوند مدهوش بوی وصال رسول الله صلی الله علیه
وسلم فرموده است اِذَا قَامَ العَبْدُ فِی الصَّلٰوةِ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجِنَانِ وَکُشِفَتِ
الْحُجُبُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ رَبِّهٖ وَاسْتَقْبَلَتْهُ الْحُوْرُ الْعِیْنُ مَالَمْ یَتَمَخَّطْ پس حجب و استار که میان
عبد و معبود است مرتفع گردد و جلوهٔ قرب پیدا آید و تشهد حکایت معراجیست در صلوة که معراج
مومن است این را جواب نباید گفت ظاهر است که اول بنده بمقام قرب رسید و ثنا گفت بسلطان حقیقی
بکلمه التحیات لله الی آخره و التفات بمقربان درگاه کرده گفت السلام علیک ایها النبی این مقام گویا
مقام ثم دنا فتدلی است بنده ازین مقام ترقی کرده بکلمه السلام علینا الخ طلب اجازت عرض حال
کرده میگوید اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ یعنی نیست موجود و فاعل و معبود اِلَّا اللّٰه یعنی بجز ذات تو و
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی محمد صلی الله علیه وسلم که بندهٔ تو و رسول فرستادهٔ تست
و وسیلهٔ ماست که بنده نوازی کرده فرستادهٔ از برای هدایت ما بندگان بی راه و دور از قرب
و از حق خدمت بجای آورده ما بندگان دور مانده را بتو رسانید و او را با حق است و از او حق گذاری
او هم برماست که چراکه بنده مالک چیزی نیست گویا گفت اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الی آخره و این مرتبه گویا
مثل مقام قاب قوسین است و اگر این معنی بذوق معلوم نیست بالفاظ رجوع بکنید که بجه معنی موضوع
اند و اسرار وضع چیست شیخ معترض در رسالهٔ تحصیل البرکات بعض اقوال منافی توسط نگاشته چنانچه
می نگارد که چون در روایتی کلمه در اصل یعنی در شب معراج بصیغهٔ خطاب بود دیگر تغییرش نداد و هم
و بعد وفات سرور عالم صلعم صحابه می گفتند السلام علی النبی نه به لفظ خطاب انتهی و ظاهر است
که این تقریر منافی این مقام است آنچه گفته شد که توسط و توسل مرتفع گشت این چه اعتراض است
چرا گفته نشود که تشریع نماز به توسط سرور انبیا علیه الصلوة والسلام توسط را بمعنی توسل گفته این نتیجه پیدا کرد
اگر هیچ نیست کیست حیلولت حقیقت محمدی با خدا دایم است چرا توسط را دخل حجاب کمند چنانکه عینک که این حجم

نیست و متوسط است وچرا حقیقت محمدیہ را حقیقت الحقایق نہ گویند فافہم و تذکر قال آنکہ نوشتہ اند کہ رویت اخروی بے توسط و حیلولت احدی نخواہد بود بے موقع است زیراکہ سخن در رویت و شہود دنیا و نیست و این بے پردہ نمی باشد لااقل پردۂ صفات درمیان است و حقیقت رویت اخروی نیز بے پردہ صفات نخواہد بود و صفات حق منفک از ذات نیست و بنابر عرف است دیدن ذات را با صفات در عرف دیدن ذات میگویند کسیکہ زید را می بیند با چندین صفات از طول و عرض و لون و شکل و جز آن میگویند زید را دید ہیچ کس نگفتہ است کہ در آخرت ذات بیجت مجرد از صفات را خواہند دید پس اگر روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ با ذات حکم صفات دارد نیز باشد چہ مانع است اقول برین کلام نقض تفصیلی وارد می شود صفات امر معنوی است کہ قایم بذات است پس چگونہ حایل ذات باشد در رویت بصری آری در رویت قلبی جایز است چراکہ بدون صفات ذات مطلق در تعقل نمی آید ؎

فہم سخن تا نہ کند مستمع		قوت طبع از متکلم مجوے	

و آثار صفات کہ ظہور او در خارج ذات است و خارج از مراتب صفات است می تواند کہ حایل رویت بصری شود و در آخرت این حایل نباشد تا مزیت لازم آید و فرق شود و آن جماعتے کہ بہ احاطہ ذاتی بے کیفی قایل اند گویا رویت بصری در پردہ را در دنیا قایل اند چنانکہ شیخ عبداللہ بلبانی قدس اللہ سرہ گفتہ ؎

تا حق بدو چشم سر نہ بینم ہر دم		از پاے طلب می نہ نشینم ہر دم
گویند خدا بچشم سر نتوان دید		آن ایشانند من چنینم ہر دم

و بر تقدیر تسلیم می گوییم کہ کلام در ضرورت و عدم ضرورت توسط است عام از نیکہ دنیاوی باشد یا اخروی و ہرگاہ دیدن ذات را با صفات در عرف دیدن ذات گویند و بر توسط صفات نظر نمی افتد و صفات را توسط نمی گویند پس اگر رویت اخروی را کہ تجلی بصفات باشد بی توسط حجاب گویند انہا ہیچگونہ محذور لازم نیاید و در کلام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ این معنی مذکور نیست کہ

در آخرت ذات بحت مجرد از صفات را نخواهند دید این معنی مبنی بر فهم معترض است آنکه در روح حضرت
اگر روح محمد صلے اللہ علیه وسلم که با ذات حکم صفات دارد نیز باشد هیچ مانع نیست بلکه اگر عبارتیکه
پیش این حضرت معترض از حضرت مجدد رحمة الله علیه نقل فرموده اند بغور ملاحظه فرموده شود از ان واضح شد نیست که
هیچ علامت فرق این است که حضرت مجدد رحمة الله علیه روح محمدی را حجاب میگویند و حضرت معترض
بحجاب و پرده تعبیر مینمایند پس آنچه رعایت آداب در کلام حضرت مجدد رحمه الله بوده است بوی
از ان از کلام معترض بمشام نمیرسد قال قوله این معرفت از خواص معارف الدنیه این فقیر است
که حق سبحانه وتعالے بمحض فضل وکرم آن را عطا نموده بحقیقت آن متحقق ساخته است و این معرفت
اشارت با آنچه گفته اند که عدم توسط موجب کمال است و توسط موجب نقصان که انجا شهود بے پرده
است و انجا در پرده و این کمال تابع است و گفته اند که کمال و شوکت و عظمت مخدوم متبوع است که
تابع و خادم او بجای رسیده که او انجا رسیده است و بتبعیت او شریک دولت او شده سبحان الله
این چه تمثیل و توهم است و سرور و ابتهاج است و در لوازم این سخن نمی نگرند که چها است استخفاف
رسول خدا است از میان و دعوی مساوات بلکه ترجیح اولیا بر انبیا علی نبینا و علیهم السلام
چنانچه تقریر آن گذشت حاجت به تکرار نیست اما همین یک سخن باز تکرار کرده میشود که واسطه
را میگویند و کرامے خواهند محمد رسول الله را مے خواهند که محبوب رب العالمین و مقصود دنیا
و دین است و آنحضرت را پرده میگویند و حجاب نام می نهند زہے سعادت آن عارف و کمال
آن مشاهد که حق را در مرات محمدی مشاهده کند جانها فدای عشق این پرده باد سبحان الله این
نقصان است کدام کمال بالا تر ازین باشد که جمال محمد صلے الله علیه وسلم و کمال حق هر دو
شهود و منظور گردد محمد صلے الله علیه وسلم را حق برای آن آفریده است که در آئینه جمال
و کمال او سے تجلی ذات را مشاهده کنند و در خلوت خانه حقیقت وی در آمده با ذات و صفات
حق مواصلت نمایند که هر چه هست در انجا هست قال بعض العارفین لَا يَنْجَلِي أَشِعَّةُ اللّٰهِ
بَقِيَلْبِ أَحَدٍ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ سِتْرِ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى پرده ها کے که دور باید کرد پرده هاے ظلمانی و روحانی و نفسی

واقفی است که حجاب مقصود و پردهٔ مشهود شوند نه آنکه ذات محمد صلی الله علیه وسلم را پرده گویند و از میان ساقط گردانند و چیزها گویند که نباید گفت این قضیه ان شاء الله تعالی در روز حشر مشخص گردد بلکه در عالم برزخ نزد آنحضرت مذکور شود اگر من پیش از شما از عالم رفتم اول شکایتیکه از شما پیش آنحضرت کنم این خواهد بود و اگر شما رفتید نخست گرفت و گیر که بر شما شود این خواهد بود والله اعلم و اگر درین دنیا بوقایع و معاملات هم مطلع شوید نیز دور این است **اقول** این معرفت را منحصر در امرے داشتن قصور است بجا تمامی تحقیقات را مرجع قرار نه دهند چه این همه از انوار افادات حضرت مجدد است علیه الرحمه که هیچ یکے با آن پے نه برده و آنچه در باب کمال شوکت و عظمت مخدوم متبوع فرموده شد که تابع او در هیچ مقامے از وے تخلف نه کند و به تبعیت و شریک دولت همگنان او گرد از غبار مخدور پاک و صاف است عام ازینکه فی ذاته باشد یا بلوازمه این را اسقاط رسول خدا صلی الله علیه وسلم یا دعوی مساوات اندیشیدن خیال غلط است ساعتے عینک انصاف بر دیدهٔ حق بین نهاده ملاحظه فرمایند که هرگاه تابع به تبعیت مخدوم متبوع بجاے رسیده است پس این اثبات مخدومیت و متبوعیت انحطاط مرتبه تابع را مقتضی است نه اسقاط و مساوات را متحیرم که بارها از ذکر الزامے که پادر هوا ارد چه سود یا اعادهٔ این چنین الزام بے سر و پا عام ازینکه هزار بار باشد غبارے بر دامن می نشیند حاشا و کلا بلکه **قال** مردمان این را محمول بر نفسانیت می کنند چه اگر خطا است یکبار دو بار نه از اول تا آخر یک خطا این قدر استبعاد و اصرار ضرورت چیست که آنحضرت را پرده و حجاب نام نهند چرا موجب انجلا و انکشاف نه دانند و حقیقة الحقایق نه گویند زهے سعادت آن عارف و کمال آن مشاهد که حق را در مرآت محمدی مشاهده کنند نه آنکه پرده و حاجب انگارند و میان این و آن فرق زمین و آسمان است چه در صورت اول جمال محمد و کمال حق هر دو مشهود شود و منظور گردد محمد صلی الله علیه وسلم را حق برای آن آفریده است که در آئینه جمال و کمال وی اقدس ذات را مشاهده کنند و در خلوت خانه حقیقت وی در آمده با ذات و صفات حق هم صحبت نمایند که هر چه هست در اینجا

ست قال بعض العارفين لا يتجلى اشعة الله بقلب الحمى مباشرة وهو النور المطلق
در صورت ثانی بواسطه و پرده حجاب است که در جذب محبت بر افتد و معامله عیانا مشاهها فتد و
درین صورت اول عجب کیفی پیدا کند و الله علی کل شیء قدیر
پس ذات محمد را پرده گفتن مستلزم استقامت در همه صور و هر که چشم بینا دارد
این قصه پیش سے از مرئیات تشخیص وے طا بروز چرا احول ساختن طالبین تحقیق را
تا این همت چشم بر راه انتظار داشتن ست چون در تحقیق مراحل تصوف
راه استدلال بر بسته اند و بنائے وے بر ریاضت و مجاهده نهاده اند
پس چرا در مجاهده کمر همت بر نه بندند و بنگرند که در هر دو صورت چه فرق است الحمد لله
که در عالم دنیا حضرت معترض مبشر شدند و غشاوه بشری از دل انوار منزل حضرت ایشان زایل
گردید اگر چنین اتفاق نمی افتاد در عالم برزخ ذات حقیقة الحقایق را صلی الله علیه وسلم مظهر انوار
حقانی ملاحظه نموده اعتراف بقول حضرت مجدد رحمة الله علیه می نمودند نوبت به شکایت نمی رسید
و آنچه امر حق راستی گرفت دیگر تصور دیده شد بجوابش همین قدر کافی است ؎

جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا		بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی

سعید البغایت او بعرض پردازم که حضرت معترض در رساله تحصیل التعرف تحریر می فرماید
کما انچه بعض علما کتب در رد صحاب صوفیه صافیه تصنیف فرموده اند تا سالکان را از راه غلط
و مواضع اتهام آگاه سازند ایشان در ورطه بدعت و غفلت نه افتند ازین کتب هیچ یکے مستفید
نمی تواند شد تا آنکه جامع سه شرایط نه باشد اول آنکه معترض عالم محقق متورع مجتهد باشد
تا در صورت خطا مثاب باشد دوم آنکه تاویل قول قایل بر خود لازم گیرد و بر محلے حمل
کند که اعتراض و انکار را بوے بار نباشد و یقول انما صدر هذا القول والفعل عن غلبة
حال او طغیان سکر والمغلوب لا ینضبط ولا اختیار له یا گوید که درینجا غلطی و خطا واقع شده
ولیس مجال الاکابر بمعصومهم یا گفته شود که قایل ازین مسئله واقف نبوده است

ولیس علم باطل من شرط الولایة یا اور ازلت در علم و عمل حاصل شود بعدم العصمة و ضابط تقدیر الله
شیوم آنکه نظر را در خویش مقصور دارد و نقص خود را متهم سازد و از توبه و استغفار بعد از آتش می پردازد و آن از
تا واقفین فن تصوف بیان نه نماید لانه اذا سمع ما یشعر بعیوب الاکابر اختل عقدة
اعتقاده و تشوش علیه اعتقاده الذی ربما کان سبب نجاسته
حضرت معترض امرے دیگر بران افزوده که آن امر چهارم است یعنی آن را ذریعه فضل خویش
نگرداند و برائے اظهار علم خویش آن را در مجالس و مجمع مردمان بیان نکند و اگر احیاناً بسبب غرض
صحیح ضرورت ذکر باشد پس صرف قول نقل کند و نام قایل در میان نه آرد تا منجر بسوے تحقیر
و تهوین نگردد اذ ستر زلل الائمة و الاکابر واجب فلا یهتک ستره کما چون صیانت
دین واجب است تخالف ازان نه ورزد لاکن بداند که رعایة الانصاف و عدم التجاوز
عن طریق الحق لازم فلا یتعصب و لا یکابر و لا یخاف فی دیانة لیعجبها هوے
فلا یتکلم بالنفسانیة انتهی بمحصله پس اگر ادنے تامل بکار رود ازان
واضح می توان شد که رساله شیخ فاقد شروط بوده است زیرا که حضرت شیخ مجتهد نبوده است
و بالقصد مطالب اصلیه را گذاشته به مطاعن شیخ که سیاق بلکه تصریح حضرت مجدد رحمه الله مخالف
آن است محمول می سازد تا اعتراض برو وارد کرده شود و بر غلبه حال و سکر محمل نمی کند تا آنکه
عذر حضرت مجدد رحمة الله علیه درین باب به قضایائے شعریه لایق قبول ندارد پس کے او را
محمول بر تقصیرات نفس توان کرد بلکه این را که فضل باید تصور ید و تحقیر و تهوین خود پیدا
است پس لامحاله محمول بر تعصب و مکابره و هوائے نفس خواهد بود والله اعلم قال می
بینم که همه بزبان حال و قال به توسل و گداگری و استمداد و استفاده ازان جناب کشاده چشم بندگی
و نیاز و شکستگی و سگی و غلامی می نمایند برروے ایشان ندیدیم که کدام در معرفت کشاده
اند و روی حقیقت نموده که این چنین سخنان بوجود آمده و سر بر زده است حیرت است
ظاهر است که شما دغا خورده اید ندیدیم که از دست که خورده اید والله اعلم والعاقبة بالخیر

اقول معاف دارید حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ را می بینیم کہ ہمہ زبان حال و قال بتوسل و گدائی واستمداد و استفادہ ازان جناب کشادہ کہ بندگی و نیازمندی و سگی و غلامی می نمایند بر روی معترض نمیدانیم کہ کدام در معرفت کشادہ اند و روے حقیقت نمودہ کہ این چنین سخنان بوجود آمدہ سر بر زدہ است حیرت ما ست ظاہر انگشت کہ شما دغا خوردہ اید نمیدانیم کہ از دست کہ خوردہ

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَالْعَاقِبَۃُ بِالْخَیْرِ

در حضور غیر با من این ہمہ دشنام چیست	ای بقربان تو من این لطف بے ہنگام چیست

قال — سبحان محمد و ما طریق صواب است کہ قطع نظر از این تفصیلات و تحقیقات معارف کہ مذکور است نمودہ بے تردد و تفصیل گویند کہ ہمہ فیوض و فتوح در اول و آخر ظاہر و باطن قبل الوصول و بعدہ مریدان را و مرادان را و محبان را و محبوبان را ہمہ بتبعیت و طفیل و توسل آنحضرت است و دیگر سخن نیست زیادہ، چہ گوید اقول جناب الا مکتوبات شریف بغور ملاحظہ فرمودہ شود در مکتوبات شریف چند جا تصریح باین معنی رفتہ است کہ ہمہ فیوض و فتوح در اول و آخر ظاہر و باطن قبل الوصول و بعدہ مریدان را و مرادان را و محبان را و محبوبان را ہمہ بتبعیت و طفیل و توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل است و اگر کدامی مطلب بتفصیل بیان کردہ شد مضایقہ ندارد قال عجب کہ این آیہ کہ در شان کافران و مکذبان قران وارد شدہ بَلْ کَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِہٖ وَلَمَّا یَاْتِہِمْ تَاْوِیْلُہٗ در شان این فقیران صرف کردہ اید و الیشان ہم اگر این آیہ را بخوانند وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ چہ شود قال قول حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تمہاس است کہ در کلام عرب از متقدمین و متاخرین شایع و ذایع است لطف این است کہ در این آیت صرف بیان واقع است و لفظے نیست کہ ازان ہتک شان شان گردد و عجب کہ حضرت شیخ از طرف الیشان وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ برخوانند این معنی از ادب شیخ بغایت بعید است ؎

ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج	مانند شتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ در تحقیقات در ذیل آیہ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَہٗ ھَوَاہُ

واضله الله علی علم می فرماید و ما دام فی السالک ادنی تطلع الی الغیر فبقدر ذلک التطلع الیسیر ینقطع عن تطلعه الی محبوبه وینقطع عن وصله وقربه فان عرف بالیقین ان الذی اتخذه الها هو فان وهالک رجع من ضلال الالتفات الیه الی هدی الاعراض عنه والاقبال بکلیته علی من جعله الها حقیقیا ومحبوبا اصلیا فاذا عرف هذا وافنی ذلک القدر الیسیر من بقایا کثرة نفسه بحیث یظهر وحدة قلبه ویتجلی فیه حضرة محبوبه فی وحدة توحیدا علی البصیرة وانتفی عنه اثر اثبات الغیر وفی نظره شهود الکثرة فیظهر ولکن مع ذلک اذا رجع بحکم ضرورة النشاءة الی نفسه وحسه وعقله فزال عنه ظهور الواحد فظهر له شهود الغیر بحیث یزعم ویدعی ان هذا الغیر ثابت فلم یثبت السالک فی مقام التوحید مالم یمح اثبات الغیر ودعواه ایاه اگر حضرت معترض را اطلاع برین معنی مے بود درین محل تماشای این آیه را خلاف مقصود خود مے دانست ؎

باصد کرشمه آن بت بدمست مے رود
خود مے کند خرام وخود از دست میرود

والسلام علی من اتبع الهدی **قال** ونوشته اند که کشف صحیح والهام صریح بیقین پیوسته است که هیچ دقیقه از دقایق این راه وهیچ معرفتے از معارف این قوم بیواسطه وبے متابعت او صلے الله علیه وسلم میسر نیست ومنتهی را در رنگ مبتدی فیوض وبرکات این راه بے تبعیت وبی طفیلی حاصل نشود انتهی این امرے مجمع علیه است درین احتیاج بکشف والهام چه دارد چه کمالات دین وصفات مسلمانی همه موقوف برین است وگویا تخصیص ؟

سله مادامکه سالک سادق وقوف بسوی غیر باشد بقدر ان از رقوت محبوب حقیقی باید باز وصل وقرب وی محروم ماند پس هرگاه بیقین دانست که امری که اوراله قرار داده است نیست خواهد شد انگاه از التفات وی رجوع خواهد کرد وبه اله حقیقی ومحبوب اصلی متوجه خواهد شد پس چون این معرفت حاصل گردید وآن قدر قلیل التفات نیست گردید وبجز اله حقیقی در دلش نماند پس توحید حقیقی متمکن گشت واثبات غیر زائل گردید وشهود کثرت در نظر وے باشد لیکن هرگاه بسوی نفس وحس وعقل خود رجوع آورد پس ظهور واحد نماند وغیر وی باقیت پس سالک در مقام توحید نمی ماند تا آنکه اثبات غیر ودعوی وے باقی ماند ۱۲

دقایق و معارف بجهت آن است که سخن در وی است بلکه مقصود از بیان آن است که هر که این
دقایق و معارف بیان میکند و مخصوص بشرح و بیان آن است به یقین باید دانست که
بکمال متابعت موصوف است و زبان رد و اعتراض از وی قاصر است چنانکه در اول مکتوب
افاده نموده اند بعد از آن زبان چندان بمدح و ثنای رسول الله صلی الله علیه وسلم و احتیاج
کلی بتوسط و توسل وی صلی الله علیه وسلم گشاده اند که جان را سلیب و دل را شاداب میگرداند
و دفع تمام توهمات و سوء ظن میکند اما با وجود این رفع وسایط و استغنا از آن از میان دقایق
و معارف و کلمات دیگر ناظر در سوء ادب و گستاخی چیست **اقول** اگر کدامی امر صحیح علیه از
کشف و الهام هم دریافته شود در آن مضایقه نیست و این معنی که عشق برنگ مبتدی است
امریست محتاج بکشف و الهام واضح باد که مراتب علم باهم اختلافها دارد اگر سوره اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُر
و آخر آن وقت تلاوت نموده شود این معنی ظاهر خواهد شد و در حدیث است لَیْسَ الْخَبَرُ
کَالْمُعَایَنَةِ **نقل** است که روزی علامه تفتازانی از حضرت خواجه نقشبند پرسیدند که عقیده
شما مردم چیست ایشان فرمودند که عقیده اهل السنة و الجماعة علامه گفتند که اگر همچنین است
خود را ممتاز ساختن چیست ایشان فرمودند که تا امور ظنی به یقین برسد اگر قائلی گوید که امور
دینی همه بوحی است ظن چه احتمال دارد میگوییم که حضرت ابراهیم در جواب اَوَلَمْ تُؤْمِنْ گفتند بَلٰی
وَلٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ و حواریین گفتند در جواب حضرت عیسی وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا
بر ناظرین مکتوبات شریف مخفی نیست که مکتوبات شریف از ذکر احتیاج کلی به توسط و توسل وی
صلی الله علیه وسلم مالامال است بر این یک مقام حصر نیست ه

من نه باختیار خود میروم از قفای او	آن دو کمند عنبرین می بردم کشان کشان

از همین جا است که طریقه نقشبندیه مجددیه در اتباع سنت نبوی صلی الله علیه وسلم ممتاز
است و میان اقران سرافراز متبعین شریعت گرفتار این سلسله اند و متوسلین طریقت درگه ربانی
این طریقه ه

لیلی وموی مشک بو هر کس که دیدش مو بمو ... مانندکه زنجیر از چه رو در گردن مجنون بود

الحمد لله که حضرت معترض را هم رفع تمامی توهمات وسوء ظن گردیده بسیار بی جان وشادابی دل سائیده درین مقام همین قدر برای شکریه حضرت معترض کافی دانم ؎

ادای حق محبت عنایتی است ز دوست ... وگرنه عاشق مسکین بهیچ خرسند است

جزاه الله عنا وعن سائر المجددین خیر الجزاء بحرمة نبیه سید الانبیاء

معهذا آنچه شکایت رفع وسائط واستغنا از آن از میان حقایق ومعارف وکلمات دیگر که ناظر در سوء ادب وگستاخی است نموده شد محل تعجب است چه این معنی خود تناقض است

وی به تیغم می زد و می گفت پنهان زیر لب ... این سزای آنکه اظهار محبت میکند

وبیش ازین مرة بعد اولی وکرة بعد اخری کیفیتش معروض داشته ام وصد بار بعبارات مختلفه برنگاشته ام اگر حضرت معترض پی بحقیقت کلام می بردند ودست بدامن تصوف زده از مقالات عقلی وتوجیهات دور از کار می گذشتند این توهم را گنجایشی نمی ماند ؎

دل اندر زلف لیلی بند کار از عقل مجنون کن ... که عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی

لاکن چون خیال میکنم که آخر الامر غشاوت بشری زائل شد هیچگونه شکایت را موقعی نمی یابم زیاده ازین چه عرض داشته شود

من هیچم وکم ز هیچ هم بسیاری ... وز هیچ وکم از هیچ نیاید کاری

قال مقرر است که ارباب صحو مفضل اند بر ارباب سکر وارباب سکر محکوم وقت اند وحال حاکم است بر ایشان وایشان را ابن الوقت گویند واز تنگنای نفس واحوال برنیامده وایشان را با اصحاب صحو که ازین مضایق برآمده وحاکم وغالب شده اند بر وقت وایشان را ابو الوقت گویند چه نسبت **قال** :- اولا تعریف سکر وصحو در میزان عقل سنجیدنی است پس از آن اختلافیکه درین مسلک واقع است شنیدنی شیخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیه در عوارف المعارف می طرازد والسکر استیلاء سلطان الحال

۱-۱۰ عمدۃ ۲

والصحو العود الی ترتیب الافعال و تهذیب الاقوال برین تعریف تقریر مذکور راست می آید شیخ محی الدین بن عربی در فتوحات مے طرازد وهو علم الاحوالِ لِاهل الاینکونُ الا لمن قامَ الطرب والالتذاذ نیز صاحب فتوحات برای سکر سه مرتبه قرار داده سکر طبعی و سکر عقلی و سکر الہی چنانچہ میفرماید فالسکرُ الطبعیُ سکرُ المؤمنین وسکرُ العقلی سکرُ العارفین وبقی سکرُ الکمالِ من رجال الله وهو السکرُ الالٰهیُّ قال فیه رسولُ اللهِ صلّی اللهُ علیهِ وسلّمَ اللّٰهُمَّ زِدنی فیکَ تحیُّرًا والسکرانُ حیرانٌ فالسکرُ الالٰهیُّ ابتهاجٌ وسرورٌ بالکمالِ فقد وقعَ فی التجلی الصّوری فسکر فهلك سکر نحو کما قال بعضهم ؎ واسکرَ القومَ دورُ کاسٍ + وکانَ سکری من المُدیرِ

ازین تقریر آشکارا شد که تفضیل ارباب صحو بر ارباب سکر عموما قابل تسلیم نیست تمامی ارباب سکر محکوم وقت نه باشند و حال حاکم بر ایشان نباشد چه سکر الہی این چنین نباشد قال

پس آنچه از بعضے اقطاب که قدوه ارباب صحو و تمکین اند مفاخرتے و مباہاتے و تفضیلے بر مشایخ دیگر واقع شده است به امر الہی است نه بغلبه سکر چنانکه حضرت غوث الثقلین امام الطریقین شیخ عبد القادر جیلانی فرموده اند قدمی هذه علی رقبةِ کلِّ ولیِّ اللهِ و بزرگے دیگر فرموده است من تحتَ خضراءِ السماءِ مثلی و امثال آن بامر الہی است که در باطن اولیاء اللہ جبا شده نه صادر بغلبه سکر و طغ حال و سکر حیرت و بے تمیز نیست و اشارت بدین معنی آنست که در بعضے احوال و مقامات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم قدم ایشان را

---

۵۱ سکر علم احوال است ازیں جاست که سکر نے شود مگر کسے را که حرکت و شوق والتذاذ داشته باشد ۱۲ ۵۲ سکر طبعی سکر مومنین است و سکر عقلی سکر عارفین و سکر کمال سکر الہی است رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم فرموده که الہی در خویشتن مرا تحیر عطا فرما سکران سرگشته می باشد سکر الہی خوشی است بکمال بر کسیکه تجلی باری تعالی پرتوے افگند سکر طاری نے شود این سکر حق است بعضی گوینده که قوم را دور شراب سکر آورده و سکر من از ساقی است ۱۲

۵۳ نیست زیر آسمان مثل من ۱۲

[illegible]

[illegible]

وجہ تجدید

بر اقدام خود نہادہ فرمودہ اند کہ این قدم تو قدم من است پس گفت حضرت شیخ قدمی هذہ علی رقبة کل ولی اللّٰہ پس آن حضرت امتثال امر الہی کہ بہ تحدیث نعمت واقع شدہ است

قول احمد مد کہ تحدیث نعمت اسد امتثال امر الہی قرار دادہ شد ـ ہ

درین بیاد یاران زندہ ام کہ گاہے	نسیم عاطفتے زان دیار مے آید

اکنون شنیدنی است کہ آنچہ از حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ قدمی هذہ علی رقبة کل ولی اللّٰہ منقول است دران سہ مسلک است مسلک اول در حالت صحو فرمودہ بامتثال امر الہی تحدیثاً بنعمة اللہ مسلک دوم در حالت سکر فرمودہ ہمین است مسلک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ چنانکہ بیاید انشاء اللہ تعالےٰ مسلک سوم در حالت سکر بامتثال امر الہی فرمودہ این است متمسک امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ **قال** اگر گویند پس چیست تفاوت و اختلاف احوال مشائخ و اولیا از ارباب صحو و تمکین از صحابہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ بعضے گفتہ و بعض نگفتہ اند گوئیم ایشان تکلم نمی کنند مگر باذن خدائے عزوجل و امر وی جل و علی پس ہر کہ امر کردہ شد گفت و ہر کہ امر کردہ نشد نگفت چنانکہ آمدہ است کہ یکے از مشائخ وقت پرسیدہ شد کہ آیا شیخ عبد القادر این کلمہ را بامر گفت گفتند نعم بامر گفت بی کیفیت و گفتند این لشان قطبیت است و از اقطاب در ہر زمانے کسے ہست کہ امر کردہ میشود بسکوت و گنجایش ندارد اورا مگر سکوت و بعضے امر کردہ می شوند بقول پس گنجایش ندارد ایشان را جز قول این اکمل است در مقام قطبیت زیرا کہ این لسان شفاعت است و شیخ صاحب عوارف رحمۃ اللہ علیہ بمقتضای قیاس عقل و مبلغ علم خود این سخن را و امثال این سخن را بر شطح سکر و غلبہ حال و استغراق نفس حمل کردہ و حمل کلام شیخ بر قصد محمدت این قول و عدم قصور ان چنانکہ شما برائے مصلحت وقت کہ درین مکتوب بہ ترجیح و تفصیل سکر واقع شدہ است حمل کردہ اید بران ظاہر عبارت شیخ سیاقاً و سباقاً مخالف است ہم شیخ در سخا این چنین رفتہ چہ توان گفت و قول وے درینباب مخالف اقوال اکابر مشائخ آن وقت مثل شیخ ابو مدین و شیخ ابو النجیب سہروردی کہ پیر شیخ شہاب الدین سہروردی است واقع شدہ

است و دیگر مشائخ عظام که عدد ایشان موجب الطناب است چنانکه در بهجة الاسرار که کتاب معتبر[۴] است و ذکر آن است و در کتب قوم در طبقات ذہبی[۵] که از مشاہیر علماء محدثین است و شیخ محمد جزری که قدوه علماے متاخرین است و غیر آن مذکور است مصنف آن بدو واسطه بحضرت غوث الثقلین میرسد و در کتب دیگر مثل روضة الناظر فی مناقب الشیخ عبد القادر که تالیف شیخ مجد الدین فیروزابادی صاحب قاموس است و در کتب امام عبد الله یافعی وغیره مذکور است **اقول** شیخ شہاب الدین سہروردی علیه الرحمه مسلک ثانی را اختیار فرموده و برین مسلک صرف حضرت شیخ نرفته بلکه دیگر اکابر نیز ہمین مسلک اختیار فرموده اند در عوارف المعارف میفرماید[۶] فقلّ ان یَنفکَّ مریدٌ فی مبادی ظهورِ سلطانِ الحال من العجب حتی لقد نقل عن جمع من الکبار کلماتٌ موذنةٌ بالاعجاب وکل ما نقل من ذلک القبیل من المشائخ لِبقایا السُّکرِ عندهم وانحصارِهم فی مضیق سکر الحال وعدم الخروج الی فضاء الصحو فی ابتداء امرهم وذلک اذا حاق صاحبُ البصیرة نظره یعلم الله من استراق النفس السمع عند نزول الوارد علی القلب و النفس اذا استرقت السمع عند ظهور الوارد علی القلب ظهرت بصفتها علی وجهٍ لا یخفوا علی الوقت وصلافة الحال فیکون من ذلک کلمات موذنةٌ بالعجب کقول بعضهم من تحت خضراء السماء مثلی وقال بعضهم قدمی

[۵] ابو عبد الله ترکمانی معروف به ذہبی از حفاظ محدثین بود در سنه ۶۷۳ ہجری متولد شد در دمشق روز دوشنبه سوم ذیقعده سنه ۷۴۸ ہجری انتقال کرد ۱۲ [۴] قال فی کشف الظنون قال الشیخ عمر بن عبد الوهاب القرضی الحلبی فی ظهر نسخة من نسخ البهجة ذکر ابن الوردی فی تاریخه ان فی بهجة امور الاتصح ومبالغات فی شان الشیخ عبد القادر لا تلیق الا بالربوبیة انتهی ومثل هذه المقالة قیل عن الشهاب ابن حجر العسقلانی واقول المبالغات التی غربت الیه مما لا یجوز علی شده وقد تتبعتها فلم اجد فیها نقلا الا وله متابعون وغالب ما اورده فیها نقله الیافعی فی اسنی المفاخر وفی نشر المحاسن وروض الریاحین وشمس الدین الزکی الحلبی ایضا فی کتاب الاشراف وغیرهم نقل عنه ان احیی الموتی کاحیائه الدجاجة وغیری ان هذه القصة نقلها تاج الدین السبکی ونقل الشیخ علی بن الہیتی الرفاعی وغیره وهی یعنی بها ابا سعید شیخ معروف فهم فی السطور وشیخ بلکه ان ترکیة النفس فیها علی الله سبحانه وتعالی ان نظیم العلی الله سبحانه و

علی رقبة جمیع الاولیاء در همین قول حضرت مجدد هم استناد کرده اگر گفته شود که در حواله و استناد عوارف که به

نسبت خاص ارشاد جناب محبوب سبحانی رضی الله عنه کرده شده است برین جزم نمودن

باطل است در عوارف نام نامی جناب محبوب سبحانی مذکور نیست و نه ذکر خاص قول حضرت

و نه کلام عوارف بر اقوال و احوال حضرت عموماً یا خصوصاً منطبق میتوان شد چه در عوارف

ذکر مبتدیان علیه اهل سکر و مغلوبین وقت می باشد پس ارشاد منتهیان اهل صحو و تمکین را که بامر

ربانی باشد دران داخل نمودن از عقل و دیانت دور است علاوه بران هرگاه شیخ الشیوخ

حضرت شیخ نجیب الدین سهروردی این قول را تسلیم کردند و اطاعت فرمان نمودند و قایل

این معنی شدند که این امر ربانی است پس اگر احیاناً در عوارف این احوال سکر مے

نمودندے هرگز قابل ترجیح و تسلیم نمی شد خواهم گفت که این قول از سر تا پا مخدوش است

زیرا که در عوارف نام نامی قایل بسبب شهرت گذاشته شده علاوه بران این قول مخصوص است

بحضرت محبوب سبحانی به نهجے که از حضرت غوث رحمة الله علیه منقول است از کسے دیگر مروی

نیست در بهجة الاسرار مروی است از شیخ ابی المفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات بن صخر قدس

سره که خبر داد مرا پدر من که پرسیدم از عم خود شیخ عدی بن مسافر اموی قدس سره آیا دانسته

هیچ یکے از مشایخ متقدمین که گفته باشد قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله خبر شیخ

محی الدین عبد القادر رضی الله عنه گفت نمیدانم انتهی و در عبارت عوارف علیه اگرچه ذکر مبتدیان

است مگر این هم مذکور است و کل ما نقل علیه من ذلک القبیل من المشائخ لبقایا السکر درین کلیه

تمامی منقولات مندرج است سوای این در عوارف مذکور است و من اشکل علیه ذلک

ولم یعلم انه من استراق النفس السمع فلیزن ذلک بمیزان احوال اصحاب رسول الله

صلی الله علیه وسلم و تواضعهم و اجتنابهم امثال هذه الکلمات و استبعادهم

ان یجوز للعبد التظاهر بشیء من ذلک — حضرت مجدد که استناد

بقول عوارف نموده مقصود همین است که این کلام از سکر سر زده آنچه بخیال عوام این

معنی مستبعد می نماید آنرا دفع میکند و میفرماید که مرادش قصور این قول نیست کما توهم که آن عین محمدت اوست بلکه بیان واقع نموده است یعنی صدور این قسم سخن که مبنی از مسابقات و افتخار است بی بقیه سکر کاین نیست که در صحو خالص به امثال این سخنان تکلم نمودن دشوار است انتهی امام یافعی در نشر المحاسن می طرازد انّ القوم وردوا البحر الّذی ليس له ساحل وكل احد من المنكرين عليهم من ذلك المورد وما حل بما فيه من جواهر المعارف والاسرار والحكم جاهل وسقوا بكؤس الوصل راح المحبة التی لم يشم ريحها من لم يقض من قبل نفسه نحبه فاخذ ينكر عليهم من لا يعرف تلك الجواهر التی لا يعرفها الا من هو فی ذلك البحر ماهر وصدرت عنهم الفاظ فی حال السكر فاخذ ينكرها من لا يعرف القدر وذلك بجهله بالاسرار التی فی تلك المعارف والراح التی فی تلك المعارف وها انا وان كنت جاهلا بذلك او من به واسلك فی الجواب المذكور سبعة مسالك المسلك الاول الاعتذار عنهم بالسكر ذلك ان الشطحيات الصادرات عنهم منها ما وقع لما وقع منهم فی حال السكر الغيبة بواردات الاحوال والسكر لسبب مباح ليسقط التكلّفُ فی الشرع بالشرط المعروف فی كتب الفقه المسلك الثانی الاعتذار عنهم بصدور ذلك منهم على سبيل الحكاية عن اللهِ سبحانهُ المسلكُ الثالث الاعتذار عنهُم بالامر اعنی انّ من الشطح المذكور ما امروا به فصدر عنهم امتثالا للامر ويكونُ ذلك الامر تنويهاً بفضلهم وبيانا لعلوّ شانهم وتعريفا للجاهل بكبار قدرهم وارشادا الی التعلّق بهم والتوسل برفيع جاههم وغير ذلك من المصالح ومن ذلك ما روی فی كتاب مناقب الشيخ عبد القادر رضی الله عنه من طرق كثيرة بروايات شهيرة عن جماعة من المشائخ الاكابر والعلماء الافاضل والاخيار الثقات واشتهر واستفاض حتی فی الجهات البعيدات فی مجلسه وهو على الكرسی يتكلم على الناس قدمی هذه على رقبة كلّ ولیّ اللهِ

امام یافعی ارادتی که بجناب بزرگان دین عموماً و حضرت غوث انام رضی الله عنهم خصوصاً دارد
از تصنیفاتش همچو خلاصة المفاخر فی انتخاب مناقب الشیخ عبد القادر رضی الله عنه و تاریخ مرآة
الجنان وغیره ظاهر است کلامش نگر بستنی است که قول قدمی را بحالت سکر و به امتثال الهی
گوید و حاشا که غبار نقصت بر دامان کلام قدسی نظامش نشیند چه ظاهر است که اظهارش
به امتثال امر الهی بوده باشد تا مردم علوی شانش دریابند و عظمت جاه وے شناسند و از
در مهام خویش توسل کنند بر استراق نفس و پندار محمول نخواهد بود و بر مردم اتباع آن حکم لازم
خواهد بود و منکران روی خسران و خذلان خواهند دید حضرت قدوه ارباب طریقت سید
آدم بنوری رحمه الله در کتاب[1] خلاصة المعارف و اسرار العقاید تحریر میفرماید که مرتبه کمال درجات
اولیا را است که ولایت خاصه است بکمالات غوثیت است و اکملیت درین مرتبه غوثیت
جن و انس است و این نصیب خاصه حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله تعالی عنه است
که غوث الثقلین است و لهذا غوث الاعظم اکمل حقیقی است و خود اهل ولایت انبیا است که فوق
این باشد و اهل این مرتبه را که اهلیت ولایت انبیا است مرتبه امام باشد اگرچه مخفی باشد و
داخل دوازده امام نباشد اما در همه اولیا راست تابعین آن هر دوازده امام این امام باشد در
هر عصرے که باشد سر قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله ازینجا توان جست بهر دو معنی
یکے بمعنی کمال غوثیت و دیگر بر نظر ظاهر ولایت خاص الخواص که در ایشان نسبت بهمه اولیا

[1] کتابی است در تصوف محتوی بر فواید عجیبه و سید آدم بنوری از اعاظم خلفای شیخ احمد مجدد الف ثانی است رحمة الله علیه در
ابتدای طریق از حاجی خضر تعلیم طریقه فرمود بعد ازان باجازت حاجی خضر بخدمت حضرت مجدد رحمة الله علیه مشرف شده و در علا
علی رسیده در اوایل حال بهره از علوم ظاهری نداشت روزے در واقعه دید که از هاتف غیب ندا می شود که ای شیخ آدم قرآن چرا نخواندی
عرض کرد که الهی تو قادری حالا هم تعلیم فرمائی فی الحال دست نورانی هویدا آمد و بر سینه بی کینه وی مسح کرد و قرآن حفظ شد و علوم
ظاهری را تعلیم گرفت و بکمال صفات شریعه معروف بود و در خانقاه وی زیاده از هزار کس طلبا... در مرجع می بودند که تن
در خدمت ایشان از شیخ آدم بود و بنور موضعی است از توابع سرهند و سید بنوری بود گویند که در حرمین صد کس اولیا اکمال بود کل

۲۷۶

اولین و آخرین غیر از اصحاب کرام رضی الله عنهم غالب ظهور آمده بود و لفظ کل ولی الله بدین
معنی فرموده باشد پس در اولیاء اهل ولایت خاصه منظر امست که بوصول ولایت انبیا
منوط است اگرچه مختفی باشد قدم آنحضرت بر رقبه هر ولی اهل مرتبه عامه و خاصه ولایت مطلق باشد
یعنی توفیق ایشان بران همه دیگران واقع باشد و اولیاء اهل کمال باطن مرتبه اخص الخواص
و خاص الخواص ولایت مطلق ازین زیر قدمی بیرون باشند و چون نادر است که در اولیا
است فردے بولایت انبیا برسد که این مرتبه خاص الخواص از ولایت مطلق است بلکه بولایت
ملأ اعلی هم که این مرتبه اخص از ولایت مطلق است پس حکم مر اکثر راست لاجرم کل اولیا هم
توان گفت و رسیدن بعلم و کمالات ولایت انبیا آسان ندانند که بر بالنش آنچه پیش ازین
نوشته شده است در کتب و رسایل اکثر اولیائے امت نایاب است و دیگر اکابر قدس
اسرارهم بنظر کل مطلق مخصوص بر زمانه ایشان گفته اند و معلوم این مسکین آن معانی گشتند
که مذکور شد و یک روز پیش تر از روز تسوید این حقیقت قبل ازین بچند سال همین هر دو وجه
که بالا مسطور گشت بخاطر می گذشتند که اندران وقت روح آن حضرت غوث الثقلین حاضر
شد و باین فقیر این عبارت فرمود که فرزندا باین هر دو وجه خود هیچ غلطی نیست بعد ازان
معلوم شد که این کلمه از آنحضرت بے نظر و تفکر بطریق بے قصدی بالقاء ربانی از غیب ظاهر
شده است و حضرت شیخ الشیوخ هم در عوارف فرموده است قدس سره که این کلمه از حضرت
شیخ عبدالقادر در سکر بر آمده اے برادر نزد این فقیر بتقدیر سکر این سکر ممدوح است نه مذموم
ازین جهت که هیچ سرّی خالی از حالت مستی مطلق نمی شود مستی جلی باشد یا خفی و چون آنحضرت
بهمان مراتب خاصه مخصوصه خود مشرف شده اند بقدرت الله سبحانه بی تکلف و بی قصد
بالقاء غیر فرموده اند قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله حیثیت ان تحقق ظاهر ولایت که بر وجه تامه
نصیب خود یافتند و روشن است که در کلام صوفیه ظهور سکر عبارت ازان حالت است که صاحب
آن حالت نتواند پوشیدن چیزی را آن چیزی پیش ازان حالت لایق و لازم بوده است پس واضح شد

که حضرات اصحاب کرام و حضرت مهدی و بعضے افراد دیگر هم من حیثیت کمال باطن مرتبه اخص خواص
الخواص ولایت ازین زیر قدمی بیرون باشند و فوق بلکه افوق بوند اگرچه از همه اولیاء
اولین و آخرین غیر اصحاب کرام من حیث جمع آن هر دو وجه مذکوره که کمال ظاهر ولایت خاص
الخواص و کمال غوثیت باشد که منصب اکمل مستوجب بکمال مرتبه خاص الخواص و کمال غوثیت
باشد که منصب اکمل مستوجب بکمال مرتبه خاص ولایت تفوق آنحضرت غوث الثقلین مرتفع
باشد اما کسانے که من حیث کمال باطن ولایت خاص الخواص برابر ایشان باشند یا بر ایشان
تفوقے داشته باشند اهانت پیدا نمی کنند و آن تفوق مستلزم افضلیت غوث الثقلین بر
ایشان نمی باشد فافهموا اسرار کلامی الا و لمایا اخوانی و اگر این وجه مخصوصه را بگذاریم
و بر حکم علی العموم آئیم عامه اولیاء آنوقت باشند از مبتدی تا منتهی ولایت مطلق چنانچه حضرت
حماد دباس هم که پیر صحبت ایشان بوده اند فرموده اند که این عجمی را قدمیست که در وقت وی
بر گردن همه اولیاے آن وقت خواهد بود و هر آئینه مامور شود تا آن که بگوید قدمی هذه علی
رقبة کل ولی الله همه اولیا گردن نهند و بدانند که لفظ مامور مظهر اثبات سکر که حضرت شیخ
الشیوخ علیه الرحمه فرموده است مراد بامر معنی باشد تقاضا یا اراده بامر جلی الهام اما آنکه حضرت
حماد دباس گفت که این عجمی را قدمیست الخ دلیل بمرتبه مخصوص ظاهر میکند از مراتب ولایت مطلق
که قدمی گفت بقید حرف یا قدم تکلم کرد و معتبر ساخت یعنی چنانچه اشارت مرتبه بغوثیت تامه
که اکملیت مرتبه خاص است با وجود مرتبه خاص الخواص از ولایت مطلق و نیز از عبارت شیخ حماد
مذکور قید زمانه ایشان بعبارت وقت ایشان هویدا میست و نیز نقل است که از حضرت شیخ فرید الدین
چشتی قدس الله تعالے سره شخصے پرسید که شیخ عبد القادر جیلی رحمة الله علیه قدمی هذه الخ فرموده
است شما چه میفرمائید فرمودند که اگر من در انوقت می بودم بر چشم خود میگرفتم پس شیخ العالم
شیخ فرید الدین گفته اند قدس سرهم که این اشارت بتخصیص زمانه ایشانست نظر بکل مطلق
اولیاے آن زمانه و زمانه عبارت از مدت صد سال است و نیز چون مجدد آن مائة خود ایشان

بودند و درانوقت دیگر ہم قرین ایشان واقع نباشد لاچار قدم ایشان برگردن ہمہ اولیاء آنوقت بود یعنی دران زمانہ تفوق ایشان بر ہمہ آن اولیا واقع باشد و این تفوق مثل تفوق دیگر است بلکہ سخت تفوق است دیگر باید دانست کہ لازم نیست کہ در ہر مائة ہیچکس دیگر افضل از مجددان مائة نبود چنانچہ حضرت شیخ ما قدس سرہ کہ مجدد این الف ثانی است و مہدی این الف حضرت مہدی افضل واکمل از ایشان وہمہ اولیای امت مبعوث شدنی است انشاء اللہ تعالی انتہی در حیدرآباد دکن کہ ما وارد انیم از سنہ ۱۳۰۳ ہجری تا این زمان کہ سنہ ۱۳۱۰ ہجری است در قول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ معرکہ آرا درپیش است بعضی از فضلاے سلسلہ قادریہ می فرمایند کہ حضرت غوث انام رحمۃ اللہ علیہ این جملہ را در حالت صحو فرمودہ و درین کلام توقیت نیست و بعضے حضرات از سلسلہ چشتیہ قایل بہ توقیت بودہ اند و سلسلہ تحریر از طرفین بس دراز است ببینیم کہ آخر الامر کدام مسلک برکرسی اثبات می نشیند و کدام فریق روی فتح و نصرت می بیند ازین خیال برہمین تقریر اکتفا ورزیدم اگر کسے را زیادہ تحقیق منظور نظر بودہ باشد رسایل علماے معاصرین ملاحظہ فرماید **قال** و مریدان شمارا درین سخنان شما سہ قسم یافتم جمعے میگویند کہ ما چہ دانیم کہ ایشان چہ میگویند و مارا کجا مجال فہم سخنان ایشان است ہرچہ گفتہ اند اعتقاد می کنیم کہ حق است و جماعہ میگویند کہ اینہا از سکر و بیخودی است و فرقہ میگویند کہ ہرچہ ایشان میگویند و میکنند ہمہ بامر الہی است و من ہم برین مے باشم اگر براہین قاطعہ از کرامات و آیات کہ از ان بزرگان منقول و مشہور است مشاہدہ کنیم و بے انہم بحکم تحسین ظن مجوز و متوقفم الا این حرف کہ دروی نسبت بسرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم گستاخی و بے ادبی لازم می اید این را بلا شک منکر میباشم اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْکَرِ **اقول** آنچہ درباب مریدان گفتہ شد کیفیتش این است کہ مریدانیکہ ہنوز بپایہ تکمیل نرسیدہ بودند و فہم و درک مطلب مکتوبات شریف نمی داشتند بعضے از ایشان گفتہ باشند کہ ما چہ دانیم کہ ایشان چہ میگویند و مارا کجا مجال فہم سخنان ایشان است

هرچه گفته اند اعتقاد میکنیم که حق است و برخی از ایشان ظاهر گرده باشند که از سکر و بیخودی است و فرقه که میگویند که آنچه ایشان میگویند و میکنند همه بامر الهی است این قول محقق و صواب است و برای تسلیم این دعوی آنچه ضرورت براهین قاطعه از کرامات و آیات گفته شد اگر مراد ازان عنایت الهیه است که موجب استقامت بر احوال سنیه و اعمال صالحه باشد پس حضرت شیخ را خود بران اعتراف است و از زبان حضرت باقی بالله قدس سره نیز شنیده اند و اگر مراد از کرامت معنی متعارف است پس کیفیتش از مقدمه بایدجست **قال** و بهر تقدیر چنانکه عادت این فقیر است توقف و تسلیم و تجویز در میان داشت که صدور آن ناشئ از مقام صحو و تمکین باشد اما شما بزبان شریف خود اعتراف کردید و گفتید که هرکه مثل این قسم سخنان گفته منشار آن سکر است و سکر را ترجیح بر صحو کرده اید و گفته اید که صحو صرف بی مزج سکر عین قصور است و صحو خالص نصیب عوام است این سخن اختراعی است و خلاف اصطلاح قوم و اجماع مشائخ است که صحو مرتبه ایست که صاحب آن بکمال تمیز و اطلاع بر مراتب و مقامات متصف شده در هیچ جا بسکر که بی تمیزی و بی اطلاعی است از تمامه اشیا ممزوج نگردد و در حقیقت صحو و سکر ضد اند که جمع نمی شوند صحو خالص که آنرا نصیب عوام گفتند کدام است سخن در مقام عارفان و کاملان و اهل الله خصوص میرود و از کلام ایشان معلوم میشود که از بزرگان آنها که صحو ایشان بسکر ممزوج نیست و صحو صرف دارند و باین نوع کلمات تکلم نکرده اند داخل عوام اند این چه سخن است **اقول** آنچه حضرت مجدد رحمة الله علیه فرموده اند عین صواب است اعراض ازان بسبب عدم مجاهده است یا عدم اطلاع است باقوال صوفیه کرام تا آنکه ازین دو امور امر حاصل نشود در معرکه تصوف قدم نهادن خالی از خطر نیست ؏

	بباغ می روی و هیچ بهیدی می ارزم		که از شگفتن گلها تو بو هوا نرسد

درین مقام اولا حقیقت سکر و صحو مذکور می شود سکر در عرف صوفیان عبارت است از رفع تمیز میان احکام ظاهر و باطن بسبب اختلاف نور عقل در اشعه نور ذات و بیان این سخن آن است

که اهل وجد دو طایفه اند محبان ذات و منشاء وجد ایشان ذات بود و محبان صفات و منشاء
وجد ایشان عالم صفات در وجد محبان صفات فترات و وقفات بسیار اتفاق افتد بخلاف وجد
محبان ذات بسبب عموم ذات و خصوص صفات و نیز وجدی که از عالم صفات بود آن قوت
ندارد که وجدی که از آثار انوار ذات وارد پس واجد ذات در بدایت وجد بجهت قوت
و غلبه که دارد مغلوب سلطنت حال گردد و عقلش که رابطه تمیز و بصر قلبی است در تواتر اشعه
انوار ذات و غلبه آن مختطف و متنظاهر شود و سررشته از دست تصرف و اختیارش مسلوب
گردد چنانکه محل حکم ظاهر که تفرقه است از محل حکم باطن که جمع است باز نشناسد و به افشاء اسرار
ربوبیت که مکنون خزینه عزت اند مبالات نماید و مثل سبحانی و انا الحق زبان انبساط دراز
کنند و صوفیان این وجد را باعتبار تواتر و قوت غلبه حال خوانند و باعتبار رفع تمیز سکر و
اما صحو عبارت است از معاودت قوت تمیز در رجوع احکام جمع و تفرقه با محل و مستقر خود و
بیانش آن است که چون وجود سالک در نهایت حال بغلبه انوار ذات فانی و مستهلک شود
حق سبحانه در نشاة ثانیه او را وجودے باقی بخشد که از لمعان انوار ذات متلاشی و مضمحل نگردد
و هر وصفے که از وی فانی شده باشد اعادت کند پس عقل نیز که رابطه تمیز است معاودت
نماید مطهر از لوث حدوث و باقی به بقاء حق تعالی و برزخے گردد میان روح و نفس تا هیچ یک
در عروج از حد خود تجاوز نه نمایند و بر یکدیگر بغی نکنند و حکم جمع را با مستقر خود که عالم روح است
راجع گرداند و حکم تفرقه را با محل خود که عالم نفس است رد کند و ترتیب افعال و تهذیب اقوال
و حفظ آداب و کتم اسرار هر یک دیگر باره باز آمد و بر وجهے که از آفت زوال امین بود چون
معنی سکر و صحو منقش خاطر شریف شد بذکر خدشاتے که بر کلام حضرت معترض مستنبط میشود
متوجه میشوم خدشه اول هرگاه کلام صوفیه کرام گاهے از صحو و تمکین و گاهے از سر چشمه سکر سر
بر مے زند پس محمول کلام این طایفه بر صحو و تمکین نشاند خدشه دوم صحو صرف بے
مزج سکر را عین قصور گفتن و صحو خالص را نصیب عوام دانستن سخن اختراعی نیست و

خلاف اصطلاح قوم و اجماع مشایخ بلکہ از ائمہ صوفیہ منقول است شیخ محی الدین بن عربی
رضی اللہ عنہ در فتوحات میفرماید ولما کان الصحو انکشافا للمراتب الامور قدمناہ فی الفضیلۃ
علی السکر ای صاحبہ مقبول الحکم لمعرفتہ بالمواطن وان کان السکران صاحب
حق الاتری الصحو فی السماء اذا صحت السماء ای زال غیمہا وانکشف لیعطی الشمس
من حرارتہا لایخرج من الارض من النبات وتخمین العالم ان لہا اثرا فی ذلک کما اعطی الغیم
ما فی قوتہ من الرطوبۃ فی الارض لاجل ذلک النبات فانا وجال السکر وحال الصحو فی
الطبیعۃ فاذا لم یقم فائدۃ عند السکران فی الطریق ولا عند الصاحی فما ہو من اہل
الطریق بل یکون کالصحو الذی معہ القحط عند العرب مسلما تشبیہ صحو و سکر بچشم خود نگریستنی
است گیاہ و اشجار کہ بر سطح زمین میرویند و از زمین از بارش رطوبت کسب میکند پس ہرگاہ مطلع صاف میگردد و دیدنی
حرارت پیدا می شود مادہ روئیدگی در زمین حاصل میگردد گیاہ و اشجار میرویند اگر بارش
دایما بارد عالم غرقاب گردد و اگر ہموارہ مطلع صاف باشد از قحط حیوانی و انسانی باقی نماند
صفائی مطلع مشابہ است بصحو و غیم بسکر و طبیعت مثل زمین است پس برای حصول مادہ طبع
ضرور است کہ بقدر مناسب صحو و سکر باشد زیراکہ سکر محض آفت است و صحو خالص
نصیب عوام است و اگر بجز صحو خالص ہیچ نباشد پس میان سایر مردم و ارباب صحو خالص
امتیازے نخواہد بود لہذا کدامی از بزرگان دین صحو خالص نداشتہ اند اگر این تصریح ابن
عربی خلاف اصطلاح صوفیہ صافیہ و خارق اجماع است فلا بد من اثباتہ ودونہ خرط
القتاد خدشہ سیوم صحو را بر سکر باتفاق ائمہ تصوف ترجیح نیست در کشف المحجوب مذکور
است سکر و غلبہ عبارتیست کہ ارباب معنی کردہ اند از غلبہ محبت حق تعالی و صحو عبارتے از
حصول مراد و اہل معانی را اندرین معانی سخن بسیار است گروہی این را بر آن فضل نہند
و گروہے آن را برین مزیت دہند آنانکہ سکر را فضل نہند بر صحو آن ابو یزید است و
متابعان وے گویند صحو بر تمکین و اعتدال صفت آدمیت صورت گیرد و آن حجاب

اعظم بود از حق و سکر بر زوال آفت و نقص صفات بشریت و ذهاب تدبیر و اختیار وے و فنا و تصرفش اندر خود به بقاے معانی و قوای که اندر وی و جود دارد و بخلاف جنس وے و آن ابلغ و اتم و اکمل آن حال بود چنانکه داؤد صلوة الله علیه اندر حال صحو بود فعلے از وے بوجود آمد خداوند تعالے فعل وے را بدو اضافت کرد و گفت وقتل داؤد جالوت و پیغامبر صلے الله علیه وسلم اندر حال سکر بود فعلے از وی در وجود آمد که خداوند عزوجل او را بخود اضافت کرد و گفت وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی چون بنده بخود قایم بود چنان بود که چون داؤد را علیه السلام یک نظر بجاے افتاد که می نبایست یعنی بر زن اوریا دید آنچه دید و چون بنده بحق قایم بود چنان بود که پیغامبر را صلی الله علیه وسلم یک نظر افتاد هم از آن جنس زن زید بر زید حرام شد از آنچه آن نظر در محل صحو بود و وین نظر در محل سکر بود و باز آنانکه صحو را[۵] افضل نهند بر سکر و آن جنید است رحمة الله علیه و متابعان وے گویند که سکر محل آفت است از آنچه تشویش حال است و ذهاب صحت و گم کردن سر رشته خویش و در لطایف اشراق نکو است حضرت مجدد الف ثانی قدس سره می فرمودند در طیفوریان و جنیدیان اختلاف است در تفضیل ارباب صحو و اصحاب سکر طیفوریان برانند که اهل سکر فاضل اند بر اهل صحو چه سکر از مواهب الهی و صحو از مکاسب بنده درگاهی هر آئینه مواهب عالی باشد از مکاسب جنیدیان برانند که صحو اعلی بود از سکر چه در سکر طریق ترقی بمدارج و سبیل تلقی معارج منقطع بخلاف صحو که

[۵] آنچه حضرت معترض در زبدة الاسرار اتفاق مشایخ برین معنی نگاشته که صحو را اهل صحو برارباب سکر تفضیل داده مبنی است بر عدم اطلاع برین معنی که مشایخ را درین باب اختلاف است در مسئلهٔ مختلف فیه دعوی اتفاق ناز یبا است و خیلے بعید علی هذا آنچه حضرت معترض درهمان رساله نگاشته که تفضیل خود بر غیر در مقام صحو واقع میشود زیراکه اهل سکر در مقام مشاهده احدیت ذات میباشند که از نفس خود غایب میباشند هرگاه ذات خود را مشاهده نکنند پس غیر را که ملاحظه خواهند کرد قابل تسلیم نیست زیراکه چون در سکر نشاط شوق و ذوق را فرسیا گردد آنچه بر زبان ایشان بر می آید بیخود انه و مستانه سر میزند و در حالت صحو که بشرایط علم متصف میباشند ظهور این چنین کلمات عقل تسلیم نکند و سبحانی ما اعظم شانی و لیس فی الدارین غیری و لیس فی جبتی سوی الله و انا الحق همه از کلمات سکر یا بقایای سکر است صدور این کلمات را یا مثل این کلمات را صحو خاص مخصوص

در روے حصول مراتب الہی و وصول بمناسب نامتناہی ہر لحظہ ممکن الوجود است پس مرتبہ
اول را بنسبت آخر چہ نسبت در رسالہ قشیری آوردہ است سکر بر صحو فضل دارد چہ صاحب
سکر اہل انبساط و مواجید بود و از لطایف جمال در سکر کشف یابد و بندہ در سکر بشواہد
حال قایم باشد و در حالت صحو بشرایط علم در مقام سکر بے تکلف بود و در وقت صحو بی تصرف
و ہر کرا صحو صحیح بود سکرش صحیح در ترجمہ عوارف آوردہ است کہ سکر ارباب قلوب را باشد و
آن استیلاء حال است از مشایخ کبار و شیوخ نامدار بعضے وقت کلماتی متضمن عجایب اسرار
و غرایب آثار در وجود آیدان بواسطہ بقایاے سکر بود و صاحب صحو را اینجا راہ نیست و نیز
سکر بر دو نوع است یکی سکر از محبت باشد و آن بے علت بود و تقاضا و آن بر رویت منعم باشد
یعنی بینندہ خود ندیدہ باشد و این از لوازم مقت میان است دویم سکر از شراب
مودت بود و آن معلول باشد از رویت نعمت کہ خود بیند و این را بر صحو فضل نتواند بود
و صحو نیز بر دو نوع است یکے بر اقامت محبت کشفے بود و دیگر صحو بغفلت است و این ہر دو صحو
منتہیان است این صحو بران سکر فضل نباید انتہی محمد شہ چہارم ادعاے این معنی کہ صحو
و سکر ضد آنند کہ جمع نمی شوند خلاف تصریح اکابر صوفیہ است در بحر المعانی می گوید سکر و
حیرت در طایفہ اہل سکر بر سہ وجہ است سکر محبت و سکر مہابت و سکر حمیت و ہر کلمہ کہ
ازین مقام از مستان بر آید و در شریعت مقبول نباشد ازان کلمہ بر ایشان مواخذہ و عتاب
نہ باشد سکر محبت مر خلیل ابراہیم علیہ السلام را بود دران روز کہ او را جانب آتش نمرودی
امتحان حضرت صمدیت بود ہمچنین گوشت زہر آلودہ در شکم حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و
سلم ہیچ اثر نکرد زیرا کہ در وقتے صلے اللہ علیہ وسلم در سکر محبت پر بود و ہمچنین ابو الطیب

سطر ۵ در کشف المحجوب است اما سکر بر دو گونہ باشد یکے بشراب مودت و دیگر بکاس محبت و سکر مودت معلول باشد کہ تولد
آن از رویت نعمت بود و سکر محبتی بے علت بود کہ تولد آن از رویت منعم بود و پس ہر کہ نعمت بیند بر خود بیند خود را دیدہ باشد و ہر کہ
منعم بیند چون بدو بیند خود را ندیدہ باشد گرچہ اندر سکر بود سکرش صحو باشد و صحو نیز بر دو گونہ باشد یکے صحو بر غفلت و دیگر

حجام چون حضرت رسالت را صلے اللہ علیہ وسلم حجامت کرد ہمہ خون حضرت رسالت پناہ را بیاشامید سکر دوم مہابت است چنانکہ عمر رضی اللہ عنہ ردای مبارک حضرت رسالت علیہ السلام گرفتہ بروی می کشید و مانع می شد و می گفت کہ یا رسول اللہ بر جنازہ عبد اللہ ابی کہ او از منافقان بود نماز نگذار و حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بر عمر ہیچ مواخذہ نکرد سبب آنکہ در و شد او سکر مہابت بود سوم سکر حمیت چنانکہ موسی علیہ السلام سر ہارون علیہ السلام را گرفتہ می کشید علماء ظاہر کہ ایشان از عالم جبروت کہ عالم انبیا است محروم اند گویند کہ این چنین سکر در انبیا جایز نیست پس سکر محبت بمنزلہ غفلت است و حیرت چنانکہ در مستی خمر در خوردن خمر مراد مستی نیست بلکہ مقصود شارب انس و نشاط و ذوق است پس انبیا را علیہم السلام را علی التواتر و توالی وارد است و حاصل است از مستی معصوم اند کہ بیخبر باشند اما ذوق و انس و نشاط از بیخبری نیست بلکہ کرامت من اللہ است پس سکر اولیا را نیز ہمبرین طریق است کہ اولیا در مقام اقتدا و متابعت اند و انبیا علیہم السلام در مقام مسند مقتدا و امامت اند بدانکہ سکر شراب محبت بانسیات و ذوقیات بر انبیا علیہم السلام نیز جایز است بی ہیچ قیل پس اگر این چنین سکر در اولیا قدس اللہ ارواحہم صادر شود انکار نباید کرد خدشہ پنجم استعجاب ازین معنی کہ بزرگانی کہ صحو ایشان بسکر ممزوج ہست و صحو صرف دارند و باین نوع کلمات تکلم نکردہ اند داخل عوام اند مبنی است بر عدم رجوع بہ کلام ائمہ تصوف در عوارف المعارف مذکور است فالسالک المجرد لا یوھل للمشیخۃ ولا یبلغھا البقاء صفات نفسہ علیہ فیقف عند خطہ من رحمۃ اللہ تعالے فی مقام المعاملۃ والریاضۃ

از حادثات بر دران صوفیان گریز
گز بود ناخوش اند و زنابود شادمان
زایشان شنو حقایق فقر از برای آنکہ
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

قال وگفتہ آید کہ سکر بسطامی کہ بے تحاشی قول لوائی ارفع من لواء محمد ازان بوجود

آمد ازین عبارت مدح سکر و اعلاء شان آن مفهوم است و در این نکته گفته آید که سبحانی بسطامی
لیس فی جبتی سوی اللہ عبارتی کہ آن از دایرہ انفس و آفاق بر آمده و این ورای انفس و آفاق است و آن از سر چشمه
جوش سکر سر زده و این از عین صحو بر آمده اینجا ترجیح صحو نموده مفاخرت و مباہات بدان
کرده اید و گفته اید که سکر ظاہر شدن حالی است بر دل که ولی نتواند که پوشیده دارد چیزی را
که پوشیدن آن واجب بود پیش از ظهور آن حال و این محتمل دو قسم است یکی آنکه آن
چیز منکر و قبیح است و پوشیدن وی ازین جهت بود یا صحیح است لیکن در ستر و کتمان
آن مصلحت دینی بود و لازم نیست که آنچه در کلام اہل اللہ واقع شود البتہ ازین قبیل باشد
نه از قسم اول از جهت عدم عصمت و خود ترک واجب که کتمان سر رعایت مصلحت است
بر ہر تقدیر لازم آمده است و صاحب سکر معذور است اگر بے اختیار محض گردد و اختیار و
تکلف را دخل نبود بعد ازان سکر ہا را که در کلام اکابر واقع شده است عد کرده تحسین نموده
اید و مسلم داشته اید و دی اوپر بر میگفتند که این بیچاره ہا بے باصل نبرده گرفتار ظل مانده اند
اقول درین کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ در صدد بیان معارضاتے و منافاتے بوده است
که در کلام حضرت مجدد رحمة اللہ علیه واقع است فاما ہر کسیکه بر مصطلحات صوفیه کرام اطلاعی
و وقوفی دارد نیک میداند که ہیچ اختلاف بمیان نیست و آنچه ظاہر کرده شد مبنی بر عدم
اطلاع است بر کلام صوفیه صافیه قدس اللہ اسرارہم در پرده مباد که صاحب فتوحات
تعریف صحو باین عبارت فرموده الرجوع الی الاحساس بعد الغیبة بوارد قوی وارد قوی
سکر است سکر و صحو ہر دو فی نفسہما قوتی دارند چون سکر صاحب محل است اول ابر طبیعت
مستولی گردد محل بلحاظ نسبت و استعداد خود گاہے صحو را خواہد پس صحو طاری گردد این
توارد ضعف و قوت یکی بلحاظ دیگری نیست بلکه بخیال نسبت و استعداد محل است ازین
تقریر اشکال اشد که ہر صحو بعد سکر باشد اگر صحو قبل سکر باشد باصطلاح صوفیه آن را صحو نخواہند گفت در فتوحات
مکیه می طرازد انه لا یکون صحو فی هذا الطریق الا بعد سکر و ما قبل السکر فلیس بصاحب سکر

ولا هو هنا چه هیچ بلکه همچنین صحو را صاحب حضور و بقا خواهند گفت در حالت سکر تمایزی در میان امورے
که لایق اذاعت و اشاعت است و یا اختفا و استتار است باقی نماند و سبب باشد که امورے
بر زبان آمد چون بحالت صحو در آیند تمایز تمام حاصل گردد و آنچه قابل اذاعت است بر زبان
آرند و آنچه لایق استتار است مخفی دارند ازین سبب قول صاحی مقبول است و قول سکران
مقبول نیست اگرچه قول سکران هم حق باشد لیکن این کلیه نیست مشهور است که حضرت
شبلی رحمة الله علیه فرمودند که ما و منصور حلاج[1] از یک کاسه نوشیدیم پس حلاج سکر آورد و
محبوس و قتل گردید چون بحلاج این خبر رسید گفت که اگر شبلی نوشیدی آنچه نوشیده ام
حالتش همان شدے که من دارم یا همان گفتی که من گویم چون شبلی از ارباب صحو و تمکین
بود و حلاج از ارباب سکر قول شبلی را بر قولش ترجیح دهیم چون حالت صحو حالت امتیاز است
پس صاحب صحو استغفار کند از آنچه بحالت سکر امر پوشیدنی را برملا گفته چون سکران مثل نایم
یا مجنون نمی باشد بلکه او را فی الجمله احساس باقی باشد لهذا استغفار کند و عرفا شطحیات
را تاویل کنند چون این امر منقش خاطر شریف گردید پس دانستنی است که در کلام حضرت
مجدد رحمة الله علیه تعارضی و تخالفی نیست چون در مکتوب شریف اندراج یافته بود که ارباب

---

[1] منصور حلاج با شیخ ابوالقاسم جنید وغیره مشایخ صحبت یافته داشت ابو حامد غزالی در مشکوة الانوار کلمات منصور
را مثل انا الحق و ما فی الجبة الا الله را محامل حسنه بر آورده و گفته که این از فرط محبت و شدت وجد صادر شده روزی
در مجلس حامد بن عباس وزیر امام مقتدر بحضور قاضی ابی عمر کلامی از منصور سرزد قاضی و فقها حاضر مجلس قلم بفتوای قتل
وے برداشتند منصور ایشان را منع کرد و گفت که من مسلمان هستم و از اهل سنت از فتوای قتل اجتناب نمایید ایشان
هیچ اصغا نکردند منصور بار بار همین کلام را اعاده میکرد مگر ایشان فتوای قتل بر نگاشتند حلاج همان وقت مقید کرده شد
وزیر بمقتدر از تمامی کیفیت مجلس اطلاع داد مقتدر حکم داد تا ایشان را هزار تازیانه زنند اگر باعث هلاکت شود فبها والا باز
هزار تازیانه زنند بعد از آن گردنش زنند وزیر بجلادش داد و گفت که دو بار حسب حکم مقتدر او را تازیانه زنند پس دستش بریده
شود بعده پایش پس دست دیگرش پس پای دیگرش پس گردنش زده شود و جسمش سوخته شود اگر ترا فریبد که من فرات

سکر اگر این قسم سخنان شطح آمیز نویسند گنجایش دارد اما از ارباب صحو اظهار این سخنان بسیار مستبعد است بران شبه می شد که از ارباب صحو چگونه کلمات شطحیه صادر شد بجوابش افاده فرمود که درین سخنان مزج سکر است و در سکر مراتب کثیر ند با صحو سکر باشد و درین مقام شطحیات حضرت بسطامی و حضرت جنید علیهما الرحمه ذکر کرده و آنچه در مکتوب هشتاد و هفتم فرمود که سبحانی بسطامی بسبحانی من مناسبتی ندارد وجهش مفصلاً سابقاً گذشت ه

حبذا عارفی ز خود رسته — بمقامات قرب پیوسته

شده از قید خویشتن مطلق — ذات او وصف او شده همه حق

هر کرا اندر آب و گل نظرش — شود از خود تصور بسرش

چون شود کشف سرّ ربانی — سر زند ز وصدای سبحانی

قال واز زبان حضرت خواجه شنیده شده است که میفرمودند که شیخ عبدالله انصاری فرموده اند که بر بایزید دروغها بسته اند یکی ازان جمله آنکه گفت خیمه بر پهلوی عرش زده ام و لوائی ارفع من لواء محمدؐ هم ازان جمله خواهد بود بلکه اشنع واقبح است اما اول وقول سبحانی را تاویل مشهور است که در عوارف مذکور است که آنرا حکایت عن الله گفته است واقوال که از شیخ جنید بغدادی آورده اند که هو العارف والمعروف ولون الماء لون انائه والمحدث اذا قورن بالقدیم لم یبق له اثر بر تقدیر صحت صدور ان از ایشان از باب فنا فی التوحید است واین مذهب حال و مقام این قوم است اینجا سکر چیست شیخ ابن عربی که بیان وحدت وجود و اثبات آن میکنند بران منهجی که معتقد اوست از سکر نیست مذهب و معتقد ایشان همین است و مذهب شیخ جنید اگر همین است غیر والا اشارت است باصالت و حقیقت وجود حق سبحانه و فرعیت و عاریت وجود خلق و فنا و اضمحلال این وجود در نظر شهود و در مقابله وجود حقیقی و غلبه و سطوت این بر آن و لون الماء لون انائه تمثیل و تصویر است برای ظهور صفات و افعال حق تعالی

در مکنونات بحسب استعداد و قابلیت ایشان و ظهور ذات وی تعالی و تقدس در مرایا و مظاهر چنانکه اہل وحدت وجودی گویند **اقول** ہمین کلمات و دیگر کلمات که بطور شطح بسوی حضرت عارفین مشار الیہم بالبنان منسوب اند مردم اختلاف ہا دارند بعضے نسبت بعض کلمات گویند که دروغ بربسته شده و برخے بسوی تاویل متوجه شوند مگر قول جمہور عرفا ہمین است که این چنین کلمات از سرچشمه سکر برآمده اند اگر بالفرض نسبت بعض اطمینان حاصل گردید که دروغ است فاما نسبت بعض دیگر چه توان گفت بجز آنکه گردن تسلیم خم کرده آید و اگر نسبت بعض قایل بسکر شدند چار ناچار تسلیم قول حضرت مجدد رحمة الله علیه لازم می آید تسلیم کردم که نزد بعض چنان است که در انتساب کلمات توحید بر حضرت بایزید بسطامی قدس سره دروغہا بسته اند فاما درین شبہه نیست که بعض عرفا می گویند که آن کلمات از سرچشمه سکر برزده پس محتاج به تاویل خواہند بود چنانکه شطحیات را تاویل کنند قول حضرت جنید رحمة الله علیه هو العارف والمعروف ولون الماء لون انائه از قبیل نفی اثنینیت والا در زمره متصوفین مذکور می شد و محتاج تاویل نمی شدند پس از شطحیات باشد و درین مکتوب بحث از شطحیات شیخ محی الدین عربی نیست تا ضرورت ذکر مذہب وی می بود مع هذا شیخ محی الدین ابن عربی نسبت بدیگران لب به شطحیات بیشتر می کشاید و این مسئله را حضرت مجدد رحمة الله علیه در مکتوب دو صد و ہفتاد و یکم از جلد اول بشرح و بسط تحریر فرموده سطری چند از ان درین مقام نقل کرده میشود اول کسیکه تصریح بتوحید وجودی کرده است شیخ محی الدین رح بن العربی است عبارات مشائخ ما تقدم ہر چند که از توحید و اتحاد خبر می دہد اما قابل حمل اند بر توحید شہودی چه ہر گاه غیر حق را جل شانه بعینه بعضے گویند لیس فی جبتی سوی الله و بعض ندائے سبحانی زنند و بعض لیس فی الدار غیره دیار اندا در دهند این ہمه گلہا است که از شاخ یک بینی می شگفد ہیچ کدام را دلالت بر وحدت وجود نیست آنکه مسئله توحید وجودی مبوب و مفصل ساخته اند و در رنگ صرف و نحو تدوین نموده شیخ محی الدین

رضی الله عنه است و بعضے از معارف غامضه این مبحث را مخصوص بخود گردانیده حتی که گفته خاتم النبوت بعضے از علوم و معارف را از خاتم الولایت اخذ می کنند و خاتم الولایت محمدی خود را می داند و شراح در توجیه آن گفته اند که پادشاه از خزینه دار خود چیزے بگیرد چه نقصان دارد انتهی در مکتوب هشتاد و نهم از جلد ثالث مذکور است چون نوبت بشیخ بزرگوار محی الدین بن عربی قدس سره رسید او از کمال معرفت این مسئله دقیقه را مشرح ساخت و مبوب و مفصل گردانیده و در رنگ صرف و نحو در تدوین آورد و مع ذلک جمعی از این طایفه مراد او را نفهمیده تخطیه او نمودند و مطعون و ملام ساختند و درین مسئله در اکثر تحقیقات شیخ محق است و طاعنان او دور از صواب بزرگی و وفور علم شیخ را از تحقیق این مسئله باید دریافت نه رد و طعن او باید کرد انتهی تفصیل در مقدمه گذشت **قال** و فرموده اید که اگر صحو خالص بود که افشای اسرار آنجا کفر بود و خود را از دیگرے بهتر دانستن شرک بود انتهی سابقاً معلوم شد که این کلیه نیست که اگر بصحو باشد و با مر باشد کفر نیست اگر صحیح است در اظهار آن فوت مصلحتے نیست و اگر نه وقوع آن از اهل صحو ممنوع است و خود را از دیگرے بهتر دانستن شرک چرا باشد ظاهرا سهو قلم است و صحیح کبیرا است **اقول** سخت مشکل است که حضرت مجدد رحمة الله علیه سخن از معارف گوید و حضرت شیخ اعتراض حسب مذاق علما ظاهر میفرماید اگر حضرت شیخ بر اصطلاح صوفیه توجه فرمودی لعله چنین اعتراض نکشادی ؎

آنکس که پا نهاد بسوے تو سر نداشت	وانکس که سر نهاد بپاے تو بر نداشت

فی الواقع در صحو افشای اسرار که اخفای آن ضروری باشد نشاید چه مقتضاے صحو آن است که اسرار مخفی داشته شود آنچه در حالت سکر از اسراری که اخفای آن لازم بود بر زبان رفته باستغفار تدارک نموده آید در فتوحات مکیه میطراز د و معنی الصحو انه یکشف له حق الله فی الامور التی استفادها فی حال سکره و رد علیه فیعلم عند صحوه ما ینبغی ان یذاع منها فی العموم و الخصوص و ما ینبغی ان یستر فان کان قد ذاع منها

فی حال سکره شیئا فیعطیه الصحو ان یستغفر الله من ذلک وعذره مقبول
وان الاستغفار عندنا فی طریق الله یکون فی مقامین المقام الاول ماذکرناه
وهو ان یبد ومنه مایکون مستورًا فیجب علیه الاستغفار من ذلک وقد یقع
الاستغفار ممن لایبد ومنه شیٔ یوجب الاستغفار فیستغفر من هذا مقامه
ای یطلب ان یستره الله فکشف عنا انه ان یبد ومنه بحکم ذلک الحال ماینبغی
اَنْ یستره وهذا هو المقامُ الثانی الذی لاهل الاستغفار فیندبون یطلب
الستر عن الله عز وجل عن حکم یوجب علیهم الاعتذار من وقوعه
وهٰذا هُوَ اسْتِغْفَارُ الْاَکَابِر مِنَ الرِّجَالِ الْمَعْصُوْمِیْنَ
وشرک درین مقام حسب اصطلاح متصوفین است نه متکلمین از عدم مزاولت
کلام صوفیه این چنین خدشات وارد کرده میشود نزد صوفیه رویت غیر را شرک گویند پس
خود را از غیر بهتر دانستن چرا شرک نباشد در کشف المحجوب مذکوراست ابوبکر شبلی گوید التصوف
شرک لانه صیانة القلب عن رؤیة الغیر ولاغیر تصوف شرک است از انچه آن صیانت دل بود
از رویت غیر و وجود غیر نیست یعنی اندر اثبات توحید رویت غیر شرک بود و چون اندر
دل غیر را قیمت نبود صیانت کردن مراو را از ذکر غیر محال بود بجز یدانتهی مولانا می فرماید

تاکه باشد یاد غیری در حساب / ذکر مولی باشد از تو در حجاب
تا بود یک ذره از هستی بجای / کفر باشد گر نهی در عشق پای
گر همه عالم ثواب تو بود / چون تو باشی آن عذاب تو بود
گر شوی چون خاک ره پایمال / تا ابد جان را بدست آری کمال
تا تو با خویشی عدد بینی همه / چون شوی فانی احد بینی همه

مولانا عبد الرحمن جامی در نفحات در ذکر ابوبکر شبلی می آرد عبد الرحمن خراسانی گوید که شخصی
بدر سرای شبلی آمد در بزد شبلی فراز در آمد سر برهنه و پای برهنه گفت کرا می خواهی گفت

شبلی علیه الرحمه را گفت نه شنیدی که مات علیکم کافرا الا رحمه الله شیخ الاسلام گفت که نقش محو در ا
ے گفت خوش گفت هر آنکه گفت ؎

هران کو غافل از حق یک زمان است — در آن دم کافر است اما نهان است

قال و نوشته اند که این فقیر که این همه دفاتر در بیان علوم و اسرار این طایفه علیه نوشته
است ظاهر ا بخاطر شما قرار یافته است که از روی صحو خالص نوشته است بی مزج سکر حاشا
و کلا که آن حرام و منکر است و گذاف و سخن باقی است انتهی سبحان الله تا اکنون گمان این
بود و از کلامهاے شما نیز کنایت و مشافهة معلوم میشد که ایشان صاحب صحو و تمکین
اند و از سکر و تلوین منزه و مبرا اند درین وقت چنین معلوم میشود که صاحب سکر بوده اند و مقرر
است که مرتبه اهل سکر سافل و نازل است پس تحقیقات و تدقیقات که کرده اید بناے اثبات سکر کرده آید یا براے
تصحیح و تصدیق آنچه واقع شده است باین سکر برای اثبات سکر چه معنی دارد و اگر آنچه واقع شده
است باین سکر صحیح و موسس بر قواعد طریقت و موافق قرار داد اهل حقیقت است چنانکه از بیان
کردن حقایق و معارف برای اثبات او ظاهر میشود چه غم دارند و چه احتیاج باعتذار و انکسار
است و الا از اول می بایست گفت که معذور دارید چیزے از مستی و بیخودی واقع شده است
و بعد از نشستن غبار مستی آن سخنان را از حیز اعتبار و صفحه روزگار می تراشیده و محو نموده
و توبه کرده و كَلَامُ السُّكَارٰى يُطْوٰى وَلَا يُرْوٰى و عجب است ازین طور کسیکه جمیع فضائل و کمالات
محمدی علیه افضل الصلوة والسلام و اکملها حاصل کرده و باقصی الغایات مراتب متابعت و
کمال رسیده در قرب و وصول بجای رسیده که همه را پس انداخته و حقیقت را بی پرده دیده و در یافته
گرفتار باشد به سکر دیگران خود چه کار کنند که باصل نرسیده گرفتار ظل مانده اند و محجوب اند از ایشان
اگر بجهت بقاے حجاب سکری و بے تمیزی واقع شود عجب نباشد **اقول** این کلام از سرتا پا مخدوش
است اما اولا پس اگر تا اکنون این گمان بود که حضرت مجدد رحمه الله صاحب صحو و تمکین اند
بدون مزج سکر پس این گمان فاسد بود صحو خالص نصیب عوام است و حضرت مجدد رحمة الله علیه

جای دعوی این امر نکرده اند که صحو خالص دارند ومن ادعی فعلیه البیان اما ثانیا
هرگز مقرر قوم نیست که مرتبه اهل سکر نازل وسافل است بلکه این مسئله مختلف فیها است چنانکه مذکور
شد اما ثالثا پس آنچه حضرت مجدد رحمة الله علیه تحریر فرموده اند نه برای اثبات سکر است و نه
برای تصحیح وتصدیق این معنی که آنچه واقع شده بسکر بلکه تحقیق این معنی است که بزرگان بسکر
کلام کرده اند وکلام سکر قابل ملامت نیست فاین هذا من ذالک دریں کلام از حضرت
مجدد رحمة الله علیه اعتذار وانکسار دانستن غلط فهمی است از حضرت مجدد رحمة الله علیه هیچ جا کلام
صادر نشده است تا گنجایش این قول باشد که معذور دارید چیزے از مستی وبیخودی واقع
شده است بدیدهٔ تامل بنگرند که جواب بعد از تسلیم بطور قضیه شرطیه است وکدامی شرطیه
مستلزم تحقق مقدم نیست میفرمایند مخدوما این قسم سخنان که مبنی از افشاے اسرار باشد واز
ظاهر مصروف در هر وقتے از مشایخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم بظهور آمده است وعادت
مستمرهٔ این بزرگواران گشته امری نیست که این فقیر آن را ابتدا کرده باشد واختراع نموده
لیس هذا اول قارورة کسرت فی الاسلام پس این همه شور وغوغا چیست اگر سخنے صادر
شده است که ظاهرش مطابقت بعلوم شرعیه ندارد آن را باندک توجه از ظاهر مصروف
نموده مطابق باید ساخت ومسلمانی را متهم نباید کرد اشاعت فاحشه وتفضیح فاسق هرگاه در
شریعت حرام ومنکر باشد تفضیح مسلمانی بمجرد اشتباه چه مناسب بود ادع امارا نیعا پس بر
تقدیر تسلیم میگوییم که حضرت مجدد رحمه الله در معارف لدنیه می فرماید باید دانست که در هر
مقامے از مقامات ولایت وشهادت وصدیقیت علوم ومعارف جدا است که مناسبت
آن مقام است در مرتبه ولایت علوم سکر آمیز بسیار است که سکر غالب است وصحو مغلوب ودر مرتبه
شهادت که ثانی درجه است از درجات ولایت سکر مغلوبیت پیدا می کند وصحو غالب می آید
اما زوال سکر بالکلیه نیست ودر درجه صدیقیت که ثالث مرتبه است از مراتب ولایت ومنتهاے
درجات ولایت است وفوق آن درجه ولایت نیست بلکه مرتبه نبوت است علوم آن درجه

از سکر تمام برآمده اند و مطابق علوم شرعیه گشته صدیق همین علوم شرعیه را بطریق الهام اخذ مے کند چنانکه نبی علیه الصلوٰة والسلام وآله بطریق وحی اخذ می نماید صدیق و نبی را تفاوت در طریق اخذ است نه در ماخذ که هر دو از حق سبحانه وتعالی اخذ می کنند اما صدیق بتبعیت نبی باین درجه میرسد نبی اصل است و صدیق فرع او و نیز علوم نبی قطعی است و علوم صدیق ظنی و نیز علوم نبی بر غیر حجت است و علوم صدیق بر غیر حجت نیست ؎

در قافله که اوست دانم نرسم | این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

صلوات الله تعالی و تسلیماته علی نبینا و علی جمیع الانبیاء والمرسلین و علی الملائکة المقربین و علی اهل الطاعة اجمعین پس اگر درین رساله بعضے از علوم و معارف طریق شانی و تباین بایکدیگر واقع شده باشد حل باید کرد تباین علوم را به تباین درجات ولایت که هر عالم را علم جدا است حقیقت علوم توحید مناسب بدرجه ولایت دارند و از علوم درجه شهادت اگر خواهی معلوم کنی پس معرفتے را که درمیان کریمه پس کمثله شیٔ مذکور شده است نیک دریاب علوم آن مقام از علوم مرتبه شهادت اند و چون در ان موطن خود را و صفات خود را مے یابد لاجرم آن مقام منقلب بقلب شهادة کرده اند و علوم صدیقیه خود بعینها علوم شرعیه است چنانکه بالا گزشت والعلوم الصحیحة والمعتبرة هی المطابقة بالعلوم الشرعیة یثبتنا الله سبحانه علی الشریعة الغراء مجومة صاحبها علیه و علی آله الصلوٰة والسلام انتہے پس کلامیکه از عالم ولایت سر بر زده باشد و یا سکر ممزوج باشد دران منقصتے نیست ؎

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم | که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار است

قال نوشته اند که سخن با فلان بنحو خالص متفقت اند بسیار اند چرا این قسم سخن نیافتند و دلهای مردم از جا نه برند اگر مراد دلهای خواص است مثل این سخنان آن را از کجا از جا می برند و محظوظ مے سازند اگر دلهاے عوام است طلب یانی و فریفتن آنها چه مقصود است و چه اعتبار دارد و در اصل سخن اعتبار ندارد مدار بر لازمیت بسا کس که سخنان کاملان گویند و کامل

نماشند و بسا کس که حرف زدن نداند و کامل باشند احمد سعد آنجا که الیشان اند هم کمال است و هم سخن سخنان خوب شما بسیار اند و دل ربا اند اما این سخن شنیع که نسبت بآنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بے ادبی و گستاخی کرده اید آنها را مے پوشد و بدنام مے سازد **اقول** مراد از مردم عام است خواص باشند یا عوام اگر حضرت معترض ازان محظوظ نه شوند آن قصور سخن نیست ؎

سخن شناس نهٔ دلبرا خطا اینجا است
چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطا است

مگر هرگاه خود حضرت شیخ بیشترے از سخنان حضرت مجدد را خوب و دلربا تجویز کنند و بزعم خود صرف چند سخن را محمول بر بے ادبی و گستاخی نموده اند باعث بدنامی خیال کنند پس استفسار از مردم که خواص اند یا عوام لغو و باطل خواهد بود ؎

می نماید که سر عهد شکستن داری
خشم این بار تو چون رنجش هر بار تو نیست

و بے اعتباری اصل سخن موجب فراوان تعجب است کلام حضرت غوث صمدانی رضی الله عنه که جن و خضر و ارواح انبیاء الله برای استماع آن حاضر مے شدند کما یظهر من بهجة الاسرار دال است بر اصلیت سخن ؎

تا مرد سخن نگفته باشد
عیب و هنرش نهفته باشد

منقول است که روزی حضرت غوث الاعظم بر سر منبر بیان علوم و معارف میفرمودند درین اثنا گذر حضرت خضر واقع شد حضرت فرمودند ای اسرائیلی بیا کلام محمدی بشنو بلکه اگر در کلام ملک العلام بدیده بصیرت نگریسته شود از ان ظاهر خواهد شد که کلام در اصلیت کلام هیچ اصلے ندارد حضرت مجدد رحمة الله علیه در رساله مکاشفات غیبیه می فرماید صفت کلام بلکه شان کلام که کلام را در آنست برای آن محتاج الیه است کما فاده بے آن متصور نیست پس جمیع کمالات ذاتیه و شیونات ذاتیه اولا در مرتبه آن صفت بلکه شان قابلیت مے شوند و از آنجا بعالم افاده می آیند مثلا شخصے که کمالات بسیار دارد می خواهد که آن کمالات را ظاهر سازد اولا آن را در قوة کلامیه فرود می آرد و از آنجا اظهار آن می نماید پس در واجب تعالی و تقدس در مرتبه

شیونات که زاید بر ذات نیستند الا باعتبار شان کلام باین معنی مخصوص گشت و هرچه از کمالات
در مرتبه ذات و شیونات متنوع بود تمام در شان کلام فایض گشت حاصل تمام حقیقت ان
شان همین قران است و بس همین عبارت عربی و ترتیب معهود مکتوب در مصاحف و بهر
کتابیکه بر نبی صلے الله علیه وسلم منزل شده است جزویست از اجزاء این قران که از بعض
عبارات او به بعض وجوه مستفاد است و تخلیق جمیع مکنونات من الاول الے الآخر مستفاد از
وَ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ مصداق این قول است الحاصل این قران باین عظم
شان داخل دایره اصل است هیچ ظلیتے باو راه نیافته و همانا که آنچه بعضے اکابر اولیاء الله رضی
الله عنه میفرمودند که قران از مرتبه جمع است ناظر این معنی است و قابلیت اولی که معبر بحقیقت
محمدیه است علیه من الصلوة اتمها و من التحیات اکملها ظل این قران مجید است
پس این قابلیت نیز جامع جمیع کمالات ذاتیه و شیونات ذاتیه باشد لیکن بطریق ظلیة نه
بطریق اصالة و قران بطریق اصالت جامع است و همین مناسبت قران مجید بران سرور
منزل گشت و او را باین نعمت عظمی مخصوص گردانید و همانا که اشارت حضرت عایشه صدیقه
رضی الله تعالے عنها که حضرت صلی الله تعالی علیه و علی آله وسلم در شان او فرموده خُذُوْا شَطْرَ
دِیْنِکُمْ مِنْ هٰذِهِ الْحُمَیْرَاءِ در بیان خلق آن سرور علیه الصلوة والسلام والتحیه فرموده کَانَ خُلُقُهُ
الْقُرْاٰنَ بهمین مناسبت است که اصالة او ظلیة است و بزرگی شریعت او را علیه الصلوة
والسلام از همین قیاس باید کرد که متابعت او را سرمایه جمیع سعادات می باید دانست ع
این کار دولتست کنون تا کرا دهند ٭ این علمیست که مخصوص ببعضے احاد افراد
است که به خلق قرانی او را متخلق گردانیده اند و بنور او دیده بصیرت او را مکتحل ساخته قطاب
را نظر تا باینجا نمی رسد و از مراتب ظلیت نفوذ نمی کند. دقایق علوم مقامات ظلیه مخصوص
به بعض افراد اقطاب است بلکه اقطاب ارشاد مدار را کار دیگر در پیش است و مجددے
تمام مخصوص انه قطوف کمن جمع بین المرتبة القطبیة والفردیة کجنید البغدادی سید

الطائفۃ قدس اللہ تعالیٰ سرہ عنہ و این نسبت فردیت او را از شیخ محمد قصاب اصالۃً رسیدہ پیر او در تحصیل نسبت
قطبیہ شیخ سری سقطی است رضی اللہ تعالیٰ عنہم و سید الطایفہ نسبت قطبیہ را در جنب نسبت
فردیۃ فراموش کردہ میگوید مردم میدانند کہ من مرید سری ام من مرید محمد قصاب ام برا صل آن
سخن رویم و گوییم کہ در قران الفاظ ماضی و استقبال برای آنست کہ جمیع ازمنہ ازلیہ و ابدیہ او را
بظہور امدہ اند بعضے ازان بماضی تعلق دارند و بعضے دیگر بحال و بعضے اخر باستقبال و او شامل
کل است پس معنی و استقبال نسبت بقران نباشد بلکہ بنسبت بعضے ازمنہ باشد کہ قران شامل
است بران مثلاً شخصے از احوال گذشتہ خود تعبیر بماضی می کند پس ان ماضویہ نسبت
بزمان حال آن شخص است نہ بہ نسبت آن شخص متشخص جامع جمیع ازمنہ است واللہ سبحانہ اعلم
بالصواب الملہم بطریق السداد واللہ یحق الحق وھو یھدی السبیل پس مصدق قران کہ طالع
احکام بر طبق آن مصدق جمیع کتب سماوی است و حاوی کمالات جمیع شرایع انبیا صلوات
اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین و مکذب این کلام اللہ مکذب جمیع کتب منزلہ است و عدم ایمان
بموجب این شریعت مستلزم حرمان عظیم است

محمد عربی کابروی ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

انتہی **قال** این کلمات بقصد استفسار و استکشاف حال و دفع ما لم عارض بیان و تسکین
حرقت صدر نوشتہ شد و قصد ان داشت کہ چیزی بنویسد و بالزام نفس خود و افحام راضی
باشد اصل غرض نصیحت و خیر خواہی و کشف حال است کہ الدین النصیحۃ این را در چند مجلس
املا نمودہ و ہر بار استخارہ بجناب حق و استفادہ از شر نفس و شیطان و تبری از حول و قوت
بمبالغہ اکید و الحاح تمام می نمودہ نوشت امید کہ معذور باشد بلکہ ماجور گردد **اقول**
تحریرے کہ بقصد استفسار و استکشاف حال نمیباشد زبان طالت و دراز نفسی روا نداز نہ تین
است کما انچہ گفتہ شد بطور الزام است و نقض و ابرام

مارا بغمزہ کشت و [illegible] را بہانہ ساخت
خود سوی ما ندید و حیا را بہانہ ساخت

دستے بدوش غیر نهاده از ره کرم ٭ ٭	ما را چو دید لغزش پا را بهانه ساخت

چون حضرت مجدد رحمة الله علیه حکم فرموده اند تا وقات خود را جو به هیچ امور ضایع نکرده شود و نیز به خیال حضرت معترض نیز هار دل متوجه بتحریر رساله الانکشاف نمی شد مگر چون درین زمان بعضے اعیان بطور مدعی سست گواه چست متمسک باین خدشات بودند بطور صلح کل که آب و گلم را بان خمیر نموده اند قلم برداشتم و بر سب و شتم کوته نظران اصلا متوجه نشده به دفع اصل خدشات سطرے چند بر نگاشتیم درین مقام اشعارے چند در ترغیب صلح کل از خوان یغما گذارش میرود

مثنوی

... غزالان نا خوش است	ونسبت طبعی بعالم دلکش است
شعله الفت چراغ سینه ها است	صیقل زنگ رخ آئینه ها است
الست در جائے که رنگ اتحاد	جلوه از گلشن معنی کشاد پا
نقش جمعیت تسلی مایه ایست	بال هر نقش تجلی سایه ایست
پرده بیگانگی غفلت نوا است	از بم و زیر مخالف پر صدا است
صلح کل آئینه عرفان بود	بلکه نور عارض ایمان بود
از بهارش رونق بستان ما	زو بود خندان بهار جان ما
کین خمیر آب و نار و باد و خاک	گر نه گردیدے جلا زان نور پاک
کے شدے شوخی نما حسن وجود	کے شدے حیرت فزا نور شهود
یافت از موج نسیم امتزاج	نقش این ایجاد در رنگ خراج
طبع وحشی آهوان را در خور است	خار این صحرا دماغ انگرا است
چون وجود خویش بینی در جهان	عشق تو پیدا بگردد از نهان
صلح کل زین جلوه الفت پرور است	در عوض [illegible] شی این جوهر است
تا نگردد رفع وضع التقاب	کے به بینی روی او را بے نقاب

جان نگردد تابدل وحدت خیال | تانباشد درد و دوئی تغییر حال
کے بچشمانت نواند کرد گل | جلوۂ طاوس خوبی صلح کل

حکایت

اندرین[سلہ] کاشانۂ کثرت اساس | بود از ارباب دل معنی شناس
از تقدس طبع او آئینہ خیز | وز صفا قدوسیان را آب ریز
وحدت[ملہ] ایجادی زہستی پریشان | از صنم سوے حرم محمل کشان
مست جام ساقی آن بزم بود | تا ہزاران جلوہ در مستی نمود
نزد او شد بوالفضول خام کار | وحشت ایجاد و طلسم اعتبار
از بہار معرفت رنگی نداشت | بلبل آسا شوق آہنگی نداشت
گفت کای فیض تو نور نشار دل | نوریان از پاکی طبعت خجل
یک نگاہ لطف بر رویم بکن | دام[ملہ] چینی و صید آہویم بکن
کین دل از نیرنگ دنیا مایل است | از دم اعجاز کیشان غافل است
در جوابش گفت کاے محو ہوس | مرغ بال[ملہ] افشان کے اید در قفس
کین قفس بستان اہل دل بود | کے از و طبع ہوا مایل بود
کے ز وحشت آہوان اید بدام | کے بود اہل ہوس از بند رام
چون شنید این نکتہ شورش خیز شد | از تمنا اضطراب انگیز شد

سلہ بوالہوسے نزد عارف آگاہ درآمد و استدعای بیعت نمود عارف اگرچہ چون استعداد وش ملاحظہ فرمود گفت کہ در فلان گلشن برو و درختانش بسوز و بہرہ باغبان بازن بوالہوس چون شنید سہل انگاشت و بآن گلشن رفتہ درختانش سوخت و باغبان را بسیار زخم کرد باغبان برپاے او افتاد و گفت کہ گلشن را سوختی و مارا از روی کاسل بجال تو ہو بیا است امروز بیا ام تا دست و پایت بالم و ضیا الخ ... عارف این داستان بیان کرد عارف گفت ... چون جام شل و داری بیعت تو قبول نکنم ورفہ . بوالہوسی بگرفت در راہ ... ملہ قولہ وحدت یعنی ... وحدت ...

گفت شیخا صید دامت گشته‌ام — بهر تسخیر تو رامت گشته‌ام
آتشے از الفت افروختم — خرمن حرص و هوا را سوختم
هرچه فرمائے بجان آماده‌ام — شعله‌سان در پیش تو استاده‌ام
چون بپیش اهل دل این قصه راند — مرد دانا اندکے خاموش ماند
گفت چون باد اندرین گلشن خرام — مردکے باشد در آنجا شادکام
نورسان باغ او یکسر بسوز — در رگ هر گل چو برق آتش فروز
بعد ازان آن باغبان را چوب زن — تا شود فریاد و شورش فگن
رفت آن مردک بشوق امتثال — چون خزان بر گلشنش بکشاد بال
سرو در حیرت شد از نیرنگ او — بلبلان در ناله از آهنگ او
گل بجانش زهرخندی مے نمود — لاله از جان نبض خونابے کشود
یاسمن جیب و گریبان چاک زد — صد طپش نبض خس و خاشاک زد
غنچه از زخم جگر جان خون نمود — سوسن از خاموشیش حیرت فزود
چون بباغش آتش افروزی نمود — نبض برق از هر رگ برگے کشود
جان بلبل غیرت فریاد شد — چون رگ گل‌ها طپش ایجاد شد
تا گلستان گشت نذر سوختن — آتش گل را نگشت افروختن
باغبان چون شعلهٔ خاموش بود — گر نهاران برق در آغوش بود
تا بحال او جفا کردار شد — برتن او زخم‌ها گلبار شد
چون بشد فارغ ز حال باغبان — رفت بیرون از فضای گلستان
باغبان چون دید در پایش نهاد — گفت کای ذوالنفس قدسی نهاد
عرض تکلیف تو جانم را بسوخت — گرچه جان گلستانم را بسوخت

له نور گفت اسم خطا صاحب این سه شعر این است که آن عارف بعد تأمل فرمود که درین باغ شخصے خوش حال باشد تو در آن باغ برو

گر بفر سوداے بجان مے سوختم | شعله در دامان گل افروختم

چون نکروے در گلستان ترکتاز | اندکے سستی بحالت گشت باز

رونق باغ و بهارم بوده | نور چشم انتظارم بوده

اندکے آرام کن در خانه ام | غیرت فردوس کن کاشانه ام

دید چون آن وحش خونریز او | میکند دام وحش نخچیر او

وضع او گردش بدل عبرت خیال | گفت کای جان تو شد ندر وبال

جو رسن بروے و جان بازی مکن | بگذر از ما و فسون سازی مکن

نزد آن صاحب دل آمد وقت شام | گفت آن افسانهٔ حیرت پیام

گفتش آن قدسی نفس کاے دیوزاد | او مرید من بود محرم نهاد

گر شوی تسلیم فطرت همچو او | رنگ تحقیق از ریاض من بجو

ورنه چون آهو ازین صحرا برم | وین جلو بر روے گل رویان بجو

چون شنید آن وحش خواین راز او | شد جنون خیزان چو آهو کو بکو

معنی بیگانگی شد آشکار | غفلت جان داشت انداز شکار

گو دل عرفان که محو راز شد | گوش کو تا از حقیقت باز شد

قال ذٰلک فقیر شیخ جمیل است این مقدار که مرا بشما نسبت محبت و اتحاد است کم کسے را خواهد بود و صاحب کشف المحجوب در باب شیخ حسین بن منصور حلاج گفته است بحمد الله عزیزیست وی بر دل من اما طریقش بهیچ وجه مقبول نیست او کما قال و نزد این فقیر شما هم عزیزید و هم طریقهٔ شما این سخنان که نسبت بحضرت سید کائنات صلی الله علیه وآله و صحابه وسلم میگوئید اینها را تاب ندارد آنچه نسبت

بحضرت مشایخ گفتند کر تا و جبرا بر داشتم اما بر داشت این کلمات از طاقت حال این فقیر بیرون
است **اقول** چرا ظن جمیل و محبت نباشد چرا حضرت مجدد و طریقۂ ایشان عزیز نداشته شود
که از زبان حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اثبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ اند ازین جہت
کہ مجددیان عموماً و فقیر خصوصاً بحضرت شیخ راسخ الاعتقاد می باشیم ہمانا شکے نیست کہ شیخ تراجم
احادیث و سیر کہ بزبان فارسی نمودہ ازین کتب بچشم ہندیان نوری و در دل شان سرورے
پیدا شدہ اگرچہ برخے از طائفۂ علیۂ مجددیہ مثل حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی و حضرت شاہ عبد العزیز
رحمۃ اللہ علیہ دہلوی و قاضی ثناء اللہ پانی پتی در تنقید احادیث و وسعت علم و قوت تحریر
و تقریر از حضرت شیخ تقدم بالشرف می داشتند با این حضرت شیخ را بر ایشان تقدم بالزمان مسلم است

گر در خدمتت عمر بیست می بندم چہ شد قدرم	برہمن می شدم گر این قدر زناری بستم

اما انتساب سواد و ب باطنی است بر فہم کلام تصوف و اصطلاح متصوفین حضرت خواجہ محمد پارسا در
تحقیقات می فرماید باز این طائفہ منصورہ را اصطلاحاتے است مشہورہ فی ما بینہم کہ بان متفرد
اند و عبارتے است و کلماتی است متداولہ بینہم در اثنا محاورات ایشان بایکدیگر علی افہم الغرض
ما یتضمنہ تلک العبارات والکلمات و کنہ حقائقہا لا یدخل تحت الاشارۃ فضلاً عن
الکشف بالعبارات فان مکاشفات القلوب و مشاہدات الاسرار لا یمکن العبارۃ عنہا
علی التحقیق ولا یعرف الامر ذائق تلک الاحوال و حل علوم تلک المقامات علوم این طائفہ علوم الاحوال
بود و احوال مواریث اعمال است و کسی از علوم احوال میراث برد کہ اعمال را درست کردہ باشد
و بحق آن قیام نمودہ **قال** و ہمیشہ دعای این فقیر در خلوت و جلوت بعد از صلوٰۃ و سایر
اوقات این بود و ہست اللہم ارنا الحق حقاً و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا
اجتنابہ اللہم اجب و بعد ازان کہ آوازہ کمالات شما در میان است ان نیز میگویم خداوند
این مرد از کمالات خود این چنین خبر می دہد اگر صادق است ما را دلیل صدق و حقانیت او
الہام فرمایا او ما تصرفے در ما پیدا آید کہ رفع شبہ و التباس کند و اگر چنین نیست او را بر سر

انصاف آرد ازین روش باز عارا **اقول** مجیب الدعوات بفضل خود دعاے حضرت معترض علیہ الرحمہ را بدرجہ اجابت مقرون داشت و غشاوت بشری از ایشان زائل شد در واقعہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم را دیدہ کہ پیغمبر ایشدہ ہرگہ اخلاص بما دارد با ایشان نیز داشتہ باشد و بشارت بحضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرمود و کیفیت رجوع بتفصیل در مقدمہ مذکور شدہ ۵

نقصان ز قابل است وگرنہ علے الدوام	فیض سعادتش ہمہ کس را برابر است

قال یکبارے شنیدہ شد کہ نسبت بہ فقیر این آیہ مے خوانند وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ **اقول** اولا مردمان سخنان از کجا تا بکجا می رسانند کدامی خود غرض بامید اشتغال طبع حضرت معترض این خبر بخدمت وی رسانیدہ باشد پس لایق اعتماد نباشد ثانیاً ہرگاہ ہوا خواہان حضرت معترض بمجالس با حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کیفیت شکایت معروض داشتہ باشد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بطور اقتباس این آیت را تلاوت فرمودہ باشد پس غور فرمودنیست کہ ہدایت از کیست ہرگاہ ہدایت از حضرت معترض است پس محل رنجش نباشد ۵

چو تیر انداختی بر روے دشمن	حذر کن کاندر آماجش نشستی

قال التماس انست کہ اگر این طریق کہ مردم دست اویز انکار شما ساختہ اند ترک دہید و اعلام نمائید دوستان ہمہ در ربقہ طاعت و انقیاد بلکہ دشمنان نیز براہ محبت و اعتقاد آیند **اقول** ۵

اکنون کہ گفتہ نظرے ہست بامنش	ای روزگار فرصتے اے مرگ مہلتے

ای برادر درین باب چہ گفتہ شود کہ انکار بزرگان دین از قدیم الایام جاری است امرے محدث نیست نمی بینی کہ علامہ ابو الفرج ابن جوزی کہ از کبراے محدثین و نقادان حدیث است و در تصانیف ید طولانی دارد و تذکرہ و طبقات محدثین از مدائح او مالامال است چہ قدر منکر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بود چنانچہ خود حضرت معترض در رسالہ

انکار علامہ ابن جوزی بر حضرت غوث الاعظم

تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف سے طرازد کان ابن الجوزی[له] فی زمن سیدنا ومولانا القطب الزمانی والغوث الصمدانی الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی وکان یسلك معه رضی الله عنه طریقة الاجتناب والاستنکار محروما عن کاب محبته وحسن عقیدته بانکه ابن جوزی بپاداش انکار با وصف رفعت پایه تا مدت پنجسال مسجون شد مگر انکارش از تلبیس ابلیس توان سنجید تقشعر[له] منه جلود الذین یخشون ربهم ابن جوزی اگرچه بظاهر عذر می آرد که انا لم نقصد[له] ببیان غلط الغالط الا تنزیه الشریعة والغیرة علیها من الدخل وما علینا من القائل والفاعل وانما نودی بذلك امانة العلم وما زال العلماء یبین کل منهم غلط صاحبه قصد البیان الحق ولا لاظهار عیب الغالط ولا اعتبار بقول جاهل یقول کیف ترد علی فلان الزاهد المتبرك به لان الانقیاد انما یکون الی ما جاءت به الشریعة لا الی الاشخاص مگر اگر بر جوش کلامش نظرے انداخته شود عیان خواهد شد که این تقاضائے جبلت وی بود چنانچه در رساله تحصیل التعرف مذکور است والظاهر من[له] حاله ان هذا تلبیس منه وهو قائم دائم علی الانکار وتطریزه[له] کتبه بکلامهم انما هو لاستیفاء غرضه باتمام نصابه ینفقه وجائے دران رساله مذکور است ورئیسهم[له] ومقدمهم واشدهم فی الانکار ابو الفرج بن جوزی رجل من اعیان العلماء والمحدثین وقع فیهم وافضح هذا القوم وانکر علیهم اشد انکار فی شدة وخشونة وصنف فی ذلك تصنیفا سماه تلبیس ابلیس فذکر فیه مداخل الشیطان فی الناس مما یخالف ظاهر السنة عموما وخصوصا فی هذا القوم وذکرها فاذکرها فانا الله تعالی من ذلك

[له] ابن جوزی معاصر حضرت غوث پاک بود و باوی مخالفت داشت و از محبت و حسن عقیدت وی محروم بود ابن جوزی از کبار محدثین و واعظین بود در وعظ وی یک لک مردم جمع شده وانکه دران سلاطین و وزرا و امرا بودند هزار جلد کتاب از دست خود نگاشته و اکثر مردمان بر دست وی توبه کردند و بست هزار مردم ایمان آوردند در ۵۹۵ هجری از قید خانه واسط خلاص یافت و در بغداد بروز جمعه دوازدهم رمضان ۵۹۷ هجری قضا کرد ۱۲ [له] رنست ... شود از ان مومی کسانیکه از خدای ترسند ۱۲ [له] یعنی آنچه غلطی غلط کنندگان بیان کرده ام از ان غرض همین مقصود است که شریعت را پاک کنم و کسے

چون بعض ارباب علم بدام غشاوت بشری گرفتار آمده مضامین عبارت نافهمیده بثالب نا راست در آمیزند پس قصور صوفی چیست ؎

هرچه هست از قامت ناسازی اندام ماست — ورنه تشریف تو بربالای کس کوتاه نیست

بحاشیهٔ خیال طایفهٔ صوفیه نمیرسد که مردمان حلقهٔ طاعت وانقیاد بگوش نهند بلکه ایشان هیچ امکن انا بادانی دور از مردمان تقورے باشند وانکار منکرین را اصلا بخیال نیارند ازین جاست که توفیق ایزدی بجوش آمده متکفل حال ایشان می باشد بر نگرید که شور و شغب ابن جوزی حنبری در عظمت وجلال حضرت غوث الاعظم نرسانید و دامن پاکش به عیبے ملوث نگردانید بلکه خود ابن جوزی بمکافات آن روی سجن دید و مطعون و ملام گردید همچنین نسیم توفیق ایزدی غبارے که در دیده حضرت معترض بود در ادنی تحریک واهتزاز زدود و سینه و چشم را صاف و پاک نموده عقیدت بر عقیدت افزود تا آنکه از احفاد حضرت معترض حضرت حافظ محمد حسن قدس سره داخل طریقهٔ علیه نقشبندیه شده بعالمے از توجه خود فیض رسانیدند و جهانیان را بآب پاشی انوار و برکات سیراب گردانیدند منقول است که چون ایشان خدمت عروة الوثقی حضرت خواجه محمد معصوم رحمة الله برای حصول برکات طریقهٔ مجددیه حاضر شدند حضرت خواجه استفسار فرمودند که به اقرار آمدید یا انکار ایشان از غایت انفعال سر در پیش نهاده و زبان معذرت کشاده عرض داشتند بل برای استغفار حضرت شیخ محمد احسان ابن حافظ محمد محسن رحمة الله علیه در عنفوان شباب انحرافی از طریقهٔ مجددیه داشتند آخر الامر بشر شده بدست حضرت مرزا جانجانان قدس سره بشرف توبه وارادت فایز شده بدرجات علیا رسیدند

فَلْيَغْفِرْ هٰذَا التَّحْرِيرُ بَدَلَ كُوْ هٰذَا التَّحْرِيرُ

عمر بگذشت وحدیث درد ما آخر نشد — شب باخر شد کنون کوته کنم افسانه را

اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

ضعف غالب شده از ناله فرو مانده دلم — دگر از حال من او را که خبر خواهد کرد

مثنوی

هزاران شکر بر توفیق باری ‌‌ ‌ که کردم ختمش از رنگین نگاری
به تحقیق مضامین نقش بستم ‌ ‌ ز زورنگ تعصب را شکستم
مرا از شیخ نامی نیست پرخاش ‌ ‌ شدم از لجۂ تحقیق در پاشش
(عبدالحق دہلوی)
ندارم همسری در پیشۂ او ‌ ‌ به بینم آفتاب از شیشۂ او
دلم شیدائی معشوق بیانش ‌ ‌ دماغم محو افسون زبانش
به تصنیفات خود قول بدیعش ‌ ‌ باستدلال میدارم ودیعش
نمی کوشم به تغلیط کلامش ‌ ‌ نه میجوشم برد و انتقاصش
ولے باشد عجب کین شیخ ذی شان ‌ ‌ ز اسرار تصوف چشم پوشان
کمر بربست از کین بغانی ‌ ‌ بتردید مجدد الف ثانی
ندیده اصطلاحات تصوف ‌ ‌ تصوف را نبود از وی تعرف
دل او محو ایراد شکایت ‌ ‌ تصوف را نباشد زین حکایت
به اول سعے او در رد و ایراد ‌ ‌ ولے آخر چو او را دیده بکشاد
عیان شد جوهر آئینۂ او ‌ ‌ طپیده برق راز سینۂ او
بکرد از رد و ایراد اوش رجوعے ‌ ‌ نوشته نامه از عجز و خضوعے
که ما را شد نصیب از فکر عالے ‌ ‌ بتحریرات او رنگین خیالے
نه بینم در نکات شان خلافے ‌ ‌ تفہم در کلام شان گزافے
کنون این سینه ام بسیار صافست ‌ ‌ مرا اصلا نه با وی اختلافست
بنور الحق چنان بنمود تحریر ‌ ‌ بشو در آب آن تقریر دلگیر
که در رد کلام شیخ احمد ‌ ‌ بمکتوبے شده از من مقید
چو او خود از کلام خویش برگرد ‌ ‌ ز عاجز شد بجا گر رد او کرد

شیخ عبدالحق

۳۳۱

مرا نیروی حجت میشود چست | دلیل من قوی برهان او سست
بایراد وش هر ا تردید زیبا ست | که جان بر خا نمانش محو خورشید ست
دل من مستفیض جانب ا انش | خیالم مستفیض ذو و مانش
بدینسان اگرچه جانم پست باشد | بمهر او و علم سرمست باشد
اگر روز است جولانم بسویش | دگر شب هست جانم محو رویش
بدل شوق است تا از مرشد انجم | به بحدم رنگ فیض از ذاتش تم
تحسین پیر من اشرف علی است | گر آن در خاطرم کشف جلی است
ز سعد الله دل او نکته آموز | بهر باز خفی شد فیض اندوز

۱۵ قدوة ارباب تفرید صاحب کشف خفی و جلی حضرت مولانا مولوی میر اشرف علی صاحب ابن حضرت مولوی میر سلطان علی صاحب جامع علوم ظاهر و باطن بودند — در فن ادب و تصوف و حدیث و اسماء الرجال و فقه ید طولانی داشتند چون میر سلطان علی صاحب در عهد مرحوم ٹیپو سلطان رئیس سرنگ بودند حضرت میر اشرف علی صاحب در فن سپهگری نظیر خود نداشتند آخر الامر دنیا را گذاشته سراپا در وادی عشق پیر و مرشد خود رجوع فرمودند و بکمال توکل سرگرم افادت بودند و طالبین بدین پیمانه فرمودند به تحقیق پیوسته که حضرت ایشان مادرزاد ولی بوده هیچ بار اتفاق خورد و نوش نیافتاده مگر هیچ کس را اتفاق [illegible] اکتساب نمود آنچه حاصل شده بعضی خاص آورده و همواره با ارشاد طالبان مصروف می بودند نواب افضل الدوله بهادر که [illegible] سخاوت و غربا نوازی [illegible] و جلالت داشتند چند بار اشتیاق ملاقات ظاهر کردند مگر حضرت ایشان بر جاده توکل مستقیم بوده از ملاقات انکار نمودند مصارف خانقاه و طلبا که روزافزون بود حق تعالی جل شانه از خزانه غیب خود کفالت آن می نمود. حضرت ایشان شهرت را نمی پسندیدند همواره بکتمان اسرار می کوشیدند روزی در ایام [illegible] در شهر حیدرآباد [illegible] بود و مردمان تلف می شدند فقیر بحضور حضرت ایشان رسیده ارشاد فرمودند که این وقت بر چهرۀ ایشان پریشانی ها می یابم — عرض کردم که آنچه در ایام عارضه وبا [illegible] شایع است حضرت را معلوم است [illegible] توجه فرمودند [illegible] پریشانی دل زائل گشت بعد [illegible] تبسم فرموده [illegible] پریشانی از استفسار ساخته عرض کردم [illegible] قلب تسکین حاصل است [illegible] پریشانی نیست حضرت ایشان روزی از غیب فرمودند که هیچ کار بدون [illegible] اجازت و ارادت حضرت شاه سعد الله صاحب [illegible] به بیعت حضرت مشرف شده کامیاب شده تاریخ ۱۱ ذیقعده روز جمعه [illegible] هجری واصل رحمت حق شدند در گنبد حضرت شاه سعد الله صاحب [illegible] تاریخ انتقال از مولوی غلام حسین [illegible] این اقتباس است از جمله که از زبان حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه بعد رحلت سرور عالم صلی الله علیه وسلم برآمده بود [illegible] گفته [illegible] سیدی [illegible] اشرف علی [illegible] الاکرام [illegible] تاریخ از مولوی [illegible] صاحب [illegible] حضرت شاه سعد الله [illegible] ۱۲۰۰ حضرت شاه سعد الله صاحب قدس سره [illegible] حضرت ایشان [illegible] علما و فضلا [illegible] [illegible] برآمده [illegible] حضرت ممدوح [illegible] شرف [illegible] کردند نواب [illegible] الدوله بهادر [illegible]

زعبد الله دل او گشت رنگین	ز مرزا مظهر او اموخت آئین
دلش پر نور از نور محمدؒ	ز محسنؒ بود او را اسعد احمدؒ
ز سیف الدینؒ او را آب و تابے	که بود او معرفت را آفتابے

ذکر حضرت مرزا مظهر جان جانان از سادات علوی بوده اند آبا و اجداد حضرت ایشان از امرای نامدار بادشاهی بوده اند قرابت
به سلاطین تیموریه داشتند حضرت ایشان میل به شنیدن سرود نمودند و مشغول [illegible] گشتند در نظم فارسی [illegible] دیوان
فارسی [illegible] علوم ظاهری [illegible] قاضی ثناء الله پانی پتی [illegible] مولوی محمد [illegible]
حضرت [illegible] شاه [illegible] حضرت ایشان [illegible] علوم [illegible] حضرت
ایشان را [illegible] حضرت مرزا [illegible] مولانا فخر الدین [illegible] اورنگ آبادی [illegible] بودند
[illegible] حضرت مرزا [illegible] حضرت مرزا [illegible]
[illegible] حکایات [illegible] سلطنت [illegible] آورده [illegible]
[illegible] حضرت مرزا و مولانا فخر الدین چشتی و شاه ولی الله صاحب محدث دهلوی [illegible] بودند
[illegible] حضرت مرزا [illegible] حضرت ایشان [illegible] حضرت ایشان
[illegible] هجری [illegible] شهید [illegible] این شعر خود
[illegible] **شعر** [illegible] عاشقان [illegible] شاه عالم بادشاه
دهلی [illegible] قتل [illegible]
[illegible] تاریخ [illegible] مبارک [illegible] این شعر
حسب حال کنده است **شعر** [illegible]
[illegible] حضرت مرزا [illegible] جناب امیر علیه السلام [illegible]
[illegible] اشعار مناقب جناب امیر علیه السلام مشهور است [illegible] حضرت مرزا [illegible]
حیات صرف دو شعر در مدح جناب امیر علیه السلام [illegible] جناب امیر علیه السلام [illegible]
[illegible] حضرت مرزا [illegible] تسلیم [illegible]
[illegible] شهادت [illegible] تاریخ [illegible]
سودا [illegible] حضرت مرزا مشرف شده [illegible] ۱۲ [illegible] سید محمد [illegible]
[illegible] علوم شریعت [illegible] حقیقت و معرفت [illegible] شیخ سیف الدین بن محمد معصوم
[illegible] کامل [illegible]
[illegible] سال [illegible]
[illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible]
[illegible] ۱۲ [illegible] هجری [illegible] ۹۳ [illegible]

رموز از خواجه معصوم آموخت	هزاران گنج فیض قدس اندوخت
دلش بگرفت نور جاودانی	زمشکوٰة مجدد الف ثانی
دماغش مست خم عبد باقی	دل او باده نوش جام ساقی
دل از امکنگی او میداشت پرنور	زبان مشعل نمای شعلۂ طور
ز درویش محمد اقتباسش	ز وحدت بود در دل اقتباسش
محمد زاهدش میکرد تعلیم	بجانش از عبید الله تفهیم
دل از یعقوب چرخی فیض میداشت	ز اسرار تقدس تخم میکاشت
علاؤالدین به نخلش آب میداد	که باغ بیخزان شد ز نسبت ایجاد
بهاؤالدین بجانش نقش می‌بست	دلش از خم وحدت بود مست
زمشکوٰة دل سید امیرش	فروزان بود انوار ضمیرش
ز بابا سماسی بوی نور	دلش از فیض عرفان بود مسرور
بنوران علی شمع عزیزان	دلش پروانه آسا شعله ریزان
درخشش رازهای خواجه محمود	بجانش صد هزار آئینه بنمود
ضمیر او ز نور خواجه عارف	عیان میداشت اسرار و معارف
ز عبد الخالق او آموخت اسرار	درخشانید از دل برق انوار
بر یوسف جان زلیخا وار میداشت	ز عشقش سینه آتش زار میداشت
فروغ بو علی جانش برافروخت	دلش از بوالحسن سرمایه اندوخت
ز مصباح ضمیر پیر بسطام	هزاران داشت اسرار شرف فام
چو نور جعفر صادق طپان شد	ز طبعش مرغ هستی پرفشان شد
ز اشراقات قاسم بن محمد	درخشید از دلش انوار احمد
به تنویرات سلمان داشت اشراق	بدل از اقتباس فیض اطلاق
ز خورشید دل صدیق اکبر	دل او بود دائم نور پرور
محمد سرور اولاد آدم	منور شد ز فیضش چشم عالم

دلش تابید از نور الهی ؛ کزو تابانست از مہ تا بماہی ؛
ازین پیران دلم را آب و تاب است فروغ شمع شان روی آفتاب است
خداوندا دلم پر نور گردان نظر محو چراغ طور گردان
گره بکشا ز کار بستهٔ من ؛ شفاے ده بجان خستهٔ من
ز ضعف و کاهلی بے دست و پایم درین بے دست و پاے ده شفایم
بغفلت مگذران عمرم شب و روز بجانم شمع آگاهی بر افروز
ز خواب غفلتم بیدارئے ده ازین بدمستیم هشیاری ده
سرے ده کاندرو باشد هوایت دلے ده کاندرو نبود سوایت
بده چشمے که گریان تو باشد بده آن دل که بریان تو باشد
بنه در سینه ام از عشق داغے ازین آتش بیفروزم چراغے
به آهِ عاجز خسته اثر ده نهال آرزویش را ثمر ده

تمت

الحمد لله علی احسانه و نواله که درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب فیض انتساب افضل الفضلا اکمل الکملا عالم علمی نحریر لوذعی جناب مولانا مولوی محمد وکیل احمد صاحب سکندرپوری نقشبندی مجددی سلمه الولی از اهتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفا الله الصمد بماه شعبان المعظم سنه ۱۳۱۱ در مطبع مجتبائی دهلی طبع گردید

فہرست کتاب مستطاب ہدیۂ مجددیہ از تصانیف جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری نقشبندی مجددی رفع اللہ تعالی مقامہ

انجمن حمدی سنت
اللہ الناس من شاء وہدایہ

الحمد للہ کہ در بیان ناسخ و منسوخ قرآن رسالہ نادر یکتا نسخہ معتبر مسمی بہ برکات سیر محمدیہ

الواحیہ
۱۳۰۹

از تصانیف امام ... جناب مولانا ... صاحب ...

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مر واحدی را سزد که وجود را آئینهٔ تجلیات ساخته و شهود را در دیدهٔ بصیرت از قیود
تعینات پرداخته وجود را در مقامات تجلیات ذات او بار نیست و شهود را
در آئینهٔ تعینات او سروکاری صفاتش عین ذات است مگر از حیثیات تعینات
اتصافش بذات مبدع کائنات است مگر نه در مقام ذات و نعت مر رسولی را
زیبد که شاهد حقیقت محمدی را حلیهٔ محبوبیت و محبیت پوشانیده و از افق حقیقت
احمدی انوار ذات بیچونی درخشانیده شهباز فضای مشرقین و مغربین چله نشین
قاب قوسین سید اولاد آدم اصل وجود فرع عالم صلی اللہ علیه و علی آله و صحابه اجمعین
اما بعد میگوید فقیر **وکیل احمد نقشبندی مجددی** عفا عنه
ربه بلطفه السرمدی که چون طبیعت مردم از جوهر شناسی حقائق و معارف ساده میباشد
بعض احیان بدام مکر شیطانی افتاده بناخن لدد و عناد و شورش و فساد دل اهل اللہ را
که مرجع کمالات صوری و معنوی باشند می خراشد ازین جاست که گجراتی عبث
در انکار کلام معارف نظام سلطان طریقت برهان حقیقت کاشف اسرار
سبع شانی بحر مواج همه دانی شمع بزم عرفانی مقتدای ارباب معانی امام ربانی

حضرت شیخ احمد سہرندی مجدد الف ثانی قدس سرہ الروحانی افتادہ آب ودہان را بہ کلمات مزخرفات از سبّ وشتم کشادہ باآنکہ او ولا او راکی کجاست کہ بال طیرانی دہ ہوائے نکاتش بزند وقوت تخیل کو کہ در حول کعبہ مضامینش طوافی کند زنگار جہالت آئینہ خیالش را نہ چنان مظلم کردہ است کہ غیر ضلالت وگمراہی حرفی برزبانش آید وداء عضال جہل مرکب نہ بوجہی او را از گلشن ہدایت دور افگندہ کہ گاہے بکلمات حق ترنم نماید ؎

آن مجدد کہ داشت احمد نام — آن نہنگ محیط بحر آشام
آسمانی است بر مہ و پروین — بوستانی است بر گل و نسرین
رحمت ایزدی بجانش باد — لعنت حق بدشمنانش باد
ہرکہ او دشمن خدا باشد — دشمن جملہ اولیا باشد

بچون خود را دید کہ یاوہ گوئیش را از حرکات مجنونانہ انکار زند و شنید کہ بیہودہ مقالاتش را مثل پرکاہ بمقابلہ کوہ شمارند از مکتوبات شریف عبارات چند را حسب فہم کاسد خود تعریب نمودہ بادہ ہزار روپیہ پیش سید محمد برزنجی فرستادہ کہ حسب مرام او جواب نگارد وتا بذریعہ این تحریر دست آویزی شگرف بدست آرد برزنجی این عطیہ را از مغتنمات انگاشتہ رسالہ قدح الزند بکمال جد وجہد نگاشتہ ودر توہین وتہجین وتکفیر حضرت ممدوح دقیقہ از دقائق فرو نگذاشتہ گر قاضی ومفتی مدینہ طیبہ باوصف الحاح برزنجی برو راضی نگردیدند واز مہر ودستخط ابا ورزیدند پس برزنجی بمکہ معظمہ رسیدہ از مفتی وقاضی ودیگر علما حرم محترم التجاء مہر ودستخط نمودہ مگر احدی از علماء مشار الیہم بالنبان بسوئی او التفات نفرمودہ چارہ نا بہ

از صوفیان که عرقی و شهرتی نه داشته‌اند آن رساله را حسب مرام خود مجرد و دست
مستحل گردانیده پیش گجراتی فرستاده گجراتی ترجمه‌اش بطور خود نموده و اموری چند بر آن
افزوده مکاشف الاسرار نامش نهاده و درین رساله جا و بیجا گرفتار و از عجز و زاری
بیزار بوده زبان طعن بر حضرت امام ربانی کشوده و آب و دهان را بدشنام و نسبت
بتکفیر و تفسیق و ضلال آلوده ه

یارب چه بلائی است که در مذهب یاران ☆ دشنام حلال است و شکر خنده حرام است

بخاری از انس و ابی هریره روایت می کند انه صلی الله علیه وسلم قال عن الله
تبارک و تعالی من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربة یعنی هر کسی که اهانت ولی خدای تعالی
کرد پس از وی تعالی جنگ کرد ابن حجر مکی در زواجر میفرماید این وعید شدید در حق
رباخوار و معاندین اولیاء الله واقع است اینچنین کس از فلاح محروم است بلکه بر کفر
خواهد مرد قول زرکشی نیز چنین است در فتاوی بدیعی است که از استخفاف عالم زن
مطلقه گردد گویا این را قائم مقام ردت گردانیده ه

واعظ بدر میکده از پا جگے در آمد ☆ با درد کشان هر که در افتاد بر افتاد

ابن عساکر گوید که گوشت علما مسموم است و آنچه عادت باری تعالی در پاداش
منتقصین ایشان واقع است معلوم است کسی که نسبت عالم ارتکاب بی ادبی کند قبل موت
بطعن قلب می میرد پس کسانیکه از حکم باری تعالی می ترسند باید که از فتنه یا عذاب الیم خائف باشند

هیچ قومی را خدا رسوا نکرد ☆ تا دل صاحب دلی نامد بدرد

در قوت القلوب گفته هر که منقبتی و مقامی از مقامات عارفان را منکر شود
احسن حال او ضعف یقین است و بدترین احوال او کفر و نفاق و کینه

عقوبت او حرمان وجد و فقدان شهود

ما آبگینه ایم شویم از شکست تیز ٭ آزار یابد آنکه بود در شکست ما

نقل است جوانی بر صوفیان انکار داشت روزی ذوالنون مصری انگشتری خود را بوی داد که بر فلان نان بائی برده بیک دینار گرو کن چون نزد او رفت بگرو نگرفت پیش شیخ آمد و ماجرا عرض کرد گفت پیش جوهری بر تا قیمت کند جوهری هزار روپیه قیمت کرد شیخ گفت علم بجال صوفیان چون علم نان پز است بدین انگشتری جوان انتباه گرفت و مخلص شد طرفه این است که این گجراتی از عین عرفان هم خبر نه دارد مگر خود را عارف می شمارد و با وصف آنکه بمصطلح صوفیه صافیه قدس الله اسرارهم الوافیه هلا آگاه نیست لیکن بتحریر هفوات مزخرفات خویش تن را از متصوفین متالهین می انگارد و بنای تصوف بر تزکیه نفس نهاده اند نه بر قیل و قال اساسش بر فنا و بقا و حضور قلب و تواضع و انکسار داشته اند نه بر جنگ و جدال

تو نقش نقشبندان را چه دانی ٭ تو شکل و پیکر جان را چه دانی
گیاه سبز داند قدر باران ٭ تو خشکی قدر باران را چه دانی
هنوز از کفر و ایمانت خبر نیست ٭ حقائقهای ایمان را چه دانی

از ملا عبد الرحمن جامی پرسیدند که سبب چیست که شما از تصوف کم میگوئید بپاسخش گفتند این راه جستجو است نه راه گفتگو حضرت جنید فرموده این تصوف بقیل و قال نگرفتم و این علم را بجنگ و جدال بدست نیاورده ام بلکه از گرسنگی و ترک دنیا و مجاهده یافته ام حق این است که قدر این گل ندانند تا آنکه نبویند

وآین راه را نیابد تا آنکه نجوید ؎

قدر گل و مل باده پرستان دانند
نه خود منشان وتنگ ستان دانند
از نقش توان بسوی بی نقش شدن
کین نقش غریب نقشبندان دانند

چون فقیر حقیر نقشبندی است او را با اتمام کار روبار نیازمندی است ؎

از برای سجدهٔ عشق آستانی یافتم
سر زمینی بود منظور آسمانی یافتم

پس در خود یارای استماع اینچنین سخنان تضلیل وتکفیر نیافته ناچار قلم برداشتم ونگاشتم آنچه نگاشتم ؎

آزرده شد از چشم من اشب کف پایت
ای وای کف پای ترا چشم رسیده است ؎

معهذا بحول الله وقوته مهما امکن مو لو خاطر را ضبط نمایم وزبان قلم را بتکفیر وتفسیق نیالایم

سینه ام کسب صفا از خاکساری میکند
از غبار آئینه مشق بی غباری میکند

دعا کنم که حق تعالی جل شانه او را هدایت فرماید وراه راست بروبش کشاید ؎

زمین عشق بجوئین صلح کل گردم
تو خصم کرده ز نا دوستی تماشا کن

واین رساله را به **انوار احمدیه** نامیدم وَمِنَ اللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَبِيَدِهٖ اَزِمَّةُ التَّحْقِيْقِ

قبل ازانکه بازاحت هفوات گجراتی متوجه شدم برفع چند اشتباهات می پردازم تا طالب را اطمینان بدست آید **اشتباه** چون بزرگان دین را با خداوند سبحانه نسبت درست باشد واو را تعالی شانه برین طائفه عنایت خاص بود پس چرا نسبت ایشان بر السنهٔ عوام هرزناسزا جاری نماید **انتباه** این از اسرار غیب است هکذا یفعل باولیائه ولا یبالی لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون نمی بینی که انبیاء مرسلین را علیهم السلام بجنون وسحر وکهانت نسبت نمودند وملائکه

مقربین را بانوشت کورت بانواع اہانت یاد کردند سنۃ اللہ التی قد خلت فی عبادہٖ
وخسر ھنالک الکفرون عزیزی از جفای اعدا بدرگاہ باریتعالی بنالید او را گفتند
الم نرض ان جعلناک خلیفۃ الانبیاء علیہم السلام وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین
الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا ولو شاء اللہ ما فعلوہ فذرہم وما یفترون

استبعاد در اظہار چنین مقالات شورانگیز مقتدایان دین را چہ نفع است
ودر کتمان آنہا کدام ضرر را **انتباہ** این بزرگواران درین گفتگو معذور اند
بلکہ ماجور زیرا فانہم متخلقون باخلاق اللہ واسمہ تعالی ظاہر وباطن وکلامہ سبحانہ بیّن
ومشکل ومتشابہ یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا لیس ہذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام
از بزرگان عظام ومشایخ کرام چنین کلمات این چنین شطحیات کہ بحسب ظاہر مخالفت
بشریعت غرا داشتہ باشد از اول تا آخر بظہور آمدہ است وآن اہل تعسف وتعنت زرہ
دہان در تشنیع وتقبیح آنہا کوشیدہ اند وراہ تاویل حسن آنہا مسدود ساختہ بی تکلف
بتضلیل وتجہیل آنہا جرات نمودہ اند در تکفیر شیخ ابوسعید ابوالخیر محضر نوشتند
وبر الحاد وزندقہ معروف کرخی وذوالنون مصری فتوای دادند ودر رد مذہب
صوفیہ علیہ کتب ورسائل تصنیف نمودند وتغنی را از ضروریات دین تعیین شمردہ ہر جا
اشتہار دادند ابن جوزی کہ کتب تواریخ وطبقات محدثین از مدایح او مالامال است
درین باب رسالہ نوشتہ تلبیس ابلیس نام کردہ ودران سرحلقہ صوفیہ کرام شیخ بایزید
بسطامی وعبداللہ تستری وابوبکر شبلی وامام غزالی علیہم الرحمۃ را نسبت بکفر کردہ
وبر ولایت حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ انکار نمودہ **اشتباہ**
چون آن جماعہ متعدین زبانہا بچنین کلمات ناشایستہ دراز نمودند چرا بسزا نرسیدند

وبعقوبت کردار خویش گرفتار گشته اند **انتباه** این مقام دم زدن نیست لیس هذا
دار الجزاء انما هو دار الابتلاء نوح علیه السلام را قریب هزار سال ایذا رسانیدند
فلم یعجل بجزاء اجرامهم وشنائعهم **اشتباه** بعضی از ان جماعه عجب صورت
بصلاح موصوف اند و در ظاهر متعبد و متشرع معروف اند **انتباه** قراء و خوارج هم
بصلاح و عبادت مشهور بودند معهذا ابرام بر حق علی بن ابی طالب خروج نمودند و نائره
قتال و جدال بر پا ساختند پس اینچنین صلاح باعث فلاح نخواهد بود **اشتباه** چون
آن جماعه که جرأت بچنین باطل بستند چرا مردم دیگر که خود را از اهل حق می گفتند ممد و
معاون ایشان گشتند و چون تقویت مفاسد آنها نمودند **انتباه** هذه ایضا سنة
الله التی قد خلت فی عباده الم تعلم ان الذین جاؤا بالافک عصبة منکم لا تحسبوه شرا لکم
بل هو خیر لکم لکل امرئ منهم ما اکتسب من الاثم والذی تولی کبره منهم له عذاب عظیم
بشنو بشنو طریقه مرضیه و شیوه پسندیده دانشوران عالی فطرت و ساکنان دار الحکمت نیست
که چون در کلام یکی از بزرگان دین و مقتدایان شرع متین بر حرفی اطلاع یابند که بحسب ظاهر
مخالف شریعت غرا باشد مهما امکن در توجیه و تاویل آن سعی نمایند و در اصلاح و تطبیق
آن بقوانین ملت بیضا حسب المقدور کوشش فرمایند اگرچه بمقصود نرسند تهمت بر فهم
قاصر و ادراک ناقص خویش نهند و سوء ادب را در حق اکابر راه ندهند قال العارف الشعرانی
فی الیواقیت اذا وجدت فی کلام احد من القوم ما یخالف ظاهره الکتاب و السنة
یجب علیک ان تنزله اولا علی سبعین محملا فبعد ذلک تبین لک علی قصور فهمک الخ
از اینجا بلندتر رو که قول ملائکه در جواب انی جاعل فی الارض خلیفة گفتند اتجعل فیها
من یفسد فیها ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک یاد کن و در اینجا بالا تر

خرام وقول کلیم الله علیه السلام را که در مناجات گفت أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ
إِلَّا فِتْنَتُكَ برخوان آنجا هم نظر را وسیع کن و قول خلیل الرحمان را علیه السلام که در جواب
أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ فرمود بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ بنگر و برین هم قناعت مکن و حدیث
فَوَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ و خلق الرحمن حتی بدت نواجذه ملاحظه نما و برین هم
اکتفا مکن و عینک دوربین بر چشم انصاف داشته کریمه ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ تلاوت فرما
پس چنانچه درین نصوص سلوک راه تاویل لازم است کلام مشایخ عظام را که نائبان
و وارثان انبیاء کرام اند علیهم الصلوٰة والتسلیمات نیز از ظاهر صرف نموده بر محامل حسنه
فرود آر فَإِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَاشَاهُمْ ثُمَّ حَاشَاهُمْ أَنْ يُخَالِفُوا فِي أَمْرِهِمْ
حریفان بزم قدم با همه دانی و دانشمانی که به خطرات نخواستند و سر یار را با غیار بر ملا نگفتند
بهانه و جهش این است که چون بمشاهده آفتاب جمال بیتاب گشته عنان اختیار دست
دادند ساقی ازل از خمخانه محبت بکمال اخفاء واستتار جرعه هوش ربا در جام جان شان انداخته
ایشان را در خلوت گاه انس کشید پس در حالت سکر و بیخودی قدم ایشان لغزش نمود
وافتاد آنچه افتاد تا آنکه گستاخانه بر بساط قرب گفتند آنچه گفتند باز چون محبوب عشوه ساز کرشمه باز
جلوه ناز در میان آورد و نقاب استغناء و کبریا بر روی انداخت پس بحر مواج مستی از تموج
باز ماند و زورق هستی ایشان را از عمان لاهوت بساحل ناسوت انداخت آنگه
بزوال سکر و بیخودی آثار عبودیت و استتار بشریت را دریافته و حقائق اشیاء را
کماهی شناخته بلوازم بندگی و آداب سرافگندگی سُبْحَانَكَ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ بر زبان آوردند
کاهی بیان است وقتی ناز یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ
مشیر مقام اول است و کریمه فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ مشعر مقام ثانی یعنی

از ملوک پیشین بر توسن سپهر قرین بر سرمستی بگذشت مست گستاخانه بملک خطاب کرد و گفت ای ملک این اسپ خود بمن بفروش ملک از راه وقار لب بجواب آن نگشود چون بدولت سرا رسید حکم داد تا آن مست را حاضر کردند چون مستی او پرواز کرده بود و آب خجلتی او بر خاک ریخته آداب بندگی بجا آورد و دعا و مدح و ثنا ادا نمود ملک پرسید که سمند باد پیمای ما را میخری گفت شاها آنکه خریدار او بود ازینجا رخت بیرون کشید و آنکه حریف این گستاخی بود مهرهٔ اقامت برچید اکنون که تواند چنین جرات نمود و گلگون شاه را که تواند خرید ملک بخندید و آن اسپ برق رفتار بوی بخشید جان برادر پارهٔ از تنگنای عقل بیرون ای واندکی از خود بینی و خویشتن پرستی پای بیرون گذار تا بسر منزل مقصود رسی

قال بعضی ملحدان از معجزهٔ انبیا و کرامت اولیا منکر اند همچنین عقائد باطل این قوم بسیار است اما در ملک هند در قصبهٔ سهرند از طائفهٔ مذکوره در وقت جهانگیر بادشاه پیدا شده بود که دعوی اباطیل بسیاری نمود و لافهای دروغ میزد که در آن ارشاد انبیا هم سری ایشان بود و اهانت انبیا و اولیا و علمای فرمود و این همه مریدان خود می نوشت چون بادشاه آنوقت بعضی ازین عقائد خبر یافت ریش او کندید و در قلعه گوالیار قید نمود **اقول** این چه طعنهٔ بی سروپا و افترای بی اصل است که بر فرقهٔ اهل الله بربسته

خدا که خواری اهل وفا نخواسته باشد * چرا تو خواسته باشی خدا نخواسته باشد

سرحلقهٔ طائفهٔ علیهٔ مجددیه را از ملحدان منکرین معجزهٔ انبیا و کرامت اولیا گفتن و منسوب به عقیده باطل نمودن دل را در حرکت و اضطراب می آرد

چون ستم پیشه جبینم ز چین پر است * یعنی دلم ز دست توای نازنین پر است

جنتیم حقیقی بکردار این بدزبانی و دشنام دهی بسزایش رسانند ـــه

تا حقم گر گشته از قتل من منکر مشو + خون چون من بیکسی خمّ و قبا را نکار نیست

واقعهٔ جان گداز حبس چنان نیست که دین داری بآن ابتهاج و فرح ظاهر سازد انبیاء

الله از دست کفره چه چها چهار وی مصائب دیده اند و اولیاء الله از فسقه فجره چه قدر مرارت

اذیت چشیده اند بر سر حضرت یحیی و یوسف علیهما السلام چه گذشت با حضرت عیسی چه

معامله پیش آمد مگر تن به قضا دادند و لب به گله نه کشادند ـــه

ای خوش آندم که من کشته بخون می گشتم + او زده تکیه به شمشیر تماشا می کرد

چاک پیراهن یوسف که گلش تهمت بود + خنده بر سستی تدبیر زلیخا میکرد

اصل واقعهٔ تاریخی به پهلوی دیگر بیان کردن از بد دیانتی است تا مردمان را بفریبد و قلوب

صادقین و راسخین فی العلم را بدرد آرد ـــه

پا در حریم محفل دلها شمرده نه + آهسته باش تا نزنی شیشها بهم

اصل واقعه این است که حضرت مجدد علیه الرحمه در ابتدا اکثر احوال خود را به پیر خود می نوشتند

تا صحت و سقم احوال را معلوم کنند چنانچه داب پیری و مریدی است که مرید هر واقعه و حالی که

برو ظاهر شود واجب است که بشیخ خود ظاهر کند تا بصحت و سقم مطلع شود والا او را مرید خائن

میگویند که از ترقی میماند لهذا وقتی حضرت ایشان را عروجی شده بود و دران عروج از مقام

اولیاء و اصحاب گذشته بحضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم رسیده مراد خود را یافتند کیفیت این

احوال عروج خود را به مرشد خود نوشته بودند قضا را این مکتوب بدست روافض افتاد و در آن

زمان وزیر و خادمان پادشاه اکثر روافض بودند همین عروج ایشان را انگشت نما کردند و

شهره دادند که فلان شیخ خود را از صدیق اکبر بهتر گفته وزیران بنا بر مصلحت خود پادشاه را

در سکر حاصل میداشتند در عین مستی این قصه را به پادشاه عرض کردند و گفتند که شما اعتقاد دارید
که حضرت ابوبکر صدیق افضل الاولیا است لهذا حال شیخ احمد سرهندی خود را بر حضرت ابوبکر
افضل نوشته است ازین سخن پادشاه خفا کشیده برای تحقیق این سخن حضرت ایشان را از سرهند
طلبیده بحضور خود این واقعه را پرسید ایشان دیدند که پادشاه در سکر است حقائق و دقائق
سخن را فهمیده نمی تواند تنزل کرده جواب عامیانه قریب الفهم عام گفتند که من خود را بر سگ افضل نمیدانم
چگونه بر حضرت صدیق اکبر خود را افضل گویم اما چون حالی و عروجی تازه شده بود بر شیخ خود
مخفی نوشتم تا صحت سقم آن را معلوم کنند لیکن دشمنان از نافهمیدگی بحضرت پادشاه
معروض داشته اند جواب مثل بسیار است آسان تر جواب آن است که پادشاه مرا بعد از پنجاه
سال مرور یاد کرده بحضور خود طلبیده اند و از مقام امیران و شاهزادها گذرانیدند اینک
قریب شما ایستاده ام نمیتوان گفت که من از پنجهزاری و ده هزاری افضل شده ام مقام
همان خانه کهنه است که در سرهند معروف است بعد از مدتی یکبار مرا بحضرت پادشاه
رسانیدند و از مقام امرایان گذرانیده به شما مقرب ساختند و همین حالت تنزل کرده
بجای خود میروم و تمام عمر در مقام اصلی خودی باشم و زیرا که شما همیشه از مقربان شده ام
مثل یا در عمری یکبار برای حاجتی آمدم و رفتم هم چنین اصحاب کرام همیشه از مقربان حضرت
پیغامبر اند مثل طالبان در تمام عمر یکبار بحضرت رسیدیم و حاجت خواسته زود رجوع کردیم
و در مقام اصلی خود مانده ایم تا زنده ام ازین جواب ساده پادشاه خوشوقت شد ایشان را
با عزت و اکرام رخصت کرد و دشمنان دیدند که شیخ ازین بلا خلاص شد بلای دیگر ترتیب
داده مکر و اتفاق کردند و به پادشاه در عین مستی گفتند که شیخ احمد چندین مریدان دارد و اگر خواهد
در ملک پادشاهی [illegible] تاریخ نوشته اند که فلان شیخ پادشاهی خود گرفت و خود پادشاه

گشت آن سخن بادشاه تا رسید و ایشان را حبس فرمود و مصلحت ایزدی این بود تا ایشان ترقی نموده بمقام اعلی رسند و اهل حبس هم از ایشان مستفید شوند آری طالبان صادق شیخ کامل را بجو و جذب می کنند منقول است که حضرت مجدد رح روزی فرمودند که تا بین خمسین و ستین برمن بلا خواهد آمد که از من ترتیب جلالی خواهد شد متعاقب کمالی که بی نظیر و بی نهایت است یعنی این محنت و مصیبت مرا میسر نخواهد شد به تقدیر الهی رسید تا این که شنعه حاسدان فتنه انگیزی کردند تا آنکه بادشاه ایشان را حبس کرد و در آن حبس بکمالات عالیه رسیدند و کافران محبوس را مسلمان کردند و می فرمودند اگر بادشاه برمن غضب نمیکرد این محبوسان کی ارشادی یافتند و من بدرجات عالی و مقامات متعالی کی میرسیدم از این سببها حضرت مجدد رح از بادشاه راضی بودند و او را بد دعا نکردند و ضرر را نخواستند بعضی از صوفیان ایشان خواستند که به بادشاه ضرر رسانند ایشان را در خواب و بیداری منع کردند و گفتند که بدی بادشاه بدی تمام خلق است که گر به بادشاه ضرر رساند من از وی بیزارم ع

قضا از خاک ظالم رفته رفته ... کند تعمیر دلهای شکسته

قال یکی از دعوی های او این است که من مجدد الف ثانی ام اگرچه بر سر هر مائه مجددی گذشته است اما مجدد مائه دیگر است و مجدد الف دیگر چنانکه میان مائه و الف فرق است همچنان در مجددین نیز فرق است بلکه زیاده از آن بر سر مکتوب او همین دعوی است و این خلاف حدیث است قال النبی صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها یعنی مجدد آن است که بر سر هر صدی حق تعالی بر می انگیزد و در این هست مرحوم شخصی را که تجدید کند برای این امت امر دین را پس دعوی او خلاف حدیث است

مجدد بر صد سال خواهد بود نه بر هزار سال برین دعوی هم دلیلی نیست که در مجدد مائة و الف
در مرتبه فرق است و این دعوی هم باطل است که آنچه درین مدت فیضان باطنی رسد از
توسط مجدد باشد و اگرچه دران وقت اقطاب و غوث و ابدال و اوتاد و نجبا و نقبا بوده
باشند و این دعوی او نیز باطل است که دلیل نه دارد و قصد او درین دعوی آن است که
سلاسل مشائخ بر هم زند **اقول** چون شریعت محمدیه علی صاحبها الصلوة و السلام
تا قیام قیامت باقی خواهد بود و بسبب مرور دهور مداهنتی در دین پیدا می شود
مصلحت الهی مقتضی شد تا بر سر هر مائة مجدد دین پیدا کند تا تجدید مراسم دین متین نماید
و گاهی از احوال عالم و عالمیان کشاید حضرت مجدد علیه الرحمه چنانکه بر سر مائة بود هم چنان
بر سر الف بود و دوره الف از دوره مائة قوی باشد و قوت تجدید حضرت مجدد هم بس قوی
بود لهذا ارباب علم حضرت ایشان را مجدد الف ثانی گویند و بمقام خود بیان شده است
که مجدد را بقرینه حال مجدد میگویند پس بقرینه حال حضرت را مجدد الف ثانی گفتند
در حدیث انکار این معنی یافته نمی شود که مجدد الف نخواهد بود بلکه در حدیث لفظ کل مائة واقع
است و کل گاهی مجموعی باشد گاهی افرادی اگر کل افرادی مراد گرفته شود بر صد هر مائة
مجددی خواهد بود و اگر مجموعی مراد داشته باشد بر سر الف مجدد خواهد بود و این معنی خود
ظاهر است که چنانکه در مائة و الف فرقها ست همچنان در میان مجدد مائة و مجدد الف
چه مجدد مائة را همین قدر لیاقت کافی است که آنچه در عرصه صد سال مداهنت واقع شده
آنرا دفع کند یا درین مائة آنچه ضرورت داعی باشد بآن متوجه گردد یا آنکه فیض او در مائة ساری
باشد و مجدد الف را لیاقتی در کار است که در امور مذکوره بالا به همچو امور قوتی داشته باشد
تا هزار سال را کافی باشد پس ظاهر است که قوت مجدد الف افزون تر از قوت مجدد

مانده باشد و این معنی که آنچه درین مدت فیضان ها میتوان رسید از توسط مجدد باشد امری است
متعلق بکشف العالم و انقراض به قطع سلاسل مشائخ نه رسد چه اگر مصلحت ایزدی مقتضی آن
باشد که بهر سلاسل بذریعه شخص واحد که او را تعلق خاص بهر سلاسل مجدده است فیض رسد درین
هیچ محذوری لازم نیاید چنانکه از مبدء فیاض فیضان بذریعه حضرت غوث الاعظم رضی الله
عنه به مشائخ برسد و سلاسل چشتیه و سهروردیه و نقشبندیه از ان منقطع نگردد و این ها ارباب نظر
و صاحب حال م قال وانند هر کسی که از خدمت مشائخ بهره ندارد بجز انکار و استحاله چه نگارد
حدیث عشق چه داند کسی که در همه عمر * بسر نکوفته باشد در سرائی را
باقی ماند این معنی که درین دوره الف ظهور حضرت عیسیٰ و امام مهدی علیه السلام خواهد بود
بجز اتی جوابش ناقلا از حضرت مجدد رح میگوید که در امت یکی راه قرب نبوت است و
دوم راه قرب ولایت و در راه قرب نبوت معامله توسط مفقود است هر که این راه رفته است
هیچ جائے توسطی درمیان ندارد و بے توسط احدی اخذ فیوض و برکات می نماید حیلولت
در راه دوم هست فقط معامله این موطن علیحده است و حضرت عیسیٰ علیه السلام و حضرت
امام مهدی علیه الرضوان براه اول واصل اند انتهی فالحمد لله علی ذلک حق برزبان جاری است
عشق آن چاک که در پیرهن یوسف زد * پرده بود که از کار زلیخا برداشت
قال لاف دیگر آنست که علوم و معارف من مقتبس از انوار مشکوة نبوت اند بے
علوم و معارف من از حیطه ولایت خارج اند ارباب ولایت در رنگ علمای ظواهر در اخذ
آن عاجز اند این نیز باطل و خلاف شرع چه هر ولی را اقتباس از مشکوة نبوت دارد مدام
کجا ثابت شد که بجز مدعی دیگری را اقتباس نیست هیچ میگوید صاحب این علوم و معارف مجدد
درین الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علومه و معارفه التی تتعلق بالذات و الصفات

وَالْاَفْعَالِ وَالتَّلَبُّسِ بِالْاَحْوَالِ وَالْمَوَاجِیْدِ وَالتَّجَلِّیَاتِ وَالظُّهُوْرَاتِ فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ
الْعُلُوْمَ وَالْمَعَارِفَ وَرَآءَ عُلُوْمِ الْعُلَمَآءِ وَوَرَآءَ مَعَارِفِ الْاَوْلِیَآءِ بَلْ هُوَ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی تِلْكَ
الْعُلُوْمِ قِشْرٌ وَتِلْكَ الْمَعَارِفُ لُبُّ ذٰلِكَ الْقِشْرِ ازین عبارت فضیلت
اولیا بر ائمہ اربعہ و علمای کرام و اولیای عظام لازم می آید که بدون شاهد کتاب و سنت و اجماع
امت کسی چگونه قبول نماید علاوه برین اگر علوم و معارف بزرگواران قشر است علوم و
معارف ایشان لب از ین اهانت و نقص همه علما و انبیا لازم می آید که در سلف اول
گذشته اند و هر که انبیا و علما و علم ایشان را بنظر حقارت نگرد و یا ذکر ایشان با هانت کند
کافر شود و جای دیگر بر عکس این میگوید که چنانچه انبیا علیهم السلام علوم از وحی میگیرند همچنان
اولیا آن علوم را از اصل اخذ می کنند و علما ان علوم را از شرائع اخذ کرده اند و بطریق اجمال
آورده اند همان علوم است چنانچه انبیا را تفصیلا و کشفا حاصل میشود ایشان را نیز بر همان
نهج حاصل میشود اصالت و تبعیت درمیان است این قول دعوی او را که بالا کرده بود رد میکند
چون علوم و معارف انبیا و اولیا و علما یکی باشد و فرق اصالت و تبعیت درمیان بود پس علوم
و معارف کسی که ورای علوم علما و ورای معارف اولیا باشد حکم او چه خواهد بود و چون همان
علوم است که انبیا علیهم الصلوات از وحی گرفته اند و همان علوم است که اولیا از الهام میگیرند
و علما از شرائع اخذ می کنند ازینجا تحقیق گشت که علوم و معارف انبیا و علما یکی است فرق
اصالت و تبعیت درمیان هست و علوم و معارف او مخالف ایشان است پس کسیکه علوم و معارف
ایشان را بنسبت علوم و معارف خود قشر داند و علوم و معارف خود را لب خواند اهانت علوم
و معارف انبیا و اولیا و علما کرده باشد چنانچه خود قائل شده **اقول** حضرت مجدد
علیه الرحمه در مکتوب چهارم از جلد ثانی که بمیر محمد نعمان صدور یافته می فرماید بدانند که علم این

عبارت از شهود آیات است که افادهٔ یقین علمی نماید این شهود فی الحقیقت استدلال
از اثر بمؤثر است پس آنچه از تجلیات و ظهورات و مرایای آفاق و انفس مشهود میشود همه از قبیل
استدلال اثر بمؤثر است اگرچه آن تجلیات را تجلیات ذاتیه نامند و آن ظهورات را بی کیف
خوانند چه ظهور شی در مرآت حصول اثریست از آثار آن شی نه حصول عین آن شی پس سیر
آفاقی و انفسی تمام قدم از دائرهٔ علم الیقین بیرون نکشد و غیر از استدلال از اثر بمؤثر نصیب
آن نباشد قال الله تبارک و تعالی سَنُرِیْهِمْ آیَاتِنَا فِی الْآفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ
دیگران سیر آفاقی را از علم الیقین دانسته اند و عین الیقین و حق الیقین را به سیر انفسی اثبات نموده اند
و بیرون انفس سیر نگفته آن ایشانند من چنینم یا رب ❖ ❖
میدانند که حضرت حق سبحانه تعالی به بنده از بنده نزدیکتر است پس از بنده تا حق جل و علا
در جانب اقربیت سیر دیگر متخیل است که حصول نقطع آن منوط است این سیر ثالث نیز
فی الحقیقت ثبت علم الیقین است هر چند از دائرهٔ ظلیت بیرون است اما از شائبهٔ ظلیت
پاک و مبرا نیست زیرا که اسماء و صفات او جل سلطانها فی الحقیقة ظلال حضرت ذات اند تعالی
و تقدس و هر جا شوب ظلیت است داخل آثار و آیات است پس ایشان از همه سیر علم الیقین
یک سیر اول مخصوص بعلم الیقین ساخته اند و سیر دوم را منحصر بعین الیقین گردانیده اند و
بسیر ثالث لب نکشاده تا دائرهٔ علم الیقین تمام شود عین الیقین و حق الیقین هنوز در پیش است
قیاس کن ز گلستان من بهار مرا از عین الیقین و حق الیقین چه گویند و اگر گویند که فهم
کنند و کردیا بدین معارف از حیطهٔ ولایت ارباب ولایت در رنگ علماء ظواهر دیدا دراک
آن عاجز اند و دور که آن قاصرین علوم مقتبس از مشکوة انوار نبوت اند علی اربابها الصلوة
والسلام والتحیة که بعد از تجدید الف ثانی بتبعیت و وراثت تازه گشته اند و بطراوت ظهور یافته

صاحب این علوم و معارف مجدد این الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علومه و معارفه التی تتعلق بالذات والصفات والافعال و تتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظهورات فیعلمون ان هذه المعارف فی العلوم وراء علوم العلماء و وراء معارف الاولیاء بل علومهم هی کالقشر بالنسبة الی تلک العلوم فتحقق ان تلک المعارف لب ذلک القشر سبحانه الهادی و باید دانست که بر سر هر مائه مجددی گذشته است اما مجدد مائه دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچه در میان مائه و الف فرق است در مجددین اینها نیز همان قدر فرق است بلکه زیاده از ان و مجدد آن است که هر چه دران مدت از فیوض بامتان برسد بتوسط او برسد اگرچه اقطاب و اوتاد آن وقت بوند و بدلا و نجبا باشند ے خاص کند بنده مصلحت عام باده انتهی اعتراضی که معترض کرده مبنی بر نافهمی وست آنچه حضرت مجدد میفرماید این معارف از حیطه ولایت ارباب ولایت و رنگ علمای ظواهر ورای ادراک ان عاجز اند از این عبارت ظاهر است که ارباب ولایت که برنگ علمای ظاهر اند بدرک ایشان این معارف در نمی آید و درین هیچ شبهه نیست که پایه این معارف عالیه همچنان است قطع نظر از دقائق که طائر ادراک بکنگره بلندش نرسد هر سخنی از سخنان مشایخ ظهری و بطنی دارد و هر بطنی بطنی دیگر تا اول بمقتضای فهم ظاهر عمل بجای نیارند از فهم بطن اول نصیبی نیابند و تا بمقتضای فهم بطن اول عمل نکنند از فهم بطن ثانی بی بهره مانند و علی هذا فهمی دلیل عملی و هر عملی سبیل فهم دیگر تا آنگاه که بمنتهای بطون کلام برسند و امکان رسیدن بدان وقتی بود که امکان رسیدن بمقام متکلم و درجه علم او باشد و از اینجا معلوم شود که وصول بمنتهای بطون کلام الهی و حدیث نبوی متعذر و کسی را نباشد و اما کلمات مشایخ هر که اقتضای بطون اشارات ایشان نماید و پایه پایه از مدارج و معارج اعمال و فهوم آن ترقی کند و قوت وصول بمقام متکلم دارد ممکن که بمنتهای بطون کلام ایشان رسد پس هرگاه صاحب این علوم و معارف مجدد الف

باشد وآن سخن از حیطهٔ فہم اولیا که برنگ علماء ظاہر اند خارج باشد چه باکے بود وازان چه محذور لازم آید وتشبیه معارف بلب عموماً در اصطلاح رائج است مولانا رومی فرماید ؎

من ز قرآن مغز را برداشتم ٭ استخوان پیش سگان انداختم

وسوق عبارت حضرت مجدد صریح دلالت بر اولیاء زمان خود میکند پس هیچگونه فضیلت بر ائمه اربعه وغیره لازم نه آید واز این کلام اہانت ومنقصت انبیاء الله علیهم السلام فهمیدن سخت نادانی است چه هیچ جا ذکر انبیاء الله یافته نمی شود پس این را کفر قرار دادن چه اسلام است ؎

اگر ملا جلالم کرد تکفیر ٭ چراغ کذب را نبود فروغے ٭ مسلمانش بخوانم در مکافات ٭ دروغی را جزا باید دروغے

وآنچه تقریر دیگر در باب اہانت انبیاء الله پیش کرده از تقریر اول سخیف تر است چه حاصل مدعا همین است که این معارف از حیطهٔ ادراک ارباب ولایت که در رنگ علماء ظاہر اند خارج است پس ازین تقریر اہانت ومنقصت هیچ نبی از انبیاء الله لازم نه آید و ادعای مساوات علوم ومعارف انبیاء و اولیاء وعلماء باوصف اظهار فرق هم پایهٔ هذیان است هرگاه بمجوائے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ در فضل رسولان تفاوت است پس بتفاوت حالات ومقامات اولیاء الله وعلماء چه رسد ؎ هست بر مقتضائے فیض ازل ٭

بعض از بعض افضل و اکمل ٭ پس بهمچو مواقع از تکفیر بزرگان دین اجتناب کلی باید و الا

هر شب نا فردائی است ؎

پند حکیم عین صواب است ومحض خیر ٭ فرخنده بخت آنکه بسمع رضا شنید

قال از مکتوبات ششم از جلد ثانی ومکتوب نود وچهارم از جلد ثالث مراد آن است که خواجه عالم صلی الله علیه وسلم ولایت ابراهیمی حاصل نکرده بوده اند وبه ولایت خود متحقق گشته بوده اند و به حبیب الله نرسیده بوده اند وآنچه برای حصول این دولت در دعای اللهم صل علی

یعنی کما صلیت علی ابراهیم تا هزار سال می خواستند مستجاب نشد مگر از توسط فرد است که بعد از
هزار سال آمده و به راه دیگر کسب کرده خواجه عالم را صلی الله علیه وسلم بولایت ابراهیمی و ولایت
محمدی و محبت بمحبوبیت رسانید بعد از آن مقام محبوبیت خواجه عالم را صلی الله علیه وسلم بدرجه علیا
رسید و اظهار بزرگی خود میکند که مقصود از آفرینش من این بود که کمالات مذکوره خواجه عالم
را صلی الله علیه وسلم حاصل آید و ببرکات حضرت ابراهیمی تحصیل نماید و درین چند قباحت پیدا می آید
اول آنکه خود بآن مقرر کرده بود که در راه نبوت حیلولت و توسط نیست **دوم آنکه**
حصول محبوبیت و خلت و محبت آن حضرت صلی الله علیه وسلم از کتاب و سنت و اجماع است
ثابت است و کمال همه انبیا خواجه عالم را صلی الله علیه وسلم در شب تولد عطا شد و کمال انبیا
علیهم السلام و هیچ است نسبتی و ایشان از اول ولایت عنایت میکنند بعد از آن نبوت **سوم آنکه**
مراد از صباحت و ملاحت حسن ظاهر است نه ولایت و این نیز غلط صریح است که نسبت صباحت
بحضرت یوسف است علیه السلام نه بحضرت ابراهیم علیه السلام **اقول** اینهمه تقریر مبنی
بر نافهمی است

ع

عاقل گر شنود طعنهٔ نادان صد بار + لائق آنست که آشفته و برهم نشود
زانکه این بیت کمال است بعالم مشهور + انچنین بیت چرا شهرهٔ عالم نشود
سنگ بدگوهر اگر کاسهٔ زرین شکند + قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

بر ما ضرور افتاد تا عبارت هر دو مکتوب بقدر ضرورت درین مقام نقل کنم و بیشتر اشکالے
که درین مقام وارد می کنند جواب یگان یگان که حضرت مجدد رح و منتسبان حضرت ایشان
تحریر فرموده اند بنگارم تا مسلک از خار و خاشاک پاک و صاف گردد و آن مکتوب ششم از جلد
ثانی که بحضرت خواجه معصوم قدس سره صدور یافته مذکور است انگارم که مقصود از آفرینش

من آنست کہ ولایت محمدی بولایت ابراهیمی علیہما الصلوٰة والتحیات منصبغ گردد وحسن
ملاحت این ولایت با جمال صباحت آن ولایت ممتزج شود وقد ورد فی الحدیث اخی یوسف
اصبح وانا املح وباین انصباغ و امتزاج مقام محبوبیت محمدیہ بدرجۂ علیا رسد تا آنکہ مقصود
از امر باتباع ملت ابراهیم علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام حصول این دولت عظمی بوده است
وطلب صلوٰة وبرکات مماثل صلوٰة وبرکات حضرت ابراهیم علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام برای
این غرض بوده ودر مکتوب نود وچهارم از جلد ثالث کہ نیز بحضرت مخدوم زاده خواجہ محمد معصوم
صدور یافتہ تحریر فرموده اند حضرت حق سبحانہ تعالی فی حد ذاتہ جمیل است وحسن وجمال ذاتی
او را ثابت است نہ آن حسن وجمال کہ مکشوف ومدرک ما گردد ودر تعقل وتخیل ما در آید مع ذلک
در آنحضرت مرتبہ ایست اقدس کہ این حسن وجمال هم از غایت عظمت وکبریای آن بآن مرتبہ
نمیتواند رسید وبحسن وجمال متصف نمی تواند ساخت تعین اول کہ تعین وجودی است تعین آن
کمال وجمال ذاتی است وظل اول آنها واز آن مرتبہ اقدس کہ کمال وجمال را هم انجا گنجایش نیست
کہ او از غایت عظمت وکبریائی بهیچ تعینی متعین نمی گردد ودر کدام آئینہ در آید ومع ذلک
سرے ونشانے از آن مرتبہ اقدس در مرکز دائره این تعین اول ودیعت نهاده اند ونشانی
انجا تعبیہ نموده اند چنانچہ تعین اول نشان ولایت خلیلی است آن سر وآن نشان کہ در مرکز آن
تعین نهاده اند نشان ولایت محمدی است علی صاحبها الصلوٰة والتسلیمات واین حسن و
جمال ذاتی کہ تعین اول ظل آنهاست مشابهت بہ صباحت دارد کہ در عالم مجاز از قبیل حسن
خد وجمال خال است وآن سر ونشان کہ در مرکز ودیعت نهاده اند مناسبت بملاحت دارد
کہ ورای رشاقت قد وصباحت خد است ورای حسن چشم وجمال خال امری است ذوقی تا ذوق
ندهند درنیاید شاعرے گوید ع

آن دارد آن نگار که آن هست هر چه هست ✦ آنرا طلب کنید حریفان که آن کجاست
ازین بیان تفاوت در میان این دو ولایت دریاب هرچند هر دو از قرب حضرت ذات تعالی و تقدس ناشی میگردند اما مرجع یکی کمالات ذاتست معاً و دیگری صرف ذات تعالی و چون ملاحت فوق صباحت است پس وصول بملاحت بعد از طی مراتب صباحت صورت بندد و تا وصول بجمیع مقامات ولایت ابراهیمی میسر نشود وصول بحقیقت این ولایت که ذروهٔ علیای ولایت محمدی است میسر نیاید علی صاحبها الصلوة والسلام ازینجا تواند بود که خاتم الرسل علیه وعلیهم الصلوة والتسلیمات مامور بمتابعت ملت حضرت ابراهیم گشت علیهما الصلوة والسلام تا بوسیلهٔ این متابعت بحقیقت ولایت او برسد و ازینجا بحقیقت ولایت خود که تعبیر از ان بملاحت رفته است متحقق گردد و چون حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم را بمرکز دائرهٔ ولایت خلت مناسبت ذاتی است که بحضرت اجمال ذات اقرب است و بمحیط آن دائره مناسبت کمتر است که ره بتفصیل کمالات ذات دارد تعالی پس تا بکمالات محیط آن دائره هم متحقق نشود ولایت خلت تمام نگردد و ازینجاست که در صلوة منطوقه آمده است کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ تا کمالات ولایت خلت تمام او را میسر آید چنانچه صاحب آن ولایت را میسر شده بود علی نبینا و علیه الصلوة والسلام و چون مکان طبیعی ولایت محمدی مرکز دائرهٔ ولایت خلیلی است علیهما الصلوة والتحیات سیر او نیز مقصور بر سیر مرکزی آن دائره ناچار از انجا برآمدن و بمحیط آن دائره در آمدن و اکتساب کمالات آن کردن متعسر شد و خلاف مقتضای طبیعت بود پس متوسلی باید از افراد امت او علیه وعلی آله الصلوة والسلام که بتبعیت او علیه الصلوة والسلام در عین آن مرکز بود و از راه دیگر مناسبت بمحیط آن دائره داشته باشد تا او اکتساب کمالات آن مرتبه نماید و بحقیقت آن مرتبه متحقق گردد و به پیغمبر متبوع او بحکم

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بتوسط وصول او بآن کمالات نیز متحقق
شود و مراتب ولایت خلیلی تمام کند پس آن سرور را علیه وعلی آله الصلوة والسلام بتوسط آن
فرد کمالات محیط آن دائره نیز میسر شده ولایت خلیلی در حق او علیه وعلی آله الصلوة و
السلام نیز تمام گشت و دعای اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ بعد از هزار سال
باجابت مقرون گشت مسئول مستجاب شد آن سرور را علیه وعلی آله الصلوة والسلام
از تمامی ولایت خلت کار و بار آن سر و نشاء است که در مرکز ودیعت نهاده اند و تعبیر از آن
بملاحت یافته است آن فرد را از برای حراست محافظت مهمات از انعدام بعالم باز گردیده
خود در خلوتخانهٔ غیب الغیب با محبوب خلوت داشته

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا + وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَا يَتَجَرَّعُ

باید دانست که محیط مرکز ثالث هر چند نسبت بمحیط مرکز تعین اول اصغر می نماید
اما اجمع است چه هر چه بحضرت ذات جل شانه نزدیک تر است جامع تر است صغر آن در رنگ
صغر انسان باید دانست که با وجود صغر جامع ترین جمیع اصناف عالم است ایضا مخفی نماند که
بکمالات این محیط متحقق گشت از اجمال مرکز بتفصیل محیط آمد آن بی مناسبتی که بمحیط و
تفصیل داشت زائل شد و بی تکلف از تفصیل فرق و بکمالات آن تفصیل نیز متحقق گشت
بشنو با وجود کمال اقتدار چون نظام عالم بحکمت منوط ساخته اند در تربیت محبوبان نیز از
وجود اسباب چاره نبود هر چند وجود سبب بیش از بهانه نباشد و زیاده از روپوش قدرت نبود
سُنَّةَ اللهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيْلًا انتهى قبل از آن که بذکر
ایرادات و اجوبهٔ آن متوجه شوم مناسب آن است که از رخ بعض عبارات نقاب اجمال
بردارم قوله رضی الله عنه الکارم که مقصود از آفرینش الخ میگویم که چون بعض امور شرط یا

موقوف علیہ امری باشد تحقق مشروط و موقوف را محتاج الیہ باشد لیکن این معنی مستلزم افضلیت
شرط بر مشروط یا موقوف علیہ بر موقوف نباشد نمی بینی که اکثر صفات اضافیہ که تحقق آنها موقوف
بر وجود ممکن است چنانچہ حق تعالی خویشتن را در کلام مجید رَبُّ الْعَالَمِیْنَ می ستاید و معنی تربیت
رسانیدن شئ است بتدریج بمرتبہ کمال او و تربیت بلا مربی صورت نه بندد و کذلک
مضمون معیت هم بغیر طرفین یافته نمی شود و هکذا الحال الرَّزَّاقُ وَالرَّحِیْمُ وَالْقَرِیْبُ وَالْمُجِیْبُ
الی غیر ذلک مِنَ الصِّفَاتِ الْاِضَافِیَّةِ و نمی توان گفت که این ها صفات کمال نیستند
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ تِلْكَ الْاَوْهَامِ چه خدای تعالی از همچنین صفات خود را می ستاید پس
در کمال اینها چه گنجایش است اگرچه این همه صفات در تحقق و وجود محتاج ممکنات هستند
لیکن ازین توقف و احتیاج فضل ممکن ثابت نمی شود بلکه فضل و کمال حضرت باری تعالی ثابت
است که بنده های عجزه خود را بنوازشهای بوقلمون مرهون منت فرمود و کذلک سیری و
سیرابی و شفا همه فضل حق است تعالی شانه و عادات او سبحانه تعالی بران جاریست که بلی طعام
و شراب و دوا این امور صورت نمی بندد پس ازین توسط نقصی افعال او تعالی لاحق نمی شود
و همچنین است ارادات ازلیہ حق تعالی که باوقات و آنات منوط اند مثلا ارادہ موجودیت
زید در فلان وقت بوده باشد و تا آن وقت نیاید ارادہ او تعالی در کمین بطون خواهد بود
پس وقت آن هم واسطہ موجودیت زید شد و این هم مستدعی فضل آن وقت نیست پس عالم
نیز باعتبار ترتب آثار ایزدی متوسط است ازین توسط فضل عالم بر خدای تعالی ثابت
نمی شود معاذ اللّٰه قولہ رضی اللّٰه عنه تا وصول بجمیع مقامات ولایت ابراهیمی میسر نشود وصول
بحقیقت این ولایت که ذروۂ علیای ولایت محمدیست میسر نیاید می گویم مقصود ازین
عبارت این است که ولایت ابراهیمی بمنزلہ سلم و نردبانست برای عروج بذروۂ علیای

حقیقت محمدی پس او را باتباع ملت او فرمودتا بواسطۂ اتباع ملت مناسبتی بولایت ابراهیمی
حاصل شود و آن را زینه ساخته عروج بمقام ارفع خود فرمایند پس آن حضرت صلی الله علیه وسلم
از همان راه بمقام خویش رسیده اند و از آن ولایت بقدر اجمال در هر طریق بهره بر داشتند
چنانچه این عبارت پس ناچار از انجا بر آمدن بمحیطان دائره در آمدن دلالت صریح دارد
بر آن که آن سرور در عین مرکز که اقرب است بذات تعالی رسوخ و استقرار دارند و مراد
از لفظ حقیقت در عین آن مرکز است که بغیر از آن بملاحت رفته بلکه مرکز با جمیع کیفیات
خصوصیات عوارض مراد است تحمیل که ظهور بعضی دقائق آن مقام منوط بطے جمیع مراتب محیط
بود و درین هیچ محذور لازم نمی آید که حصول آن مقام که در مراتب قرب خداوندی از و پیش
قدمی نیست آن حضرت صلی الله علیه وسلم را ثابت است چون که اصل آن مقام که عبارت
از محبوبیت ملاحت است آن سرور را حاصل است و کذالک محیط که عبارت از صباحت خلت است
بطریق اجمال حاصل است پس محقق شد که آنحضرت علیه الصلوة والسلام بمقام خلت و صباحت
و محبوبیت و ملاحت متحقق و ممتاز اند تحقیق مقام اینکه مراد از حقیقت محمدی عین مرکز نیست بلکه
مراد از مرکز با تتمات و لواحق است یکی از تتمات محیط دائره است مؤید است این تحقیق را
آنچه در مکتوب بیان طریق برنگاشته اند که مرکز آن مقام که مقام اجمال است نصیب خاتم
الرسل است و باقی به مفصل بحضرت خلیل سلم آنا که پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم از اجمال طلب
فرموده اند پس آن سرور را مقام محبوبیت که خاصه اوست بالفعل حاصل است قوله چون
حضرت پیغمبر ما را با مرکز دائره ولایت خلت مناسبت ذاتی است الخ میگویم مرکز اینجا
بمعنی جزء لا یتجزی است بلکه بمعنی غایۂ رفیع است چه شیء عظیم هر چند دورتر میرود خرد می نماید
و دلیلش آن است که در مثال مرکز اول نوشته اند چون دران مرکز دورتر رفته می شود آن

مرکز بصورت دائره می نماید الخ نمی بینی که آفتاب در حساب اہل تنجیم سه صد و شصت و چند ضعف
زمین است و از دوری و بلندی اوست که این قدر مرئی می شود و این مرکز چون مقابل مبدء
تعالی واقع شده است برنگ او برآمده است که او سبحانه بسیط حقیقی است مع ذلک سعت
مجهول الکیف نیز دران نزهتگاه کائن است اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ و نیز اگرچه محیط او سعت است
مگر از ان هیچ قباحت نیست ظل اگر هزار چند از اصل باشد هیچ مقدار ندارد و نسبت با اصل
نمی بینی که سایه هر چیز که در ابتدا طلوع آفتاب مشاهد میگردد قریب غروب ده چند آن
میشود اکنون بذکر اشتباهات و اجوبه آن متوجه می شوم ه

زان دهان و زان میان بوس کنارم آرزوست ✤ نیست چیزی در میان صد هزارم آرزوست

اشتباه اول مقام محبت ارفع است از مقام خلت پس با وجود حصول مقام محبت
تحصیل مقام خلت چه درکار است **جوابش آنکه** بشب معراج بجناب حضرت خاتمیت
مقام محبت عطا شده بود و در حدیث صحیح وارد شده اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا
پس معلوم شد که با وجود حصول مقام محبت که ارفع از مقام خلت است حصول مقام خلت
درکار بود و الا بحصول آن فخر نمی فرمودند و نمی گفتند اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا
و نیز از احادیث صحیح ثابت است که جمیع کمالات از خاتمیت و اولو العزمی و رسالت بآنجناب
عطا شده است و ظاهر است که درین کمالات بعضی ارفع اند و بعضی غیر ارفع پس معلوم شد که
با وجود حصول ارفع حصول غیر ارفع هم درکار میشود خصوصا وقتی که آن غیر ارفع طریق حصول
ارفع باشد و در راه آن واقع شود که درین صورت حصول آن غیر ارفع موقوف علیه حصول ارفع است
اگر نظر بآن کنند که آن غیر ارفع فی نفسه کمال است نیز مطلوب است و اگر نظر بآن کنند که آن غیر
ارفع طریق حصول ارفع است پس نیز مطلوب است مثل آنکه جسم را نامی بودن کمال است

وحساس بودن کمالیست دیگر ارفع ازان و نطق وعقل کمالیست ورای این دو کمال و آن
هر دو کمال در طریق این کمال آخر واقع اند پس آن هر دو کمال بهر دو وجه مطلوب اند
بنا تحتها و بغیرها و همچنان مقام خلت را نسبت با مقام محبیت باید فهمید **اشتباه دوم**
مقام خلت آنحضرت را حاصل بود چنانچه احادیث صحیحه بآن ناطق است پس حصول آن
بعد از هزار سال چه معنی دارد جوابش بچند وجه داده می شود **وجه اول** حصول مقام
خلت آنجناب را بلا شبهه یقینی و قطعی است بدلیل احادیث صحیحه و هم باین دلیل که در راه مقام
محبیت واقع است موقوف علیه مقام محبیت است و حصول الموقوف بدون الموقوف علیه محال
لیکن تصرف دران مقام فرمودن و طالبان را بالاصالة بآن مقام رسانیدن و طریق تحصیل آن
مقام را مدون و مفصل ساختن موعود بود که بعد از هزار سال حاصل خواهد شد مانند آنکه موافق
حدیث صحیحه متواتره خلافت تمام روی زمین از مشرق تا مغرب و از جنوب تا شمال آنحضرت
را بطریق اجمال حاصل بود بدلیل أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ كُنُوزِ الْأَرْضِ و در روایت دیگر هست که وُضِعَتْ
مَفَاتِيحُ كُنُوزِ الْأَرْضِ فِي يَدِي و در صحیح مسلم وارد است که زُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَشَارِقُهَا
وَمَغَارِبُهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ أُمَّتِي مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا و در روایت دیگر إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا
وَأُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ كُنُوزِ الْأَرْضِ و در بعضی روایات که در غیر صحاح آمده جَاءَنِي جِبْرِيلُ بِمَفَاتِيحِ كُنُوزِ
الْأَرْضِ عَلَى فَرَسٍ أَبْلَقَ حال آنکه اینمعنی در زمان سعادت نشان آن جناب و در عهد کرامت عهد
خلفاء راشدین واقع نشد بلکه فتح هندوستان بر دست سلطان محمود غزنوی و فتح ترکستان
بر دست دیگران و فتح روم بالکلیه بر دست عثمان ترکمان و اولاد او بوقوع آمده و هنوز
ملک حبشه و ملک سیستان و چین و ختا از قلمرو آنحضرت خارج است انشاء الله تعالی در عهد امام مهدی
و حضرت عیسی بوقوع خواهد آمد و خلافة الارض که میراث ابو البشر است کمالیست عمده در انوا

آن جناب را بتوسط بعضی از افراد امت مثل مہدی و عیسیٰ علیہ السلام خواہند بود حاصل خواہد شد
چنانچہ در جامع صغیر باین معنی اشارتی واقع شدہ کہ خَیْرُ اُمَّتِیْ عِصَابَتَانِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ
وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ حالا مثل آفتاب روشن گشت کہ آنحضرت را جمیع کمالات حاصل بود
و تصرف در آن کمالات بتوسط بعضی افراد امت واقع شدہ و در رنگ آنکہ آنحضرت را علوم
اولین و آخرین حاصل بود چنانچہ در صحاح ستہ وارد است کہ اُعْطِيْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ
لیکن تصرف در کلام مثلاً بتوسط شیخ ابو الحسن اشعری و شیخ ابو منصور ماتریدی و استاد
ابو اسحاق اسفرائنی و امام غزالی و امام رازی و امثال این مردم آنجناب را حاصل شد و ہمچنین
تصرف در علم فقہ و تفصیل احکام شرعیہ از کتاب طہارت گرفتہ تا کتاب السلم و الشفعہ و فرائض و
وصایا بتوسط حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آنجناب را حاصل شد و ہمچنین
تصرف در آداب طریقت و مقرر کردن اشغال و اوراد و ذکر جہر و خفیہ و طور مراقبہ آن حضرت را
بتوسط حضرت سید عبد القادر جیلانی و حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی و امثال این
بزرگواران حاصل شدہ و کمال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقتضی آن بود کہ تہذیب
ظاہر باعمال جوارح و تہذیب قلب و نفس و عقل باعمال باطن فرمایند و تصرف در ہر دو از آن
تفویض بکمال امت نمایند زیرا کہ اہم المقاصد و موقوف علیہ جمیع کمالات ہمین دو میدان است
و اینمعنی بر واقفان سیرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم از شغل جہاد و تعلیم ارکان اسلام و قواعد
اجمالیہ سلوک از مداومت ذکر لسانی و تکثیر مناجات و ادعیہ و اذکار و تفقد احوال قلبیہ
از حب و بغض و احوال نفس کہ از تیقظ و غفلت و توجہ آن قوت و اکہ در ضمن ہر تغییر و تجدد
خواہ انفسی باشد خواہ آفاقی بسوئے حق شود، و ایثار حب اللہ بر ما سوی و بذل مال و جان و اولاد
در حب او و مانند این اعمال اوضح من الشمس است و این سر لاسر چنانچہ در تفسیر کَلَّا فِیْ اَنَّہُمْ

سنجاطوی بلاگ در احادیث مروی مذکوراست قاعده مقرریست که شغل مالوف بحکم العادة طبیعة ثانیة مقتضی طبیعت میشود و خلاف آن خلاف طبیعت است و دلیل انی این مطلب اما دلیل نقلی پس در احادیث صحاح موجود است که مر رسول الله صلی الله علیه وسلم بمجلسین فی مسجده فقال کلاهما علی الخیر و احدهما افضل من صاحبه اما هؤلاء فیدعون الله فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم واما هؤلاء فیتعلمون الفقه والعلم ویعلمون الجاهل فهم افضل وانما بعثت معلما ثم جلس فیهم و دلیل اصرح برین مقدمه آنست که حق تعالی در مقام عتاب میفرماید واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی یریدون وجهه اگر خلاف مقتضی طبیعت آن حضرت نمی بود امر بصبر چرا میفرمود و همچنین آیه ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی یریدون وجهه و دلیل لمی برین مقدمه آنست که تعلیم این یعنی تهذیب ظاهر و آنچه در حکم ظاهر است از عقل و قلب و نفس موقوف علیه جمیع کمالات است و بنیاد تمام کارخانه ولایت اگر درین امور آنحضرت صلی الله علیه وسلم قدم نمی نهادند و بکمال جهد تصرف در آن نمی نمودند بنیاد کارخانه خراب بود و هیچکس از امت قائم مقام آن حضرت صلی الله علیه وسلم درین تعلیم نمی توانستند شد زیرا که این امور بغیر نصوص صاحب شریعت نمی توان یافت و کشف و عرفان بدریافت این مطالب نمی رسد بخلاف کمالات دیگر که دریافت آن بکشف و فراست میتوان شد و شده است لیکن کشف و معرفت هم موقوف بر تهذیب ظاهر و ما فی حکمه است پس تعلیم تهذیب ظاهر و ما فی حکمه مغنی است از تعلیم تفاصیل مکشوفات اگر گوی این کلام و این آیات و احادیث بلکه تتبع سیرت جناب پیغمبر صلی الله علیه وسلم دلالت میکنند بر ترک تصرف ایشان در تسلیک خلق خلفت همچنان دلالت میکنند بر ترک تصرف ایشان در جمیع ولایات گوییم فی الواقع

شغل و تصرفیکه آنجناب دارد تهذیب ظاهر و ما فی حکم الظاهر بوده در تهذیب باطن و باطن
باطن نه بود چنانچه از تتبع سیر هویدا است لیکن میان مقام خلت و دیگر ولایات فرق بدیهی است
بسه وجه **وجه اول** آنکه از مقامات دیگر نشان داده اند و طریق تحصیل آن بیان
نموده تارةً صریحاً و تارةً کنایةً مثلاً یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ و در حدیث یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُحِبُّهُمْ اِلٰی
غَیْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰیَاتِ وَالْاَحَادِیْثِ الدَّالَّةِ عَلٰی اَنَّ بَعْضَ الْاَفْعَالِ وَالْاَشْغَالِ
عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ وَکَوْنِ الشَّخْصِ مُحِبًّا لِلّٰهِ وَبَعْضَهَا مُوْصِلٌ اِلٰی مَحْبُوْبِیَّةِ اللّٰهِ
بخلاف مقام خلت که هرگز از طریق تحصیل و علامات حصول آن نشان نداده اند **وجه
دوم** ولایات دیگر در زمان قریب از زمان سعادت نشان آن حضرت رائج و
متداول شدند صحابه و تابعین و تبع تابعین وَهَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ الْجُنَیْدِ وَاَقْرَانِهٖ
ثُمَّ هَلُمَّ جَرًّا اِلٰی زَمَانِ رُؤَسَاءِ الْقَادِرِیَّةِ وَالْجِشْتِیَّةِ کثیر التداول و
طریق تحصیل آن مدون و مبوب و مفصل گردید بخلاف مقام خلت که درین عهود متطاوله
اصلا کسی مذکور آن نکرده و نه طریق تحصیل آن را کسی بیان نموده تا هزار سال گذشت طریق تحصیل
آن مقام در پرده اخفا و احتجاب ماند تا آنکه حق تعالی حضرت مجدد را بر روی کار آورد و نشان
ظهور این مقام که در جوهر شریف آن حضرت صلی الله علیه وسلم مودع و مکنون بود گردانید
و هزاران طالبان را بطفیل ایشان سلوک این طریقه میسر شد الحمد لله حالا بیان این طریقه
بوجهی نمایم که اختصاص آن باتباع مجدد کَالشَّمْسِ فِیْ رَابِعَةِ النَّهَارِ منکشف گردد
قبل از حضرت مجدد طرق سلوک همه از راه محبیت و محبوبیت بوده اند اول راه محبیت

سے پیمودند و آخر بمرتبهٔ محبوبیت فائز میشدند و آنچه لوازم محبیت است از ذکر جهر و وجد و شوق
وانکسار و تضرع و صبر و توکل و در رضا جوئی او و مراقبه صفات خصوصاً احاطه و معیت و
استغراق و در توحید فعلی خود را کالمیت فی ید الغسال داشتن صفات خود را و غیر
خود را مستهلک در صفات او دیدن بلکه ذات خود را در ذات او مندمج ساختن و
حسن و جمال او را در هر مظهر مشاهده نمودن دران کوشش بلیغ می نمودند تا آنکه با انوار
و تجلیات در ابتدای سلوک و فنا و بقا در انتهاء آن فائز می گشتند و دم اتحاد میزدند که
أَنَا مَنْ أَهْوَى وَمَنْ أَهْوَى أَنَا تا آنکه حضرت خضر بحضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی
کار ماضی طریقه مجددیه بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در عهد حضرت خواجه نقشبند این معنی
برگ و بار پیدا کرد و لیکن در عهد حضرت عبید الله احرار علوم توحید باین نسبت ممتزج
شدند و غلبه پیدا کردند تا آنکه حضرت مجدد قدس الله سره آن همه را در بطون بطون سارند
و از چاک سینه خود سراغی به محبوب خود پیدا کردند حالا غایت ساری موقوف شد و شوق
و اشتیاق و وجد و مناجات و تضرع یکطرف اند هر چه هست در قلب و روح و سر و خفی و اخفی
و عناصر دیدن است تا آنکه انوار تجلیات از باطن خود می افتد در رفته رفته بمقام خلت
می کشد معنی محبیت عاشقی است و معنی محبوبیت معشوقی است و معنی خلت یارانه اینجا صحبت
یارانه است و سابق عاشقی و معشوقی بوده در اینجا راز و نیاز از جانبین است و سر گوشیها
از طرفین واقع میشود و در عاشقی نعره و بیتابی و سر بدر و دیوار گشتن و در معشوقی ناز و
دلال و فخر و مباهات بوده است این است طریق خلت بطریق اجمال اگر تفصیل آن
کسی خواهد باتباع مجددیه چند سال انگشت بر خاست نماید و در وجدان خود نظر کند که
چه رنگ پیدا شود و رای طرق سابقین و از بسکه اَلْوِجْدَانُ لَا یَکُوْنُ دَلِیْلًا عَلَی الْغَیْرِ

اگر غیر منکر شود باکی ندارد ~

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند * کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را
حاسدی گر کند این طائفہ را طعن قصور * حاش للّٰہ کہ برآرم بزبان این گلہ را
ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند * روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

وجہ سوم خلت حالتی است ممتزج از محبیت و محبوبیت من الجانبین پس نسبت او با مقام محبیت و محبوبیت نسبت مرکب ببسیط است وَالْبَسِیْطُ مُقَدَّمٌ عَلَی الْمُرَکَّبِ طَبْعًا فَقُدِّمَ وَضْعًا اول درین است محبیت صرفہ و محبوبیت صرفہ رائج شد باین طریق کہ در اوائل سلوک محبیت باشد و آخر آن محبوبیت کَمَا فِی السَّالِکِ الْمَجْذُوْبِ یا بالعکس کَمَا فِی الْمَجْذُوْبِ السَّالِکِ وچون دورہ بسائط تمام شد دورہ مرکب شروع شد ~

چون فراغت ز مفردات آمد * وقت مشق مرکبات آمد

وعجب آنست کہ ہر چند این طریقہ مجددیہ در رواج وشیوع و فیضان فیوض الٰہی در ضمن آن برامت مصطفویہ متاخر است از طرق دیگر لیکن مبدأ آن متقدم است بر مبادی طرق دیگر زیراکہ این طریقہ منسوب است بحضرت صدیق رضی اللہ عنہ و اول خلفا است وَاَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْبَالِغِیْنَ است و نیز در حق او استحقاق خلت منصوص است جائیکہ پیغمبر فرمودہ است لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ واگر کسی را بخاطر خطور کند کہ درین صورت لازم می آید کہ عوام اتباع مجددیہ افضل باشند از اولیای سابقین سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ گوییم جواب این شبہ وجوہ است **اول** آنکہ این وقت لازم می آید کہ طریق خلت را افضل از جمیع طرق انگاریم حال آنکہ چنین نیست بلکہ مقام محبوبیت افضل است از مقام خلت بدلیل لَاُوْثِرَنَّ حَبِیْبِیْ عَلٰی خَلِیْلِیْ

دوم آنکه افضلیت به علوی مرتبه است در هر مقام که باشد خواه خلت خواه محبیت خواه محبوبیت
مثالش آنکه بادشاهان را امرا و یاران و مصاحبان باشند که مدام در حضور حاضر باشند و راز
و نیاز با آنها در میان و امرا و صوبه داران عمده و رساله داران و داروغهای کارخانجات
متصدیان دفاتر نیز میباشند و مرتبه اینهمه اشخاص بسیار بلند تر از مرتبه یاران و مصاحبان
میباشد گو دوام در حضور و صحبت دائمی مخصوص بیاران و مصاحبان مجلس است بلکه با خواص
و خدمتگاران **سوم** آنکه منتهیان هر طریقه را این معنی یعنی دوام حضور و قرب دائمی حاصل است
پس بسبب این قرب دائمی نیز از منتهیان طرف دیگر نمیتوانند شد آری مبتدیان این طریقه
را باین وجه ترجیح و تفضیل میتوان بود که در مجاهدات و ریاضات و کشف و کرامات و ظهور
خوارق عادات به مبتدیان طرق دیگر ارجح باشند و لهذا گوینده گفته است

اول ما آخر هر منتهی است * زآخر ما جیب تمنا تهی است

حاصل آنکه فضل جزئی را بجای کلی گرفتن و ملاحظه وجوه فضل نکردن کار قاصر فهمان است
تنبیه نبی هر چند بعضی کمالات را بتوسط فردی از افراد امت خود حاصل نماید و بتوسل
او بعض مقامات برسد اما نقص آن نبی ازین راه لازم نه آید و آن فرد را مزیتی باین
توسط بر آن نبی حاصل نه شود چه آن فرد این کمال را بمتابعت آن نبی یافته است و
بطفیل او باین دولت رسیده پس آن فی الحقیقت از آن نبی است و نتیجه متابعت او است
و آن فرد بمثل از خادم او نیست که از خزائن او خرج کرده لباسهای مزینت طیار کرده
می آرد که باعث مزید حسن و جمال مخدوم میگردد و در عظمت و کبریائی او می افزاید اینجا
کدام نقص مخدوم است و کدام مزیت خادم امداد و اعانت از همگنان نقص است اما از
خدام و غلمان که امداد و اعانت واقع شود عین کمال است و موجب ازدیاد جاه و جلال

باقصی باشد که یکی را بدیگری خلط کنند و در توهم منقصت افتند بادشاهان بامداد خدم وحشم ملکها میگیرند وقلعها فتح می نمایند وازین امداد غیر از عظمت وابهت بادشاهان هیچ معلوم نمی شود ونیز از شرف عزت خدم وحشم هیچ ظاهر نمیگردد واستمداد خدام وغلمان انبیا اند علیهم الصلوة والتسلیمات اگر از ینها امداد ها باین بزرگواران برسد چه جای توهم منقصت شان است وآنکه گویند این بزرگواران اصلاً احتیاج بامداد نیستند وجمیع مراتب کمال ایشان را بالفعل حاصل است مکابره صریحه است چه بزرگواران نیز بندگان خدا اند جل شانه وهمواره از فیوض برکات وفضل رحمت او امیدوار اند وهمیشه خواهان ترقیات اند در حدیث آمده مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ ح وآن سرور مراتب خود فرموده است علیه وعلی آله الصلوة والسلام سَلُوا اللهَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ وایضاً در حدیث صحاح آمده است کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُهَاجِرِیْنَ یعنی پیغمبر خدا علیه وعلی آله الصلوة والسلام در جنگها طلب فتح میکرد بتوسل فقرای مهاجرین واین همه طلب امداد واعانت است جمعی که امداد واعانت ایشان را در حق این بزرگواران تجویز نمی نمایند واین بزرگواران را احتیاج بامداد وشان نمی دانند نظر شان بر بزرگی انبیا افتاده است علیهم الصلوة والتسلیمات وعلوی درجات شان در نظر اینها آمده ومع ذلک اگر نظر شان بر عبودیت این بزرگواران نیز می افتاد واحتیاجات ایشان که بمولای خود دارند جل شانه معلوم شان می گشت انکار امداد ایشان نمی نمودند واز اعانت خدام وغلمان شان استبعاد نمیکردند **وجه چهارم** کشف اهل الله درست است ودرست است لیکن در بعضی اوقات حقیقت الامر بطریق اجمال می یابند ودر بعضی اوقات بتفصیل ودر بعضی اوقات بنحو تشبیه ودر بعضی اوقات بغیر حجاب مستبعدان کلام صوفیه را جائ اند

از دانستن اجمال و تفصیل و اغماض نظر از مخالفتی که قائل را در میان کلام مجمل و کلام مفصل میباشد
پس ما شأن نداریم که در هر طائفه از زمان فیضی دیگر فتح میکنند و درین زمانه فیضی دیگر
درمیان مردمان مفتتح شد و چون روح حضرت خاتم النبیین علیه الصلوة والتسلیمات بسبب
علوی مبدأ تعین ایشان عموم فیضی ست که بر ایشان القا شده است هر فیضی جدید که در عالم
پیدا می شود و بتازگی بروی کار می آید ضمیمه حظیرة القدس میشود و اهل لسبا است که این
امر را اجمالا ادراک کنند و باین لفظ تعبیر نمایند که این کمالات الحال آنجناب را حاصل شده
است و تفصیل این کلام وایفای حق آن آنست که گفته شود که مصلحت کلیه الهیه تقاضا کرده است
که بعض شروح و تفاصیل و عکوس تجلی اعظم در هر عصری پیدا شود و منشار آن شخصی باشد از
کمل که بآن نور مجدد بمنزله شعاع تجلی اعظم و بمشابه اعراض آن جوهر افخم گردد و آن ظهور
خود است بحسب اطوار و ادوار و تطور خود است بحسب اشخاص و از زمان چون آن این قدر مس
ممهد شد باید دانست که حقائق اجمالیه که بر اهل الله ظاهر میشود چون لغت و عرف از
تعبیر آن کوتاه است این طائفه لفظی از کتاب و سنت که بحسب فن اشارة و اعتبار
بران حمل توان کرد میگیرند و آن را عنوان آن حقائق اجمالیه فالهمه بر قلب ایشان
میگردانند و سخن را بآن مربوط میسازند و آن معارف غامضه را در پرده آن لفظ ادا
می فرمایند متفرسان از مطالعه کنندگان را لازم است که از خصوصیت این لفظ اغماض
نظر کنند و مطمح نظر خود همان حقیقت اجمالیه و معرفت غامضه سازند پس فیما نحن فیه
اقامت لفظ خلت و استجابت دعای اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ و تصویر دائره که مرکز صرف ذات است و محیط آن کمالات ذات و
باز صیرورة آن مرکز دائره تامه که مرکز آن محبوبیت است و محیط آن امتزاج محبیت

همه نیرنگ فن اشارة و اعتبار است اعتراض مثل این مقدمات وارد نمی شود چنانکه معروف است
ز آیت آسکن یسن زجی خ اعتراض بفقد انبیات و انطفار اسد و یا و برو و نب وجهی ندارد
و همچنین است سخن در حقیقت قرآن و حقیقت کعبه و حقیقت محمدیه و بیان فی و دائره اقواس
علاوه برین بدانند که هر پیغمبر را با پروردگار خویش معامله علحده است و تری جدا که هیچ احدی
را دران معامله بالاصالت شرکت نیست مثلاً نسبتی و قربی که سید اولین و آخرین را صلی الله
علیه وسلم هست غیر او را میسر نیست و همچنین قربی که مخصوص حضرت ابراهیم است دیگری را
نه و علی هذا القیاس اما آن نسبت و قرب مجهول الکیفیة است و چون عارفی را خواهند که
بعلم آن نسبت و قرب که هر یکی را ازین اکابر ثابت است سرفراز سازند آن قرب و نسبت را
در صورت مثالی با مریکه مناسب آن قرب مشابه آن نسبت است ظاهر میسازند تحقیق الاطلاع
بر حقائق آن نسبت بی صورت مثالی متعسر است پس غایت قرب اتصال را بصورت مرکز
می نمایند و قرب دیگر را بصورت محیط و علی هذا القیاس پس خلاصه کلام آن است که بعد از انقضاء
فتح دوره دیگر شده است که به بعض اعتبارات اجمال فیوض متقدم است مثلاً احوال تقلب و عروج
سر و غیر آن همه مجمل شده هیئت جمعیت پیدا کرده و به بعض اعتبارات تفصیل فیوض متقدم است
بالجمله حضرت مجدد ما صاحب این دوره اند و بسا معارف مختص این دوره از زبان شیخ بطریق رمز و ایما سر زده و شیخ قطب
ارشاد این دوره است و بر دست وی بسیاری از گمراهان بادیه بدعت خلاص شده اند تعظیم
شیخ تعظیم حضرت مدور ادوار و مکون کائنات است و شکر نعمت شیخ شکر نعمت مفیض است
اعلم الله تعالی لا الا جود وجه پنجم مبدأ تعین محمد صلی الله علیه وسلم محبوبیت صرفه است و
مبدأ تعین ابراهیم علیه السلام خلت که زینه پایه تعین محمدی است صاحب ولایت محمدی را
ولایت ابراهیمی ضرور است که زینه پایه وی است لیکن چون محبوبیت صرفه می خواهد که محبوب

بر زینه پایه توقف نه نماید و در مقام خلت هم فضیلتی عظیم است گو که زینه پایه از محبوبیت صرف است رب العالمین خواست که تفصیل مقام خلت هم بعضی پیروان محمد صلی الله علیه وسلم را تبع او کسب کنند تا آن منصب عالی زیر نگین آن سرور محبوبان باشد فَاِنَّ الْعَبْدَ وَمَا فِیْ یَدِهٖ مِلْکٌ لِمَوْلَاهُ یعنی غلام و آنچه در دست اوست ملک خداوند اوست حق تعالی بعد هزار سال این مستجاب گردانید و حضرت مجدد را که یکی از اتباع آن سرور است بدولت متابعت آن سرور علیه السلام باین سرفراز کرده **اشتباه سوم** هرچه گفته شد که متوسطی از افراد امت آن حضرت صلی الله علیه وسلم را باید که از راه دیگر مناسبت به محیط داشته باشد تا اکتساب کمالات آن مرتبه نماید و به تحقیقت آن مرتبه متحقق گردد این الفاظ ناشی از کدام عالم است منجر به تشویش می شود گوئیم جای تشویش نیست زیرا که مراد از راه دیگر راه محبیت محبوبیت است و ازین هر دو راه مناسب به محیط دائره خلت میتوان شد لِمَا سَبَقَ اَنَّ الْخُلَّةَ مَاهِیَّةٌ مُمْتَزِجَةٌ مِنَ الْمُحِبِّیَّةِ وَالْمَحْبُوْبِیَّةِ وَمَجْهُوْلِ اَحَدِ الْجُزْءِ عَلٰی مِنْ شَیْءٍ یَحْصُلُ مُنَاسَبَةٌ مَعَ ذٰلِکَ الشَّیْءِ وَهٰذَا الْاَمْرُ کَالْبَدِیْهِیِّ ظاهر معترض از راه دیگر راه ورای اتباع پیغمبر علیه السلام فهمیده و به تشویش افتاده حال آنکه خود در کلام سابق اقرار نموده که جناب پیغمبر ما را صلی الله تعالی علیه وسلم جمیع راه ها کشاده بودند هیچ راهی از حیطه جمعیت ایشان بیرون نمانده باز این توهم چه معنی دارد و هرچند ازین عبارت بصراحت مستفاد نمی شود که مراد ازین فردفات شریف خود را مراد داشته باشند لیکن واقع چنین است و هر که از احوال حضرت ایشان آگاه است میداند که جمیع قیود در ذات حضرت ایشان متحقق بودند زیرا که ایشان را قبل از آنکه این طریقه عنایت شود از والد بزرگوار خود شیخ عبد الاحد قدس الله سره طریقه قادریه که شعار آن محبوبیت است باستغفار کسب فرموده بودند

بودند و حضرت شیخ عبدالاحد از شاه کمال کیتهلی و ایشان از سید فضیل و علم جرا الی آخر
سلسله عجب تر آنکه حضرت ایشان را بعد از ان که این طریقه عنایت شد و سالها
تسلیک طالبان درین طریقه فرمودند باز حضرت شیخ سکندر نبیره حضرت شاه کمال
کیتهلی قدس الله سرهما بامر و اجازت از صاحب طریقه محبوبیت خرقه را آورده در سرهند بحضرت
ایشان پوشانیدند پس از راه مقام خلت بمقام محبوبیت رسیدند چنانچه سابق از راه
محبوبیت بمقام خلت رسیده بودند و این قسم نیرنگها از عجائب معاملات خدا است با
بندگان برگزیده خود چنانچه حضرت پیغمبر ما را صلی الله علیه وسلم در ابتدا بوضع حجر اسود و
شرکت در بناء کعبه مقام ابراهیم حاصل شده بود و بعد از ان در مدینه منوره بسبب اشتغال
بجهاد و مقابله با یهود و نصاری مقام موسوی و عیسوی حاصل شد بلکه از شب معراج و
وقوع اسرار بسوی بیت المقدس آغاز همین شده بود تا غزوه تبوک که اول غزوات
شام است همین تضاعف و تزاید پذیرفت تا آنکه در حجة الوداع باز بکمال ابراهیمی معنی
مشرف شدند و مقام ابراهیمی در ان روز جلوه عظیم نمود و النهایة هی الرجوع
الی البدایة تحقق گشت **اشتباه چهارم** و در بعض جا حضرت مجدد نوشته اند
آن فرد خضر باشد یا الیاس و درینجا خود را صریح مراد داشته اند **جواب** درین کلام
تناقض نیست زیرا که در مکشوفات اکثر شئی مبهم القا می شود باز تعیین آن مبهم میسر می آید و در وقتی
که شئی مبهم القا می شود عقل را در تعیین او صدق آن مبهم جولانی روی میدهد چنانچه از آنحضرت
صلی الله تعالی علیه وسلم این قسم ابهام و تعیین واقع شده در صحیحین موجود است اِنِّیْ رَأَیْتُ
فِی الْمَنَامِ أَنِّیْ أُهَاجِرُ مِنْ مَکَّةَ إِلٰی أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِیْ أَنَّهَا الْیَمَامَةُ
أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِیَ الْمَدِیْنَةُ یَثْرِبُ همچنین است حال حضرت مجدد درین کشف

اول ایشان را بطریق اجمال معلوم شد که فرد متوسط چنین چنان می باید چون دیدند که اساس این طریقه حضرت خضر نهاده اند خیال آنطرف رفت باز ملاحظه نمودند که حضرت خضر با مردم اختلاط بسیار دارند و طریقهٔ خلت خلوت و انزوا لازم است خیال بطرف حضرت الیاس رفت اینهمه بنا براین بود که متوسط در حصول کمال برای پیغمبر عالی مقدار جز پیغمبری تواند شد و در افراد این امت غیر ازین دو بزرگ پیغمبری نیست آخرها معلوم فرمودند که این متوسط را پیغمبر بودن ضرور نیست بلکه کمال متابعت پیغمبر خود کافی است و درین مرد نیز مقصود خلوت در انجمن است که بنا طریقهٔ حضرت خواجگان بر آنست نه خلوت جسمانی و بعد حال بالیقین معلوم شد که آن متوسط ذات شریف ایشان است تحدیثا بنعمة الله که بآن بر کسے مامور است اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ و انکشاف آن معنی وانمودند این قسم اختلافات را تناقض فهمیدن کار کسی است که با مکشوفات این مردم آشنا نیست الا از کلام شیخ اکبر در جایهای بسیار مستفاد میشود که خاتم الاولیا امام مهدی است و در جایهای بسیار خود را خاتم الاولیا قرار داده ه

چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطا است ✦ سخن شناس نهٔ دلبرا خطا اینجا است

اشتباه پنجم حضرت مجدد فرموده منم که این کمالات را برسول خدا صلی الله علیه وسلم کسب کنانیدم **جوابش** این ست که ازین عبارت صریح خیانت در نقل و تحریف واقع شده زیرا که مراد از کسب کنانیدن آنست که این فرد بجای شیخ و مرشد باشد و رسول خدا حاشا من ذلک بجای تلمیذ و طالب باشند و هرگز مفاد کلام حضرت ایشان اینچنین نیست حق عبارت آن بود که منم این کمالات را کسب کرده منسوب بجناب رسول خدا صلی الله علیه وسلم ساخته ام و در کمالات بی نهایت آنجناب بطریق نیاز گردانیده ام

[illegible]

ودر جریدهٔ اعمال آنجناب نویسانیده ام اگر بزبان طالب علمانه این معنی را ادا کرده شود باید
گفت هرگاه گفته شود که این صفت فلانی بواسطه فلان چیز حاصل شد دو معنی بهم میرسد
اول آنکه واسطه واسطه فی الثبوت باشد یعنی آن صفت اولا واسطه را حاصل شده و از ان
بطریق سببیه مثل آن چیز بذی الواسطه حاصل شد کحرارة الماء بواسطة النار فان
هناك حرارتين احدهما قائمة بالنار والاخرى قائمة بالماء ناشية عن حرارة
النار و این معنی هرگز مراد حضرت ایشان نیست **دوم** آنکه واسطه واسطه
فی العروض باشد یعنی صفت واحده قائم شود بواسطه حقیقة و همان صفة واحده قائمه بالواسطه
منسوب گردد بذی الواسطه مثل حرکة جالس السفينة بواسطة سفينة فان
هناك حركة واحدة قائمة بالسفينة لا بالجالس ثم ينسب هذه الحركة الى
جالس السفينة بالعرض والمجاز و مراد حضرت ایشان همین معنی است یعنی کسب این کمالات
من کردم و آن کمالات بمن قائم شده منسوب بجناب رسول خدا صلی الله علیه وسلم گشته اند
بحکم آنکه اعمال امت در جریدهٔ اعمال پیغمبر محسوب میشود و آن حضرت مستغنی اند از کسب
این کمالات بحصول کمال ارفع منه و این معنی هیچ قباحت ندارد و نیز این را بدلائل
بسیار ثابت کرده میدهم بعون الله و توفیقه از انجمله قصه مفاتیح کنوز ارض و تصرف تمام
زمین از مشرق تا مغرب از دست تابعان آن حضرت بآن حضرت منسوب گشت بعد از
صدها سال بلکه زیاده بر هزار سال عده زُوِيَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَشَارِقُهَا وَمَغَارِبُهَا
متحقق خواهد شد و از انجمله آنکه فتح فارس و روم و هلاک کسری و قیصر از دست شیخین رضی الله عنهما
واقع شد و بعد از چند سال از وفات آن حضرت بآن جناب منسوب گشت و از انجمله آنکه
در حدیث صحیح وارد است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم حضرت علی را فرمودند یا علی انك

نُقَاتِلُ عَلیٰ تَأْوِیْلِ الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلیٰ تَنْزِیْلِہٖ

و این معنی بعد از سی سال از دست حضرت مرتضی علی بوقوع آمده و در جریدهٔ اعمال آن حضرت محسوب گشت اینجا نمی توان گفت که قتال علی تاویل القرآن کمالی بود معهود و آنحضرت را حاصل نه شده مگر بواسطهٔ علی مرتضیٰ زیرا که کمال آنجناب که قتال علی تنزیل القرآن بود ارفع و اکمل بود از قتال علی تاویل القرآن لیکن چون این قتال یعنی تاویل القرآن آنحضرت را بلا واسطهٔ متوسطی از افراد امت ممکن نبود ناچار متوسطی را بروی کار آوردند که بواسطهٔ او این قتال منسوب بآنحضرت گردد وجه عدم امکان آنست که در عهد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتال علی تاویل القرآن متصور نیست زیرا که هر تاویلی را که آنحضرت بر زبان خود فرمانیدند آن تاویل تنزیل میگردد پس قتال بر آن قتال بر تنزیل می شود نه بر تاویل و منکر آن تاویل کافر می شود گویا که منکر نص صریح قرآن شد پس لابد متوسطی باید که دو جهتین من جهة خلیفه و مجتهد باشد تا انکار تاویل او کفر نگردد و با انکار تنزیل منجر نشود و من جهة متحد الحکم با پیغمبر که خلیفه حکم مستخلف دارد چون انکار حکم او بالعرض انکار حکم پیغمبر است انکارش منسوب آن حضرت میشود و در جریدهٔ اعمال آن حضرت این کمال هم ثبت گردد وکذا ہذا بعینہ

اشتباه ششم آن راه از کجا آوردند **گوییم** مراد از عالم دیگر عالم امتزاج محبیت و محبوبیت است که تعبیر از آن بمقام خلت کرده میشود و از این راه از نزد خدا آوردند چنانچه حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ قتال علی تاویل القرآن را از نزد خدا آوردند مگر آن قتال از عالم دیگر است از قبیل جهاد کفار هم نیست و از قبیل قتل مسلمین هم نیست هیئت ممتزجه دارد و این معنی ایشان را بحکم خلافت بود و متابعت آن جناب حاصل شده چنانچه حضرت ایشان را نیز بسبب کمال متابعت آنجناب روزی شده و عجب است از کسانی که بر حضرت ایشان

طعن میکنند باین حیله که حضرت ایشان هم استقلال میزنند و برزخ را از میان بر می دارند
و نمی شنوند و نمی بینند که کمال حضرت ایشان در مکتوبات و غیر آن مشحون و مملوست از
تحریص بر کمال متابعت پیغمبر و جا بجا برای خود و تابعان همین معنی را از خدا طلب داشته اند و
جا بجا میفرمایند که بناء طریقه ما بر کمال متابعت سنت است و اجتناب از بدعت اشتباه
هفتم برزخ محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم از میان بر نمی خیزد و خلیلی تمام بواسطه آن
باشد از ولایت موسوی حاصل شدن معنی ندارد گویم فی الحال گذشت که تصرف ذاتی
خلیلی آن حضرت را حاصل بود و تصرف در آن نفرموده بودند بسبب شغل مهم تر از آن
حضرت ایشان را محض بکمال متابعت آن حضرت حاصل شد از پیشگاه جناب الهی و
منسوب بآن حضرت گردید چنانچه تصنیف مثنوی شریف که پر از جواهر گوناگون علم سلوک و علم
معرفت است از حضور خداوندی لمولانا رومی قدس الله سره محض بکمال متابعت پیغمبر خود
عنایت و منسوب بحضرت رسالت گشت بی آنکه تصنیف مثنوی از آن حضرت ممکن باشد لقوله
تعالی وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ کلام ارتفاع برزخ را فهمیدن از قبیل اوهام شیطانی
است مَعَاذَ اللهِ مِنْ ذٰلِكَ وحل شبه بالکلیه آنکه معنی و مضامین مثنوی همه ماخوذ از
مشکوة نبوت است و کسوت شعر پوشانیدن محض بمولانا جلال الدین رومی است چنانچه
اجزاء مقام خلت یعنی محبیت و محبوبیت همه ماخوذ از جناب ختمی است و تصرف در هیئت ممتزجه
مخصوص بحضرت ایشان است تصرف در هیئت ممتزجه در اختصاص کافی است چنانچه واضع
سکنجبین اگر دعوی اختصاص سکنجبین بخود کند سزاوار است که سرکه و شهد از دیگری باشد و
خواص سرکه و شهد را از دیگر آموخته باشد کذا هذا اشتباه هشتم دعاء اللّهُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ بعد از هزار سال مقرون باجابت گشت و امید ول مستجاب شد

گوییم درین هیچ استبعاد نیست لقوله تعالی یُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ۝ ازین آیه صریح معلوم میشود که بعض کارهای خدا با امتزاج فیض سماوی و ارضی صعوداً و هبوطاً در مدت هزار سال تمام میشود فلیکن من جملتها هذا الدعاء و ایضاً دعاء وسیله و مقام محمود بعد هزاران سال مستجاب خواهد شد اگر این دعاء بعد یک هزار سال مستجاب شد چه عجب و ایضاً بعض مواعید الٰهی درباره پیغمبر یا امت پیغمبر در زمان حضرت امام مهدی علیه السلام بوقوع خواهد آمد اگر دعاء برای این مطالب کرده شود و قبول آن را قطعاً زیاده تر بر هزار سال خواهد گذشت و در تفاسیر و روایات صحیح آمده است که حضرت آدم در حق خود و ذریت خود دعاهای بسیار فرموده بودند و بعض از آن دعاها در عهد حضرت سلیمان علیه السلام مستجاب شد و ایضاً دعاء حضرت ابراهیم و حضرت اسمعیل علیهما السلام رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ الی قوله رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ بعد هزار سال مقرون با اجابت شد و همچنین وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ بعد هزار سال مقرون با اجابت شد **اشتباه نهم** درین مدت هزاران اولیاء و خلفاء راشدین بوده اند از هیچ یکی این کار نشد تعجب است **گوییم** محل تعجب کلام بیهوده این شخص است نمی فهمد که ارادهٔ الٰهی مخصص بعض حوادث ببعض اوقات و ببعض امکنه و اشخاص سوال لم در آن جاری نیست و چون و چرا در آن گنجایش نیست نمی توان گفت که حضرت خواجه بزرگ خواجه معین الدین چشتی قدس سره چرا مخصوص بارشاد اهل هند شدند تا آنکه شهرهٔ آفاق است ایشان را

ولی الهندی می گویند قبل از ایشان از وفات آنحضرت قریب ششصد سال گذشته بود و
در این مدت هزاران هزار اولیا و خلفاء راشدین بودند از هیچ یک این کار نشد تعجب است
و فتح ظاهری ملک هندوستان بر دست سلطان محمود غزنوی انار الله برهانه مخصوص شد
حالانکه قبل از محمود چارصد و سال تقریباً گذشته بود و در آن مدت سلاطین عظام و خلفای
ذوی الاحترام از هیچ یک این کار نشد جای تعجب نیست **اشتباه دهم** آثار آن
اکتساب که بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم بسته می کنند کجا است خیلی تعجب **گویم** معنی نسبت
کردن برسول الله صلی الله علیه وسلم سابق گذشت این شخص مسلطی العروض در لحوق صفتی
از صفات اضافیه بجناب حضرت رسالت مآب صلی الله علیه وسلم متوسط واقع می شود و است
ایشان را از آن کمال منسوب خود بزور رسازد و آثار آن جز تهذیب باطن که عبارت از
لطائف است بحصول ملکه یادداشت و حضور دائمی و نسبت بیرنگی در جمع کثیر از امت
مصطفویه صلی الله علیه وسلم امری دیگر نیست و بحمد الله این معنی کالشمس فی رابعة النهار
مشخص است و اگر یقین بمکان این جماعت کثیر که سوال کجا از آن بود می توان گفت که بخارا
و سمرقند و بلخ و بدخشان و قندهار و کابل و غزنی و تاشکند و یارکند و شهر سبز و حصار شادمان
که مسکن اهل اسلام است بی مشارکت هنود و روافض و نصاری است موجود است غیر از این طریقه
طریقه دیگر در آن رائج نیست الا شذوذ و ندر **اشتباه یازدهم** این فرد را برای
حراست است چگونه فرستاد **گویم** دلیل انی این دعوی بسیار ظاهر است که از وجود ذات شریف
حضرت ایشان شبهات ملاحده و روافض و غالیان توحید و مبتدعیان طرائق و معتقدان
شرک خفی و جلی بالکلیه برطرف شد و تابعان ایشان بفضله تعالی در اتباع سنت سرگرم و
اجتناب از بدعت پیش قدم پس بمنزله آن شد که شخصی بیاید و دعوی کند که مرا فلان حکیم

نائب خود درین شهر ساخته و مردم از معالجهٔ او منتفع شوند و هم طریق دوا و تشخیص امراض بتجربی رسانم و بتحقیق گردد که این شخص صادق القول است از عهدهٔ خدمت خود بوجه احسن برآمد و سرانجام مهمات این خدمت نمود و اگر سند فرمانی از دفتر حکیم مطلق مطلوب است آن هم موجود است جلال الدین سیوطی در جمع الجوامع حدیث آورده است یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ صِلَةٌ یَدْخُلُ بِشَفَاعَتِهٖ الْجَنَّةَ کَذَا وَ کَذَا شیخ بدرالدین در کتاب حضرات القدس آورده شاید که این بشارت اشارت بوجود مسعود حضرت ایشان باشد چه ایشان میان علما و صوفیه بودند که اختلاف فریقین را در وحدت وجود بلفظ راجع داشته اند اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَةً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَ مُصْلِحًا بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ و آن حضرت از سرور صلی الله علیه وسلم مبشر شده اند که فردا چندین هزار کس را بشفاعت تو بخشند منطوق حدیث و مضمون بشارت بران حضرت صادق می آید و درین مدت هزار سال دیگری باین لقب نگذشته و این استنباط مؤید به نقلیات و کشفیات است

اشتباه دوازدهم اگر شکر نعمت است کدام قبول خواهد کرد طرفه ماجرا است **گویم** اگر شکر نعمت را صاحب نعمت باید که قبول کند از قبول و ناقبول دیگران چه می کشاید قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ پس مدعی که قبول شکر در جناب الهی است بموجب عدهٔ او تعالی حاصل است از قبول کسان دیگر کاری نیست

اِذَا رَضِیَتْ عَنِّیْ کِرَامُ عَشِیْرَتِیْ ٭ فَلَا زَالَ غَضْبَانَ عَلَیَّ لِئَامُهَا

اشتباه سیزدهم در بعضی مکاتیب جلد ثالث واقع شده است که حقیقت محمدی حقیقت الحقائق است و حقائق دیگران اجزا اند مر او را یا جزئیات و ازین بیان ظاهر می شود که جامع جمیع حقائق ابراهیمی است حقیقت ولایت محمدی هم جزء آن بود که مرکز است و مرکز

جز جزئیت چاره نیست پس فضل کلی باید که نصیب خلیل باشد **گوییم** دائرهٔ تعین اول مشتمل بر دو
چیز است مرکز و محیط مرکز مبدأ تعین آنحضرت صلی الله علیه وسلم است و محیط مبدأ تعین خلیل پس آنکه مبدأ
تعین خلیل کل و مبدأ تعین حبیب جزء آن باشد چون مرکز حکم اصل دارد و محیط ظل آن فضل کلی مر
مرکز را بود و ازینجاست که در مکتوب صد و بست و دوم از جلد ثالث باین عبارت
نوشته اند حقیقت محمدی که ظهور اول است حقیقت الحقائق است حقائق دیگران
کالظلال اند مر او را و اصل آن حقائق است پس ناچار آن حقیقت واسطه بود میان سائر حقائق و
میان حق جل و علا وصول احدی بی توسط او علیه الصلوة والسلام محال باشد فَهُوَ نَبِيُّ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَإِرْسَالُهُ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ وازین جاست که انبیا اولوالعزم با وجود
اصالت تبعیت توسط او می خواهند و آرزوی اشتراک امت او می کردند فَهُوَ عَلَيْهِ وَعَلٰى
آلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَمَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ فَرْدٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ الْكِرَامِ
وَالْمَلَائِكَةِ الْعِظَامِ أَفْضَلُ مِنَ الْكُلِّ مِنْ حَيْثُ هُوَ كُلٌّ ایضاً زیرا که اصل را
بر ظل خود فضل است **اشتباه چهاردهم** مراد از صباحت و ملاحت حسن ظاهر است
نه ولایت و این نیز غلط صریح است که نسبت صباحت بحضرت یوسف است علیه السلام
نه بحضرت ابراهیم علیه السلام **گوییم** مراد از صباحت و ملاحت همان صباحت و ملاحت
است که آن سرور فرموده علیه وعلی آله الصلوة والسلام أَخِي يُوسُفُ أَصْبَحُ وَأَنَا أَمْلَحُ
ملاحت از برای خود اثبات فرموده و صباحت را بحضرت یوسف منسوب ساخت
که از پدر کلان خلیل الرحمن است بایشان رسیده است علی نبینا وعلیهما الصلوة والتسلیمات
اگر خادمی خدمت کاری نماید و مشاطگی کند و حسن صاحب جمال را طراوت دهد و زینت
بخشد و تزیین سازد و بحسن دلالت نحو دو صاحب جمال را جمع کند و حسن یکدیگر را باهم گر

ممتزج سازد چه قصور آن دو صاحب جمال است کدام نقص است در حسن شان خلل کاری

الحمد لله که بنای شبهات منهدم گردید و چون گردباد سر بهوا کشید

از آه حسرتم جگر شعله آب شد ۔ وز آتش غم دل آتش کباب شد
چندین قفس ز شوخی بال و پرم شکست ۔ آه از کجا نصیب من این اضطراب شد

قال در مکتوب نود و پنجم از جلد ثالث می نویسد که ولایت این فقیر هر چند مربای ولایت محمدی و ولایت موسوی است و بطفیل این دو ولایت مرکب از نسبت محبوبی و محبی است که رئیس محبوبان حضرت رسالت است صلی الله علیه وسلم و رأس محبان حضرت کلیم الله علیه الصلوة والسلام اما بواسطہ متابعت حضرت خاتم الرسل علیه الصلوة والسلام در ولایت من کار و بار دیگر است و معامله من علاحده با آن مربوط است اگرچه اصل این ولایت ولایت پیغمبر خود است که ولایت محمدی باشد که منشأ آن بالاصالت ناشی از محبوبیت صرف است لیکن چون ولایت موسوی که منشأ آن بالاصالت ناشی از محبیت صرف است با این ولایت ضم گشته و منصبغ برنگ آن شده هیئتی دیگر پیدا کرده بلکه توان گفت که حقیقت دیگر گشته و ثمرهٔ دیگر داده و نتیجهٔ دیگر بخشیده ازین عبارت او افضلیت ولایت او از ولایت خواجه عالم صلی الله علیه وسلم و از ولایت حضرت موسیٰ علیه السلام صریح پیداست و این دعوی باطل محض است **اقول** این شبهه هیچ و پوچ است که ای لفظ دال بر همچنین افضلیت نیست مطلب نیست که ولایتم مربای ولایت محمدی و ولایت موسویست علیهما السلام و بطفیل این فیوضات متبرکات ولایتم از نسبت محبیت و محبوبیت ترکیب یافته است اما از میامن متابعت خاتم الرسل در ولایت من امر آخر لائح شده اگرچه کمالات این ولایت هم ولایت محمدیست که منشأ او محبوبیت است لیکن ولایت موسوی

که محبت صرف است به نسبت ولایت تمام انصباغ و تلوین ولایت محمدیه یافته است و ازین حیثیت امتزاجی
و مصوریت انصباغی علی الاطلاق ثمرهٔ آخر بر دو بجانب خود است و این مستدعی اصالت آن
هر دو ولایت و فرعیت ولایت امام است چنانکه بر عاقل فطین مختفی نیست درین هیچ شک
نیست که ولایت اولیا جزئیات ظلال ولایات انبیاست علیهم السلام چنانچه درین مقام
از لفظ مربا و اصل این ولایت ولایت پیغمبر خود است صاف ظاهر است پس ولایت ایشان
در رنگ است کوزه باشد که از دو دریاے مختلف الطعم پر کرده باشند این کوزه اگرچه امتزاج
کیفیتے جداگانه بهم رسانیده است خصوصیتی علحده پیدا کرده است لیکن فضل همان دو دریا
راست الهی بود که این کوزه را بدین دریاها تفضیل می‌دهد یا مساوات گمان برد چه این کوزه
را آن بحار از خارج هیچ مقدار نیست و اگر بالفرض ازین کلام ادعای مزیت و خصوصیت
مفهوم می‌شود پس آن به نسبت ابنای جنس خود است که اولیا باشند نه انبیا معاذ الله عنه
و این منجمله تذکار تحدیث به نعمت الله است و درین مقام شبهه دیگر ناشی می‌شود و تقریرش
این است که حضرت رسالت مآب علیه الصلوة والسلام هم محبوب است و هم محب این
هر دو مرتبه بکمال دارد پس جامع مراتب محبوبیت و محبیت باشد پس بطفیل این دو ما کا ب
ترکیب در نسبت محبوبی و محبی گفتن چه معنی ازین ظاهر می‌شود که در ولایت محمدی نسبت
محبیت و نسبت محبوبیت لیس کذلک جوابش از مکتوب نود و ششم جلد ثالث ظاهر می‌شود نوشته‌اند
که حضرت پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم مسمی بدو اسم است احمد و محمد صلی الله علیه وسلم هر کدام ازین دو اسم مبارک
را ولایت علحده است ولایت محمدی اگرچه ناشی از محبوبیت اوست علیه السلام اما آنجا
محبوبیت صرف نیست مزجی از نشاء محبیت نیز دارد و ولایت احمدی پیش قدم است از هر یک
مرحلهٔ مطلوب است نزدیکتر الخ ازین بیان هویدا گشت که آن سرور صلی الله علیه وسلم هر دو

مقام محبوبیت ممتاز است غایة الامر آن است که محبوبیت صرف تعلق باسم مبارک
احمد صلی الله علیه وسلم دارد و محبوبیت ممتزج به محبیت باسم مبارک محمد صلی الله علیه وسلم متعلق و آنچه
نوشته اند که فرح جا از انشاء محبیت نیز دارد و بنابران است که با وجود امتزاج غلبهٔ محبوبیت است بر محبیت و این
تقریر گمان نبری که محبیت حضرت کلیم الله علیه الصلوة والسلام بر محبیت آن سرور صلی الله
علیه وسلم غالب باشد چه آنجا محبیت خالص است و اینجا محبیت با محبوبیت ممتزج گردیده
است فافهم

کار می نیست فروغ رخ عالم سوزش ٭ این چراغیست که از خون من افروخته اند

قال در مکتوب نود و سوم از جلد ثالث تعین اول را تعین وجودی قرار داده است
و آن را دائره دانسته تعین حضرت ابراهیم و خلت او مبدا اند و مرکز این دائره را مبدء تعین
حضرت حبیب و محبیت او می خواهد و نویسد که این مرکز رفته رفته بصورت دائره شد که محیط
آن صرف محبیت مبدء تعین حضرت موسوی است و مرکز آن مبدء ولایت محمدی است
و این مرکز نیز رفته رفته بعد هزار سال بصورت دائره برآمد که محیطش جامع خلت و
محبیت و محبوبیت گشته و این مبدء ولایت فرد است شده بود و مرکزش صرف محبوبیت
مانده که مبدء ولایت محمدیت صلی الله علیه وسلم و در آخر مکتوب نود و چهارم جلد ثالث
نوشته است که محیط این مرکز ثالث که مبدء ولایت فرد است هر چند به نسبت
تعین اصغر می نماید اما اجمع است چه هر چه بذات جل شانه نزدیک تر است جامع تر است
صغر آن در رنگ صغر انسان که با وجود صغر جامع ترین جمیع مخلوقات عالم است درین
عبارت از هر سه انبیاء اولی العزم کمال او زیاده معلوم میشود اگر در خاطر ساده لوحی بگذرد
که فضل جزئی انبیاء بر غیر انبیاء آمده است گو آمده است از سبب متابعت خواجه عالم

صلی اللہ علیہ وسلم در خیر ست فُضِّلتُ علی الانبیاء بِستٍّ جُعِلَتْ لِیَ الارضُ
مسجدًا و ترابُها طهورًا و اُحِلَّتْ لِیَ الغنائمُ و نُصِرْتُ بالرُّعبِ
واعطیتُ الشفاعةَ و بُعِثْتُ الی الخلقِ کافّةً وخُتِمَ بیَ النبیّون پس از سبب
متابعت خواجہ عالم علیہ السلام ازین ہمہ در شش چیز این امت را نیز میسر شد کہ انبیاء
سابق را نبود واین حقیقت فضل رسول است نہ فضل امت **اقول** ازین ہر دو مکتوب
فضل بر جملہ انبیاء را اولی العزم دانستن جہالت است حضرت مجدد در ۲ در مکتوب نود و چہارم
از جلد ثالث می فرماید نبی ہر چند بعضے کمالات را بہ توسط فردی از افراد امت خود حاصل
نماید و بہ توسل او بہ بعض مقامات برسد اما نقص آن نبی ازین راہ لازم نیاید و آن فرد را
مزیتی باین توسط بران نبی حاصل نشود چہ آن فرد این کمال را بمتابعت آن نبی یافتہ
است الی آخرہ چنانچہ سالم عبارت پیش ازین مذکور شدہ است **ع**

عرق نشستہ ز بیندلم رخ نکوئی ترا زمن مرنج کہ میخواہم آبروئی ترا

وسرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم را بر دیگر انبیاء فضل کلی بود نہ جزی اگر ہمان فضائل
یا برخی از آن با امت اگرچہ بطفیل حاصل شود تاہم فضل کلی خواہد بود پس از تقریر معترض
فضل کلی امت بر انبیاء لازم می آید با آنکہ باتفاق امت فضل کلی مر انبیاء را است علی نبینا
وعلیہم الصلوۃ والسلام **ع**

سخت میخواہم کہ در آغوش تنگ آرم ترا ہر قدر افسردہ دل را بیفشارم ترا

بعد ازین آنچہ بر مکتوب ہشتاد و ہشتم ایراد پیش کردہ چون شرحش در رسالہ ہدیہ مجددیہ
بر نگاشتہ شد لہذا درین مقام ذکرش ترک کردیم **قال** در مکتوب نود و ہم از جلد ثالث
می نویسد فاجتنبوا عن البلاءِ ما استطعتم فانّ الفرارَ مما لا یطاق

مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ وَنَحْنُ فِي عَيْنِ الْبَلَاءِ مَعَ الْعَافِيَةِ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

مستحانٌ نورین بمنسوب از همه انبیا بتفضیل هستند **اقول** این اعتراض محمول بر نادانست

بقتل من کشند بشمشیر نے از بیم جان ترسم کہ طفل ست وچو بیند کشته ام ترسد ازان جسم

معنی این است به پرهیز بدار از بلا بقدر طاقت خود زیراکه فرار از چیزیکه انسان طاقت

آن ندارد از سنت رسولان علیهم السلام است چون عذاب بر قوم نوح آمده بر کشتی

سوار شد ولوط علیه السلام با اهل خود بشبیکه صباح آن عقاب نازل شد از بلد خروج

نمود وچون فرعون اراده قتل موسیٰ علیه السلام کرد از مصر بطرف مدین بگریخت چنانچه

خدای تعالیٰ در قران شریف از موسیٰ حکایت میکند فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

وذکریا علیه السلام از اندیشه قوم بگریخت ودر درخت مستور شد ودرخت را بریدند واو

دوپاره شد ویونس علیه السلام چون مایوس از ایمان قوم خود شد وعذاب

بر ایشان نمایان شد خروج کرده وآنحضرت صلی الله علیه وسلم تعوذ از

بلا خواسته اند بخاری در صحیح خود از ابی هریره رضی الله عنه روایت کرده **کَانَ**

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ **قوله** الْجُهْدُ الْمَشَقَّةُ

قال ابْنُ بَطَّالٍ وَغَيْرُهُ جَهْدُ الْبَلَاءِ كُلُّ مَا أَصَابَ الْمَرْءَ مِنْ شِدَّةٍ وَمَشَقَّةٍ وَمَا لَا طَاقَةَ

لَهُ بِحَمْلِهِ لَا يَقْدِرُ عَلٰى دَفْعِهِ حافظ ابن حجر عسقلانی گفته وفی الحدیث دلالة لاستحباب

الاستعاذة من الاشیاء المذکورة واجمع علی ذلك العلماء فی

جمیع الاعصار والامصار وشذت طائفة من الزهاد

ودر جامع الصحیح البخاری از عبد الرحمن بن عوف رضی الله عنه روایت کرده اذا سمعتم

بالطاعون بارض فلا تقدموا علیه واذا وقع بارض وانتم بها فلا

تخرجوا فرارًا منه وقتیکه وبا در شام واقع شد عمر رضی الله عنه از انجا برگشت و داخل
بلده نشد بر استفسار ابوعبیده بن الجراح گفت یا اباعبیدة نعم نفرّ من قدر
الله الی قدر الله الحدیث رواه البخاری ازین احادیث یعنی لا تقدموا
بر اجتناب از بلاء وارد شده و قول عمر رضی الله عنه صاف دلیل است بر فرار و در الاشباه
والنظائر از بزازیه نقل میکند قیل الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین
پس ازان نوشته روی العلاء فی فتاواه انه صلی الله علیه وسلم مر بهدف
مائل فاسرع المشی فقیل له أتفرّ من قضاء الله تعالی فقال علیه
الصلوة والسلام فراری الی قضاء الله تعالی ایضًا
ازین روایت ثابت شد که فرار از بلاء ما لا یطاق سنت مرسلین است و این فرار
بنحوی ففروا الی الله بسوی خدای تعالی است نحن فی عین البلاء مع العافیة الخ
این جمله استادالله است متعلق بما قبل نموده است محض شکر باریتعالی در باب عافیت بجا آرد که باوجود مبتلا نمود
در بلا ما را العافیت داشته بلا اکبر بر حضرت مجدد رح گذشته معظم ترین آن جور سلطان
وقت و وفات صاحبزاده عالی مقام شیخ محمد صادق علیه الرحمة بعارضه وبا بوده است و ما
باوجود مبتلا شدن این بلیت با عافیت اند شکریه آن بجا می آرد اگر گویم این جمله
متعلق بما قبل بوده است هم هیچ قباحت لازم نمی آید زیرا که در عافیت و فرار منافات
نیست جائز است که در عین بلا فرار نماید و با عافیت باشد و یا صابر در مقام باشد و با عافیت
باشد بلکه اولیا را در مقام بلا با عافیت بودن دلیل بر عدم شدت بلا بوده است چه
فرار انبیا بوجه بلاء ما لا یطاق است و بر ایشان آنچنان بلا نازل نشده که باعث بر فرار
شود آری درین قول که انبیا از بلاء فرار نموده اند و ما در عین بلا مقیم ایم اگرچه بظاهر

تناقض یافته شود اما بفحوای حدیث أشدُّ الناس بلاءً الأنبیاء ثم الأمثل فالأمثل
چون کم و زیادتی در بلا متصور ست فی الواقع درین هم تناقض نیست و نه موجب تنقیص مرتبهٔ
انبیا رما و آنکه تصریح باشدیت بلا مثل انبیا نکنند باین طور که بگویید انبیا از بلا فرار نموده اند
و ما با وجود مبتلا شدن مثل بلائیکه بر انبیا نازل شده ذرا نشویم و مقیم و مستقیم ما انبیا صبر
نکردند و فرار نمودند ما صبر کرده ایم درین صورت البته موجب تنقیص شان انبیا متصور
می شد علاوه برین خوش گفت آنکه گفت ـــه

نزل عنا عافیت انبیاست ٭ و آنکه ترا عافیت آمد بلاست

قال آنچه در مکتوب دویست و هشتم از جلد اول تحریر نموده بر آن چند اعتراض عائد
شود **اول** حقیقت محمدی و احمدی زبده و خلاصه و منشأ همه حقائق است پس حقیقتی که
از روی کتاب و سنت و اجماع امت اول و اقرب و اشرف و اعلی و زبده و مبدء و منشأ
و معاد جمیع حقائق باشد او را بعد از هزار و چند سال عروج کردن و بحقیقت کعبه متحد شدن
چه معنی باشد و حقیقت کعبه را مسجود و حقیقت محمدی را ساجد دانستن بکدام دلیل بود که بالای
آن حقیقت جز ذات حضرت احد نیست ازین عبارت صریح اهانت حقیقت محمدی لازم
می آید **دوم** آنچه گفته شد که حقیقت محمدی حقیقت احمدی می یابد و هر دو اسم مبارک بیک مسمی متحد شوند
این نیز خلاف واقع است برین برهان چیست اتفاق همه علماء و مشائخ برین که حقیقت
محمدی و احمدی یکی است از تعداد اسماء ذات مسمی متکثر میگردد **سوم** آنچه نوشته که حقیقت
محمدی بعد از هزار و چند سال مظهر ذات احد گردد بطلان صریح و دعوی قبیح است زیرا که حقیقت
محمدی از ازل تا ابد مظهر ذات احد است و همه حقائق مظهر او است **چهارم** آنچه نوشته
مقام سابق از حقیقت محمدی که خالی ماند در آن وقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج نموده

بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند نیز خطای عظیم و ناصواب جسیم است معلوم شد
که اصلا از حقیقت محمدی بهره ندارد و حقیقت محمدی برزخ است میان احدیت و واحدیت
اگر این برزخ در میان نباشد محل وجود مانده شهود و خالی ماندن حقیقت محمدی که
تعین علمی اجمالیست و بجای او در آمدن حقیقت عیسوی که تعین علمی تفصیلی است چون
راست آید زیرا که در علم الهی تغیر و تبدل نیست آنجا میر محمد نعمان سوال کرده که چون حقیقت
محمدی و حقیقت عیسوی که تعین علمی اجمالی و تفصیلی است عروج و نزول او چگونه راست آید
در جواب میگوید که مراد من از حقیقت محمدی و احمدی عالم خلق و امر است نه تعین وجوبی
که عروج تعین وجوبی معنی ندارد و پس عالم خلق او رجوع بعالم امر او نمود ازین جا نیز قباحت
عظیم پیدا میشود چون بالا مقرر کرده بود که حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکیست و گفته که حقیقت
کعبه مسجود حقیقت محمدیست ازینجا لازم می آید که تن مبارک او روح مطهر خود را سجده میکرد و نه خدای
را سبحانه اینهمه عندیات اوست که خلاف کتاب و سنت و اجماع امت است و در کنز الهدایة
بهدایة اینهم برعکس این مینویسید که تعین اول حقیقت محمدی است که ظهور اول است
و حقیقة الحقائق است بالمعنی که حقائق دیگر چه حقائق انبیاء کرام و چه حقائق ملائکه عظام کالظل اند مر
او را و اصل همه حقائق است قال علیه السلام اول ما خلق الله نوری ایضا خلقت
من نور الله والمؤمنون من نوری و باید دانست که چون مراد او از
حقیقت محمدی تن مبارک آنحضرت است و از حقیقت احمدی روح مطهر او پس حقیقت
عیسوی را چه قرار داده باشد و چه گفته پنجم چون نزد او حقیقت محمدی و احمدی یکی
نباشد حقیقت کعبه و حقیقت احمدی چگونه یکی باشد که خلاف اجماع است و از کتاب و سنت
اثبات نیافته و اتفاق همه برین است که حقیقت محمدی و احمدی یکیست چنانچه از اسم مبارک

احمد ذات بابرکات خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد است ہمچنان از اسم مبارک محمد
ذات بابرکات آن خلاصۂ موجودات مراد است وحقیقت کعبہ از پرتو نور او است
وظل او وجزو او چنانچہ آن نیز در کنز الہدایۃ بہ ہدایۃ یازدہم مقرر کردہ است بلکہ گوئیم کہ
چون حقیقت بانی کعبہ ربانی از پرتو نور او باشد چرا حقیقت کعبہ ربانی از پرتو نور او
نباشد پس حقیقتی کہ از پرتو نور او بود وظل جزو او باشد چگونہ مسجود وی گردد واو ظل و
ساجد آن شود بلکہ توان گفت کہ حقیقت کعبہ ساجد او است وظل او است زیرا کہ ہر جزو
ساجد کل خود است ششم اجماع اہل سنت وجماعت بر آنست کہ در بقعہ کہ وجود شریف
خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدفون است بر کعبہ فضل و شرف دارد بلکہ بر عرش کرسی نیز
گفتہ اند وحدیث شریف بر بطلان او شاہد است کہ المؤمن افضل من الکعبۃ
ایضا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن اعظم حرمۃ من الکعبۃ اخرجہ ابن ماجۃ
عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قول سلطان العارفین ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ زیارۃ
اہل القلب خیر من زیارۃ الکعبۃ سبعین مرۃ ہفتم آنچہ در سوال و
جواب نوشتہ است پر از قباحت می نماید وفساد بر فساد می افزاید چہ حقیقت ہر شی
بطن البطون آن شی است علی مالا یخفی علی الناظرین پس حقیقت محمدی را نہایت نزول
محمد صلی اللہ علیہ وسلم گفتن وحقیقت کعبہ را نہایت عروج کعبہ داشتن خلاف عقل ونقل
است ہرگاہ حقیقت کعبہ را اصل ومسجود حقیقت محمدی گفتہ پس ظاہر است کہ اصل ومسجود
چگونہ ظل و ساجد را زینہ اول خواہد بود وچون اولیا را ہست اورا از عروجات آن سرور
صلی اللہ علیہ وسلم نصیب تمام است ودر دریزہ نمودن حقیقت کعبہ از برکات این بزرگواران
علی الدوام نہ بعد از مضی الف عام پس توقف نمودن عروج حقیقت محمدی و اتحاد آن

حقیقت کعبه و حقیقت احمدی و معطل داشتن مظهریتش مر ذات احمدی را تا هزار و چند سال
از کلام کس صورت بندد و چون حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکی باشد پس بطواف اولیا
است آمدن و از ایشان دریوزه نمودن و بطواف آمدن چسان راست آید و
چگونه صورت بندد **هشتم** چون بالا از حقیقت محمدی جسد مبارک آن حضرت
صلی الله علیه وسلم مراد داشته و از حقیقت احمدی روح مطهر او مقرر نهاده ازینجا لازم
می آید که چون تن مبارک او عروج میکند و اولیا راست از دریوزه می یابد پس
روح مقدس او از ایشان دریوزه می نماید و بطواف می آید **نهم** جای او و پسر او
محمد معصوم گفته است که مراد پدر من از حقیقت کعبه ذات حق است و فساده اظهر
من الاول چه برین تقدیر لازم می آید که ذات حضرت حق تعالی از عروج اولیا
خود دریوزه می نماید و بطواف ایشان می آید درین قول هم اهانت حقیقت احمدی
لازم می آید و هم سوء ادب جناب حضرت احمدی نعوذ بالله منها **دهم** آنچه در مکتوب
دویست و ششم جلد اول نوشته است که کمالات و مقامات حقیقت کعبه فوق کمال
بشری و ملکی است فوق کمالات نبوات و رسالات و ولایات است خلاف آنست که
بالا گذشت چون بطواف اولیا راست می آید و از ایشان برکات میجوید و دریوزه می نماید
بکدام کس باشد که کمالات او را فوق کمالات نبوات و ولایات و رسالات خوانده و فوق
کمال بشری و ملکی انگارند **یازدهم** آنچه گفته که این کمالات حضرت ابراهیم را منفصل
حاصل بود و خواجه عالم علیه السلام او را مجمل حصول نمود و بعد از هزار سال آن حضرت صلی الله علیه
وسلم نیز منفصل تحصیل فرمود هیچ اصلی ندارد و دلیل برین چیست چون حقیقت کعبه زینه
اول حقیقت محمدی است و از اولیا راست او دریوزه می نماید و بطواف می آید چگونه کمال

منفصل از خواجه صلی الله علیه وسلم بعد از هزار سال تحصیل فرماید **اقول** این ایرادات از مکتوب دویست و هشتم از جلد اول تعلقی ندارد و در حواله غلطی واقع شده بے عربده از من سخن آغاز میکرد ﴿ یک حرف نمی گفت کر صد ناز میکرد تعلقش از مکتوب دویست و نهم از جلد اول معلوم میشود که بمیر محمد نعمان بدخشی در حل بعضی از عبارات مبدء معاد صدور یافته پس اولاً درین مقام عبارت مکتوب مذکور نقل کرده می شود عبارت آن رساله این است که بعد از هزار و چند سال از زمان رحلت آن سرور علیه و علی آله الصلوٰة والسلام زمانی می آید که حقیقت محمدی از مقام خود عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبه متحد گردد و این زمان حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد و مظهر ذات احد جل سلطانه گردد و هر دو اسم مبارک به مسمی متحقق شود و مقام سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تا زمانیکه حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام نزول فرماید و عمل بشریعت محمدی نماید علیهم الصلوٰة والتحیات در آنوقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج فرموده بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند باید دانست که حقیقت تشخصی عبارت از تعین وجوبی است که تعین امکانی آن شخص ظل آن تعین است و آن تعین وجوبی اسمی است از اسماء الٰهی جل سلطانه کالعلیم والقدیر والمرید والمتکلم و امثالها و آن اسم الٰهی جل شانه رب آن شخص است و مبدء فیوض وجودی و توابع وجودی او و این اسم را نسبت بحضرت ذات تعالی شانه مراتب شتی است و در مرتبه شان صفت که وجود آن زائد است بر وجود ذات این اسم اطلاق می یابد و در مرتبه شان که زیادتی آن بر ذات به مجرد اعتبار است نیز این اسم صادق می آید و فرق در میان صفت و شان در مکتوبیکه در بیان سلوک و جذبه نوشته شده بتفصیل قرار یافته است اگر خفائی

باشد بآن رساله رجوع نمایند و شک نیست که حصول شان اگرچه مجرد اعتبار است نیز تقاضا آن میکنند که فوق آن معنی زائد دیگر باشد مناسب آن شان که مبدء وجود اعتباری او گردد پس این اسم را ازان مرتبه نصیبی حاصل شده و در فوق آن معنی زائد نیز این احتمال جاریست اما قوت بشری از ضبط آن عاجز است این فقیر کم بضاعت یکمرتبه دیگر را هم گدازانیده است اما در فوق آن مرتبه غیر از استهلاک و اضمحلال نصیب نبود وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۔ شعر

هَنِيئًا لِأَرْبَابِ النَّعِيمِ نَعِيمُهَا ۔ وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِينِ مَا يَتَجَرَّعُ

و تفاضل قدام اہل اسم باعتبار طی این مراتب شتی ست علی تفاوت الاستعداد والقابلیات والواصلون الی الاسم قلیلون من الاولیاء فان اکثرهم واصلون الی ظل من ظلال ذلك الاسم بعد ان عرجوا من المراتب الامكانية باسرها بطريق السلوك والسير التفصيلي وقد يتيسر لهم الوصول الى ذلك الاسم فى طريق الجذبة الصرفة ايضا لكنه غير معتبر ولا يعتد به والذين عرجوا من ذلك الاسم وقطعوا مراتبه المتفاوتة قلت او كثرت فهو لابد اقل قليل منهم بر سر اصل سخن رویم و گوئیم که حقیقت متخصص چنانکه تعین وجوبی او را گویند تعین امکانی او را نیز گویند چون این مقدمات معلوم شد گوئیم که محمد رسول الله علیه و علی آله الصلوات والتحیات در رنگ کافه انام مرکب از عالم خلق و عالم امر است و اسم الٰهی جل شانه که رب عالم خلق اوست شان العلیم است و آنکه تربیت عالم امر او میفرماید آن معنی است که مبدء وجود اعتباری آن شان است حقیقت محمدی عبارت از شان العلیم است و حقیقت احمدی کنایه از انمعنی که مبدء آن شان است

و حقیقت کعبهٔ ربانی نیز همان معنی است فروتنیکه پیش از خلق حضرت آدم علی نبینا و علیه الصلوة
والسلام آن سرور را حاصل بوده و از آن مرتبه خبر داده و گفته کنت نبیاً و آدم بین الماء
والطین باعتبار حقیقت احمدی بوده است که بعالم امر تعلق دارد و همین اعتبار حضرت
عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام که کلمة الله بوده اند و بعالم امر بیشتر مناسبت داشته
بشارت قدوم آن سرور علیه و علی آله الصلوة والتسلیمات باسم احمد داده و فرموده
وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ و نبوتی که بنشاء عنصری تعلق دارد
باعتبار حقیقت محمدی است بلکه باعتبار حقیقتین است در رنگ نیز مرتبه آن شان است و
مبدأ آن شان لهذا دعوت با نیز مرتبه اتم است از دعوت مرتبه سابق چه در آن مرتبه دعوت
او مخصوص بعالم امر بوده و تربیت مقصور بر روحانیان و در نیز مرتبه دعوت او شامل
خلق و امر است و تربیت او مشتمل بر اجساد و ارواح غایت ما فی الباب در نشاء نشاء
عنصری او را علیه و علی آله الصلوات والسلام غالب ساخته بودند بر نشاء ملکی او تا مناسبت
که سبب افاده و استفاده است بیشتر پیدا شود و خلائق که جانب بشریت در ایشان غالب است
حضرت حق سبحانه و تعالی حبیب خود را صلی الله علیه و علی آله و سلم باکد وجه امر میفرماید باظهار
بشریت خود کما قال سبحانه و تعالی قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ
اتیان لفظ مثلکم از برای تاکید بشریت است و بعد از ارتحال از نشاء عنصری جانب [illegible]
او علیه الصلوة والسلام غالب آمد و مناسبت بشریت رو بنقص آورد و از آنست عسرت افادت
پیدا کرد بعضی از اصحاب کرام فرموده اند که هنوز از دفن آن سرور علیه و علیهم الصلوة والسلام فارغ
نشده بودیم که در دلهای خود تفاوت یافتیم یعنی ایمان شهودی بایمان غیبی مبدل گشت
و وصال از آغوش بگوش کشید و از دیدن به شنیدن آمد و از زمان رحلت او علیه و علی آله

الصلوة والسلام چون هزار سال گذشت که مدت مدیده است و ازمنه متطاوله جانب
روحانیت بر نهجی غالب آمد که جانب بشریت را بتمام متلون بلون خود ساخت که عالم خلق را
منصبغ عالم امر گردانید و پس ناچار آنچه از عالم خلق او علیه و علی آله الصلوة والسلام رجوع
بحقیقت خود نموده بود یعنی حقیقت محمدی عروج فرموده ملحق بحقیقت احمدی گشت حقیقت
محمدی با حقیقت احمدی متحد شد مراد از حقیقت احمدی و حقیقت محمدی درینجا تعین امکانی
خلق و امر اوست علیه و علی آله الصلوة والسلام نه تعین جبلی که تعین امکانی از ظل آن است
چه عروج تعین جبلی را معنی نیست و متحد گشتن آن تعین مستقل نه چون حضرت عیسی علی نبینا و
علیه الصلوة والسلام نزول خواهد فرمود و متابعت شریعت خاتم الرسل علیهما الصلوة والسلام
خواهد نموده از مقام خود عروج فرموده بتبعیت بمقام حقیقت محمدی خواهد رسید و تقویت
دین او علیهما الصلوة والتحیات خواهد نمود و ازینجا است که نقل میکنند از شرائع ما تقدم که بعد
از هزار سال از ارتحال پیغمبران اولی العزم از انبیاء کرام و رسل عظام مبعوث می شدند که تقویت
شریعت آن پیغمبر فرمایند و اعلاء کلمه او نمایند و چون دوره دعوت شریعت او تمام میشد
پیغمبر اولی العزم دیگر مبعوث می گشت و تجدید شریعت خود میفرمود و چون شریعت خاتم الرسل
علیه و علیهم الصلوة والتسلیمات از نسخ و تبدیل محفوظ است علماء امت او را حکم انبیاء داده کار
تقویت شریعت و تائید ملت را با ایشان تفویض فرموده مع ذلک یک پیغامبر اولی العزم را
متابع او ساخته ترویج شریعت او نموده است قال الله سبحانه تعالی انا نحن نزلنا الذکر و
انا له لحافظون باید دانست که بعد از هزار سال بعد از ارتحال خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوة
والسلام اولیاء امت او که بظهور آیند هر چند قلیل باشند اکمل بوند تا تقویت این شریعت بر وجه
اتم نمایند حضرت مهدی که خاتم الرسل علیه و علیهم الصلوات والسلام از قدوم مبارک او بشارت

فرموده اند بعد از هزار سال بوجود خواهند آمد و حضرت عیسی علی نبینا و علیه الصلوة والسلام
خود نیز بعد از هزار سال نزول خواهند فرمود و بالجمله کمالات اولیای این طبقه شبیه
کمالات اصحاب کرام است هر چند بعد از انبیا افضل اصحاب کرام راست علیهم الصلوات
والسلام اما جای آن دارد که از کمال تشابه یکی را بر دیگری فضل نتوان داد ازینجا گفته اند
بود که آن سرور فرموده علیه و علی آله الصلوات والسلام لایدری اولهم خیر
ام آخرهم و نفرمود لا ادری اولهم خیر ام آخرهم لعلمه بحال کل من الفریقین لهذا
قال خیر القرون قرنی اما چون از کمال مشابهت جای تردد بود فرمود ولایدری
اگر پرسند که آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام بعد از قرن اصحاب قرن تابعین را
خیر ساخته است و بعد از قرن تابعین قرن تبع تابعین را پس خیریت این دو قرن نیز
برین طبقه متیقن باشد پس تشابه این طبقه در کمالات با اصحاب کرام چه بود در جواب گوئیم
تواند بود که خیریت آن دو قرن برین طبقه باعتبار کثرت ظهور اولیاء الله باشد و قلت
وجود اهل بدعت و ندرت ارباب فسق و معصیت و هو لاینافی کون بعض الافراد من
اولیاء الله فی هذه الطبقة خیرا من اولیاء ذینک القرنین کحضرة المهدی مثلا
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ـــ دیگران هم بکنند آنچه مسیحا میکرد
اما قرن اصحاب از جمیع وجوه خیر است آنجا سخن کردن از فضول است سابقان
سابقانند و در جنب نعیم مقربان ایشانند که انفاق کوه ذهب دیگران بمد شعیر ایشان
نرسد والله یختص برحمته من یشاء باید دانست که از بیان سابق واضح گشت معنی آن
عبارت که در رساله مبدء و معاد فوق این مذکور مسطور گشته است که حقیقت کعبه ربانی
مسجود حقیقت محمدی گشت چه حقیقت کعبه ربانی اعنی حقیقت احمدی است که حقیقت

محمدی فی الحقیقة ظل او ست پس ناچار مسجود حقیقت محمدی باشد اگر سوال کنند که کعبه لطواف
اولیا رفته است و می آید و از ایشان برکات می جوید چون حقیقت او را تقدم باشد بر حقیقت
محمدی این معنی چگونه جائز باشد در جواب گوئیم که حقیقت محمدی نهایت مقامات نزول محمدیست
از اوج تنزیه و تقدیس و حقیقت کعبه نهایت مقامات عروج کعبه است از رتبهٔ اول هر عروج
حقیقت محمدی را بر مرتبهٔ تنزیه حقیقت کعبه است نهایت عروجات او را غیر از حق سبحانه اطلاع
ندارد و چون اولیا را اکمل است او را از عروجات آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام
نصیب تام است اگر کعبه از برکات این بزرگواران دریوزه نماید چه عجب ـــ

زمین زاده بر آسمان تاخته * زمین و زمان را پس انداخته

و عبارت دیگر از ان رساله که درین مقام واقع شده بود نیز حل شده آن عبارت اینست
که صورت کعبه همچنانکه مسجود صور اشیا است حقیقت کعبه نیز مسجود حقائق آن اشیا است
چه از مقدمات سابق معلوم شده است که حقائق اشیا عبارت از اسما الهی است جل سلطانه
که مبادی فیوض وجودی و توابع وجودی ایشان است و حقیقت کعبه فوق آن اسما است
پس هر آئینه حقیقت کعبه متبوع حقائق اشیا باشد آری اگر کمل اولیا را سیر بالاتر از حقیقت
کعبه واقع شود و انوار بالا را گرفته بمراتب حقائق خود که شبیه باجیاز طبعی اشیا است در مراتب
عروج فرود آیند کعبه از برکات ایشان توقع خواهد نمود کما مر سابقا و ایضا در رساله مبدا
و معاد چند فقره نوشته است در بیان فضیلت انبیا اولی العزم صلوات الله تعالی و تسلیماته
علیهم معنی فضیلت ایشان را از بعض دیگر چون مبنائی آن بر کشف و الهام است که ظنی است
از ان نوشتن و تفرقه نمودن در فضل نادم و مستغفر است چه دران باب سخن کردن جز بدلیل
قطعی جائز نیست انتهی اکنون بدفع ایرادات متوجه میشوم ـــ

ساقی بیار بادهٔ و بنواز عود را ✽ یکدم بلند کن نغمات سرود را
جامی بتشنگان حیات ابد رسان ✽ می بر رشید زاهد خشک حسود را

جواب امر اول جای تحریر یافته که حقیقت احمدی بعد از هزار و چند سال عروج کرده بحقیقت کعبه متحد شود اِنَّ هٰذَا اِلَّا افْتِرَاءٌ بِلَا امْتِرَاءٍ البته این معنی مذکور است که حقیقت محمدی با حقیقت احمدی و حقیقت کعبه متحد شود و تصریح این معنی خود در مکتوب مذکور اندراج یافته و این معنی را اهانت گفتن محمول بر نافهمی است از معنی حقیقت احمدی و حقیقت کعبه حضرت مجدد درج در رساله مکاشفات غیبیه میفرماید که شیخ محمد طاهر بدخشی استفسار نموده که در رساله مبدء و معاد واقع است که صورت کعبه چنانچه مسجود الیه صورة محمدیست حقیقت کعبه نیز مسجود الیه حقیقت محمدیست علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات ازین عبارت تفضیل حقیقت کعبه معظمه لازم می آید از حقیقت محمدیه علی مظهرها الصلوة و السلام و التحیة حال آنکه مقرر است که مقصود از خلقت عالم و عالمیان اوست علیه الصلوة و السلام و آدم و آدمیان همه طفیلی وی اند علیه الصلوة و السلام لَوْلَاهُ لَمَا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَفْلَاکَ وَ لَمَا ظَهَرَ الرُّبُوْبِیَّةُ کَمَا وَرَدَ باید دانست که صورة کعبه عبارت از سنگ و کلوخ نیست چه اگر فرضا سنگ و کلوخ درمیان نباشد کعبه کعبه است و مسجود خلائق است بلکه صورت کعبه با آنکه از عالم خلق است در رنگ حقائق اشیا امری است مبطن که از حیطه حس و خیال بیرون است از عالم محسوسات است غیر محسوس و متوجه الیها است مر اشیا را و بیچ در توجه نه هستی است که بلباس نیستی پوشیده است و نیستی است که بکسوت هستی خود را وانموده و در جهت بی جهت است و در سمت بی سمت است بالجمله این صورت حقیقت نقش عجوبه است که عقل در تشخیص آن عاجز است و عقلا در تعیین آن حیران گویا نمونه از عالم بیچونی و بیچگونگی دارد و

نشأ از بی‌شبهی و بی‌نمونی در وی تعبیه است بلی چنین بنا شد شایان مسجودیت نبود و بهترین
موجودات علیه الصلوة والتسلیمات بشوق و آرزو او را قبله خود اختیار نفرمودی
فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ در شان آن نص قاطع است وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا
در حق وی قرآن ما در بیت الله است که کنونیت خاص مر صاحب را جل شانه بادی است
نسبت مجهول الکیفیت بیچون بیچگون را با وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی در عالم مجاز که قنطره
حقیقت است بیت مبنی از بیتوته است که جای قرار و آرامگاه صاحب خانه است ربا
دول ا هرچند نشستگاه بسیار است و امکنه نشست و خواهش بی‌شمار اما خانه خانه است که از
مزاحمت اغیار بیگانه است مسکن و آرامگاه جانانه است اگرچه بحکم حدیث قدسی لکن یسعنی
قلبُ عبدِ المؤمنِ قلب عبد مومن گنجائش ظهور بیچونی پیدا کند لیکن نسبت بیتیه که
مبنی از بیتوته است از کجا پیدا کند و منع مزاحمت اغیار که از لوازم بیت است از کجا آرد
و چون غیر و غیریت را در آن موطن مدخل نبود ناچار سجودگاه خلائق باشد که غیرے را سجده
نبود و غیریت منافی مسجودیت بود محمد رسول الله بجانب خود سجده تجویز نفرمودند و بجانب
بیت الله بشوق و رغبت سجده نمودند و سر تفاوت را از اینجا دریاب شَتَّانَ مَا بَیْنَ
الساجدِ والمسجودِ ای برادر چون شمه از صورت کعبه معلوم نمودی اکنون شمه از حقیقت
کعبه معظمه بشنو حقیقت کعبه عبارت از ذات بیچون واجب الوجود است جل سلطانه که گرد
ظهور و ظلیت بوی راه نیافته است و شایان مسجودیت و معبودیت است این حقیقت را جل سلطانها
اگر مسجود حقیقت محمدی گویند چه محذور آید و افضلیت آن از زین چه قصور دارد حقیقت محمدی از
حقائق سائر افراد عالم افضل است اما حقیقت کعبه معظمه از عالم عالم نیست تا بوی این نسبت
نموده آید و در افضلیت او توقف کرده شود عجب است که تفاوت جدو را این در صاحب

دولت بہ ساجدیة و مسجودیة عقلائی ذو فنون رائی بہ تفاوت حقائق ایشان نبردہ است
کہ در مقام عجز احتیاج لم نزدند و لب بطعن و تشنیع کشادہ حضرت سبحانہ تعالی انصاف شان بدہد
کہ تا فہمیدہ ملامت نکنند انتہی **جواب امر دوم** این خدشہ محمول است برین
غلط فہمی کہ حقیقت محمدی و احمدی یکیست و آنچہ گفتہ شد کہ برین اتفاق علماء مشائخ است
ہرگز صحیح نیست عبارت توہم نگاشتنی است با این اتفاق از عبارت کدامی از علماء مشائخ
نقل کردنی است و برہان کشفی در مکتوب مذکور است پس استدلال عجیب است
فریاد از آن لحظہ کہ در دل آن شوخ ⁂ پرسد ز من و قوت گفتار نباشد
جواب امر سوم این معنی صحیح است کہ بعد از ہزار سال حقیقت محمدی احمدی
گردد حضرت مجدد رح در رسالہ مکاشفات غیبیہ می فرماید کہ نوشتہ بودند کہ بعد از ہزار سال
حقیقت محمدی احمدی گردد و تتمہ عبارت ننوشتند کہ بعد این فقرہ واقع است و مسمی
بظہور دوام اسم متحقق گردد و بعد از ملاحظہ این عبارت بہ بینند کہ آن خدشہ می ماند یا نہ چہ مانعست
کہ یک مسمی بدو اسم خود کہ عبارت از دو کمالات مخصوصہ اند متعاقب یکدیگر بعد از ازمنہ
متطاولہ متحقق شود و از کمالی بکمالی دیگر کہ بالقوہ داشت ترقی فرماید سخن فلاسفہ است
کہ در مجردات حصول جمیع کمالات را بالفعل اعتبار کردہ اند و ترقی از قوہ بفعل تجویز ننمودہ
این از کوتہ نظری ایشانست مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ الخ از ینجا قوانند بود
کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کہ نزول او بعد از ہزار سال از بعثت آن
سرور است علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام آنحضرت را علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام باسم
احمد یاد کردہ است و قوم خود را بشارت قوم آنحضرت باین اسم دادہ کہ ایام دولت آن
اسم است و الا این اسم غیر مشہور یاد کردن چہ گنجایش داشت کہ خلقی در اشتباہ افتند و انام

به مسمی محمد نگردند ازین نیز قیاس باید کرد که نام آن سرور علیه وعلی آله الصلوة والسلام
بر زمین محمد است و در آسمان احمد چه کمالات محمدی مناسبت باهل زمین دارد و کمالات
احمدی مناسبت باهل آسمان ملاء اعلی چون از رحلت آن سرور علیه وعلی آله الصلوة و
السلام هزار سال بگذرد که آن مدت را مدخلی تمام داده اند در تغیر و تبدیل امور و مناسبت
مر او را ملاء اعلی بنبینا وعلیه الصلوة والسلام باهل زمین کم ماند کمال احمدی طلوع کند و علوم و معارف
آن کمال ظهور فرماید خدشه چیست و تردد کدام آنچه در خدشه نوشته اند از آنجا که حقیقت
است زمان نیست در تغیر و تبدیل نه تا از حقیقت چه مراد داشته باشد و از تغیر و تبدیل چه
خواسته قلب حقیقت نیست انقلاب حقیقت است از کمالی بکمالی و انصباغ او است از
رنگی برنگی ازین بیان حل گشت تشکیکی که نموده بود که مراد از حقیقت خود چیست و الا قیل
هزار چه راست و چرا گفت که مسئول هزار ساله باجابت رسید چه حقیقت احمدی واضح گشت و
فائده هزار سال بوضوح انجامید انتهی مگر آنچه در تقریر اعتراض برنگاشته شد که حقیقت
محمدی بعد از هزار و چند سال مظهر ذات گردد واضح مبنی است بر عدم فهم معنی حقیقت محمدی
حقیقت محمدی عبارت از شأن العلم است و حقیقت احمدی کنایه از آن معنی که مبدء آن شأن
است و همین است حقیقت کعبه و فرق میان شأن و صفات آن است که صفات در خارج
موجودند بوجود زائد بر ذات تعالی و تقدس و شیونات بمجرد اعتبار اند در ذات عز سلطانه
این بحث بمثال روشن گردد آب مثلاً بالطبع از بالا به پایان فرود می آید این فعل
طبعی وی در وی باعتبار حیات و علم و قدرت و ارادت پیدا میکند چه ارباب علم بواسطه
ثقل خود بمقتضاء علم از بالا به پایان می آیند و توجه فوق نمیکنند و علم تابع حیوة است و
اراده تابع علم است و قدرت نیز ثابت شد چه ارادت تخصیص احد المقدورین است این

اعتبارات در ذات آب اثبات کرده شود و بمنزلهٔ شیونات است اگر با وجود این اعتبارات
صفات زائده در ذات آب اثبات کرده شود و بمنزلهٔ صفات موجوده است بوجود زائد
آب را با اعتبارات اولی حی و عالم و قادر و مرید نتوان گفت از برای این اسامی ثبوت
صفات زائده در کار است پس در صورت اتحاد و انطباق حقیقت محمدی با حقیقت محمدی
و حقیقت کعبه مظهر ذات احد گردد و در صورت عدم اتحاد و انطباق مظهر شان احد باشد
و هذا ظاهر **جواب امر چهارم** درجه عروج حقیقت عیسوی بمقام حقیقت محمدی
بکمال بسط در مکتوب مذکور است فلا احتیاج الی اعادته و برزخیت را مدخلی در ایراد
نیست و همچنین تعین علمی اجمالی را و آنچه صورت سوال زیر محمد نعمان مذکور شد غلط است
و آنچه گفته که هرگاه حقیقت کعبه حقیقت احمدی یکی است حقیقت کعبه مسجود حقیقت محمدی
از ینجا لازم می آید که تن مبارک در بر روح مطهر خود سجده میکرد نه خدا را سبحانه همه اش
هذیان است و محمول بر نافهمی محو حیرتم که تن مبارک و روح مطهر از کدام عبارت مراد
داشته اگر حقیقت محمدی را تن مبارک و حقیقت احمدی را روح مطهر فهمیده پس عجوبه
است بهر حال این اعتراض عائد بر فهم معترض است افسوس که عبارت منقوله کنز الهدایه را
هم نفهمیده هرگاه تعین اول حقیقت محمدی باشد پس تن مبارک چگونه مراد خواهد بود
مع هذا کنز الهدایة از تصانیف حضرت مجدد درج نیست این انتساب از اوهامات فاسده
برزنجی است **جواب امر پنجم** این چه ضرور است که اگر حقیقت احمدی یکی نباشد
حقیقت کعبه و حقیقت احمدی چگونه یکی باشد و آنچه دعوی خلاف اجماع نموده شد پس اولا
اجماع یا اتفاق بر نفی از کتب قوم نقل نموده شود و قد دونه خرط القتاد و منشاء غلط فهمی
این است که معنی حقیقت نه فهمیده و بر اصطلاح متصوفین هیچ خبر ندارد می گوید که چنانکه از اسم

مبارک احمد ذات بابرکات خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد است ہمچنان از اسم مبارک محمد ذات بابرکات آن خلاصہ موجودات مراد است انتہی ای باوجود حقیقت محمدی و حقیقت احمدی مراد از اسم مبارک نیست ہرگاہ معنی حقیقت و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی بہ تفصیل بیان کردہ شد پس این قول از معترض محمول بر کمال نافہمی و بلادت است و اعجب العجب کل العجب کہ حقیقت کعبہ را پرتو نور وی صلی اللہ علیہ وسلم می گوید ہرگاہ حقیقت کعبہ مبدأ شان علیم باشد پس آنرا پرتو نور وی صلی اللہ علیہ وسلم گفتن بعید از عقل و قیاس است و آنچہ نگاشتہ کہ چون حقیقت بانی کعبۂ ربانی از پرتو نور او باشد پس حقیقت کعبہ ربانی از پرتو نور او بنا شدن الخ محض سفسطہ است ندانم کہ مراد از حقیقت بانی کعبہ بانی چیست اگر حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ مراد داشتہ شوند پس اگر ازان لازم خواہد آمد ہمین کہ کعبہ ربانی از پرتو نور او باشد نہ آنکہ مبدأ شان علیم نعوذ باللہ من تلک الخرافات والہذیانات پس ہرگاہ میان کعبہ و رب کعبہ فرقہا ست حضرت ابراہیم علیہ السلام بانی کعبہ باشد نہ معاذ اللہ خالق رب کعبہ پس اگر کعبہ از پرتو نور مصطفوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام باشد رب کعبہ پرتو نور وی نخواہد بود و چون حقیقت کعبہ از تحقیق سابق مبدأ شان علیم بود پس چگونہ مسجود نخواہد بود فان ذات اللہ تعالی مسجود الیہ البتۃ

جواب امر ششم در کعبہ و حقیقت کعبہ فرقہا ست چنانکہ میان کعبہ و رب کعبہ پس اگر بقعہ کہ وجود شریف خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دران مدفون است بر کعبہ و عرش و کرسی تفضیل و شرف دارد یا موضع افضل بر کعبہ باشد دران بحث نیست بحث در حقیقت کعبہ است کہ بمعنی مبدأ شان علیم است بر آن ہیچ چیز را فوقیت نیست این اعتراض نیز مبنی است بر نافہمی از معنی حقیقت **جواب امر ہفتم** آنچہ اولاً معنی حقیقت کہ نگاشتہ شد خلاف

مصطلح است ثانیاً درین شک نیست که حقیقت کعبه اصل و مسجود حقیقت محمدی است
مگر حقیقت کعبه را ظل و ساجد را زینهٔ اول قرار دادن محض نافهمی است عبارت حضرت
مجدد رح ازین پاک و صاف است عبارت حضرت مجدد رح این است زینهٔ اول
معروج حقیقت محمدی را بر مرتبه تنزیه حقیقت کعبه است معترض این عبارت را
مطلقاً نه فهمیده پس اعتراضش راجع بر فهم وے خواهد بود ثالثاً در وزیره نمودن
حقیقت کعبه امریست عجیب افسوس است که معترض میان کعبه و حقیقت کعبه فرق ننموده
و چون یکی را بجای دیگری استعمال میکند در تحیری افتد منشار غلط این است که اولاً
در وزیره نمودن حقیقت کعبه نگاشته درین مقام کعبه تحریر کردنی بود و پس بر آن تفریع
کرده که چون حقیقت کعبه و حقیقت احمدی یکی باشد پس بطواف اولیاء است آمدن و
از ایشان در یوزه نمودن و بطواف آمدن چسان راست آمد در وزیرگی کعبه مستلزم
جواز در وزیرگی حقیقت کعبه نیست که مساوی حقیقت احمدی است **جواب امر هشتم**
حقیقت محمدی را جسد مبارک و حقیقت احمدی را روح طیب قرار دادن از هذیان
جواب امر نهم اعتراض بے سر و پا است
زبانِ شوخ من ترکی و من ترکی نمیدانم ❊ چه خوش بودی اگر بودی زبانش در دهان من
بر معترض لازم بود نشاندهی عبارتیکه بر وی اعتراض عائد کرده میشود **جواب امر دهم**
در نقل غلطی واقع شده تصحیح نقل مطلوب است لاکن درین شبهه نیست که آیت من
الناس و رب الناس حقیقت کعبه بطواف اولیاء الله می آید تکرار خط محول
بر غشاوت بصری معترض است **جواب امر یازدهم** نمیدانم که عبارت
منقوله کجا است و از ما نحن فیه کدام تعلق دارد و حقیقت کعبه را زینهٔ اول حقیقت

محمدی گفتن محمول بر نافهمی است کما بیناه سابقا چه ازان ظاهر است که زینهٔ اول مرتبهٔ
تنزل حقیقت کعبه است با این غلط فهمی دراز نفسی معترض محل شکایت است ع

بعد ازین ما لبر ما عربده جو خواهد بود ٭ همه را از همه رو روی بدو خواهد بود
چکند خاطر من صبر و تحمل دارد ٭ تا ترا جور و جفا عادت و خو خواهد بود

تحقیق مقام و توضیح مرام این است که مراد از حقیقت ذات شیء و ما به الشیء هو هو نیست
بلکه حقیقت شیء بطور این طائفه علیه عبارت از اسم الهی است که مبدء تعین وجود آن
بوده است و آن شیء کالظل و العکس نسبت آن اسم و واسطه فیوض از حضرت قدسیه
برای آن شیء باشد و همچنانکه شان ذاتی واسطه میان آن اسم مقدس و ذات منزه جل شانه
تعالی و عز برهانه است ازانکه توسط وسائط در رعایت مناسبات در میان مفیض و
مستفیض عادة الله جاری است چون این دانستی کنون بدان که پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم را
کمالات و مقامات اند که استقصاء و احاطت آن مستحیل می‌ماند و مر آنحضرت را صلی الله علیه
وسلم دو اسم اند و هر کدام را ولایت علاحده پس باعتبار وجود عنصری او و ارشاد او مر این
عالم ظلمانی را اسم مقدس او محمد است صلی الله علیه وسلم و ولایت این اسم مبارک ناشی است
از اسم الهی که مناسب به تربیت این عالم سفلی وارد شده است و مسمی است بحقیقت محمدی و باعتبار
وجود روحانی او که مربی عالم ملکوت و روحانیات عالم علویست و پیش از وجود عنصری آن
وجود نبی بود نام پاک او احمد است و ولایت این نام ناشی است از شان جامع که مبدء
داخل است مر حقیقت محمدیه را و مناسب است مر تربیت آن عالم نورانی را که مسمی
حقیقت احمدیه است و نیز منجر بحقیقت کعبه ربانیه است و مر آنحضرت را صلی الله علیه وسلم
ورای این هر دو تعین که بمنزله مکان طبعی او است باعتبار هر دو اسم مبارک او

عروجات لا تعد ولا تحصی اند که نهایت آن را علام الغیوب داند چنانچه در قول آنحضرت صلی الله
علیه وسلم به آن اشارت رفته لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی
مرسل و در آن رمزی است قول الله تبارک و تعالی فکان قاب قوسین او
ادنی و این است ثمره سر اصطفائی و محبوبیت صرفه و این است مناط فضل و مدار تفوق
از این تحقیق لائح گشت که این تفوق فی الحقیقت تفوق بعض کمالات آن سرور است
صلی الله علیه وسلم بر بعض دیگر او و نیز حقیقت کعبه جزئی است از حقیقت جامعه او صلی الله
علیه وسلم که جامع است مر کمالات جسمانیه و روحانیه خلق را مراد او صلی الله علیه وسلم پس
توهم تفوق باطل شد و حدیث افضلیت مضمحل گشت مسلم باید کرد که فضیلت حقیقتی بر حقیقتی
دیگر موجب افضلیت صورتی بر صورتی نمیشود چه جائز است که صورت را با حقیقت او که ربط
است قرب اتصال باشد که آن قرب اتصال بصورت دیگر با حقیقت دیگر که ربط دارد است
نباشد و این در ما نحن فیه اظهر است و در آن خفائی نبوده است زیرا که کمال قرب نیست
مگر بفنا و بقا و عروج مخصوص به بشر و غیر انسان کامل را مقامی است معلوم حضرت خواجه معصوم
قدس سره میفرمایند تفوق یک حقیقت بر حقیقت دیگر موجب افضلیت صاحب حقیقت
اول بر صاحب حقیقت ثانیه نیست چرا نمی توانند که صاحب حقیقت تحتانی را عروجات
بحقیقت فوقانی شود و مراتب قرب میسر بوده صاحب حقیقت فوقانی محبوس حقیقت خویش بود
عروج از حقیقت خود نماید و مراتب قرب که مدار فضل بر آنست حاصل نکند نمی بینی که
ولایت ملاء اعلی فوق ولایت خواص بشر است و فضل مر خواص بشر را است باعتبار
عروج از حقائق بلکه ملک را عروج از حقائق خود نصیب نه وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ
در شرح مواقف مذکور است ان الملائکة وان کانوا فوق البشر فی بعض الامور

لکن الأفضلیة بمعنی کثرة الثواب للبشر و نیز عالم امر فوق عالم خلق است
و فضل بر عالم خلق را است چه قرب عالم خلق اصلی است و قرب عالم امر ظلی عنصر خاک پائین
تر لطائف عالم خلق و عالم امر است و پستی او سبب رفعت او گشته است و قربی که
خاکیان را است قدسیان را نیست ؎

زمین زاده بر آسمان تاخته ÷ زمین و زمان را پس انداخته

انتهی باید دانست که لفظ حقیقت محمدی در عبارت حضرت امام ربانی قدس سره
بمعانی مختلفه و انحای شتی وارد شده چون بحقیقت احمدیه و با حقیقت کعبه تقابل
شود مراد از آن اسم الهی جامع باشد که نسبت به تربیت این عالم سفلی دارد و چون تقابل
به حقیقت الهی شود مراد از آن شان ذاتی جامع باشد که متولی تربیت عالم علوی گردد
و این جامع جمیع شیونات ذاتیه و اصل مبدء اسم جامع باشد که متضمن جمیع اسما است و این
شان و کل بود و برای سائر حقائق این شان که حقیقت کعبه ربانی هست نیز در آن حقیقت
جامعه داخل جزء او باشد و همین است معبر بحقیقة الحقائق و تدافع مندفع بود چنانچه در اخیر مکتوب
دفتر ثالث بدان ذکر رفته که حقیقت محمدیه فوق جمیع حقائق است تذییل حضرت امام ربانی
در مکتوبی که مذکور شد میفرماید حقیقت محمدی نهایت مقامات نزول محمدی است از امر
تنزیه و تقدیس حقیقت کعبه نهایت مقامات عروج کعبه است زینه اول در عروج حقیقة محمدی
را مرتبه تنزیه حقیقة کعبه است و نهایت عروجات او را علیه السلام غیر از حق سبحانه اطلاع ندارد
و چون کمل اولیاء امت آن سرور را علیه الصلوة والسلام از عروجات او علیه السلام نصیب
تام است اگر کعبه از برکات این بزرگواران دریوزه نماید چه عجب انتهی و درین مقام مراد از
حقیقت کعبه نه اسم الهی است که حقیقة محمدی هم همان است تا مخالفت بما سبق لازم آید

بلکہ مراد روحانیت کعبہ است نہ احجار وا خشاب حضرت مجدد در مکتوب صدم از جلد ثالث
کہ بہ شیخ نور الحق ابن شیخ عبدالحق دہلوی کہ یکی از مقتبسان انوار افادت حضرت مجدد
بود تحریر میفرمایند غایت مانی الباب منشاء ظہور قرآنی از صفات حقیقیہ است و منشاء
ظہور محمدی از صفات اضافیہ ناچار آنرا قدیم و غیر مخلوق گفتند و این را حادث مخلوق
و معاملہ کعبہ ربانی ازین و ظہور اسمی ہم عجیب تر است کہ آنجا ظہور معنی تنزیہی است
بی کسوت صور و اشکال چہ کعبہ کہ مسجود الیہ خلائق است از سنگ کلوخ نیست و ہمچنین
جدران و سقف نیست چہ اگر اینہا نباشند کعبہ کعبہ است و مسجود الیہ است پس آنجا ظہور
ہست اما ہیچ صورت نیست این از عجب عجائب است انتہی حضرت عروۃ الوثقی در
مکتوب بست و چہارم فرماید کہ حقیقت کعبہ برزخ است میان حقائق مخلوقات و حقیقت
واجبی جل سلطانہ کہ مرتبہ احدیت ذات تعالی چہ کعبہ مسجود الیہ خلائق است حقیقت آن
از حقائق سائر خلائق البتہ باید کہ ممتاز باشد چہ مسجود ذات حق است سبحانہ کعبہ باید کہ
ناشی ازان مرتبہ مقدسہ بود حضرت ایشان ؒ قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس
در مکتوبیکہ داخل سہ جلد مکتوبات نیست نوشتہ اند کہ حقیقت کعبہ ذات واجبی است
تعالی چہ مسجود فی الحقیقت ہمان مرتبہ مقدسہ است نہ آنکہ باید دانست کہ مسجود ہر چند ذات
بیچون است لیکن باعتبار مسجودیت با و لحوظ گشتہ است لاجرم از مرتبہ احدیت ذات
کہ معرا از نسب و اعتبارات متنزل باشد و در دیدہ دانش گرفتاری تمیز بود و در مکتوب
صد و ہشتاد و سوم میفرماید کہ اگر از بعضی عبارات آنحضرت مستفاد میشود کہ حقیقت
کعبہ فوق اعتبار شیون و صفات است و از ما سبق خلاف آن مفہوم گشت **جواب**
مراد از صفات و شیون کہ حقیقت کعبہ را از آن تفوق است صور علمیہ صفات است

که در مرتبهٔ تعین علمی ثبوت دارند چه در اصطلاح قوم مقام صفات و شیون عبارت
از همین صور علمیه تفصیلیه است چنانچه اجمال این مرتبه را مرتبهٔ ذات میگویند و تجلی آنرا تجلی
ذات میدانند و نیز مراد ازان صفات حقیقیه تفصیل مرتبهٔ تعین وجودی است که حضرت
ایشان باثبات این تعین ممتاز اند و نزد حضرت شیخ محی الدین عربی و تابعان او قدس
اسرارهم این مرتبه مرتبهٔ لاتعین و مرتبهٔ اطلاق ذات است تعالی چه فوق تعین علمی جلی که
تعین اول است نزد ایشان مرتبهٔ لاتعین است و وجود بحت و نزد ما این مرتبه که مرتبهٔ
وجود بحت است بتعین موصوف است و تعینات صفات نیز درین مرتبه ثابت است
که از جمله آن تعینات تعین علمی است لیکن چون علم اجمع صفات است در اینجا نیز در رنگ
وجود صفات و شیونات ذاتیه کائن است و آن را نیز در رنگ وجود دو مرتبه است
مرتبهٔ اجمال که از او دیگران تعین اول و حقیقت محمدی میدانند و مرتبهٔ تفصیل آری تحقیق
لائح گشت که تعین علمی جلی تعین اول صفت علم است که از صفات حقیقیه زائده است
نه تعین اول حضرت ذات تعالی بلکه در تعین اول بودن آن صفت علم را نیز سخن است
چه فوق تعین وجودی در ان مکتوب اخیر تعین حبی اثبات کرده اند که در اینجا نیز اجمال
و تفصیل هست بر سر اصل سخن رویم حقیقت کعبهٔ ربانی چنانچه فوق صور علمیه واحدیت است
که نزد قوم مقام شیون و صفات است و فوق اجمال علم که نزد ایشان مقام وحدت و
تجلی ذات است همچنین فوق تفصیل کمالات مرتبهٔ حضرت وجود است که نزد حضرت ایشان
با هر حصه ازان کمالیست از کمالات حضرت ذات مختص است از صفات او تعالی و
نیز فوق اجمال حضرت وجود است که تعین اول و حقیقت محمدی است بقول قدیم آنحضرت
و در قول اخیر آنحضرت تعین اول و حقیقت محمدی تعین حبی است که فوق تعین وجودیست

چه حب است که سلسلهٔ وجود و ایجاد را جنبانیده است چنانچه فاحببت ان اعرف
رمز نیست ازان اگر گویند کعبه هر چند بیت الله است اما قلب مومن بحکم لیسعنی الحدیث
نیز حکم آن دارد پس تفوق آن برین از کدام رو بود گوئیم وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی
در عالم مجاز سلاطین را هر چند اماکن نشستگاه بسیار است لیکن جا نه خانه است که از مزاحمت
اغیار بیگانه است و آرامگاه جانانه است نشستگاه دیگر را با خانه چه نسبت و کدام
مساوات بهر آنند صفات حقیقت زائده که اصلا انفکاک شان از ذات تعالی جائز
نیست اگر از بیت الله فوق بوند گنجایش دارد والعلم عندالله سبحانه فاندفع
المنافاة وزال الاشتباه **تنبیه** از بیان سابق لائح گشت که
حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت محمدی است چه حقیقت محمدی علی صاحبها الصلوة و
السلام والتحیة ناشی از مراتب تعینات است و حقیقت کعبه فوق مراتب تعینات
است ماند حقیقت قرآن مجید سبحانی که بحقیقت کعبه ربانی چه نسبت دارد و در رساله
مبداء و معاد که از مصنفات حضرت ایشان ما است آنست که حقیقت قرآنی
و حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت محمد نیست حقیقت کعبهٔ ربانی فوق حقیقت قرآنی و
در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث بر نگاشته اند که حقیقت قرآنی فوق حقیقت کعبه است
و آنچه در ما سبق از آنحضرت منقول شد نیز مشعر همین معنی است تطبیق میان این دو تحقیق
آنچه بخاطر فاتر راه میدهد ناشی است از تحقیق سابق که در شیون و صفات واجبی تعالی
مشروح ساخته چه قرآن مجید ناشی از صفت یا شان اوست سبحانه و در شیون و
صفات دو اعتبار مبین گشت اعتبار تعین و اعتبار اطلاق و لاتعین پس نظر باین
دو اعتبار حکم بسبقت هر کدام از حقیقتین بر دیگری میتواند که بوده باشد نیم حکم بیک اعتبار

بود و حکم دیگر یافته از اعتبار دیگر فلا تخالف فی الحقیقة و آنچه در مکتوب صدم از جلد ثالث
اندراج یافته است که معامله کعبه ربانی ازین دو ظهور اسمی یعنی ظهور قرآنی و ظهور محمدی
هم عجیب تر است که آنجا ظهور معنی تنزیهی است بی کسوت صور و اشکال چه کعبه که مسجود الیه
خلائق است عبارت از سنگ و کلوخ نیست و همچنین جدران و سقف نیست چه اگر اینها
نباشد کعبه کعبه است و مسجود الیه است پس آنجا ظهور است اما هیچ صورت نیست این از
اعجب عجائب است انتهی ملخصاً دلالت بر تفوق این حقیقت بر حقیقت قرآنی ندارد چه معنی
تنزیهی یا هر چه در آنحضرت جل سلطانه اعتبار نموده آید از الوهیت و ربوبیت و وجوب
و وجود و غیرها از صفات حقیقیه که بشرافت وجود خارجی پیوسته اند از متنزل است چنانچه
در مکتوب ثالث از جلد ثانی این معنی مبین و مشروح است آری ظهور این حقیقت بی کسوت
صورت است بخلاف ظهور کلام مجید و ظهور محمدی که بکسوت حرف و صوت و صورت
انسانی است و این از غرائب است و حقیقت محمدی چون اسمای اضافیه است ناچار ازین
هر دو حقیقت متنزل بود **سوال** ازین بیان لازم آمد که کعبه حسنای از حضرت پیغمبر
ما صلی الله تعالی وسلم افضل باشد **جواب** گوییم ممنوع است زیرا که تفوق یک حقیقت
بر حقیقت دیگر موجب افضلیت صاحب حقیقت اولی بر صاحب حقیقت ثانیه نیست
چه میتواند که صاحب حقیقت تحتانی را عروجات بر حقیقت فوقانی شود و مراتب قرب دید
و صاحب حقیقت فوقانی محبوس حقیقت خویش بود عروج از حقیقت خود ننماید و کثرت مراتب
قرب که مدار افضلیت است حاصل نکند نمی بینی که ولایت ملاء اعلی فوق ولایت خواص بشر است
و فضل برخواص بشر راست باعتبار عروج از حقائق ملک ملک را عروج از حقائق خود
نیست وما منا الا له مقام معلوم و در ما نحن فیه نیز این معنی ظاهر است و نیز عالم امر فوق عالم

خلق ست و فضل مر عالم خلق را ست چه قرب عالم خلق اصلی ست و قرب عالم امر ظلی عنصر خاک
با این از لطائف عالم خلق و عالم امر ست و پستی او سبب رفعت او گشته و قربی که خاکیان
را ست قدسیان را نه ؏

زمین زاده بر آسمان تاخته ٭ زمین و زمان را پس انداخته

فافهم ولا تکن من الغافلین اگر گویند که آنحضرت قدس الله
تعالی سره الاقدس در مکتوبی که بشیخ طاهر جونپوری نوشته اند و آن مکتوب
داخل جلدهای مکتوبات قدسی آیات نشده برنگاشته اند که حقیقت کعبه عبارت از ذات
بیچون واجب الوجود ست جل سلطانه که گردی از ظلیت و ظهور بوی راه نیافته ست
و شایان مسجودیت و معبودیت ست ازین عبارت تفوق این حقیقت از صفات
حقیقیه و حقیقت قرآنی مطلقا لازم می آید که خلاف تحقیق سابق ست **گوییم** اولا چون
مقرر قوم ست که فوق مراتب تعینات که مراتب ظلال و ظهور است مرتبهٔ اطلاق ذات است
تعالی بنا بران آنحضرت نیز ازین مرتبه تعبیر بذات بیچون نموده باشند و این تحقیق
تفصیل را که فوق تعین علمی و وجودی حبی ست بعد از ان افاده فرموده و ثانیا انکه
میتواند که ان حقیقت را ذات بیچون مجاز باعتبار ملابستی که صاحب بیت را با بیت است
فرموده باشند چه فی الحقیقت مسجود ذات بیچون ست تعالی و بیت واسطه جهت و حیثیت
حقیقت که درینجا سخن از ان میرود معنی بیت ست و ران ملحوظ است و ثالثا انکه ممکن
بود که مراد از ذات بیچون ذات مقید باعتبار معبودیت و مسجودیت و مانند آن بود
نه ذات مطلق معرا از نسب و اعتبارات چنانچه لفظ سلطان در خانه نیست که در اول
کتاب مسطور شد مشعر باین معنی ست یعنی سلطان را قطع نظر از انکه نسبت بخانه دارد بایم جست

وبیرون ازین اعتبارات باید طلبید وصفات حقیقیه را و همچنین شیونات را که کالاصول اند
مراین صفات را از سائر اعتبارات ذات تعالی تفوق است چه ذات مقید باعتبار ملحوظ
درانجا همان اعتبار است نه ذات چنانچه ارباب معقول در علم مخی بوجهه گفته اند که علم
همان وجه است نه شی و حقیقت قرآنی جامع جمیع کمالات ذاتیه است که اولا در مرتبه
صفت ملک شان کلام فائض می شوند ثانیا از انجا بعالم افاده می آیند و آن حقیقت
بتوسط این شان صورت لفظی گرفته جلوه گر گشته است چنانچه حضرت ایشان نوشته اند
که در مرتبه شیونات که زائد بر ذات نیستند الا باعتبار شان کلام باین معنی مخصوص گشته
هرچه از کمالات در مرتبه ذات و شیونات متحقق بود تمام در شان کلام فائض گشته حاصل
تمام حقیقت آن شان این قرآن است و بس به همین عبارت عربی و ترتیب معهود و مکتوب
در مصاحف و هر کتابی که بهر نبی منزل شده است جزو یست از اجزای این قرآن که
از بعض عبارات و بعض وجوه مستفاد است و تخلیق جمیع مکونات من الاول
الی الآخر هم مستفاد از آن اِنَّمَا قَوْلُنَا اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ
مصداق این قول است حاشا و کلا که کعبه معظمه را افضل گفته باشند اگر گفته اند کعبه حقیقی را
افضل گفته باشند که آن سر اول شان ربانیست و منشاء معبودیت و قابلیت مسجودیت
است این بنا جمادی را افضل نگفته اند و این قول در مجلدات ثلثه مکتوبات داخل نشده
البته در رساله مبدء و معاد نوشته اند که حقیقت کعبه فوق حقیقت محمدیست فوقیت مستلزم
افضلیت نیست بلکه میان این عموم و خصوص است فَكُلُّ اَفْضَلَ فَوْقٌ صدق و معنی
وَلَيْسَ كُلُّ فَوْقٍ اَفْضَلَ بنگرید که عالم ملائکه فوق عالم انسان است ولیکن بشر افضل است
از ملک و عالم امر فوق عالم خلق است اما عالم خلق افضل است از عالم امر پس بقول اول

حضرت ایشان حقیقت احمدی حقیقۃ کعبہ فوق حقیقت محمدی است اما حقیقت محمدی
افضل است از حقیقت احمدی و کعبہ پس ثابت شد کہ فوقیت مستلزم فضلیت نیست مع القول
آخر ایشان حقیقت محمدی مطلقاً افضل است بر کعبہ وغیرا جراکہ حقیقۃ الحقائق است
حضرت مجدد دو اصطلاح دارند و ہر دو اصطلاح حقیقت محمدی افضل است از کعبہ اہل حرمین
چند لحظ دارند نظر بجانب خانہ مومن را افضل میگویند و نظر بر رحانیت کعبہ انبیاء و
اولیا را افضل میگویند و نظر بشان مسجودیت و اسرار الوہیت و منشار عبودیت حقیقت
کعبہ را افضل می گویند ہر کہ کعبہ را افضل گفتہ است مراد کعبہ حقیقی است کہ آن سر اول شان
ربانی است و منشار معبودیت و قابل مسجودیت است و ہر کہ مومن را افضل گفتہ است مراد
او کعبہ جمادی است اینجا مراد لحظ است ہر کس بہ نظر خود حکمی فرمودہ است کہ باعتبار ہر وجہ
صحتے دارد کجا بودم و از کجا بکجا رسیدم

ہمسایہ شنید نالہ ام گفت ❊ خاقانی را دگر شب آمد

امید ہا دارم کہ بسمع قبول درآید و تشاہد مقصود و در برآید

خوشم بہ سنگدلیہائی او کہ درد مرا ❊ دل از سنگ بود طاقت شنیدن نیست

قال انچہ در مکتوب نود و ششم از جلد ثالث مینو یسد کہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
بدو اسم مسمی است الخ ہمہ از عندیات او است کہ خلاف علوم علماء و رائی معارف اولیا است
و ہر دو اسم مبارک محمد احمد در قرآن مجید است و بعضی مفسران بر آنند کہ طٰہٰ نیز اسم مبارک
او است و در حدیث دیگر آمدہ انا المسمی علی الارض بمحمد و فی السماء باحمد
و فی الثری بمحمود و علی العرش باحد و در حدیث دیگر است
انا احمد بلا میم از ین ہر دو حدیث معلوم شد کہ احد ہم نام مبارک او است کہ از احمد ہم

نزدیک تر است و مقصود از ہمہ نامہا ذات مبارک اوست صلی اللہ علیہ وسلم لیس آنچہ صاحب
مکتوب حقیقت محمدی را بجسد مبارک نسبت کردہ و حقیقت احمدی را بروح مطہر قرار دادہ
خلاف ہمہ است و آنچہ گفتہ کہ از تعین جسدی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ہزار
سال ہیچ اثر نماند غلط محض است و خلاف اجماع و حدیث و اتفاق ہمہ بزرگانست کہ جسد
شریف انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات در قبر پوسیدہ و ریزیدہ نشود و تعین جسدی خواجہ
عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بحال خود است و محمد و احمد نام ذات مبارک اوست و تن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفت روح گرفتہ است **اقول** درینمقام اولاً عبارت
مکتوب نود و ششم از جلد ثالث کہ بخواجہ اشرف کشمی شرف صدور یافتہ نقل میکنیم حضرت
پیغمبر ما علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام مسمی بدو اسم است کہ ہر دو اسم مبارک او در قرآن مجید
مسطور است فرمود محمد رسول اللہ و نیز فرمود در حکایت بشارت روح اللہ اسمہ احمد و ہر
کدام این دو اسم مبارک را ولایت علیحدہ است ولایت محمدی ہر چند ناشی از مقام
محبوبیت اوست علیہ الصلوٰۃ والسلام اما آنجا محبوبیت صرف کائن نیست مزجی از نشأہ
محبیت نیز دارد اگرچہ آن مزج بالاصالت او را ثابت نباشد اما آن مقام محبوبیت صرف
است و ولایت احمدی ناشی از محبوبیت صرف است کہ شائبہ محبیت ندارد این ولایت
از ولایت سابق پیش قدم است و یک مرحلہ بمطلوب نزدیک تر است و محبیت مرغوب تر
چہ محبوب ہر چند در محبوبیت تمام تر بود استغناء و بی نیازی او را کامل تر باشد و در نظر محب
زیبا تر در آید و رعنا تر نماید و بیشتر محب را بخود مجذوب سازد و شیفتہ و والہ تر گرداند

نہ تنہا آفتم زیبائی اوست ✽ بلای من ز نا پروای اوست

مراد از بلا آفت عشق است کہ مطلوب عاشق است سبحان اللہ احمد عجب اسمی است

که مرکب از کلمهٔ مقدسه احد است و از حلقهٔ حرف میم که از غوامض اسرار الهی جل شانه
در عالم بیچون گنجایش ندارد که در عالم چون تعبیر از آن سر مکنون بغیر از حلقهٔ میم تواند کرد
اگر گنجایش پیدا شدی حضرت حق سبحانه و تعالی به آن تعبیر میفرمود و احد احد است که
لا شریک له است و حلقهٔ میم طوق عبودیت است که بنده را از مولی متمیز گردانیده است
پس بنده همان حلقهٔ میم است و لفظ احد از برای تعظیم او آمده است و اظهار اختصاص
او کرده است علیه و علی آله الصلوة والسلام

چو نام احمدیست نام آور چه باشد * مکرم تر بود از هر چه باشد

بعد از هزار سال که آنرا تاثیری نهاده اند در تغیر امور عظام معامله آن ولایت
با این ولایت کشید و ولایت محمدی بولایت احمدی انجامید و کار و بار از
دو طوق عبودیت بیک طوق رسید و بجای طوق تحسین حرف الف شد که رمزی
از رب او است متمکن گشت تا محمد احمد شد علیه و علی آله الصلوة والسلام بیانش آنست
که دو طوق عبودیت عبارت از دو حلقهٔ میم است که در اسم مبارک محمد صلی الله تعالی
علیه و آله و صحبه و سلم و بارک اندراج یافته است تواند بود که آن دو طوق اشارت
بدو تعین او باشد علیه و علی آله الصلوة والسلام یکی از آن دو تعین جسدی بشری است
و دوم تعین روحی ملکی و در تعین جسدی هر چند بواسطه عروض موت فتور رفته بود و تعین
روحی قوت گرفته اما اثر آن تعین باقیمانده بود و هزار سال بایست تا آن اثر نیز زائل شود
و نشانی از آن تعین نماند و چون هزار سال آخر آمد و اثری از آن تعین نماند و یک
طوق عبودیت از آن دو طوق گسسته شد و زوالی و فنای به آن طاری گشت
الف الوهیت که آنرا در رنگ بقای بالله توان گفت بجای آن نشست تا جا

محمد احمد گشت و ولایت محمدی بولایت احمدی انتقال فرمود پس محمد صلی الله تعالی علیه وآله
وصحبه وسلم عبارت از دو تعین آمد و احمد کنایت از یک تعین باشد پس این اسم بحضرت اطلاق
اقرب باشد واز عالم دورتر بود و سوال فنا و بقا که مشائخ قرار داده اند و ولایت را بآن
مربوط ساخته بچه معنی است و این فنا و بقا که در تعین محمدی گفته شد بکدام معنی جواب
فنا و بقا که ولایت به آن مربوط است فنا و بقاء شهودی است اگر فنا و زوال است باعتبار
نظر است و اگر بقا و ثبات است هم باعتبار نظر آنجا صفات بشری را استتار است
نه زوال و فنای این تعین اینچنین است بلکه اینجا صفات بشری را زوال وجودی متحقق است
و انخلاع از جسدی بروحی کائن و در جانب بقا اینجا نیز هرچند بنده حق نشود واز بندگی
برآید اما بحق نزدیکتر می افتد و معیت بیشتر پیدا میکند واز خود دورتر گشته احکام بشری
از وی مسلوب تر میگردد باید دانست که این عروج محمدی که مربوط باستغنای صفات
بشریت هرچند کار را او علیه وعلی آله الصلوة والسلام بالاتر برد و بذروه علیا
رسانید واز کشاکش غیر و غیریت وارهانید اما معامله بامتیان او علیه وعلی آله الصلوة
والسلام تنگ تر گشت و نور هدایت او که بواسطه مناسبت بشریت بود کمتر شد و
توجهی که بجانب این درپس ماندگان داشت قلت پیدا کرد و بکلیت به محبوبیت خود متوجه
شد واز ینجاست که بعد از هزار سال ظلمات کفر و بدعت مستولی گشته است و نور اسلام
وسنت نقصان پیدا کرده انتهی از عبارت معترض دو شبه مفهوم میشود و هر دو شبه
مثل اعتراضهای سابق ناشی است از عدم معرفت فن تصوف ؎

هر عضو تست ساده تر از عضو دگر بود * موی که بر اندام تو دیدیم کمر بود

شبه اول محمد و احمد نام ذات مبارک است پس آنچه حقیقت محمدی را

بجسد مبارک نسبت کرده وحقیقت احمدی را بروح مطهر قرار داده خلاف همه است جوابش
این است که این شبه ناشی از نافهمی معترض است مسلماً که محمد و احمد نام ذات مبارک آنحضرت
صلی الله علیه وسلم مگر حقیقت محمدی را بجسد مبارک نسبت کردن وحقیقت احمدی را بروح
مطهر یعنی چه مضمون عبارت را نافهمیده شبه بیان کردن باعث کمال تعجب است

شبه دوم وجود شریف سرور عالم صلی الله علیه وسلم در قبر پوسیده نشود
جوابش این است که این انتساب مبنی بر فهم معترض است حاشا که حضرت مجدد رح
قائل آن بوده باشند بلکه بضمن سوال وجواب تقریری در توضیح معنی فنا وبقا بیان
فرموده تا معنی تعین جسدی در روحی ظاهر گردد ومتهذالب باعتراض کشادن محمول
بر نادانستگی است از معارف ص

صالح بزهد وتوبه وتقوی مزین است * چون فنیست نشد او مغرور نیست

حضرت مجدد رح در رساله معارف لدنیه فرماید فنا عبارت از نسیان ما دون حق است
سبحانه بواسطه استیلاء شهود هستی او جل ذکره بیانش آنست که روح انسانی مع ما یتضمنه
مِنَ الْمَرَاتِبِ مِنَ السِّرِّ وَالْخَفِيِّ وَالْأَخْفٰى پیش از تعلق به بدن بصلاحیت خود جل سلطانه
علمی داشت ونحوی از توجه به جناب قدس او را متحقق بود وچون در نهاد او استعداد ترقیات
نهاده بودند وظهور آن استعدادات منوط بود بتعلق به بدن عنصری لاجرم اولاً او را صفت
تعشق ومحبت عطا فرمودند وروی او را تا بنیا این هیکل هیولانی گردانیدند وارتباط حبی بروجه
کمال درمیانها پیدا آوردند پس روح بواسطه این تعلق حبی بسبب کمال لطافت خویش خود را
درین محبوب ظلمانی گم ساخت ووجود خود را با توابع آن وری فانی گردانید لهذا بسیاری
از عقلا خود را غیر از جسد نمی انگارند و ورای جسد امری دیگر اثبات نمیکنند وحضرت

حق سبحانه که ارحم الراحمین است از کمال رحمت خویش السنهٔ انبیا که رحمتهای عوالم اند
صلوة الله تعالی وتسلیماته علی جمیعهم عموماً و علی افضلهم و خاتمهم خصوصاً
ایشان را بجناب قدس خود دعوت فرموده و از ان تعلق ظلمانی منع نموده قال الله سبحانه
قل الله ثم ذرهم هر کسی را که سعادت ازلی در کار گشت رجوع قهقری نموده وداع
صورت عالم سفلی کرده روی بعالم علوی آورده و ساعت فساعت محبت قدیم غلبه کرده
دوستی حادث روی بزوال آورده تا آنکه نسیان تام نسبت این محجوب ظلمانی میسر شد
واثری از محبت او نماند این زمان فنای جسدی متحقق گشت واز دو خطوه که درین
راه اعتبار نموده اند که خطوتان وقد وصلت یک خطوه را بانجام
رسانید بعد ازان اگر بمحض فضل ایزدی جل سلطانه ترقی ازان مقام واقع شود شروع
می افتد در نسیان وجود نفس روح وتوابع وجودی وآناً فآناً این نسیان ازدیاد می پیدا میکند
تا آنکه خود را بتمام نسیی میگرداند وخبر مشهود حضرت واجب الوجود جل جلاله هیچ نمی ماند این نسیان
معبر بفنای روحی است که خطوه دوم است از ان دو خطوه مقصود واز فروتر بدن او بعالم
سفلی تحصیل این قسم اخیر فنا بود وبدون آن این دولت میسر نمیشد الله السر الغامض
فِی ذٰلِكَ غیرُ مخفی عَلٰی کُلِّ اَهْلِ اللهِ وَذٰلِكَ السِّرُّ هُوَ اَنَّ الرُّوحَ لَابُدَّ
لَهٗ بِنِسْیَانِ نَفْسِهٖ مِنْ شِدَّةِ الْمَحَبَّةِ وَكَمَالِ الْمَوَدَّةِ مَعَ الْغَیْرِ وَالْمَحَبَّةُ
كَمَا تَكُوْنُ غَلَبَتُهَا فِی الشَّهَادَةِ لَا تَكُوْنُ فِی الْغَیْبِ مِثْلَهَا فَالتَّسَبُّبُ
فِی الشَّهَادَةِ كَمَالَ الْمَحَبَّةِ الْمُفْنِیْ نَفْسَ الرُّوْحِ اَوَّلًا ثُمَّ اَعْمَلَهٗ فِی الْغَیْبِ بِفَنَاءِ
نَفْسِهٖ ثَانِیًا وَهٰذَا سِرٌّ غَامِضٌ لَا یَعْرِفُهٗ اِلَّا الْاَكَابِرُ مِنَ الْعُرَفَاءِ اِنْتَهٰی
پس این اعتراض واین ورار نفسی محمول بر بی خبری است از علم تصوف

از خود نمائی بے خبر اکنون کہ شدی پیر برآ ۔ جمع کن خاطر و چون روغن از ین شیر برآ
خود نمائی است گزشتن ز لباسیکہ ترا ست   از تہ پیرہن خویش چو تصویر برآ

قال در مکتوب دویست و شصتم از جلد اول مینویسد باید دانست کہ منصب نبوت ختم بر حضرت خاتم الرسل صلعم شدہ است اما از کمالات آن منصب بطریق تبعیت نصیب متابعان او را صلی اللہ علیہ وسلم نصیب کامل است این کمالات در طبقہ صحابہ بیشتر است و در تابعین نیز این دولت بر سبیل قلت سرایت کردہ بعدہ رو باستتار آوردہ و غلبہ کمالات ولایت ظلی جلوہ گر گشتہ اما امید است کہ بعد از مضی الف این دولت از سر نو تازہ گردد و غلبہ شیوع پیدا کند و کمالات اصلی رو بظہور آورد و ظلی استتار پیدا کند و حضرت مہدی علیہ الرضوان بظاہر و باطن مروج این نسبت علیہ باشند وجہ آن چیست کہ تبعیت ہمیشہ باقی است و بعد از آنکہ رو باستتار آوردہ و غلبہ کمالات ظلی جلوہ گر گشتہ چہ نقص پیش آمد و غلبہ کردن ولایت ظلی چہ معنی دارد و بعد از مضی الف کمالات اصلی در سر تازہ گردد و ظلی استتار پیدا کند وجہش چیست از ین عبارت ہمسری او با انبیا پیدا می شود **اقول** در حدیث است خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ بعد خیر القرون انواع انواع بدعات شیوع یافتند چون در الف ثانی انشاء اللہ تعالی ظہور امام مہدی علیہ السلام گردد دین از سر نو رونق یابد از شرک و کفر و بدعات دنیا پاک و صاف گردد و از شعاع اسلام و اتباع سنت چار دانگ عالم منور گردد این را برہمسری محمول کردہ یا دہ گوئی بہانہ شاید

ز شوخی پشت بر من کردہ بر رومی آرم ۔ کنی گر جانب من یاد را ز آن نیز بر دارم
بابزرگان دین اینچنین بد بودن و بد گفتن چہ حاصل

نمیدانم چہ بد کردم کہ بر خود کردہ لازم ❖ کہ من از بزم تو ہر بار نا خوشنود برخیزم

تسلیم کردم کہ جمعیت ہمیشہ باقی ست مگر این معنی را باور ندارم کہ جمعیت در ہر زمانہ یکسان باقی است چہ جمعیتی کہ در خیر القرون بود در ازمنۂ ما بعد آن نباشد بلکہ در ہر ازمنہ ما بعد رو بہ انتقاص دارد تا آنکہ درین ازمنہ متاخرہ چہا چہا بدعات شائع و ذائع گشتہ اند این منقصتی ست عظیمہ و ولایت ظلی عبارت از نہایت عروج ولایت صغری است چنانچہ در مکتوب افادہ میفرماید کہ چون سالک رشید محمدی المشرب پنجگانہ عالم امر را بہ ترتیب طی کردہ سیر در اصول اینہا کہ در عالم کبیر ست فرماید بہ بلند فطرتی بلکہ بہ محض فضل ایزدی جل سلطانہ آنہمہ را بہ ترتیب و تفصیل طی کردہ بہ نقطۂ آخر آن برسد ہر آئینہ دائرۂ امکان را سیر الی اللہ تمام کردہ باشد و اطلاق اسم فنا بر خود حاصل کردہ شروع در ولایت صغری کہ ولایت اولیا است نمودہ بود و بعد از آن اگر سیر در ظلال اسماء وجوبی تعالت و تقدست کہ فی الحقیقت آن ظلال اصول این پنجگانہ عالم کبیر ست و شائبہ عدم انجا راہ نیافتہ واقع میشود و آنہمہ را بفضل خداوندی جل سلطانہ بطریق سیر فی اللہ طی کردہ بہ نہایت آن برسد دائرۂ ظلال اسماء وجوبی را نیز تمام کردہ باشد و وصول بمرتبۂ اسماء و صفات واجبی جل سلطانہ حاصل نمودہ بود نہایت عروج ولایت صغری تا اینجا است و ہمین طور شروعی در حقیقت فنا متحقق میگردد و قدمے در بدایت ولایت کبری کہ ولایت انبیاء ست علیہم الصلوۃ والتسلیمات نہادہ می آید انتہی در خاتمہ کتاب گجراتی اسماء چند علماء کہ بر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کلام نمودہ اند تحریر نمودہ از انجملہ شیخ عبد الحق دہلوی و شیخ احمد قشاشی و شیخ ابراہیم کردی و سید محمد برزنجی از مشاہیر وقت بودند و دیگر مردمان از مجاہیل و مناکیر بحمد اللہ ہمین قدر گذارش کافی است کہ این حضرات از علم تصوف بہرہ نمیداشتند ؎

یک نالہ مستانہ ز جای نہ شنیدیم ⁂ ویران شود آن شہر کہ میخانہ ندارد
و ہر کسی کہ صوفی نباشد کلام صوفی کے فہمد ہذا اینقدر میگوئیم کہ جواب بر رسالہ شیخ عبد الحق
بہ ہدیہ مجددیہ ورد بر برزنجی در الکلام المنجی بر دایرادات البرزنجی پرداختہ ام وتحریر کردی
در فقرہ بودہ است برای جوابش تحریرات فقیر کہ بمقابلہ وہابیان است کافی است ؎
زمن مپرس کہ از دست او دلم چون است ⁂ از و بپرس کہ انگشتہاش پرخون است
رسالہ اسرار المناسک قشاشی از نظر فقیر نگذشتہ فاما وجہ خصوصیت قشاشی مذکور
میشود کہ خالی از لطف نیست ؎
خوبان ہزار سنگ جفا بر دلم زدند ⁂ این شیشہ شکستہ ہنوز از وفا پر است
قصہ اش چنان است کہ چون حضرت سید آدم بنوری علیہ الرحمۃ در کعبہ رسیدند شش ماہ
اقامت نمودند و در ہمدت کشفیات کہ از کعبہ مکرمہ ظاہر میشد گاہی بیان میکردند روزی
فرمودند کہ چنین می بینیم کہ این بیت طواف میکند حقیقت خود را ولورانیت او غالب است
بر نورانیت طائفان درین اثنا بعضی پرسیدند کہ انسان افضل است یا کعبہ فرمودند
کہ بر انسان ہیچ چیز افضل نیست درین ایام چیزی در معرفت افضلیت حقیقۃ و ماہیۃ
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر حقیقت و ماہیۃ کعبہ بر ایشان ظاہر شدہ بود و در ورقی نوشتہ
بودند و اصول حقائق محمدی و سائر انبیاء بر کعبہ بیان میکردند علیہم الصلوۃ والسلام چنانچہ
تفصیل این مطالب در تفسیر فاتحہ مشروحا مبین نمودہ اند چون بمدینہ منورہ رسیدند اکثر
در درون مسجد مخصوص با یاران می نشستند گاہے نزدیک حجرہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام
حلقہ نمودہ در مراقبہ میرفتند گاہے کلام میکردند و از کشفیات و الہامات و معارف خود بیان
میکردند اکثر اہل مدینہ با ایشان مخلص شدند و جمعی از طالبان مرید گشتند و طالبان مع یاران

ایشان واقعات خوب و احوالات نیک مشاهده میکردند بعضی از علماء ترک و سندی اول
با ایشان مناظره کرده آخر در خواب بشارت یافتند و داخل طریقه شدند روز بروز شهرت
و جمعیت بسیار میشد چندی از خادمان مریدان شیخ قشاشی نیز اخلاص ورزیده آمده
مرید شدند ازین شهرت و تفرقه خادمانش قشاشی را حسد زیاده شد و همیشه پیش حاضران
مجلس خود تأسف نموده پیچ و تاب میخورد و میگفت که ببینید این شیخ هندی را که نزدیک
حجره حضرت پیغمبر علیه الصلوة والسلام بی ادبی نموده همیشه با مردم سخن میکند و گاهی برملا نموده
به حلقه مراقبه می نشیند و تکبر او را ببینید که با ملاقات هم نکرد و دعا گفته نفرستاد آخر از فرط
حسد در فکر آن بود که اهانتی با ایشان رساند تا شهرت ایشان را کم کند هیچ علاجی نیافت
الا آنکه کتابتها پر از سوالات مشکل نوشته می فرستاد به نیت آنکه اگر جواب بگوید شاید نکته
یابد که بهر آن استخفاف کند و اگر جواب نگوید باسم جهالت و نادانی مشهور سازد روزی از
توحید و مسئله همه اوست سوالی نوشته فرستاد به نیت آنکه اگر جواب بحسب ظاهر گوید او را
باصطلاح اهل باطن رد کنم و اگر موافق صوفیه پاسخ دهد او را باصطلاح شرعیه جواب دهم حضرت
شیخ ازان نیت های خبیثه و دامهای شیطانیه وی مطلع گردیده هیچ یکی را جواب مفصل نگفتند
و عذر نمودند که من عربی نمیدانم تا جواب شافی بنویسم جواب این مسئلها قیل وقال
در کتابها نوشته اند بجواب ما حاجت نیست ازین اعتذار ایشان بهانه یافت و در
مجلسها شهرت داد که فلان شیخ هندی مردی جاهل است هیچ یکی سوالهای ما را جواب
نتوانست گفت باز سوالی نوشت که ما شنیده ایم که شیخ شما کعبه را بر انبیا افضل گفته است
شما چه میگوئید ایشان جواب نوشتند حاشا و کلا شیخ ما قدس سره کعبه دیوار را بر احدی
افضل نگفته است بلکه شیخ محی الدین عربی در کشف خود همین دیوار را بر غیر انبیا افضل

یافته است و این قصه در فتوحات مکیه مکتوب ست اما عقیدهٔ ما آنست که بر انبیا علیهم
الصلوات والتسلیمات هیچ چیز افضل نیست بلکه ایشان افضل اند بر کعبه غیرها و مسوده که در کتب
در حقیقت محمدی و حقیقت کعبه نوشته بودند و افضلیت حقیقت محمدی و حقائق انبیا
دیگر را بر حقیقت کعبه ثابت نموده بودند طلبیده و پیش ایشان خواندند رسولان رفتند و
باز رسولان آمدند همان مسوده را نقل نموده بردند چون شیخ قشاشی هیچ موقع طعن نیافت
خدشاتی چند در عبارت برآورده به مجالس مسخری نمود و بجهالت شهرت میداد و
حضرت شیخ جیو درین ایام که قرب رمضان بود بنیت اعتکاف اربعین کردند از شیخ الحرم
حجرهٔ از حجرهای مسجد طلبیدند اتفاقاً همان حجرهٔ قشاشی را که گاه گاه در وی می نشست تنها
او نیز همان جا بود با ایشان دادند ایشان درون حجره در نیامدند اما پیش دروازه قنات
کشیده با فقرا اعتکاف نشستند چون این خبر بقشاشی رسانیدند که حجرهٔ ترا شیخ فلانی
گرفته است و در مقام تو نشسته است آتش حسد در سینه اش در گرفت پگاه آمد قنات را
بینداخت فقرا را میخواست که براند نتوانست پس طعن و تشنیع نمود به شیخ الحرم کس فرستاد
او جواب گفت مسجد ملک کسی نیست بلکه جای مصلیان معتکفانست ازین جواب نتوانست
که ایشان را دور کند پس بحث و جدال را پیش کرد تا بیزار شوند و ازینجا بروند همان نقل مسودهٔ
ایشان را برآورد و گفت که چرا از مومنان سکوت کرده و حال آنکه ایشان بر کعبه افضل اند ایشان
گفتند درین محل سکوت اولی است او گفت لا غلط کرده این حدیث صحیح ست که مومن افضل است
از کعبه یا کعبة الله ما اطیبك واطیب ریحك وما اعظم حرمتك المؤمن اعظم حرمة
منك قشاشی گفت که در عبارت خود نویس که هر مومن افضل است بر کعبه ایشان گفتند
من نمی نویسم تا همه علما را اتفاق نکنند حدیث و کلام ایشان را پیش علما و مفتی فرستادند

مفتی شافعی شیخ عبدالرحمان حنباری کراهت کرد و هیچ جواب نگفت و گفت شیخ قشاشی
غوغا انگیز است همیشه فتنه و شر میخواهد درین مسئله مباحثه چه حاجت است درین باب سکوت
لازم است پیش مفتی روم حنفی المذهب که ابایزید افندی بوده است بردند او نیز در جواب
گفت درین باب سکوت اولی است اما این حدیث صحیح نیست بر تقدیر ثبوت مراد از
مومن اعظم مومن کامل است که انبیاء اند علیهم الصلوات والتسلیمات زیرا که لام
عهد از برای کمال می باشد پیش ملا رسان بردند از پیشان ملا نافع که از علما بزرگ بود
جواب خوب داد که من خود را از سنگ افضل نمیدانم چه گونه بر کعبه که قبله عالمیان است افضل
دانم و حال آنکه تعظیم و احترام او بر انبیا و اولیا فرض است و تعظیم هر مومن فرض نیست
بلکه مستحب است اگر مومن صالح باشد حدیث را نمودند گفت این حدیث منقول از
صحیحین نیست تا معتبر باشد و بر تقدیر ثبوتش مراد از مومن مومن کامل است که انبیاء
باشند هر مومن افضل نخواهد بود بعضی از مومنان از گاو و خر بدتر اند دیگر آنکه بر ما لازم نیست
بهر حدیث عمل کردن و عقیده گرفتن تا ثابت شود و علما قبول کنند خصوصا درین مسئله
که باب عقائد است تا حدیث صحیح نباشد اعتماد نباید کرد اما طالب علمان رومی شامی
با مدرس بحث کردند که مومن چرا افضل باشد از کعبه ما قبول نداریم جمیع علما و صلحا جانب
کعبه شب و روز سجده می کنند و بزاری و ناله طواف میکنند و روهای خود را بر خاک حرم
می مالند تا از طفیل او بخشیده شوند با این همه خواری و عاجزی گوییم که هم افضل از کعبه ایم این چه
عقل است و چه انصاف است مدرس گفت لا مومن کامل افضل است ما و تو افضل نیستیم
هر که بر کعبه افضل است سجده و طواف را لامر الله میکند اگر امر میکرد و جانب این گنبذ همین
طرف سجده می کردیم سجده لامر الله است نه از جهت افضلیت طالب علم گفت پس سجده

ملائکه حضرت آدم را لامر الله باشد و مسجود الیه افضل نباشد برین تقدیر حضرت آدم بر ملائکه
افضل نباشد بلکه ساجد بر مسجود الیه افضل باشد ازین لازم می آید که ملائکه بر انبیا افضل باشند
و این مذهب معتزله است مذهب سنی آنست که مسجود الیه افضل است بر ساجد مدرس این
قدر گفت شاید که این قاعده کلیه نباشد و سکوت کرد غرض آنکه میان طالب علمان
و علما بحثها پیدا شده و گفتگو در شهر منتشر گشت آخر چون علما و مفتیان تقویت
قول حضرت جیو را کردند شیخ قشاشی ترسیدند که ترک کرد اما تعصب عداوت کی می گذارد
که سخن او پس ماند شیخ قشاشی از خجالت و تعجب سرخ و زرد میشد حضرت جیو هم تبسم می نمودند
و میگفتند اگر مراد تو از کعبه همین بنا و احجار است هیچ کس توقف نمیکند که مومن از سنگ
افضل نباشد و اگر مراد تو از کعبه و قبله اصل کعبه و حقیقت اوست ناچار در فضیلت آن ما
سکوت میکنیم قشاشی گفت کعبه نیست الا همین بنا و دیوار دیگر را نمیدانم ما و تو و همه اهل
مجلس از کعبه افضل ایم حضرت جیو تبسم نموده فرمودند یا شیخ غلاف کعبه را تبرک می برند
جامه شما را کسی تبرک نمیبرد ازین تبسم و تنبیه در قهر و غضب شد و درون حجره رفت
الغرض چون علما و مفتیان تقویت کلام حضرت جیو کردند بلکه بر سکوت ایشان تحسین
نمودند و شیخ الحرم و اعوان و خادمان حرم اکثر اهل مسجد مخلص بودند هیچ علاجی نتوانست کرد
الا اگر حکمی بر دست او بود و فتنه را بیشتر میکرد و اهانت میرسانید همان مثل که خدای تعالی
نگهبان غریبان است هیچ یک سر مو اهانت نتوانست کرد بلکه خودش شرمنده و مطعون
اهل مدینه شد حسد و عداوت او میان خاص و عام ظاهر گشت بعد ازین یک نیم ماه حضرت
جیو در قید حیات بودند از جانب قشاشی آوازی و حرکتی و سوالی هیچ ظاهر نشد زیرا که
بعداوت مشهور شد هیچ کس سخن او را قبول نمیکرد و بعد وفات حضرت جیو قشاشی رساله نوشته

دررد کلام حضرت جیو که حاصل مدعا یک ورق است باقی همه مکرر و عبث و کذب و افترا و کج فهمی است لیکن این رساله خود را برای اهل مدینه نمود زیرا که ایشان حسد و عداوت او را و حقیقت کلام جیو را میدانستند آمر رساله را به نهانی بهندیان می نمود و نوشته می داد و اعانت خرچی میکرد و بقصد لباس غلبیت جوی می نمود بدین وجه بعضی هندیان امتنی را وسیله یافتند و باسم عداوت شیخ با او ملاقات می کردند و حجره و طعام می یافتند و رساله او را نوشته منتشر میکردند در سال هفتم از وفات حضرت ایشان شیخ سورتی شطاریه مقابله از دشمنان طریقه نمود و رساله خود را بحاشیه علماء در آورد و حقیقت این حال را ظاهر ساخت ملا نافع که از علماء مدینه منوره بود رساله را دید و مضمون رساله را بحاضران تقریر کرد و در مسجد جمعی از مخلصان قشاشی نشسته بودند همه بتعظیم ملا برخاستند ملا نافع افندی ایستاده ماند و ایشان را مخاطب نمود که فلانی رساله بر رد رساله شیخ شما نوشته است از انجمله ملا عنایت الله جواب داد بلی در مکه از ایشان تحقیق کرده ام حق جانب حضرت جیو است شیخ قشاشی بیجا کرده است و اعتراضهای بیمحل نموده اکنون تقریر را بانجام رسانم و سمند قلم را در پی اطفاء آتشش نه دوانم

گر مست در جفا دل و همچنان من ⁂ شرمنده ام که حوصله محنتم نماند

دست به دعا بر دارم که او تعالی او را بجزای این یاوه گوئیها و طعن و تشنیع بزرگان دین هر آنچه مقتضای عدالت فرماید

آن کشته هیچ حق محبت ادا نکرد ⁂ کز بهر دست و بازوی قاتل دعا نکرد

مناجات بدرگاه واهب العطیات بتوسل بزرگان نقشبند علیهم التسلیمات

خدا وندا بحسن بے مثالت | برآئے کرمے تا بد جمالت
بحق سرورِ ارض و سمٰوات | بچشم نور بین جلوهٔ ذات
بصدقِ صافیِ صدیق اکبر | بسلمانِ حقیقت یاب داور
بنورِ قاسم نیکو سرشتہ | بصدقِ جعفرِ والا خجستہ
بحقِ بایزید پیر بسطام | بحقِ بوالحسن نیکو سرانجام
بخواجہ بو علی پیر کامل | بہ یوسف داشت کو آئینہ سان دل
بہ عبد الخالقِ ارشاد ایجاد | بخواجہ عارف توحید بنیاد
بمحمود یکہ از اسرارِ باری | شدہ در دهر بحرِ فیض جاری
بحقِ فیض آن خواجہ عزیزان | زبانِ او ز وحدت نکتہ ریزان
بہ آن باباسماسی پیرِ حق بین | دلش جوهر کشِ آئینہ دین
بہ آن سید امیر پیرِ عارف | کہ بود از نکتہ های راز واقف
الٰهی از فیوضِ پیر پیران | کہ هست او دستگیرِ دستگیران
بهاء الدین چو بابِ فیض بکشاد | درونِ عالمی شد وحدت ایجاد
از و سرِ حقیقت را پناهے | وزو توحیدِ حق را دستگاهے
بعالم تافت ز خورشیدِ اسرار | نماید سینہ ها سر مشق انوار
بہ او زیبد خطاب نقشبندی | کہ میدار دلِ عرفان ارجمندی
کشید بر لوحہ دل نقشِ اسرار | بہر سو جلوہ آرا گشت انوار

بدل تا نقشِ بندِ راز گردید ‏ زبانِ من ز وحدت باز گردید
بہ آن خواجہ علاء[17]الدین عطار ‏ کہ در عالم فشاند او عطرِ اسرار
بہ آن یعقوب[18] چرخی پیرِ عارف ‏ کہ دستش بود از اسرار کاشف
بہ آن خواجہ عبید[19] اللہ احرار ‏ کہ چشمش بود دائم محو انوار
از و زیبا طریقِ نقشبندی ‏ و زو والا مقامِ ارجمندی
دلش دریای انوارِ حقیقت ‏ لبش گویائی اسرارِ طریقت
محمد زاہد[20] آن پیرِ صفا خیز ‏ دلش از نورِ عرفانی جلا خیز
بہ درویش[21] محمد کز معارف ‏ حقائق را ز بانش بود کاشف
بہ آن خواجہ محمد[22] کز ہدایت ‏ عیان میکرد اسرارِ ولایت
بہ آن سرمستِ نشۂ خمِ ساقی ‏ حقیقت کیش عالم عبدِ[23] باقی
دلش سیّاح دریائے حقیقت ‏ تنش سیّاح صحرائے طریقت
بہ انوارِ مجدد[24] الف ثانی ‏ [illegible] بود او عارفِ رازِ نہانی
بہ اسرارِ ولایت راز گونی ‏ [illegible] حقیقت نکتہ [illegible]
دلش ز نوحۂ آفاق و انفس ‏ تماشا بین انوار تقدس
بادراکات جانِ خواجہ معصوم[25] ‏ کہ بود او حافظِ اسرارِ قیوم
بہ سیف[26] الدین و آن نورِ محمد[27] ‏ کز ایشان قصرِ ایمان شد مشیّد
بہ آن مظہر[28] کہ بودہ جانِ جاناں ‏ بچرخِ زہد و تقوے ماہِ تاباں
بہ عبد اللہ[29] آن بحرِ ہدایت ‏ کز و سرسبز شد باغِ ولایت
بہ سعد اللہ[30] آن پیرِ نکو خو ‏ کہ جانش بود محوِ معنیٔ ہو

به آن اشرف علی پیر طریقت | دلش چو بحر گنجش راز حقیقت
دل او مخزن انوار سبحان | زبانش مطلع اسرار سبحان
بحق این وفا کیشان جانباز | دل و جانم ز عشق خویش بگداز
به این مستان بزم شاهدیت | به این گلہائے باغ زاہدیت
الٰہی سینه ام آئینه زا کن | درون از نور خود جوہر نما کن
الٰہی من بغفلت آشنایم | بزلف مکر شیطان مبتلایم
دل من از مئ غفلت چو نوشید | بصد خواری بروئے خاک غلطید
ز عصیان در دل خود شرمسارم | زآه و دریغ دردل زار کارم
شررہای خجالت سینه ام سوخت | بن مویم ہزاران برق افروخت
بہر اشکے که از چشمم چکیده | شرر بر خاک چون برق طپیده
گناہانے که من دانسته کردم | ز خجلت ہا نموده رنگ زردم
ز حیرانی پریشان کارم امروز | نگاہے بر غزالان دارم امروز
ز من جز خفتن و خوردن نیامد | ز من کارے نکو کردن نیامد
تمنایم ز لطفت بیکران است | ازین دستم به سوی آسمان است
بلطفت احتیاجی دارم اینک | ز فضل تست یارب کارم اینک
خدایا عاجزم از دست عصیان | خدایا بوده ام سرمست عصیان
مبین کردار عصیان خیزے من | مبین کار ہوس انگیزے من
مرا در غفلت و عصیان مپسند | کشا از دست و پائی من غل و بند
به این عاجز بده دستی که خیزد | ز دیده اشک سا خون نابی بریزد

بیاید سوی تو افتان و خیزان ⁂ ز دام مکر شیطانی گریزان

امیدم را شد از فیضت هزاران ⁂ بمن ز ابر عنایت قطره باران

طپیان چون برق از سوز تن دلم را ⁂ چراغ طور گردان جام سلم را

ز عشق این و آن جانم تهی ساز ⁂ سر من کن به عشق خود جنون تاز

دلم مخمور موز ناز گردان ⁂ زبانم ترجمان راز گردان

چراغ معرفت بر سینه بر کن ⁂ بهر مویم تجلی پر شرر کن

ضمیرم کن تهی از ماسوایت ⁂ دلم پر کن ز سر نکته زایت

مرا در عشق خود مخمور گردان ⁂ دلم دریا د خود مسرور گردان

خیال ماسوی باشد نه ما را ⁂ زبانم کن تجلی آشکارا

خدایا بر دلم بکشای راهی ⁂ نگاهی آرزو دارم نگاهی

خدایا کن نگاه لطف بر من ⁂ ازین ماؤ منی مگذار در من

دماغم را نه باشد جز خیالت ⁂ حدیث نفس من باشد وصالت

دل عاجز برنگ شرق بکشا ⁂ رگ عرفان من چون برق بکشا

طپیان بر جان عاجز برق تنویر ⁂ دلش را کن بدام قدس تسخیر

تمت

الحمد لله والمنة که کتاب انوار احمدیه از تصنیفات سرآمد فضلا مولانا وکیل احمد صاحب سلمه الله تعالی
باهتمام جناب مولوی حافظ محمد عبدالاحد صاحب مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید. فقط
ماه رمضان المبارک سنه ۱۳۰۹ھ

فہرست انوار احمدیہ تصنیف مولوی وکیل احمد سکندرپوری نقشبندی مجددی

الله يجتبي اليه من يشاء ويهدي اليه من ينيب

الحمد لله والمنة که کتاب لازم الاحتجاب از تصانیف فاضل اکمل متبع سنت سنیه جناب مولانا ولی احمد سکندرپوری صانه الله عن شر الغوی والغوی اسنی

نور الهدیٰ
الکلام المهدی ١٣١٢

بتصحیح تام وسعی مالا کلام باہتمام احقر الانام خاکپائے اولیائے کرام محمد عبد الاحد عفا عنه الله الصمد بماه رمضان المبارک سنه ١٣١٢ ہجری نبوی صلی الله علیه وسلم

در مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل التصوف سبب الملكوت فلو فتشت لتقطع بذلك العلوم فالمتصوفون اولياؤه ومخالفوهم اعداؤه من
جاء عليهم بالمكابرة فاذاهم او اذى بهم او اهانهم فقد بارزه بالمحاربة افيظن الذي يبارزه ان يعجزه او يسبقه او يفوته او
يعارضه كلا انه ثائرهم في الدنيا والآخرة وله الكبرياء والسلطنة القاهرة والقاهرة الباهرة والصلوة على رسوله
محمد صاحب المقام المحمود والورد المورود والذي هو شافع مشفع مفضل مبجل آدم ومن سواه تحت لوائه فيا لك من شرف
والنبي مرسل نجي وعلى آله الاصفياء والاتقياء واصحابه الذين هم نجوم سماء الاهتداء اما بعد فيقول العبد
المسكين المتمسك بحبله المتين وكيل احمد السكندر فوري النقشبندي المجددي عفا عنه ربه بلطفه الاوفى
السرمدي انه في هذا الزمان توجه الناس الى شيخ الرند وشيخ الرند في رد جهالات اهل سهرند البرزنجي
فكثر فيه القيل والقال فالعقلاء يعرفون الرجال بالحق والحمقاء يعرفون الحق بالرجال فرقص جواسيس
العيوب وطرب بطوي القلوب ولم يعرفوا انه اوهن من بيت العنكبوت واسقط من ورق التوت والعجب
بين النطق والسكوت كالضفدع والحوت لا كل سوداء تمرة ولا كل بيضاء شحمة لا يخلط بالتكفير شان الاولياء
فانه لا يزول من دعاء الخفاش سناء الذكاء يا شمس يستصغر الابصار حقيقيها ؂ فالذنب للعين
لا للشمس في الصغر ؂ فشمرت الذيل الى رفع اشكال التبيين وتبيين الصبح لذي عينين حتى يرتفع الفساد ويندفع
الايراد وصح ان المؤمن لا يكون طعانا والمسلم لا يكون لعانا وهو قائل بالتكفير وذلك امر عسير على اكابر العلماء
غير سهيم فزلة الرجل عظيم يجبر وزلة اللسان لا تبقى ولا تذر فكل يحصد ما زرع ويجزى ما صنع انه ليس عند اولي
الالباب من العجب ان من يزرع الشوك لم يحصد له العنب الارى انه لم يرد الله تعالى بالتمام صلاحه

مبین انہ لما جاء خارقا اذا اخرجت الحیۃ من جحر قتلت بالحجر وذلک نفع بہ بنیان القوی وانعقد بحکمنا ان الحدید
بالحدید یفلح والکلام بالکلام یفصح لکن سلکت فیہ طریق الاختصار فان طلب الکثیر یکفیہ قلیل من الشیء فاذا
تسلح الشبل فلیطلع السیل وسمیتہ **بالکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی** ورتبتہ علی المقدمۃ والمقالات
الخمس والخاتمۃ راجیا من اللہ عزوجل النجاۃ من الخاطرۃ **المقدمۃ** اعلم ان الشیخ الاجل الامام العارف
بحر الحقائق والاسرار والمعارف محی السنۃ النبویۃ ناصر شریعتہ البیضاء والسنیۃ الذی لم یسطر مثلہ ما سبق فی کتاب
الزمان ولم یلد بالنفس من جواہر اصداف ادوار الزمان فلا اقسم برب المشارق والمغارب انہ شمس طالعۃ فی سماء
الانبیاء تجلی انہ شمس تفضیل بہا یحیی النفوس قبل بعثہ بہ بشرہ من انوار الشہود وقد کانت تتجاذب الاخبار
شمائل فضائلہ وتتباین الانعصان اذ ہبت نسائم شمائلہ فطول النجاد رفیع العماد وقطب الاقطاب فی زمانہ
الغوث الاعظم فی اوانہ مشید مبانی الطریقۃ مجدد معالم الحقیقۃ برہان العرفاء والمحققین حجۃ الاولیاء والمتقین
شیخ الاسلام والمسلمین کہف الحق والملۃ والدین المجدد للالف الثانی البرہان الساطع علی اسرار فیوض النبع
الانسانی السحاب الہاطل الذی رد وجنی العرب والعجم سطارہ والنیر الاعظم الذی ملأ المشارق والمغارب
نورہ جامع العلوم الظاہرۃ والباطنۃ خازن کنوز المبارزۃ والکاشفۃ الشیخ احمد بن عبد الاحد بن زین العابدین
الفاروقی **السرہندی** ولد فی سنۃ ۹۷۱ وہو فی صغر سنہ حفظ القرآن وتم تحریر سوانح البستان
وتعلم فی الابتداء وتلمذ علی ابیہ الاوحد مولانا الشیخ عبد الاحد واستفاد منہ جما من العلوم ثم ارتحل الی سیالکوٹ
وقرأ علی مولانا کمال الدین الکشمیری بعض کتب المعقولات فی نہایۃ التدقیق والتحقیق واخذ الحدیث عن مولانا یعقوب
الکشمیری المحدث وکان من کبار المحدثین الحرمین الشریفین وتناول الحدیث المسلسل بالاولیۃ وہو الراحمون
یرحمہم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء من القاضی بہلول البدخشانی عن الشیخ عبد الرحمن
بن فہد الذی کان من کبراء المحدثین بالہند وتعاطی عنہ اجازۃ کتب التفسیر والصحاح الست وسائر مقرواتہ وفی
عمر سبعۃ عشر سنۃ فرغ من تحصیل العلوم الدرسیۃ واشتغل بالتدریس والتصنیف فصنف فی تلک الایام رسالۃ
فی اثبات النبوۃ واخری فی الرد علی الرافضۃ وغیر ذلک مما اثنی علیہ العلماء والبسہ ابوہ خرقۃ الخلافۃ فلما توفی
ابوہ عام سبعۃ والف ارتحل الی دہلی فقادہ توفیق من اللہ عزوجل الی الشیخ الاجل العارف سراج العارفین رضی الملۃ
والدین خواجہ **محمد الباقی** النقشبندی رضی اللہ عنہ فاخذ عنہ الطریق واشتغل بہ وتدرج فی ایام معدودات
الی اوج القطبیۃ والفردیۃ ثم الی ما شاء اللہ تعالی حتی بشرہ الشیخ بحصول مرتبۃ التکمیل والترقی الی معارج القرب
والنہایۃ ثم اجازہ لارشاد الطالبین والبسہ خرقۃ خلافتہ ولم یزل کرمہ وتجلیہ ونعمہ یثنی علیہ بما لا یبلغ وصفہ
منہا ما کتب فی اوائل ملازمتہ لہ الی بعض الاکابر بالفارسیۃ بما تعریبہ ہذا الشیخ احمد رجل من سرہند کثیر العلم

فترقى الحسن حالته الفقير عدة ايام وشاهد عجائب كثيرة في اوقاته وبشّر رأى انه سيصير شمسا تنور بها العوالم
استنبى ولقد اطلعه الله تعالى من الولاية منزلة لا يرام فوقها وبشّر بعهده وثم باصحابه من بعده وخلفاً لا يحصى عددهم
فلا ترى ناحية من نواحي المسلمين من بلاد الهند وخراسان وما وراء النهر ومن بلاد الترك والتتر الى اقصى ثغر
بالمشرق ثم ارض العراق وارض الجزيرة وبلاد الحجاز والشام وقسطنطينية وما والاها الا وقد نمى فيها الطريقة وجرت على
السنة اهلها ذكره والثناء وهم يتيمنون ويتبركون بل قد دخلت طريقته الى اقصى المغرب مثل فاس وغيرها وفي هذا
حجة واضحة على جليل شأنه عند الله وفسيح مكانه في اولياء الله حيث اشاع طريقته في مشارق الارض ومغاربها
وعمت هذه الامة بركات فيوضه وغرائبها ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم فالبلاد والقرى
قد امتلأت من اصحابه الخاصة وارتفعت بسعيهم اعلام السنة السنية واندرست معالم البدعة القبيحة وتنورت
الاكوان بعلومهم شرقا وغربا واشرقت بنور هداهم شرقا وغربا فينبغي ان نباهي بحالهم على حاله وبكمالهم على كماله
فان الامواج تخبر عن البحر اخبارا والافواج تشعر عن الامير اشعارا قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم المرء على دين خليله
رواه احمد والترمذي منهم الشيخ حميد البنگالي والشيخ عبد الحي والشيخ نور محمد القبني والشيخ مزمل النوبلي والشيخ نور محمد البهاري
والشيخ حامد البهاري ومولانا فرخ حسين والسيد باقر السارنگ فوري والسيد محب الله المانكفوري والسيد حسين المانكفوري
ومولانا الشيخ عبد الهادي البدايوني والشيخ طاهر اللاهوري ومولانا امان الله اللاهوري والشيخ طاهر البدخشي
والحاج خضر افغان ومولانا صادق الكابلي ومولانا محمد هاشم خادم والخواجه محمد هاشم البرهانفوري مرشد
ميرزا خان بيگ والشيخ فضل الله البرهانفوري ومولانا حميد الدين الاحمدآبادي والحاجي حسين والشيخ داود السائكي ومولانا
غازي نور الگجراتي والمير محمد نعمان الاكبرآبادي والخواجه محمد صديق الكشمي الدهلوي والشيخ بديع الدين السهارنفوري والشيخ
احمد الديبني والشيخ عبد القادر الانبالكي والشيخ محمد حري والشيخ سليم السنبهلي والشيخ آدم البنوري ومولانا بدر الدين السرهندي
والشيخ خضر البهلول فوري ومولانا محمد يوسف السمرقندي ومولانا عبد الغفور السمرقندي ومولانا محمد صالح الكولابي والشيخ
كريم الدين بابا حسن ابدالي والحاج محمد فركني ومولانا يار محمد القديم الطالقاني ومولانا يار محمد الجديد والصوفي قربان القديم
والصوفي قربان الجديد الكنجي ومولانا قاسم علي والشيخ حسن البركي والشيخ يوسف البركي والشيخ عبد الرحيم البركي
ومولانا صغير احمد الرومي الحنفي والشيخ عبد العزيز النحوي المغربي المالكي ثم الحنبلي والشيخ على المحقق المالكي المدني والشيخ
زين العابدين والشيخ على الطبري الشافعي المكي والشيخ احمد الاستنبولي الحنفي والفقيه عثمان اليمني الشافعي
والسيد مبارك شاه البخاري ومولانا حسن البخاري والقاضي توكل البخاري والشيخ المحدث عيسى المغربي
والشيخ محمد المدني وكان ثمرة فؤاده وروح كبده واولاده والشيخ محمد صادق والشيخ محمد سعيد والشيخ محمد معصوم والشيخ
محمد فرخ والشيخ محمد يحيى قدس الله اسرارهم صاحب مقامات عليا ونجوم سماء الهدى فهم كانوا محط الركبان من الآفاق

وكان مع المحامد مجمع الاشراف تتحلى بذكرهم الافواه وتعطر نشر الطيب خالطة الا [illegible] بجذب ما انجم افواه الرواة
من سائر الاوصاف واقوال الثقات من سائر الاطراف فهم اهدى على الاكباد [illegible] والذى في افراد الاوحاد
من الجيل الكريم وبالجملة فان امثالهم لمن قال لا اسد اشد شجاعة منك ولا بحر المحيط الا [illegible] سماحتك وان اهل العلم
والجيل وارباب الطريقة والحقيقة في عصره ومن بعده اعترفوا بكماله وجلالته وتلقوا بحسن القبول مقالته واثنوا في غلو اتهم
وجلوا اتهم على حاله وحرضوا الناس الى طريقته السنية وسلسلته العلية وهل هذا الا اقول دليل على كماله واجلى برهان على رشاده
واكماله لو ذكرت عددهم لادى الى طال الكلام وخفى المرام لكن لابد من ذكر بعض منهم منهم سيد العلماء وافضل الفضلاء مولانا
عبد الحكيم السيالكوتي حيث كتب اليه كتبا واثبت فيها من التعظيم والتكريم اشياء وخاطبه بالملك المجدد الالف الثاني
خطابا وبالقطب الرباني حضار صوابا وقد كتب بخطه الشريف في رد بعض شبهات المخالفين على كلامه قدس سره هذه العبارة
قدح كردن در سخن بزرگان بے مراد ایشان جهالت ونتیجه نیک نزاد است وبس در کلام شریعت پناه عرفان دستگاه شیخ
احمد اجل زنا فهمیدگی است كتبه الفقير عبد الحكيم وكان ذلك التحرير بامر اكثر اعداء امام عصره الشيخ محمد نقشبند خلف
قدوة الاولياء الشيخ محمد معصوم قدس الله سره منهم الفاضل الكامل الشيخ جمال العلوي ذكر صاحب المقامات انه رحمه الله
كان يزوره قدس سره بكمال التواضع والتذلل حتى انه اخذ نعليه ووضعها بين قدميه فقيل له في ذلك فقال انا في ذلك
سعد ونيل اجر منهم الشيخ عبد اللطيف الكجراتي يظهر ذلك من شرحه على الطريقة منهم مولانا محمد يحيى الذي كان يقول
في حقه مولانا عبد الحكيم السيالكوتي لا ينبغي لاحد ان يظهر في حضرته من العلم والحكمة وقد اظهر عند خليفة الاكبر الشيخ محمد سعيد
قدس سره المجيد عقيدته وحسن ارشده شوقا الى طريقته منهم العالم العامل مولانا حاجي محمد لاهوري حيث دخل في طريقته و
لازم صحبته واخذ من بركاته منهم الفاضل الشهير الشيخ محمود ابو المنصوري حيث جاء على مزاره الشريف غير مرة وشرب كا

له المولانا عبد الحكيم السيالكوتي [illegible] الشيخ [illegible] الى [illegible] الفنجاب [illegible]
[illegible] سيالكوت [illegible] الالف [illegible]
[illegible] عبد العلماء [illegible] سيالكوت الذي كان
استاذ [illegible] السلطان جهانگير [illegible]
شاه جهان بن جهانگير [illegible] السلطان [illegible] الانعامات [illegible]
في الميزان [illegible] في التدريس [illegible]
[illegible] ربيع الاول سنة [illegible] التصانيف [illegible] حاشية [illegible]
وحاشية [illegible] المطول [illegible] شرح المواقف [illegible] شرح العقائد [illegible] حاشية [illegible]
[illegible] شرح المطالع [illegible] شرح هداية الحكمة للميبذي

واستفاضته وكان يلقي اخلافه الكرام قدس اسرارهم مودة ومحبة منهم علامة عصره الشيخ عبد السلام الديوي حيث كان
يزوره ويسمع معارفه ويستحسنها وقد مدح الشيخ قدس سره وكان في اللاهور فدخل عليه ذلك الشيخ وقال يا مولانا انا ان قلنا
العلماء على الحق فلابد لنا ان نقول ان الصوفية على الباطل ولو قلنا ان الصوفية على الحق فلا جرم ان نعتقد ان العلماء
على الباطل وذكر وجه اشكال قدس سره كلاما على الحق ورفع منهم نزاع الاصحوة ثم كشف من علو الصوفية ومراتبهم
وذكر احوالهم واحوالهم حتى لم يبق بين الفريقين الا نزاع لفظي واندفعت شبهات المخالفين فسكت الشيخ وسلم تحقيقه
واثنى عليه اثنى الله عليه ومن مصنفاته المشهورة ومن صحائف الاسفار الثلاثة من مكاتيبه بحر من العلم والحقائق وكنز
من الرموز والدقائق وهي من اجلى كراماته تحكي من مقاماته لم يتكلم احد بهذا اللسان فهي عظيمة الشأن ورسائل مفردة
كالمبدأ والمعاد والمعارف اللدنية والمكاشفات الغيبية وشرح رباعيات العارف بالله الخواجه محمد باقي بالله قدس سره والرسالة
التهليلية ورد الروافض والرسالة في اثبات النبوة ورسالة في الحديث وغير ذلك وله رضي الله عنه في بيان الحكام
على مذهب الماتريدية وتهذيب طريقة الصوفية النقشبندية لسان ثم اي لسان ومن اياديه على رقاب كثير من الناس
انه اوضح الفرق بين وحدة الوجود وبين وحدة الشهود وبين ان وحدة الوجود شيء يعتري السالك في اثناء سلوكه ثم
ترقى مقاما اعلى من ذلك تجلى له حقيقة وحدة الشهود فسد بذلك طريق الالحاد على كثير ممن كان يستتر بزي الصوفية
ويتاول كلامه على اهوائه الزائغة ومنها انه باحث الملاحدة الذين كانوا في زمانه وجادلهم جدالا حسنا بقلمه ولسانه ولكن
رد على الروافض ونقض بدعاتهم ورد عن الضعفاء مكائدهم فحمى بذلك حمى الدين وحرست بيضة المسلمين ومنها انه
حقق الفرق بين البدعة والسنة ومنها انه كان يامر بالمعروف وينهى عن ضده ولا يخشى في الله لومة لائم ولا
يخاف من ذي سطوة في سلطانه فكان ينكر على الامراء ويرشدهم الى مراشدهم وينفرهم من صحبة الروافض ومن
شاكلهم من اعداء الدين ويبذل لهم نصيحته فنفع الله كثيرا منهم بذلك وحصلت بصلاحهم الرعية وكسد التقديم ظاهر الدين
كما نتج بخرق بالسنة وذلك لانه كان فقيها انزه با ذكي النفس حريصا على اتباع السنن مجتهدا فيه شديد النصح لابناء زمانه
تجار لذلك والله اعلم طريقته وعلومه وشمائله محمودة عند المحققين واهل الانصاف ورغب فيها الناس توفي الشيخ احمد رحمه الله
في سنة ... ومن جسمه ... هناك معروفة ... وقد شرفت بزيارته فالحمد لله تعالى ... يا ايها الانام لقد
سافر الامام ٭ ومن كان ذيل رداءه عروة القبول ٭ فقلب الذي تفوض رب السماء له ٭ مال التي تجري في شانها الخفى
الموت كان بدر كمال قد انطلق ٭ ومن مشرق المطلوب الى المغرب الافول ٭ لما اصاب ارث رسول بجمعه
الكتب بعالم علمه وارث الرسول ٭ واعلم انه كان مجدد في عصر فسطاط الالف وكان له عدد من السفلة اذا الاشراف
لم تزل تبتلى بالاطراف فالكمل من الاولياء تبتلى بجماعة من الاشقياء شماتة الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهلاء
وحسد العلماء والاذى من ايدي الملوك والامراء حتى انهم من غاية الجهل رموه وابناءه بالتكفير وذلك عنه تعالى

وغيرهم بغير تبيين آثارهم انهم اخرجوا سهل بن عبد الله التستري رح من تستر الى البصرة ونسبوه الى قبائح وكفروه
مع امامته وجلالته علما ونيلا بالبصرة الى ان مات بها ورموا ابا سعيد الخراز رح بالعلماء ثم وافتوا بكفره وشهدوا على الجنيد
البغدادي رح مرارا حين كان يتكلم في علم التوحيد على رؤس الاشهاد فصار يقرره في قعر بيته الى ان مات وكان من
اشد المنكرين عليه علماء مشايخ عراق العرب ودمشق كان يحط عليهم اشد الحط وكان اذا سمع احدا يذكرهم بغيظ وتغير لونه
ورموا الشيخ ابا مدين رح بالزندقة واخرجوه من بجاية الى تلمسان فمات بها واخرجوا ابا الحسن الشاذلي رح من الغرب
الى مصر وشهدوا عليه بالزندقة ورموا الشيخ عز الدين بن عبد السلام رح والشيخ تاج الدين رح السبكي بالكفر وكفروا
وشتموا الشيخ محي الدين ابن عربي وتابعيهم في الاولياء اكثر من ان يحصى من السنين ولا الشمال من اليمين ولا الفصل
من الحطب ولا العتاب من العتب محمد صالح الاودي نقشبندي ام القنوجي وتابعيه محمد عارف وعبد الله السورتي فقرؤا
بعض مكاتيب الشيخ وغيره مستخرجين من طريق الانصاف سالكين مسلك الاعتساف فحرفوا الكلم عن مواضعها وحملوا من
مواقعها وارسلوا الى السيد محمد البرزنجي مدا لهم مع عدم التجنب على حسب خيالاتهم غير محمودة وتحرير رسالة
مشحونة بتزويرات مشتملة على اعتراضات سخيفة ومموهة من تمويهات دقيقة وتلبيسات ضعيفة مع عدم ادراكهم
مسائل المتصوفين ونقد فهمهم عن دقائق العارفين سلكوا فيها الى التكفير والتفسيق الذي هو اساس الاقوال وهو
الطريق اليسير لاح بها ارواح السالكين وتبتهج بها طبائع الناقصين فارضوا اجابة العلماء بمهارتهم من علماء الكملاء
بمكاره وفساك من حضار المدينة ليسطروا عليها على حسب ما اقتضت قريحتهم من تسطيرات فردوا على وجه لان
المنكرين كانوا ان قصبين المدققين غير الكاملين العارفين وتمثلوا قيل ~ ومن عجب ان يكون شاعرا
وليس له في الناس بيت يعرف ❊ ثم اتى اليه مكتوب الجواب من الاعلام ان يعلقوا عليها حسب مشاءه
من تعليقات فلما نظر اليها تنفروا بنفرة شديدة وشنعوا عليه شنيعة مزيدة ونصحوا نصيحة مفيدة ❊ فجعل جوابات
صحيحة قال الله تعالى والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا
وقال الله تعالى واخفض جناحك للمؤمنين وقال تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا
وكانوا يتقون لهم البشرى في الحياة الدنيا وفي الآخرة قال الامام الهمام الحافظ محي السنة ابو محمد الحسين
الفراء البغوي عن انس بن مالك رض عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل عن الله عز وجل قال
يقول الله عز وجل من اهان لي وليا فقد بارزني بالمحاربة واني لاغضب لاوليائي كما يغضب الليث
الحرد وما تقرب الي عبدي المؤمن بمثل اداء ما افترضت عليه وما يزال عبدي المؤمن يتقرب الي بالنوافل
حتى احبه فاذا احببته كنت له سمعا وبصرا ولسانا ويدا ومؤيدا ان دعاني اجبته وان سألني اعطيته الحديث قال
الحافظ السيوطي في القول الجلي في حديث الولي هذا الحديث اخرجه ابن ابي الدنيا في كتاب الاولياء

واخرجه ابو نعيم في الحلية واخرج الطبراني في الاوسط مختصرا ثم ان لاصل الحديث شواهد منها ما اخرج البخاري في صحيحه
عن ابي هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله عز وجل من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب الحديث
وتفرد باخراجه البخاري واورده الذهبي في الميزان ومنها ما اخرجه الامام احمد في مسنده عن عائشة رضي الله
عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال الله تعالى من اذى لي وليا فقد استحل محاربتي الحديث
ومنها ما اخرجه الطبراني في الاوسط عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله
تعالى يقول من اهان لي وليا فقد استحل محاربتي وما تقرب الي عبدي من عبادي بمثل اداء فرائضي وانه عبدي
ليتقرب الي بالنوافل حتى احبه كنت عينه التي يبصر بها واذنه التي يسمع بها ويده التي يبطش بها ورجله التي
يمشي بها وان دعاني اجبته وان سألني اعطيته وما ترددت عن شيء انا فاعله ترددي عن موته وذلك انه
يكره الموت وانا اكره مساءته ومنها ما رواه ابو يعلى في مسنده عن ميمونة ام المؤمنين رضي الله عنها ان رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم قال قال الله عز وجل من اذى لي وليا فقد استحل محاربتي وما تقرب الي عبدي بمثل
اداء فرائضي وانه ليتقرب الي بالنوافل حتى احبه فاذا احببته كنت رجله التي يمشي بها ويده التي يبطش بها و
لسانه الذي ينطق به وقلبه الذي يعقل به ان سألني اعطيته وان دعاني اجبته وما ترددت عن شيء انا فاعله
كترددي عن موته وذلك انه يكره الموت وانا اكره مساءته ومنها ما رواه الطبراني في الكبير عن ابي امامة رضي الله
عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى يقول من اهان لي وليا فقد بارزني بالعداوة الحديث
ومنها ما اخرجه الطبراني عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى
من عادى لي وليا فقد ناصبني بالمحاربة الحديث انتهى ملخصا فما رواه الائمة البخاري وغيره من طرق كثيرة تزيد على
خمسة عشر طريقا عن جماعة من الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله تعالى
قال من عادى او اذل او اذى او اهان روايات لي وليا وفي رواية ولي المؤمنين فقد اذنته اي اعلمته بالحرب
وفي رواية فقد استحل محاربتي وفي اخرى فقد بارزني بالمحاربة وقوله لي ظرف لغو ويجوز ان يكون مستقرا لانه حال
قدمت على صاحبها المنكر والمحاربة فيه من باب يخادعون الله وعاقبت اللص وحكمه اشارة المخاطبة بانفسهم
او الحرب فيشار من العداوة الناشئة عن المخالفة وغايتها اللازمة لها الهلاك اي من كره من احببته عاداني
وعاندني ومن عاندني فقد تعرض لاهلاكي اياه واشد الهلاك وقطعه واطلق الحرب واريد لازمها واذ قد علمت
هذا علمت ان فيه من الوعيد الشديد والزجر الاكيد والمنع البليغ ما يحمل من له ادنى مسكة من عقل فضلا عن
دين على ان يجتنب الخوض في شيء مما ينقص به احدا من ائمة الاسلام ومصابيح الظلام وان يبالغ في البعد
عن ايذائهم من وجوه فانه يؤذي الاموات ويؤذي الاحياء قال ابن حجر المكي في الزواجر عن اقتراف الكبائر

تحت هذا كبيرة وهو ما صرح به بعضهم وهو صريح هذا الوعيد الذي لا اشد منه اذ محاربة الله تعالى للعبد لم تذكر الا في اكل
الربا ومعاداة الاولياء ومن عاداه الله لا يفلح ابدا بل لا تبالي العياذ بالله تعالى من ان يموت على الكفر عافانا الله
من ذلك بمنه وكرمه ثم رايت الزركشي في الخادم اشار الى ذلك حيث قال بعد الحديث وذا الى هذا الوعيد وهو يقتضيه
ذلك الربا على ما قال تعالى فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله وفي فتاوى البديعي من الحنفية من استخف بالعالم طلقت
امرأته وكانه جعله ردة انتهى فهذه احاديث واثار فيها مقنع لذوي الابصار وعن كلام الحكماء ونصوص العلماء قال الامام ابو القاسم
اللبيدي في كتاب الدلالة على المولى انه قيل لم تخل الارض من قائم يقوم له بالحجة في دينه رضيه بولايته واختاره لمعاملته
فيبين به دلالته ويوضح به طريقه ومن عدوه له مفتون يضل الناس عن سبيله ويفتنهم في دينه وقال ابى الله تعالى ان
يفتح قلب عبد بالحقيقة والمعرفة او لغيره كتابه وهو يؤذي بالاولياء كصاحب البدعة عن اصابة السنة او دام قبيحا
لاوليائه واحبائه وان الله تعالى لينتقم لاوليائه من اذاهم ويعاقب من لم ينصرهم ناهيك واياهم فانهم حمى الله تعالى
في ارضه وخزي الله تعالى واقع بمن عاداهم وان الله تعالى ليغضب لغيظهم ويرضى لرضاهم وان الله تعالى
۱۴ اذا اراد لقوم خيرا وفقهم للسنة وحبب اليهم اولياءه واذا اراد لقوم شرا القى لهم في طرائق البدعة وحبب اليهم وقال
ان الله تعالى ختم على قلب الاولياءه ان يعينه نصرهم فمن اذاهم اذاهم بثلاث عقوبات او واحد منهن اما
تفريق الهموم في الدنيا بجنبة الفقر والتكاثر او غم القلب عن التصديق بمواهب اهل خاصة الله وموالاة اعداء
الله وقال ان الله اكرم بني اسرائيل في كل زمان بنبي يوحى اليه وخص هذه الامة في كل اوان بولي يوفقه
وليه اصابة المعنى في الدين مع الحقيقة في الاحوال رشدا وتشديدا من الله يوضح به طريقه ويرحم به عباده
ويزيد به هداية للمطيع فاذا رايتم الارض قد خلت منهم فاعلموا ان البلية قد عظمت وان الآزفة قد اقتربت
وهو علم من اشراط الساعة وقال تبقى في آخر الزمان طائفة من اولياء الله يدفع بهم البلاء ويصرف بهم المكاره
فاذا عظمت فتنة اهل الارض وكثر الفساد وابتغى حجب الله الصالحين العامة من اوليائه وعزف قلوبهم عن محبتهم
فعند ذلك تحل بهم السخط وقال الحافظ الامام ابن عساكر في كتابه تبيين كذب المفتري فيما نسب الى الامام ابي الحسن
الاشعري ان لحوم العلماء مسمومة وعادة الله في هتك استار منتقصيهم معلومة وقال لحوم العلماء سم من شمها مرض ومن اكلها
مات ومن اطلق لسانه في العلماء بالثلب بلاه الله تعالى قبل موته بموت القلب فليحذر الذين يخالفون عن امره
ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقال الامام المجمع على جلالته وامامته ابو تراب النخشبي رضي الله عنه
اذا الف القلب الاعراض عن الله تعالى صحبته الوقيعة في اولياء الله تعالى لان محبتهم دليل على
محبة الله عز وجل ۵ انتهى كتاب امام بابية سنية ٭ ترے جسم عار اعلى وتحسب ٭ كيف و
ان المجدد وشيخ من الاولياء الكاملين والعلماء العاملين صحت عنه كمالات باهرة للعقول واحوال

وكرامات لا يشك إلا الا شقياء المجبول فهو من الاولياء علے الحقيقة والجامع بين الحقيقة والطريقة فمنتقصه ممن حقت
عليه كلمة الطرد والمقت كيف هو قد ادخل نفسه فيما لا طاقة له به من محاربة الله ورسوله ومن حارب الله يهلك هلاكا ابديا
نعوذ بالله من ذلك فلما كان ايذاء اوليا والله محذورا وتكفيرهم وسبهم فے الشرع محظورا تشمر الذيل الى جواب
الايرادات الواهية الفاضل النبيل والنحرير الشاهم الجليل الشيخ نور الدين محمد بيگ الذي انطق به لسان
قلمه ما اودعه من نور معانيه في كلم كلمة الاشرفي يسري للارواح سريان في الاجساد ويجري مجرى الدم من الاكباد فطلعت
شموس التحقيق من افق انواره وتفجرت ينابيعها من خلال اثاره وتعري قطع عنه ميدا ام الفصيل اليه الكميت ونفى الغمائم
وذهب معانيه فلم يقل فيه لو ولا ليت فوالله ثم والله قد وقعوا منه في ظلمات ليس فيها عين الحياة فجعل التحقيق لروض فضله
سياجا وانار بدرا في سماء الكمال سراجا وهاجا فشربه قلوب القبول وعيون العقول كما تساقط الطل الهتان على
رؤس القضيب وورق الريحان نصحهم عبد الله الافندي والشيخ الاحمد الدمشقي والسيد الاسعد المفتي المدني الحنفي والامام
العلي الطبري المفتي الشافعي وعبد الرحمن بن محمد الصالح الامام المالكي ومحمد بن القاضي الحنفي والشيخ الحسن الحنفي ومرشد الدين
ابن احمد المرشدي والشيخ الاعلم والعالم المعظم الشيخ المحترم السيد المجد الافندي وكفاك تحريره صورته فقد
وقفت على السوال الذي سوده الشيخ صالح الاورنگ ابادي ومحمد عارف وعبد الله السودي من توابع الشيخ
صالح المذكور وذكروا فيه انهم استخرجوا من مكتوبات الشيخ الاجل الهمام الكامل في طريق النقشبندية
بل امام منبع العلوم والمعارف ومنشأ الاسرار واللطائف العارف بالله تعالى الشيخ احمد الفاروقي الحنفي النقشبندي
رحمه الله تعالى واعلى درجاته وحيث كان مكتوب الشيخ رح بالفارسية عربوا الى الالفاظ العربية لقصد معرفتهم و
مقتضى مرادهم نعوذ بالله من اتباع النفس والهوى وارسلوا الى السيد محمد البرزنجي احد مجاوري المدينة المنورة ثم
بعد وصول ذلك السوال اليه علق رسالة بتكفير الشيخ الاحمد المذكور بسبب الاقوال المكتوبة في السوال لملائمة خاطر المرسل
اليه وتصدى باثبات كفره بها وسال من قاضي المدينة المنورة ومفتيها وعلمائها ان يكتبوا على تلك السوال
على وفق مراده فامتنعوا عن ذلك وردوا عليه كلاما واجوبة تليق بالعلماء العاملين بعلمهم ثم بعد ذلك اتى الى مكة لاجل
فسئل الكتابة على السوال المذكور من قاضيها ومفتيها وعلمائها ايضا فما احد وافقه على ذلك فاجابوه بعموم
هذا الامر الذي ارتكبه عظيم قلما يوافقك في تكفير مسلم الاكل مالك لا وافقه بالكتابة من العلماء على ذلك الا جماعة
من الناس ممن لا معرفة له بالطريقة وبعضهم وافقه لملائمة هواه وبعضهم لا علم له دراية ولا حقيقة فحصل ما حصل من
القيل والقال بسبب فعل هذا الضال وهو فعل ذلك تبع هوى من ارسل اليه السوال اذ ما علموا قوله صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق فما بالك بحقوق العباد ولا سيما فمن اراد بتكفير ولي وهو عالم العباد فبادل
من يجتري ولا يرتكب لها بالمرصاد فبموجب افتروا على الشيخ احمد النقشبندي قدس سره ومكتوباته احتاج الى تتبع

مكتوبات المرحوم الشيخ المذكور وتعريب الفاظه من الفارسية الى العربية على وجه يشرح الحق على عالم العلم
بالعربية والفارسية وحيث كان الامر كذلك عرضت الشيخ الاجل العالم الفاضل الشيخ محمد بيك همته العلية بطلب
جميع مكتوبات الشيخ احمد رحمه الله وقابل الاقوال التي في ورقة السوال مع مكتوبات المرحوم فوجدها غير موافق بسبب
التحريف وترك بعض الالفاظ وزيادة اخرى الذي ارتكبها هذا الطريق فكتب رسالة وبين فيها اصطلاحات السادة
النقشبندية ومقاصد الشيخ احمد رحمه الله وبذلك اظهر الحق لما ان اتباع الحق احق وحل الاشكال ورفع القيل
والقال وعرب الفاظه الفارسية الى العربية واحسن واهتم واتقن ودفع من اهل الحق سوء الظن بل رجع الكفر على
من يجتري بتكفير المسلم وندم كثير ممن كتب على السوال المذكور ووافق على الندم جاز ان يدخل تحت قوله عليه السلام
التوبة الندم لما ظهر لهم ان مبنى الامر على الهوى والغرض والبهتان الذي فهم من الزيادة والنقصان والتجري
الذي لا يليق بالمسلم فعله بل لا يقدر [illegible] قال النبي صلى الله عليه وسلم في الحديث الشريف من اذى
مسلما فقد اذاني فكيف يكون حال من يجتري بالتحريف وقال عليه الصلوة والسلام من حسن اسلام المرء تركه
ما لا يعنيه وقال عليه الصلوة والسلام اذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم فظهر الحق وزهق الباطل ان الباطل كان
زهوقا فينبغي لحكام تلك البلاد ان يزجروا من هو مثل هذا المجتري بل يجب ان يؤدبهم بحيث يقتضي اجرائهم وافعالهم
نسال الله العظيم رب العرش الكريم ان يعصمنا والمسلمين من تعدي حدود الله باتباع هوى النفس والشيطان وعن
ان نقع في عرض مسلم ظلما وعدوانا انتهى ولله در شيخ الاسلام والمسلمين مفتي مكة المشرفة في مذهب الحنفيين
الشيخ **عبد الله افندي عتاقي زاده** قدس سره حيث افاده. اما بعد فقد اخبرني جم غفير الثقات الثقات
والبالغون حد التواتر مقبولو الروايات بان اولاد الشيخ احمد الفاروقي السرهندي النقشبندي ومريديهم الموجودين
الآن سالكون مناهج الشريعة المستقيمة ملازمو الطاعة الجامعة على الطريق الحنفية السهلة القويمة و
انهم اخذوا الطريقة المذكورة عن الشيخ المذكور وليس فيها ما يخالف الشريعة الغراء ولو وقع في محذور و
هذا مما لا مرية فيه ولا ريب انتهى حملت حملا باداب الطريقة النقشبندية واخذتها عن جماعة زهاد واجلاء عظماء
واذا تقرر هذا فليعلم ان للشيخ احمد مكتوبات واقعة باللغات الفارسية مبنية على قواعد السادة الصوفية
باصطلاحاتهم المرضية بل لهم رضي الله تعالى عنهم اصطلاحات خاصة بهم ولا مشاحة فيها وقد تصدى على بعض
منتسبي الطريقة النقشبندية والشيخ المذكور وعرب بعض مواضع من المكتوبات وحرف وقال بما يوجب القيل
والقال وصدره في السوال وطلب مني الكتابة عليه قبل كل فامتنعت تدينا وقد الح علي مرارا كثيرا فاجبته
بالحديث السابق وهو قوله صلى الله عليه وآله وسلم من خير اسلام المرء تركه ما لا يعنيه ثم زاد في الالحاح وقال
نسئل عن سبب النقض وذكر كلاما لا استطاع ذكره على لسان مسلم ولو حكاية فجبته اجبته شفاها باللسان كلما
سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مقرر شعث داد في الطلبة ومن جميع الكتب في باب الردة وطلب الكتابة ايضا من جماعة علما واتقيا حنفية
وشافعية فلم يوافقوه على ذلك بل اجابوه بالحق المخالف لهواه وكتب عليه شخص من الفضلا باخذا بظاهر الالفاظ الكفرية
المحرف مع امكان التاويل ووافقه جماعة ممن لا يعبأ بهم وزاد بعض جهال في الهند به وطغى وبعضهم نقش اسمه بختم له
في اكاذه كالمتعجبا وليته لم يكتب فهم وليته لم يقع وقد ظفر بكتابة المولوي الجاهل المتعصب لا يجري عليه مقتضى لفظه شرعا
ان لم يكفره لانه عرض بالعلماء الاجلاء الذين لا يستطيع ان يكون تلميذ التلميذ لهم فضلا عن التقصد استحقه وقد سلك عندهما بعض العلماء
الاجلاء في تعريضه لجواز لو الاعتبة وحمل الاول وحمل الثاني لحكمنا بتكفيرهما لكن لما كان لهما وجه غيره باعتبار ان العوام
لا يعلمون الامور فيه المسائل الخفية التي يخفى على مثلها من العوام اعرضنا عن الحكم بذلك ولكن مثل هذين الجاهلين
ينبغي تاديبهما وزجرهما عن الخوض فيما لا وصول لا وانهما اليه انتهى فما احسن هذا الاعتذار الدال على جهلهما وتبين
لحالهما والكاتب من الاعتذار فليتدبره ومع هذا القدر محوا ما كتباه واكراه بخيانة الزلة والاستغفار وكيفيهما
ذلك خزيا وتعزيرا في سائر الاعصار قال علماؤنا انكار الكفر توبة وقد رد بعض الافاضل على هذا المعرب المستبيح
لهواه المحرف الكلام الشيخ بالتعريب ومرجعه بالدسائس وتبليغ كلامه وكلام من بعده فاضلا وشرح كلام الشيخ المذكور لفظا
الفارسي وعربه بالواقع فاطال وحسن الطاويل والمقال وقرظ عليه جماعة علماء اجلاء والاحرى ترك التعريب المحتاج
الى التاويل لان بعض الالفاظ اذا وقعت فارسية حكما واذا وقعت عربية حكما اخر قال علماؤنا في اماكن متعددة
من كتب الفتاوى كما ذكر علامة المذهب قاضي خان في فتاواه المشهورة في الشروط المفسدة للبيع
رجل اشترى شيئا على ان يحمله البائع الى منزل المشتري ان قال ذلك بالعربية لا يجوز وان قاله بالفارسية
جاز لان العربية تفرق بين الحمل والايفاء والفارسية لا تفرق ويكون الحمل بمنزلة الايفاء انتهى والحاصل ان
الفاظ المكتوبات الصادرة من الشيخ باللغة الفارسية باصطلاح القوم ولسانهم حيث كانت سالمة عما يوجب
وصمة فالهما شرعا ولا محذور فيها ولو بوجه ضعيف لا يلتفت الى التعريب المخل المحتاج الى التاويل بل يترك
كلام المتكلم بلفظه عربيا او فارسيا الخالي عن التعريب لموافقته الشرع الشريف كما اخبرني من تقدم ولا تكلف
تعريبها ان لم يتغير معناها ومدلولها فكيف مع التغير المستقبح في محذور لو فرض على القدح في الشيخ تعريب ذلك
المعنت مع براءته كما ذكره ليت شعري اي حاجة وداعية الى التعريب لتكفير مسلم ما هذا الاجتراء وقد وقعنا
بالامراء فان تكفير المسلم امر عظيم قال في البحر ناقلا عن الفتاوى الصغرى الكفر شيء عظيم فلا اجعل المؤمن كافرا
متى وجدت رواية انه لا يكفر انتهى ثم قال فيه قال في الخلاصة اذا كان في المسألة وجوه توجب الكفر
ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي ان يميل الى الوجه الذي يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم انتهى ثم قال والذي
تحرر انه لا يفتى بتكفير مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان في كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة فهذا الذي

ادين الله واعتقده ثم ان الفقير في شغل شاغل من مثل هذه الخرافات والكتابة عليها والتقريظ والموافقة
الواقعات اليومية المتعين على بيانها بامر الدولة العلية العثمانية الرسمية ادامها الله تعالى وادام احسانها على سائر البرية
وانما اخبرني من تقدم ذكره ان ما وقع من التحزيب والتخويف والكتابة عليه والموافقة لزهير واصغى اليه جميع
اهل العناد ولاقام الفتنة النائمة الداعية الى الفساد وتخريب البلاد واضرار المسلمين والعارفين من العباد والعلماء
والزهاد والمشائخ الامجاد وطلب مني كتابة ما تيسر لدفع هذه المضار العديدة بالفاظ وجيزة مفيدة فوجبت علي
وسطرت ما ذكر لحقن الدماء والانتصار للعلماء والصلحاء والمشائخ الاتقياء وقال ذلك الفقير الى الله تعالى
عبد الله عشاقي زاده الحنفي القائم بخدمة الفتوى بام القرى مكة المشرفة عفي عنهما بمنه وكرمه وقد نقل سيدي
لشرح كلمات الطيبات في اشارة سنة اثنا عشر ومائة والف صاحب القرب الانسي والمقام القدسي
الشيخ عبد الغني النابلسي الحنفي الدمشقي نفعنا الله تعالى ببركاته وامدنا بصالح دعواته في رسالته
نتيجة العلوم ونصيحة علماء الرسوم فاجاد في التحقيق وازال الاشتباه عن الطريق كيف لا فان الله خص
هذه الامة بما لم يعطه امة قبلها وامطر عليها من سحائب كرمه وطل لغيره وبلها وجعل فيها على مر الايام طائفة
بخصوص ولاية فانهم صفوة من الخلق ومحل رعاية هم خير الامة والانوار التي تنفي الظلمة وبهم تفرج كل شدة
وتزاح كل غمة ع نهاهم حب لما سقاهم * خيال الوصل عن حور الجنان * ألم يعبدوا من خوف
نار * ولا شوقا لما وفي الجنان * لهم شغل لمولاهم بذكر * وسكر والتهجد في القران * بحور العلم او
شمس السموات * ملوك الارض اقمار الزمان * هم الكاشفون بلطائف المعارف والمطلعون
بنظر الف العوارف وردت بذكرهم الاخبار ورويت في ماثرهم الاثار عن الاخيار وجاءت الاحاديث
بانهم السابقون والاحياء وذلك ما رواه رواة الحديث الصادقون لكل قرن من امتي سابقون بهم يغاث
الناس وبهم ينصرون وبهم يرزقون وبهم يمطرون وبهم يجارون وبهم يرفع عن اهل الارض ما يغشاهم ولذلك
بهم يحيي الله الميت ويشفي عباده ويغيث بهم ينزل الغيث وبهم يصلح العيش وبهم ينبت للخليقة
نبتها وبهم تخرج الارض بركتها وبهم ينتصر على الاعداء وتدفع انواع البلاء ويصرف العذاب والابتلاء
ع بهم اغاثات لبقاع الارض وبهجة * فهم شموس سرت فيها واقمار * يحيي بهم كل ارض ينزلون بها *
كانهم لبقاع الارض امطار * هم الخواص وقد خصوا بمنزلة * جزاؤكم لهم في الله اسرار * لو اقسم احدهم
على الله لابر قسمه ولو سأله ان يزيل جبلا عن مكانه لهدمه ولن تقوم الساعة حتى يقبضوا كلهم ويفنيت من
حبهم الكنهم ومحلهم ويصار من كل الارض ظلامهم وظلمهم وظلمهم قد قول الله تعالى نصرهم وعلى اعدائهم اذاهم وكرمهم
ولو عبد من اذاهم بحرب بعظيم امرهم هل اتاك حديث الغاشية الرائعة الاشية التلاشية الذي

وجبت تفتيش اولياء الله خاشية الرحمن من عذاب الله خاشية انما مثلها مثل الماشية فرق الله منها
بهائم الماشية ولا انشار منها الماشية اهل اكال حديث الطبوة والايام المنكرة والحمر المستنفرة والكلبة المزورة الذين
لا يخشون من نزره ولا تنفع فيهم الذكرى بل اكال بنار الشائم الكلف المتنفيف الذي ليس له التصرف ولا حظ له الا ان سعت
ولا نصيب له الا التشبث وهو كالحبارى في صحارى التكلف المختلف من ادراك التصوف وما ادراك ما التصوف
فانه علم يعرف به كيفية ترقي اهل الكمال من النوع الانساني في مدارج سعاداتهم والامور العارضة لهم في درجاتهم
بقدر الطاقة البشرية واما التعبير عن هذه الدرجات والمقامات كما هو حقه فغير ممكن لان العبارات انما وضعت
للمعاني التي وصل اليها اهل اللغات واما المعاني التي لا يصل اليها الا غائب عن ذاته فضلا من نوعي مدركه فليس
بممكن ان يوضع لها الفاظ فضلا عن ان يعبر عنها بالالفاظ فكما ان المعقولات لا تدرك بالاوهام والموهومات
لا تدرك بالخيالات والتخيلات لا تدرك بالحواس كذلك ما من شانه ان يعاين بعين اليقين لا يمكن ان
يدرك بعلم اليقين فالواجب على من يريد ذلك ان يجتهد في الوصول اليه بالعيان دون ان يطلبه
بالبيان فانه طور وراء طور العقل شعر علم التصوف علم ليس يعرفه ٭ الا اخو فطنة بالحق معروف
وليس يعرفه من ليس يشهده ٭ وكيف يشهد ضوء الشمس مكفوف ٭ وقال ابوبكر الواسطي الراسخون في العلم
الذين رسخوا بارواحهم في غيب الغيب وفي سر السر فعرفهم ما عرفهم واراد منهم من مقتضى الآيات ما لم يرد من
غيرهم وخاضوا بحر العلم لطلب الزيادات فانكشف لهم من مدخور المخزون تحت كل حرف وآية من الفهم وعجائب
النص فاستخرجوا الدرر والجواهر ونطقوا بالحكمة وقد ورد في الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما رواه سفيان
بن عيينة عن ابن جريج عن عطاء عن ابي هريرة انه قال ان من العلم كهيئة المكنون لا يعلمه الا العلماء بالله فاذا
نطقوا به لا ينكره الا اهل الغرة بالله اخبرنا ابو ذر عبد اجازة قال اخبرنا ابو بكر بن خلف اجازة قال اخبرنا ابو
عبد الرحمن قال سمعت النصرآباذي يقول سمعت ابن عائشة يقول سمعت القرشي يقول هي اسرار الله تعالى
يبديها الى اوليائه وسادات النبلاء من غير سماع ولا دراسة وهي من الاسرار التي لم يطلع عليها الا الخواص
وقال ابو سعيد الخراز للعارفين خزائن اودعوها علوما غريبة وانباء عجيبة ويتكلمون فيها بلسان الابدية ويخبرون
عنها بعبارة الازلية وهو من العلم المجهول نقول بلسان الابدية وعبارة الازلية اشارة الى انهم بالله ينطقون
وقد قال الله تعالى على لسان نبيه في نطق وهو العلم اللدني الذي قال الله تعالى في الخضر وعلمناه
من لدنا علما **فان قلت** كيف يصح دعوى القول بان علم الباطن لا ينال بالكسب وقد شوهد حصوله لكثير من
اهل الظاهر **قلت** لا شك ان علوم الانبياء والرسل عليهم السلام انما كان حصولها بالوحي غالبا او بالفيض
الالهي الذي قذفه الله في بواطن قلوبهم وابرزه لهم في قالب الكشف عن الحقائق الربانية ومعلوم ان

ليس بكسب وهو واقع ايضا لخلفائهم من القوم حيث فصحوا عنه بعبارات الازل التي تقصر عنها نطاق نطق اهل الظاهر
في الابد قال الشيخ تاج الدين بن السبكي في الطبقات الكبرى الفقيه وذكر ان الشيخ عز الدين بن عبد السلام كان يقرر بين
يديه رسالة القشيري فحضر مرة الشيخ ابو العباس المرسي لما قدم من الاسكندرية الى القاهرة فقال الشيخ عز الدين تكلم
على هذا الفصل فاخذ المرسي يتكلم والشيخ عز الدين يرجف في الحلقة ويقول اسمعوا هذا الكلام الذي حديث عهد بربه وقال
الشيخ تاج الدين بن عطاء الله في لطائف المنن اخبرني الشيخ مكين الدين الاسمر قال حضرت بالمنصورة في خيمة فيها
فرايت الشيخ عز الدين بن عبد السلام والشيخ مجد الدين علي بن وهب القشيري والشيخ محي الدين بن سراقة والشيخ
مجد الدين الاخميمي والشيخ ابا الحسن الشاذلي ورسالة القشيري تقرء عليهم وهم يتكلمون والشيخ ابو الحسن صامت الى ان
فرغ كلامهم فقالوا يا سيدي نريد ان نسمع منك فقال انتم سادات الوقت وكبراؤه وقد تكلمتم فقالوا لا بد ان نسمع
منك فسكت الشيخ ساعة ثم تكلم بالاسرار العجيبة والعلوم الجليلة فقال الشيخ عز الدين وقد خرج من صدر الخيمة وفارق موضعه
اسمعوا هذا الكلام الغريب القريب العهد من الله قلت وفي رواية ساقها الحافظ ابن كثير كان الشيخ عز الدين يحضر مجلس
الاستاذ ابي الحسن الشاذلي ويسمع تقريره في علوم الحقائق ويشاهد حسن افصاحه عن العلم اللدني فعند ذلك حصل له
وارد من جناب الحق وهو يرقص على قدميه طربا مع المريدين وهو يقول اسمعوا هذا التقرير فانه قريب العهد من ربه فهذا
هو العلم الباطن الحاصل لهم من الفيض الالهي من غير اكتساب وما حصوله لاهل الظاهر بالتلقي عن الاستاذين
فصار ملحقا بالعلوم العادية الكسبية التي تؤخذ بالتقليد وليس هذا الآن من العلم الطري القريب العهد بربه لكونه
يخرج من مقتضى العلم اللدني بسبب تلقيه من الخلق دون الحق قال الشيخ عبد السلام المقدسي في كتابه حل الرموز
ومفاتيح الكنوز اعلم ان العلم علمان علم الظاهر وهو الشريعة وعلم الباطن وهو الحقيقة قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم العلم علمان علم باللسان وعلم بالقلب فاما علم اللسان وهو حجة الله على العباد واما علم
القلب وهو العلم الاعلى الذي لا يخشى الله العباد الا به فعلم القلب هو العلم اللدني الذي لم يسطر في السطور
ولم يحفظ بالدرس وانما هو تلقين من الله بغير واسطة ملك ولا استفادة رسول كما ان الخضر عليه السلام علم بعلم
اللدني والم الكليم موسى عليه السلام بالعلم الوحي فقتل تلك النفس الزكية بغير نفس هذا على ظاهر الشرع عدوان
محض لكن في التحقيق فعل بعلم آخر لدني لم ينقل من الكتب والاوراق وانما جاء وحي من الملك الخلاق
فوجب على موسى عليه السلام انكار ذلك واستقباحه قياما بالحدود وعملا بالشريعة اذ هو متشرع
ومتعبد بها فلو سكت عن الانكار لما قام به غيره ولذلك تادب الخضر عليه السلام معه بقوله انك لن
تستطيع معي صبرا وهذا غاية الادب من الخضر عليه السلام لانه علم انه يرى منه ما لا يقره الشرع فقال
انك لن تستطيع معي صبرا على ما يخالف الشريعة ثم لما اعلمه الخضر عليه السلام بالعلم يدخل في علم الشريعة

علم موسى عليه السلام ان الشريعة جسد والحقيقة روحها وقال في موضع آخر اعلم ان العلم مقدمة نتيجتها العمل والعمل مقدمة نتيجتها الحال فالعلم والعمل كسبي والحال وهبي قال الله تعالى والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا فالمجاهدة للعبد بالعلم والعمل والهداية مواهب الله تعالى في الاحوال وهذا معنى قوله صلى الله عليه وسلم من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يعلم فالذي ورثه الله لعبده لم يكن من كسبه بل بفضل الله وبرحمته نزل ذلك من الله تعالى على نبيه فقال وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما وقال الهروي في منازل السائرين الدرجة الثالثة علم لدني اسناده وجوده وادراكه عيانه ونعته حكمه ليس بينه وبين الغيب حجاب قال شارحه العالم بالله كمال الدين القاشاني اي علم لا يكون الا من لدنه رحمة وموهبة كقوله تعالى في حق الخضر عليه السلام آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما ولا يثبت بالاسناد كسائر العلوم المنقولة بل اسناده وجوده وادراكه عيانه اي لا يحصل بالادراك العقلي والفهم كسائر العلوم المنقولة بل ادراكه شهوده ولما كان العيان الذي هو الادراك البصري اجلى الادراكات اطلق على كل ادراك يكون في غاية الجلاء فاطلق على الشهود الحقاني ونعته حكمه اي لا يمكن نعته بعبارة تفهم معناه ولا يمكن نعته ووصفه لمن ليس له ذلك ولا يمكن تعريفه للغير فلا يعرفه الا هو نفسه لمن ظهر عليه ليس بينه وبين الغيب حجاب المراد بالغيب غيب الغيوب الذي هو علم الحق اي ليس هو الا علم الحق بعينه وهو التجلي الذاتي وبتفصيل في الكواكب الزاهرة في اجتماع الاولياء يقظة بسيد الدنيا والآخرة للشيخ ابي الفضل عبد القادر بن حسين بن علي الشاذلي رحمه الله تعالى فافضل العلماء هم العلماء بالله الذين كشف لهم الغطاء فشاهدوا الجمال الاسنى وسكروا بالمحبة المولى وعرفوه باسمائه الحسنى وصفاته العلى وتخلوا من صفاته بمجالس العلا وشاهدوا عجائب ملكوته وغرائب حكمته وعظائم آياته الكبرى وقربهم في حضرة قدسه واجلسهم على بساط انسه وقلبهم بصفات الجمال والجلال تجلي وجعلها مطالع انواره وخزائن اسراره ومعادن المعارف والحكم وهم مصابيح الهدى ووفقهم بصالح الاعمال وحفظهم في الافعال والاقوال وصفاهم الاحوال وقلوبهم بذكره احياء ومن الارجاس والاكدار طهرها وجلاها ونشر لهم اعلام الولاية واهتدى بهم القوم بحسن هدايته وعرفهم في المملكة وتولى وشوقهم الى النظر الى وجهه الكريم فزهدوا في الدنيا والآخرة فاحيا بهم الدين ونفع بهم المريدين وجلا بهم عين القلوب العميا واغاث بهم العباد واصلح البلاد وكشف بهم البلاء فهم الناطقون بالحق عن الحقيقة والمرشدون الى سلوك الطريقة تكلموا بالحكم من بحور تلاطمت امواجها وتمازجت افواجها فاستقرت درر التوحيد في جودها ولاحت الانوار على ساحاتها وانبسطت في الاقطار وتشعشعت في الامصار فاستخرج منها اللآلي الكبار وغواص العلوم اللدنية جواهر الاسرار وخرقت لهم الحجب العلوية فانتهوا الى معادن الانوار واستقروا على بساط الانس

وكشفوا عن سر الازلية بالاخبار قلت ههنا اسرار الكرامات العلوية والعلوم الالهية والانفاس الروحانية فانفتح
لهم العلم المصون وانكشف لهم السر المكنون شربت ارواحهم راح المحبة في حضرة القدس فسكرت حتى شاهدوا
الجمال على بساط الانس وحارت في بحار معارف الاسرار وتنزهت في رياض مطالع الانوار فهم الاصفياء الابدال
والجلساء المقربون ولا يخفى ان العلماء انما يشرفون على قدر شرف علومهم وشرف العلوم على قدر شرف متعلقاتها
فعلوم المعارف المتعلقة بالله وسمائه وصفاته اشرف العلوم واصحابها اشرف العلماء وهي علوم لا يتناول بالكسب
وانما تنال بالوهب وهي فضل العلوم واصحابها افضل العلماء والدليل عليها ان العلوم والمعارف اللدنية يختص
بها الولي والصديق والعلوم الظاهرة ينالها الصالح والزنديق وان فضل العلم على قدر ارتفاع صاحبه وتنقيحه
ولا شك ان العارفين بالله هم الذين انتفعوا ونفعوا حقا وصدقا قال بعضهم العالم يقتدى به والعارف به يهتدى
وعن ابي هريرة قال حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائين فاما احدهما فبثثته فيكم واما الاخر فلو
بثثته لقطع هذا البلعوم رواه البخاري قيل المراد من الوعاء الذي لم يبثه الاحاديث التي بين فيها اسماء امراء الجور
كقوله اعوذ بالله من راس الستين وامارة الصبيان مشيرا الى امارة يزيد بن معاوية قلت اطلاق الوعاء على
علم بجزئيات معدودة غير مستحسن ولا يتصور جعله قسيما ونظير العلوم الشرعية بل المراد به العلم اللدني فان قيل
فما معنى قوله فلو بثثته لقطع هذا البلعوم قلت معناه انه لو بثثته باللسان لقطع هذا البلعوم لان تلك العلوم والمعارف
لا يمكن تعليمها وتعلمها بلسان المقال بل انما تدرك بالانعكاس ولسان الحال كيف والتعلم باللسان يتوقف على
امور منها كون المعلوم مما يدرك بالعلم الحصولي ومنها كون اللفظ موضوعا بازائه ومنها كون الوضع
معلوما للسامع وليس شيء منها متحققا في المعارف اللدنية فان ادراكها يكون بالعلم الحضوري الذي
لا يمكن نحو لها بل سبيل ذلك وراء العلم الحصولي والحضوري وانى هناك وضع الالفاظ وهيهات هيهات
للسامعين العلم بوضعها ومن اراد ان ينطق بتلك المعارف فلا بد له من ايراد مجازات واستعارات لا يهتدي
الى مرادها العوام فيتخبط به عقولهم ويفهمون غير مراد المتكلم فيفسقونه ويكفرونه كما ترى العوام ينكرون على اولياء
الله تعالى من غير سبيل الى درك مرادهم وذلك يفضي الى قطع البلعوم فان قيل اذا كان ذلك العلم
بحيث لا يمكن اخذه ولا اعطائه بالبيان ويفضي الى تلك المفسدة وقطع البلعوم بالنطق باللسان
فاية ضرورة في التكلم بها وما بال القوم يصنفون فيها مجلدات كالفصوص والفتوحات واي فائدة
في تلك التصنيفات قلت ليس الغرض من تلك التصنيفات اعطاء تلك العلوم ولا تحصيل مطالعة
تلك الكتاب شيء من القرب والولاية بل الغرض منها تنبيه العارفين المحصلين تلك العلوم بالجذب
والسلوك على بعض تفاصيلها وتطبيق احوال المريدين ومواجيدهم على احوال الاكابر ومواجيدهم وتطهير

احوالهم وتطمئن به قلوبهم وكثيرا ما يتكلمون بتلك المعارف في غلبة الحال فالطريق السوي للعوام عند مطالعة
كتبهم وسماع كلامهم عدم الانكار وحمله على ظاهر الشريعة مهما امكن بالتاويلات فان كلامهم رموز واشارات
او نقول بطي علمه الى علام الغيوب كما هو شان المتشابهات فان في كلامهم مجازات واستعارات يصير وقفة
عن الظاهر وليس شيء منها مخالفا للشرع بل هي لب الكتاب والسنة رزقنا الله سبحانه بفضله ومنه فعلماء
الباطن الذين اطلعهم الله على الحقائق والمعارف والحكم تارة يصنفون كتبا واضحة في هذا الشان لينتفع
بها اهل الظاهر والباطن كبعض مصنفات الغزالي ومصنفات القشيري والشهاب السهروردي والشيخ
تاج الدين عطاء الله الشاذلي وخواجه محمد پارسا وغيرهم من الائمة الاعلام وتارة يصنفون كتبا لا يفهمها
الا اهل الباطن فقط وعلماء الظاهر لا يفهمونه لما في ظاهر عباراتها من الاشكالات والرموز المقفلة التي
لا يفتحها الا العلماء بالله وذلك كمصنفات الشيخ محي الدين بن عربي وابن سبعين وابن الفارض وابن جلاء
وابن دوسكين وعفيف التلمساني والايكي العجمي والاسود الاقطع وابي اسحق ومواضع من الاحياء
للغزالي جلها في المهلكات منه والنفخ والتسوية والمضنون به على غير اهله ومعراج السالكين والمنقذ ومواضع
من قوت القلوب لابي طالب المكي وكتاب ابي نجيب السهروردي وتحقيقات خواجه محمد پارسا ومجلدات
مكاتيب الامام الرباني خاصة المجلد الثالث منها ورسالة المبدء والمعاد والمكاشفات الغيبية والمعارف
اللدنية فهذه علوم لا يعلمها علماء السير والوقوف ولا يكتبها بكتب المنكر والمعروف ولا تدل عليها الحروف
برزت من غيابة الغيب الذي لا يشعر به الغير ولا ينتهي اليه نهاية السير وانما هي اشارات وتلويح لا عبارات
وتصريح فمن كان صدقنا الله خابتا جنوه العبد الاواه فليدخل من باب جنابها وليغص في خطائر حضراتها
فيري ما لا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ومن كان مرتطما في ورطات الاوضاع جامدا
على عوائد الطباع مقيدا في القول والسماع ولا يطيل يدا في كشف القناع فليرد العلم لاهله وليتبرء من سوء
ظنه فان الحقائق من وراء رتبه ومدارك العلوم اللدنية فوق فهمه فمن لم يعلم التصوف اقدامه على تكفير المتصوف
بعيد جدا فان التكفير امر عظيم الخطر ومن كفر فانا فكانه اخبر عن ذلك الانسان بانه في الآخرة في العقوبة
الدائمة ابد الابدين وانه في الدنيا مباح الدم والمال لا يمكن من نكاح مسلمة ولا تجري عليه في حياته ولا بعد
مماته احكام المسلمين قال العلامة السيوطي في المعارض في نصرة ابن الفارض وافاد اليافعي في الارشاد
وما ذلك الا ان الكلام قد يكون ظاهره في الشرع منكرا وصاحبه منزه عن اعتقاده موردا ومصدرا وانما قصده
مرادا به معنى خلاف الظاهر يعرفه ولا يتاوله حين يا هو قال الغزالي رضي الله عنه وعنا به كلام القوم يشبه ما في
القرآن والسنة من المتشابه وقد سال بعض علماء الكلام بعض كبار الصوفية من هذا الذي يلحد عليهم

فشرحه له ابين جواب وابان له صوب الصواب فقال له ما حملكم على ان اطلعتم على هذه الالفاظ التي ظاهرها
يستشنع فقال غيرة منا على طريقنا ان يدعيه من لا يحسنه ويدخل فيه من ليس من اهله ويتبرقع بقميصها على الناس اهل
من سلك لا يحسن التصرف واولع غيره بان يشتهر عنه علم التصوف بآية من حكمة الجنين الذي ما تعلق بعبد ولا اكل
ولا مشى ولا نام ولا شرب ولا اكل فيسأله عن شيء من هذه العبارات المشكلة فيخوض معه في شرحها وهو جاهل لا يحسن
مدحها من قدحها فيخرج بذا فخا استشرافه رانفا احاطه كانما جعل ضيعة الكلب او نزل عليه سجل لولاية الملك ما اب الامين يديه
عليه حجر الطاحون ويفر من مخالفة النفس بابواحد من الطاحون وياخذه بالجوع وترك الهجوع ويلزمه الذكر والصوم ويحرمه
لذيذ الطعام والنوم فيذهب كبره ويتعطر ويسيل بحيث ينطق فان سأله عن شيء من ذلك او رام الخوض في هذه المسائل
انكر عليه باللسان والقلب وقال احذر سواحرا والكلب ثم زاد عليه وزجره واغلظ عليه وزجره وقال ولهذا اسلك طريقنا
يكون لك ما لنا والزم حجتنا يكون لك ما علينا قد يعلم الله الذين يتسللون منكم لواذا لو دخل معه ذلك لكان من النصح
في حقه وكان به ابعد من عقده واقرب الى ملك رقه واحسن قول ابي عبد الله القرشي احد ائمة التحقيق من طلب
الغايات في البدايات فقد اخطأ الطريق نعوذ بالله من سوء الظن بما احوجنا الى هذا الكلام الا بيان ان النصر من
شبه اهل الفن انما كان تجاربهم بهذا الكلام من اهل الحضرة وشهود المقام فيتذاكرون انهم عارفون يتحاورون
في ما هم يشتغلون ولو وضعوا كل قرن مع قرينه وكل ليث مع اهل عرينه رضي الله عنهم استاذنا الشيخ كمال الدين
بن الهمام وقد وطئ على مضجعه اهل الغمام سأله رجل عن شيء من كلام القوم بين الملأ فقال حتى اصحح اسلامنا او لا ثم
ثم ان تلك المسائل التي يحكم فيها بالتكفير في غاية الدقة والغموض بكثرة شعبها ودقة مداركها واختلاف احوالها وتعدد
معانيها فيحتاج في معرفة الخطأ الساري عنها ووجوه واسع الاطلاع على حقائق التأويل وشرائطه في الامام
ومعرفة الالفاظ المحتملة للتأويل وغير المحتملة وذلك يستدعي معرفة جميع طرق اهل اللسان من سائر قبائل العرب
في حقائقها ومجازاتها واستعاراتها ومعرفة دقائق الامور في علم التوحيد الى غير ذلك مما هو متعذر جدا
على غالب العلماء فضلا عن غيرهم مع ان تكفيرهم يحتاج الى امرين عزيزين احدهما دراك المصطلح فيهم
وهو صعب من جهة عدم الاطلاع على اصطلاح الصوفية الا من كان صوفيا ثانيهما ان الحكم بان ذلك كفر صعب
من جهة صعوبة فن التصوف فانه لا يحصل الا من يرتاض ويجلس في خلوتهم حتى يخرج عن الهوى ويتعصب
بالكلية مع امتلائه من العلوم الشرعية والاطلاع على اسرارها ومنازع الائمة المجتهدين فيها وهذا قل ان
يوجد الآن عند شخص قال العلامة تاج الدين السبكي في معيد النعم ومبيد النقم ان الواجب تسليم احوال القوم اليهم
وانا لو اخذنا الا بحثه ظاهرة وشتى امكننا تأويل كلامهم وحمله على محمل حسن لا نعدل عن ذلك لا سيما
من عرفناه منهم بالخير ولزوم الطريقة ثم بدرت منه لفظة عن غلطة او سقطة فانها عندنا لا تهدم ما مضى منه

لانه من الفقهاء التي تنكر على الصوفية مثلها مثل الطائفة من الترك التي تنكر على الفقهاء وقد
جربنا فلم نجد فقيها ينكر على الصوفية الا ويهلكه الله تعالى وتكون عاقبته وخيمة ولا وجدنا تركيا
ينكر على الفقهاء الا ويهلكه الله تعالى وتكون عاقبته شديدة فسبيل هذه الطائفة التوبة الى الله تعالى وحسن
الظن بخلق الله تعالى لا سيما من انقطع الى الله تعالى ورفض الدنيا وراء ظهره فبصلاح هذه الطائفة يكم
قال فهولاء القوم لا يعاملون بالظواهر ولا يفيد معهم الا الباطن ومحض الصفاء وهم اهل الله تعالى وخاصته الصفا
بهم واكثر من يقع فيهم لا يفلح انتهى اعلم ان حسن الظن وعدم الوقيعة هو الذي دلت عليه الاخبار
والآثار ففي الحديث لأن يخطي الامام في العفو خير من ان يخطي في العقوبة اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث
ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا وقال سيدنا عمر لا تظن بكلمة خرجت
من اخيك سوءا وانت تجد لها في الخير محملا وقال بعض العلماء لو عاش الانسان عمره كله لم يلعن ابليس
لما سأله الله عن ذلك وقال الشيخ تقي الدين السبكي في فتاواه اعلم انما يستصعب القول بالتكفير لانه يحتاج
الى تحرير المعتقد وهو صعب من جهة الاطلاع على ما في القلب ويكاد الشخص يصعب عليه تحرير
اعتقاد نفسه فضلا عن غيره واعتراف الشخص به هيهات ان يحصل وقال الامام اليافعي في نشر المحاسن
النفيسة وانما قلنا لا يستعجل بالتكفير لان المبادرة الى دون ذلك غير محمودة وما هو الا من الكبائر
فكيف بالمبادرة الى تكفير المسلمين مع عدم الاطلاع على قلوب الخلق واحتمال ارادة التخصيص وغيره
وعظم حرمة المؤمن الذي قتله بغير حق اعظم عند الله من زوال الدنيا لا يخفى عليك انه اذا صدر من
المؤمن الكفر صريحا متعمدا وارتد عن الاسلام والعياذ بالله لا يبادر الى قتله بل يستتاب وجوبا او
استحبابا على خلاف في ذلك فكيف بمن لم يعلم انه تعمد الكفر ولفظه يحتمل لارادة التخصيص والسهو و
سبق اللسان وغير ذلك فينبغي التثبت والتأني في التكفير وسفك دماء المسلمين فليس ذلك بهين
وينبغي اذا نقل عن احد لفظ ظاهره الكفر ان يتأمل ويمعن النظر فيه فان احتمل ما يخرج اللفظ
عن ظاهره من ارادة التخصيص او المجاز وغير ذلك مما قد عرف في القاعدة الاصولية
في تأويل الالفاظ عن مرادها وان كان الاصل في الكلام هو الحقيقة والعموم وعدم الاضمار وغير ذلك
لان المصير اليه ضرورة ماسة الى الاحتياط في هذا الامر واللفظ المحتمل فان ذكر ما ينفي عنه الكفر مما يحتمله
اللفظ ... لم يحمل اللفظ على ظاهره وان ذكر غير المحتمل امهل حتى يذكر شيئا او يستتاب فان تاب قبلت توبته وان
لم يتب واصر على ذلك فان كان مدلول ذلك الظاهر كفرا مجمعا عليه حكم بكفره وقتل مرتدا
ورتب عليه احكام المرتدين وان كان في محل الخلاف نظر في الراجح من الادلة فان لم يكن في

الجنة التكلم في الادلة نظر في الراجح عند اكثر المحققين من اهل النظر فان كان الراجح عندهم عدم التكفير فذلك وان تساوى الخلاف اخذ بالاحوط وهو عدم التكفير وينبغي ان يستتاب ويهدد وان لم يتب وان رجحوا التكفير فالحكم ما حكم به المجتهد المفتي اخرج البخاري عن ابي ذر انه سمع النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا يرمي رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك قال النووي معناه فقد يرجع تكفيره وعليه فليس الراجح عليه حقيقة الكفر بل التكفير لكونه جعل اخاه المؤمن كافرا فكانه كفر نفسه اما لكونه كفر من هو مثله واما لانه كفر من لا يكفره الا كافر يعتقد بطلان دين الاسلام

وقال اليافعي في كتاب الارشاد ما نقل ونسب الى المشائخ رضي الله عنهم مما يخالف العلم الظاهر له محامل الاول ان لا يسلم نسبته اليهم حتى يصح عنهم الثاني بعد الصحة يلتمس له تاويل فان لم يقبل تاويلا عند اهل العلم الباطن العارفين بالله تعالى الثالث صدور ذلك عنهم في حال السكر ان سكر وانما غير مؤاخذ لانه غير مكلف في ذلك الحال فسوء الظن بهم بعد هذه المخارج من عدم التوفيق نعوذ بالله من الخذلان وسوء القضاء ومن جميع انواع البلاء وقال بعض العلماء ان دقائق علم التصوف لو عرضت معانيها على الفقهاء بالعبارات التي الفوها في علومهم لاستحسنوا كل الاستحسان وكانوا اول القائلين بها وانما ينفرهم منها ايرادها بعبارة مستغربة لم يالفوها قال الحافظ السيوطي في تنبيه الغبي بتنزيه ابن عربي وذكر البرهان البقاعي في معجمه حكى لي الشيخ تقي الدين ابو بكر بن ابي الوفا المقدسي الشافعي قال وهو شيخ التصوف في زماننا قال كان بعض الاصدقاء يشير علي بقراءة كتب ابن عربي ونحوها من انظارها وبعضهم يمنع من ذلك فاستشرت الشيخ يوسف الامام الصفدي في ذلك فقال اعلم يا ولدي وفقك الله ان هذا العلم المنسوب لابن عربي ليس بمخترع له وانما هو كان ماهرا فيه وقد ادعى اهل طريقه انه لا يمكن معرفته الا بالكشف فاذا صح معهم فلا فائدة في تقريره ان كان المقرر والمقرر له مطلعين فالتقرير تحصيل الحاصل وان كان المطلع احدهما فتقريره لا ينفع الآخر والا فهما يخبطان خبط عشواء فسبيل العارف عدم البحث عن هذا العلم وعليه التعويل والسلوك فيما يوصل الى الكشف عن الحقائق قال ثم استشرت الشيخ زين الدين الخافي بعد ان ذكرت له كلام الشيخ يوسف فقال كلام الشيخ يوسف حسن وازيدك ان العبد اذا تخلق ثم تحقق ثم جذب اضمحلت ذاته وذهبت صفاته وتخلقت من السوي فعند ذلك تلوح له بوارق الحق بالحق فيطلع على كل شيء فيرى الله عند كل شيء فيغيب بالله عن كل شيء ولا يرى شيئا سواه فيظن ان الله عين كل شيء وهذا اول المقامات فاذا ترقى عن هذا المقام واشرف عليه من مقام هو اعلى منه وعضده التاييد الالهي رأى ان الاشياء كلها فيض وجوده تعالى لا عين وجوده فالناطق حينئذ بما نطق به في اول مقام المحو ومحو ساقط واما دام ثابت

ورد کتب بتعلیق ابن شاہ ورد مختار انتہی ہہنا اشکالان قویان الاشکال الاول ان الجرح مقدم
علی التعدیل فالتعدیل لا طائل تحتہ جوابہ علی ما قال العلامۃ ابن عابدین صاحب رد المحتار والعقود فی کتابہ
سل السیف الہندی علی اعداء خالد النقشبندی ان ہذا فی غیر من اشتہرت عدالتہ وظہرت دیانتہ وفی غیر علم

[illegible]

ان الحكم فيه ناشئ من عداوة او جهالة او غباوة فقد قال الحافظ الباجي الصواب عندنا ان من ثبتت امامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره فانا لا نلتفت الى الجرح فيه ونعمل فيه بالعدالة والا فلو فتحنا هذا الباب واخذنا تقديم الجرح على اطلاقه لما سلم لنا احد من الائمة اذ ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون وقد عقد الحافظ ابو عمر بن عبد البر في كتاب العلم بابا في حكم قول العلماء بعضهم في بعض وروى بسنده عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال استمعوا علم العلماء ولا تصدقوا بعضهم على بعض فوالذي نفسي بيده لهم اشد تغايرا من التيوس في زروبها وعن مالك بن دينار يؤخذ بقول العلماء والقراء في كل شيء الا قول بعضهم في بعض وقال الامام المحقق الشيخ تاج الدين السبكي في طبقاته الكبرى بعد نقله كثيرا من كلام الامام ابن عبد البر المذكور الحذر كل الحذر ان تفهم من قاعدتهم ان الجرح مقدم على التعديل على اطلاقها بل الصواب ان من ثبتت امامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره لم يلتفت الى جرحه ثم قال بعد كلام طويل قد عرفناك ان الجارح لا يقبل منه الجرح وان فسره في حق من غلبت طاعاته على معصيته ومادحوه على ذاميه ومزكوه على جارحيه اذا كانت هناك قرينة يشهد العقل بان مثلها حامل على الوقيعة فيه من تعصب مذهبي او منافسة دنيوية كما يكون بين النظراء او غير ذلك فحينئذ لا يلتفت الى كلام ابن ابي ذئب في مالك وابن معين في الشافعي والنسائي في احمد بن صالح لان هؤلاء ائمة مشهورون قال ولو اطلقنا تقديم الجرح لما سلم لنا احد من الائمة اذ ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون قال ابن عبد البر هذا باب غلط فيه كثيرون وضلت فيه فرقة جاهلة لا تدري ما عليها في ذلك ثم قال الدليل على انه لا يقبل في حق من اتخذه جمهور الناس اماما في الدين قول احد من الطاعنين لان السلف قد سبق من بعضهم في بعض كلام كثير في حال الغضب ومنه ما حمل عليه الحسد ومنه ما حمل على التاويل مما لا يلزم المقول فيه شيء منه وذكر من كلام الصحابة والتابعين لهم وتابعيهم من النظراء بعضهم في بعض شيئا كثيرا لم يلتفت اليه احد من العلماء ولا عولوا عليه لانهم بشر يغضبون ويرضون والقول في الرضى غير القول في الغضب فمن اراد ان يقبل قول العلماء بعضهم في بعض فليقبل قول من ذكرنا من الصحابة بعضهم في بعض وقول ما ذكرنا في التابعين وائمة المسلمين بعضهم في بعض فان فعل ذلك فقد ضل ضلالا بعيدا وخسر خسرانا مبينا وان لم يفعل ولن يفعل ان هداه الله والهمه رشده فليقف عند ما شرطناه فانه الحق الذي لا يصح غيره ان شاء الله تعالى على انه مما ينبغي ان يتفقد عند الجرح حال العقائد واختلافها بالنسبة الى الجارح والمجروح فربما خالف الجارح المجروح في العقيدة فجرحه لذلك واليه اشار الرافعي بقوله وينبغي ان يكون المزكون براء من العصبية في المذهب خوفا من ان يحملهم

ذلك على جرح عدل وتزكية فاسق وقد وقع هذا لكثير من الائمة جرحوا بناء على معتقدهم وهم المخطئون والمجروح مصيب انتهى الاشكال الثاني ان الشيخ ولي الدين العراقي قد قال في فتاواه انه قد بلغني عن الشيخ الامام علاء الدين القونوي انه قال في مثل ذلك انما يؤول كلام المعصومين جوابه من وجهين الاول على ما قال الحافظ السيوطي في تنبيه الغبي بتبرئة ابن عربي ان هذا مستفيض بامرين احدهما ان القونوي قد فعل خلاف ذلك في كتابه شرح التعرف فنقل عن ابن عربي وغيره كلمات ظاهرها المنافاة للشرع ثم تأولها وخرجها على احسن المحامل فهذا منه دليل على بطلان ما نقل عنه من عدم التاويل او رجوع عنه وثانيهما ان كلام القونوي لو ثبت انه قاله ولم ينقل خلافه في شرح التعرف معارض بقول من هو اجل منه وهو شيخ الاسلام ولي الله تعالى محي الدين النووي فانه نص في كتاب بستان العارفين على خلاف قول القونوي فقال بعد ان حكى عن ابي الخير التيناتي حكاية ظاهرها الانكار بالنصيحة قلت قد يتوهم من يتشبه بالفقهاء ولا فقه عنده ان ينكر على ابي الخير هذا وهذه جهالة وغباوة ممن يتوهم ذلك وجسارة منه على ارسال الظنون في اولياء الرحمن فليحذر العاقل من التعرض لشيء من ذلك بل اذا لم يفهم حكمهم المستفادة ولطائفهم المستجادة ان يتفهمها من يعرفها وكل شيء رأيته من هذا النوع مما يتوهم من لا تحقيق عنده انه مخالف ليس مخالفا بل يجب تاويل افعال اولياء الله تعالى هذا كلام النووي بحروفه الى هنا الثاني على ما قال العلامة عبد الغني النابلسي في رسالته نتيجة العلوم اعلموا يا اخواني ابدا ان كلام اهل هذه الطريقة الالهية والسيرة المحمدية المرضية لا تاويل له عندهم اصلا ولا تحريف له عن معاني مفرداته ومركباته بل كلامهم كله محمول على مقتضى معانيه في اللغة التي تكلموا بها ان كان كلامهم عربيا او عجميا بل لا يجوز عندهم تاويل كلامهم الى غير معانيه اصلا فلا يحتاج الامر الى ان يقال في كلامهم انه مؤول او محمول على المحامل الحسنة اذ لا يؤول الا كلام غير المعصوم او غير ذلك ومن قال ان كلامهم مبني على اصطلاح لهم وارادوا ان لهم اصطلاحا خاصا مثل اصطلاح غيرهم من علماء الرسوم في الكلمات والالفاظ كاصطلاح النحاة في الاسم والفعل والحرف مثلا يريدون به معاني غير المعاني اللغوية لهذه الالفاظ وكاصطلاح البيانيين في المسند والمسند اليه مثلا يريدون بذلك غير المعنى اللغوي فهو مخطئ في معرفة كلامهم وانما كلامهم كله مبني عندهم على ادراك لهم خصوص بهم في معرفة الاشياء المحسوسة والاشياء المعقولة لا يشاركهم في ذلك الادراك المخصوص بهم غيرهم من جميع علماء الاسلام او غير الاسلام من بقية الاديان والمذاهب كلها وهذا الادراك المخصوص بهم الذي هو يسمى عندهم الفتح الالهي في الرحمة الالهية الوجودية الوجدانية المشار اليه بقوله تعالى ما يفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها وما يمسك فلا مرسل له من بعده ولا يصلون الى هذا الادراك المخصوص الا بالتقوى

قوله او غير المعصوم لانه لا حاجة الى تاويل كلامهم وانه لا حرج في تجهيلهم فانهم ليسوا معصومين ١٢ قوله الذي كان معصوما بل كان عالما عارفا بالله في الدين او وليا من اولياء الله ١٢

في القلوب المتنبهة المتقوية في الظواهر وهذا الامر ظاهر محسوس فان جميع اهل الاديان من المسلمين وغيرهم
لهم تقوى على زعمهم في اديانهم المختلفة للخواص منهم لكن تلك التقوى ليست هي تقوى القلوب المتنبهة
لتقوى الظواهر فلا تنتج ذلك الادراك المخصوص باهل هذه الطريقة اصلا اما غير اهل الاسلام فانما في قلوبهم
الشرك والكفر فجميع تقواهم الظاهرة على زعمهم بالملة كالزهد والصبر والتوكل والصدقة ونحو ذلك واما اهل الاسلام
فان الايمان في قلوبهم لكن لم يكمل باستيفاء شعبه وشغلهم حب الدنيا فاستولت الغفلة عليهم والغرور وجميع
اهل الايمان المذكورون كلهم مسلمون وغيرهم متفقون على ادراك واحد للمحسوسات والمعقولات لا يختلفون
فيه اصلا غير الادراك الذي عند اهل هذه الطريقة المذكورة فترى اهل الاديان كلهم يردون على بعضهم بعضا
ويكفرون بعضهم بعضا باعتبار اشتراكهم في الادراك الواحد للمحسوسات والمعقولات بسبب اعتبارات مختلفة
في وجه تلك المحسوسات والمعقولات واهل هذه الطريقة المذكورة ينظرون اليهم ويعرفون ما هم فيه من الخطأ
والوهم والغفلة عن معرفة الاشياء المحسوسات والمعقولات ولا يرون فيهم الاستعداد لزوال ذلك الوهم
وتلك الغفلة عنهم الا بمعونة الله تعالى والفتح المذكور ولا شك ان معرفة المحسوسات والمعقولات جميعا هي الاصل
في معرفة الله تعالى المعرفة الصحيحة الواردة في الشريعة المحمدية فان الله تعالى انما يعرفه العارفون بمعرفة
مخلوقاته وهي جميع المحسوسات والمعقولات فاذا لم تعرف مخلوقاته لا يعرف هو اصلا ولهذا صدر علماء الكلام مباحثهم
بمسائل الجسم والعرض وتركيب الجسم من الجزء الذي لا يتجزى وذكر الفلاسفة الهيولى والصورة ونحو ذلك وكل
ذلك بعيد من المقصود في معرفة الاشياء فانه ورد في الحديث ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم القرن نبوة اسرافيل
اولا يعلمه الكلمة والشيء ثلاث سنين بعد بلوغه اربعين سنة من عمره ثم نزل عليه جبريل بالقرآن عشرين سنة
عشر سنين بمكة وعشر سنين في المدينة وتعليم اسرافيل له الشيء لم يكن تعليما بانه ينقسم الى جسم وعرض او الى هيولى
وصورة ونحو ذلك من مباحث علم الكلام ولو كان لورد عنه صلى الله عليه وسلم ذكر ذلك وبيانه ارشادا للامة
فاذا قلت لي بين لنا هذا الادراك المخصوص الذي يختص به اهل هذه الطريقة وكيف معرفتهم بمخلوقات الله
تعالى المحسوسات والمعقولات التي عرفوا بها ربهم سبحانه وتعالى اقول لك قد كلفتني بما لا اقدر عليه الا بالكلام
او بايصال ذلك اليك بحيث ترى انت ذلك كما اني ولا ذلك الا بمعونة الله تعالى لك فان اردت بيانه بالعبارة
فافهم مني هذه الاشارة وهي ان الجميع متفقون ان الله تعالى موجود وحده قبل وجود العوالم كلها المحسوسات
منها والمعقولات ووجوده هو الحق القديم الازلي الابدي المنزه عن مشابهة كل محسوس وكل معقول ازلا
وابدا ثم انه تعالى موصوف بالصفات العلية ومسمى بالاسماء الحسنى فاقتضت صفاته واسماؤه في الازل
ان تظهر عنه المخلوقات التي هي مفصلة في علمه القديم والمخلوقات كلها المحسوسات والمعقولات مخترعات له

كل غير مثال سابق ولا وجود لها في انفسها اصلا بل هي معلومات له في علمه القديم مفصلة مجملة في العلم على حسب هذا
الترتيب الظاهر وهو تعالى متوجه بها عليها وهو كلامه القديم الذي ليس بحرف ولا صوت فسمي توجهه بهذا
الاعتبار وجها من قوله سبحانه كل شيء هالك الا وجهه اي الا ذاته كما قالوا وقوله سبحانه اينما تولوا فثم وجه الله اي
ذاته وقوله سبحانه كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام وقوله صلى الله عليه وآله وسلم كان الله
ولا شيء معه وهو الآن على ما عليه كان فجميع العوالم المحسوسات والمعقولات معلومات الله تعالى ازلا في علمه القديم
متوجه بها اظهارها بكلامه القديم كما قال سبحانه انما امرنا لشيء اذا اردناه ان نقول له كن فيكون فقوله سبحانه
هو القول الحق وامره هو الامر الحق والعوالم كلها المحسوسات والمعقولات في انفسها باطلة من قوله تعالى لنبيه
صلى الله عليه وآله وسلم العارف به المدرك هذا الادراك المخصوص بهذه الطائفة لانه امامهم ومتبوعهم عليه الصلوة
والسلام قل جاء الحق اي ظهر لي وتبين عندي وزهق الباطل اي انكشف لي بطلان الباطل الذي
هو المحسوس و كل معقول ان الباطل المذكور كان زهوقا من قبل ان ينكشف لي انه زاهق وقال
صلى الله عليه وآله وسلم فيما ورد عنه في الحديث الصحيح اصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد ؏ الا كل شيء
ما خلا الله باطل ؂ اذا تقرر لك هذا الكلام وتيقنت بانه حق القي عليك بل تقدر ان تجده كما تقرر لك
وتدركه على طبق ما ادركه نبيك صلى الله عليه وآله وسلم وادركته هذه الطائفة المذكورة ببركة متابعتهم له صلى الله
عليه وسلم في تقوى القلوب المنتجة لتقوى الظواهر كما ذكرنا لا تظن انك تقدر على ادراك ذلك اصلا كيف
تجد ذلك نفسك انك تقدر ان تفهم كلام اهل هذه الادراك المخصوص بل كيف تجد ذلك نفسك وانك
تعترض عليهم لفهمك في معاني كلامهم بما لم يريدوه من كلامهم على مقتضى ادراكك الوهمي وغفلتك التي هي
حجابك من ربك ما هذا الا اعتداء منك وافتراؤك وجرأتك على مناصبة عباد الله المكرمين كما خاطب صلى الله عليه
وآله وسلم عامة الصحابة بقوله كما اخرجه السيوطي في الجامع الصغير لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا
على غفلتكم في عدم ادراككم هذا الادراك المخصوص لجميع المحسوسات والمعقولات وليس ذلك الادراك المخصوص له
صلى الله عليه وآله وسلم وحده بل للخواص من كبار الصحابة ايضا كابي بكر الصديق وعلي ابن ابي طالب وغيرهما
وذلك باق الى يوم القيمة في اهل القرب من الاولياء والصديقين وقال تعالى في حق من لم يدرك هذا
الادراك المخصوص مع التكذيب وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون وقال تعالى صم بكم عمي فهم لا يعقلون
وقال تعالى لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها مع انهم يدركون مثل
ادراك غيرهم من الناس لكن المؤمن الغافل ليس كالكافر الغافل والحاصل اني اشرت لك في كلامي هذا
الى الادراك المخصوص باهل هذه الطريقة المذكورة الذي انفردوا به في جميع المحسوسات والمعقولات دون غيرهم

من جميع اهل الاديان والمذاهب فان ادركته ووجدته وذقته فهمت معاني كلام المنجي عليه عندهم من غير تاويل او
تحريف وايقنت بانه حق لا شبهة فيه وان لم تقدر على هذا الادراك فالذي ينصحك به انك تترك كلامهم
وامثالهم ولا تدخل في تحريفه ولا تبديله كما قال القائل ؎ اذا لم تستطع شيئا فدعه * وجاوزه الى ما تستطيع
واياك ان تعتمد على ادراكك الوهمي وعقلك المستولية عليك وليس في سلك الادراك كلامي واعتمادك على
ما انت فيه من الادراك فتعيش حيوانا وتموت حيوانا ولاحظ لك من النور المحمدي سوى القال والقيل والتشدق
بالقول وكيل انتهى قال الامام الغزالي في التفرقة بين الاسلام والزندقة ان حقيقة الكفر والايمان وحدهما
والحق والضلال وسرهما لا ينجلي للقلوب المدنسة بطلب الجاه والمال وحبهما بل انما ينكشف ذلك لقلوب
طهرت عن اوضار الدنيا اولا ثم صقلت بالرياضة الكاملة ثانيا ثم نورت بالذكر الصافي ثالثا ثم غذيت بالفكر
الصائب رابعا ثم زينت بملازمة حدود الشرع خامسا حتى فاض عليها النور من مشكوة النبوة وصارت كانها
مرآة مجلوة وصار مصباح الايمان في زجاجة قلبه مشرق الانوار يكاد زيتها يضيء ولو لم تمسسه نار وانى تتجلى اسرار
الملكوت لقوم الههم هواهم ومعبودهم سلاطينهم وقبلتهم دراهمهم ودنانيرهم وشريعتهم رعونتهم وارادتهم جاههم وعبادتهم
خدمتهم اغنيائهم وذكرهم وسواسهم وكنزهم وفكرهم استنباط الحيل لما تقتضيه حشمتهم فهؤلاء من اين تتميز لهم ظلمة الكفر من
ضياء الايمان ابالهام الهي ولم يفرغوا القلوب عن كدورات الدنيا لقبولها ام بكمال علمي وانما بضاعتهم
في العلم ازالة النجاسة لطهارة الزعفران وامثالها هيهات هذا المطلب انفس واعز من ان يدرك بالمنى او ينال
بالهوينا فاشتغل انت بشانك ولا تضيع فيهم بقية زمانك فاعرض عن من تولى عن ذكرنا ولم يرد الا الحيوة الدنيا
ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بمن اهتدى انتهى والعجب كل العجب انه قال
السيد البرزنجي ان السلطان العادل اورنگ زيب آمر باستتابة اولاد الشيخ احمد رحمة الله عليه ومريديه المعتقدين
لهم وهو الاعرف انه البس خرقة الخلافة العروة الوثقى خواجه محمد معصوم صاحب المكاتيب المشهورة فلما كان السلطان
مريد ولد الشيخ المجدد فكيف زجر اولاده او مريديه فان هذا الا بهتان صريح وافتراء قبيح لما عرفت هذا فالآن
نلقي في روعك ان السيد البرزنجي رتب في رسالته الاخرى مقدمات صحيحة في انفسها عند كافة المسلمين لا ريب
فيها وبنى عليها خدشات وخدشات مع انها خدشة من خدشات لا يبتني على واحد منها في نفس الامر بل كلها مبنية
على زعمه الفاسد وفهمه الكاسد **فالمقدمة الاولى** منها ان النبي صلى الله عليه واله وسلم افضل الكائنات
واشرف المخلوقات واكرم الخلق على الله تعالى من الجن والانس والملائكة فضلا عن الجمادات وقد حكى
الاجماع على ذلك غير واحد من الحفاظ **والمقدمة الثانية** ان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم باب الله
الاعظم لا يصل الى الله تعالى احد الا بواسطته سواء كان تقدمه في العصر او تاخره **والمقدمة الثالثة**

ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يخرج من الدنيا الا وقد استكمل ورسخ في الكمال الممكن في حق البشر وانه لم يبق شيء من وجوه الكمال الممكن حصوله له الا وقد اتصف به في حياته صلى الله عليه وسلم والمقدمة الرابعة ان الانبياء عليهم السلام كلهم لا تبلى اجسادهم ولا تفنى وانهم احياء في قبورهم وانهم يعبدون الله تعالى في البرزخ ولا تنقطع اعمالهم في البرزخ وان صورهم البشرية لا تتغير وان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم باق على رسالته وتضعف بها الى يوم القيامة قال الله تعالى في حق الشهداء ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون الآية واذا كان الشهداء احياء بنص القرآن فما بالك بالانبياء الذين هم فوق الشهداء بمراتب ومراحل والمقدمة الخامسة ان هذه الامة افضل الامم بنص قوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس وان افضل هذه الامة الصحابة رضوان الله تعالى عليهم وانا اكشف الحجبات عن وجوه الايرادات متمسكا باذيال عطية الوهاب واقوال بعض اولي الالباب والله الموفق للصواب واليه المرجع والمآب المقالة الاولى فيما بناه على المقدمة الاولى قال فبنى على المقدمة الاولى بطلان قوله بتفضيل الكعبة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم لانها خلق من المخلوقات بل جزء من الارض وهي جزء من الدنيا التي خلقت لاجله صلى الله عليه وسلم وقد مر انه صلى الله عليه وسلم افضل المخلوقات واكرمها وقد دلت الاحاديث الصحيحة الصريحة الكثيرة على بطلان هذا القول بل نقول مطلقا ان المؤمن افضل من الكعبة والاحاديث دلت بنصوصها على اكرمية المؤمن وافضليته على الكعبة فضلا عن سيد المؤمنين في الدنيا والآخرة وان موضع قبره صلى الله عليه وآله وسلم الذي ضم اعضائه الشريفة افضل بقاع الارض حتى من الكعبة والقبر انما تشرف به صلى الله عليه وسلم فكيف تكون الكعبة افضل منه اقول بناء هذا الاعتراض ليس على المقدمة الاولى ولا على كلام المجدد بل على فهم المعترض السوء من فن التصوف ومذاق اهل الصلاح بل تبعض البارزين بغير جناح وهو لا يعرف ان نصرة الحق شرف ونصرة الباطل سرف فاعلم ان المجدد رحمه الله لا يفضل الكعبة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم بل لا على احد من المؤمنين وهو بصدد بيان تفوق حقيقة الكعبة والحقيقة الاحمدية على الحقيقة المحمدية حسب مذاق المتصوفين وقد بينها في مواضع عديدة بتقريرات مفيدة قد خفيت على البرزنجي لعدم باعه في فن التصوف فاطال الكلام لفقدان الشرف ه قد صحبت اتم الخيار مدعيا علي وبناؤكم لم يخرج فلنذكر ما افاده في المبدء والمعاد ان حقيقة الكعبة الربانية فوق الحقيقة المحمدية على مظهرها الصلوة والسلام والتحية وقد فصل هذا الامر في مكتوب تسع ومائتين من المجلد الاول فكان له الرجوع الى هذا المكتوب فلعله في روعك انه انما نشأ ذلك التوهم من حمل لفظ الفرق على معنى الافضلية مع انه ليس كذلك لان الافضلية بمعنى كثرة الثواب وهو لا يتصور هنا في شرح المواقف ان الملائكة وان كانوا فوق البشر يعني في بعض الامور

لكن الافضلية بمعنى كثرة المثواب للبشر وحمل لفظ الحقيقة على ذات الشي وشخصه ليس عند الصوفية فان
يعني منشأ التخليط
حقيقة الشي عندهم اسم الهي هو مبدأ تعين ذلك الشي ووجوده وذلك الشي كالظل وعكس لذلك الاسم والاسم
واسطة الفيوض بين الحضرة المقدسة وذلك الشي كما ان الشان الذاتية واسطة بين ذلك الاسم المقدس وبين
الذات المنزه الجلي على ما جرت عليه العادة الالهية من توسيط الوسائط ورعاية المناسبات بين المفيض
والمستفيض قال الشيخ محي الدين بن عربي قدس سره في رسالة نقش ان الاكوان ظلال اسماء الالهي و
الاسماء ظلال الشيون الذاتية وعند المجدد رحمة الله تعالى عليه باعتبار الظهور لله تعالى مراتب **الاول** مرتبة
اللاتعين وهو مرتبة الذات البحت وعند الصوفية يطلق عليه هذه الاسماء الاحدية الذاتية واللاحدية المطلقة
والاحدية الصرف والعالم اللاهوت والكنز الازلي وغيب الغيوب وبطون البطون وغيب الهوية **والثاني**
مرتبة التعين الوجودي الحبي **والثالث** مرتبة الحيوة **والرابع** مرتبة العلم الجلي وهي مرتبة الوحدة والشان
بالتفصيل وهي الواحدية والاعيان الثابتة وهي مرتبة الاسماء عند القوم وعالم الجبروت والحقيقة المحمدية عنده
عبارة عن الاسم العليم وعنده مرتبة الاسماء ومرتبة الوحدة والعلم الجلي ايضا هذه المراتب كلها قديمة ازلية تقديم
بعضها على بعض بالذات لا بالزمان وللعالم مراتب **الاول** مرتبة الارواح وهو عالم الامر والملكوت **والثاني**
مرتبة عالم المثال **والثالث** مرتبة عالم الشهادة وهو عالم الخلق والناسوت ومحمد صلى الله عليه وآله وسلم مركب
من عالم الامر والخلق واسمه صلى الله عليه وآله وسلم احمد باعتبار عالم امره ومحمد باعتبار عالم خلقه واسم الله تعالى
الذي هو مربي عالم امره وهو مظهره يقال له الحقيقة الاحمدية وهي المعبرة بحقيقة الكعبة واسمه تعالى الذي هو مربي
عالم خلقه يقال له الحقيقة المحمدية والمراد بالحقيقة المحمدية التي فوقها حقيقة الكعبة التعين الامكاني النوري وحقيقة
الكعبة التعين الوجوبي قد افاد في المكتوب التاسع والمائتين من المجلد الاول ما تعريبه وينبغي ان تعلم ان حقيقة
المجدد فقال
الشخص عبارة عن التعين الوجوبي الذي كان التعين الامكاني ظل ذلك التعين الوجوبي وهو اسم من اسماء الله
كالعليم والقدير ودون حقيقة الشخص كما تكون التعين الوجوبي كذلك تكون التعين الامكاني الذي هو ظله انتهى
ملخصا ولفظ الحقيقة لا تطلق على الله تعالى بل على اسم من اسماء الله تعالى الذي هو مبدأ تعين ذلك الشي
وحقيقته الوجوبية فلا يرد عليه ان اسماء الله تعالى توقيفية اذ عرفت مصطلحاته فاعرف ان انبيا صلى الله عليه
وآله وسلم في المواد والنوره كمالات لا تحصى ومقامات لا تستقصى فله عليه الصلوة والسلام باعتبار هذا الوجود العنصري
ونشاءه لهذا العالم الظلماني اسم مبارك هو محمد صلى الله عليه وآله وسلم ناش من حقيقة هي اسم الهي يناسب
مرتبة هذا العالم السفلي وهو المسمى بالحقيقة المحمدية وله عليه الصلوة والسلام باعتبار وجود الروحاني المربي
بعالم الملكوت النوراني اسم آخر هو احمد ناش من اسم فيه شان الهي هو مبدأ واصل للحقيقة المحمدية يناسب

مرتبة ذلك العالم العلوي المسمى بالحقيقة الاحمدية والمعبرة بحقيقة الكعبة الربانية اي مرتبة الكعبة وشبهها له عليه
الصلوة والسلام وراء هذين التعينين الذين هما كالاحجبة الطبيعية عروجات لا تعد واسرار لا تستقصى واليها اشير
بقوله عليه الصلوة والسلام لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل وبها اومى قوله تعالى ثم كان
قاب قوسين او ادنى وبه حصول اسرار الاصطفائية المحبوبية الصرفة وهو مناط الفضل ومدار التفوق فثبت
ان التفوق انما هي لبعض كمالاته ومراتبه عليه الصلوة والسلام على بعض وان حقيقة الكعبة الربانية لبعض من
حقائقه العالية وجزء من حقيقته الجامعة الشاملة فظهر انه ليس بما ذكر تفضيل الكعبة على نبينا صلى الله عليه وسلم
كما زعم البرزنجي بل بهذا ذكر مسئلة كشفية للمتصوف فالاعتراض سفسطة ومغلطة وينبغي ان يعلم ان فضل الحقيقة
على الحقيقة لا يوجب فضل الصورة على الصورة لجواز ان يحصل للصورة مع حقيقتها التي هي ربها قرب
واتصال لم يتيسر للصورة الاخرى وهذا فيما نحن فيه اظهر من ان يخفى لان كمال القرب انما هو بالفناء والبقاء والعروج
المخصوص بالبشر والانسان الكامل له مقام معلوم ثم اعلم ان لفظ الحقيقة المحمدية في عبارات المجدد عليه الرحمة
يطلق على معان مختلفة فمتى قوبلت بالحقيقة الاحمدية والكعبة الربانية يراد بها ما ذكرناه سابقا ومتى ذكرت
مطلقا فالقصد بها الحقيقة الجامعة للحقيقة المحمدية والاحمدية والكعبة الربانية وهي المعبرة بحقيقة الحقائق وهي
الحقيقة التي لا واسطة بينها وبين الذات المقدسة كما ذكره في آخر مكتوب له قبيل رحلته بايام قليلة ان الحقيقة
المحمدية فوق جميع الحقائق انتهى قال عروة الوثقى محمد معصوم رحمه الله في المجلد الثاني من مكاتيبه بما تعريبه
ان حقيقة الكعبة ناشئة من مقام المعبودية والمسجودية التي هي ذات الله تعالى باعتبار شان من شيوناته
واعتبار من الاعتبارات للذات المراد من النسب والاعتبارات حاصله ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
مركب من عالم الامر والخلق وله اسمان احمد ومحمد الاول يطلق عليه صلى الله عليه وآله وسلم باعتبار الاول
والثاني باعتبار الثاني والحقيقة الشيونية الاجمالية هي باصطلاح القوم التعين الاول والحقيقة التفصيلية
هي التعين الثاني باصطلاحاتهم فظل التعين الاول اسماء الله تعالى وظلها عالم امره عليه الصلوة والسلام
وظل التعين الثاني عالم امره مع خلقه عليه الصلوة والسلام والتحية فعنده رح في التعين الاول مراتب الشيونات
وفيه شان الاحمدية والكعبة وشان فوق شان واعلم ان عند المجدد رح الصفات الزائدة على الذات
موجودة بوجود زائد وهو مذهب جمهور المتكلمين في شرح العقائد لمولانا جلال الدواني ولكن هم مخالفون في
كون الصفات عين ذاته او غير ذاته او لا هو ولا غيره فذهب المعتزلة والفلاسفة الى الاول وجمهور المتكلمين
الى الثاني والاشعرية الى الثالث انتهى ومقامها ومدار الصور العلمية التي هي في مراتب العلمي والتعين العلمي
الجملي تعين اول صفة العلم الذي من الصفات الحقيقية الزائدة ولا التعين الاول لذاته تعالى كما هو عند القوم

لان الصفات عندہم عین الذات فالحقیقۃ المحمدیۃ ای التعین الامکانی فوقہا حقیقۃ الکعبۃ لا شک فیہا وہی الشان
او وجہ من التعین الاول و توجہ الیہا فی الصلوۃ فصحیح قولہ فی المبدأ والمعاد ما تعریبہ ان الحقیقۃ القرانیۃ وحقیقۃ الکعبۃ
الربانیۃ فوق الحقیقۃ المحمدیۃ علی مظہرہا الصلوۃ والسلام انتہی ولیس فی المبدء والمعاد لفظ التفضیل ولا لفظ الافضل
بل لفظ الفوق وقال العلامۃ النابلسی الدمشقی فی نتیجۃ العلوم قولہ ان حقیقۃ الکعبۃ افضل من محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وہذا معلوم من حیث ہذا اللفظ المذکور عند اہل الادراک الخاص فان حقیقۃ الکعبۃ بیت اللہ الجامع لجمیع الاسماء
والصفات ویشیر الیہ اخبارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بان الحجر الاسود یمین اللہ فی الارض وبیت اللہ الجامع
المذکور ہو الذات الالہیۃ وہو حقیقۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غیب الغیب والمراد بالحقیقۃ الخالق البارئ
المصور للکعبۃ ولمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا شک ان معنی حقیقۃ الشیء ما بہ الشیء ہو ہو علی المعنی الذی عند اہل
الادراک الخاص المذکور لا عند غیرہم من اہل الرسوم الظاہرۃ والخالق البارئ المصور ہو الذی بہ کل شیء ہو ذلک الشیء
فان الشیء لیس شیئا بنفسہ بل بخالقہ البارئ المصور لہ فما دام الخالق البارئ المصور قائما علی الشیء حافظا لہ
بارئا لہ مصورا لہ فذلک الشیء ہو ذلک الشیء فالحق تعالی ہو حقیقۃ الکعبۃ عند اہل الادراک المخصوص وحقیقۃ الحق
تعالی لا شک انہا افضل من محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق لا انہا افضل من حقیقۃ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہو لم یقل افضل من حقیقۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واما انت یا مسکین فلا تعرف
الحق تعالی القیوم علی کل شیء الذی کل شیء ہالک الا وجہہ فان الا وجہہ الا ذاتہ الا حقیقتہ جل وعلا وتنزہ وتقدس عن
مشابہۃ کل ما صدر عنہ من الاشیاء انتہی قال البرزنجی وقد علمت ان المسجودیۃ الیہا من حیث القبلیۃ لا تقتضی تفضیلہا
علی آحاد المؤمنین فضلا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولما اوردوا علیہ فی قولہ کما ان صورۃ الکعبۃ مسجود الیہا
للصورۃ المحمدیۃ کذلک حقیقۃ الکعبۃ مسجود الیہا للحقیقۃ المحمدیۃ انہ یلزم افضلیۃ صورۃ الکعبۃ علی صورۃ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم بعین ما زعمتم ان حقیقۃ الکعبۃ افضل من حقیقۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والحال ان من المقرر المعلوم
من الدین انہ المقصود من خلق العالمین ولولاہ لما خلق الافلاک قال فی الجواب ینبغی ان نعلم ان صورۃ
الکعبۃ لیست عبارۃ عن الحجر والمدر اذ لو فرض عدمہا کانت الکعبۃ کعبۃ ومسجودۃ للخلائق انتہی فکانہ التزم
افضلیۃ صورۃ الکعبۃ علی الصورۃ المحمدیۃ لکن ہرب من الحجر والمدر ان لا یکون فضلہا علی جسم محمد صلی اللہ علیہ
وسلم وقال فی المکتوب المرقوم بانہ الکعبۃ المسجود الیہا للخلق لیست ہی الحجر والطین ولا السقف والجدران لان تلک
لو زالت کانت الکعبۃ کعبۃ مکانہا وانما الکعبۃ لہا ظہور ولا صورۃ لہا وہذا من اعجب العجائب انتہی ولا یخفی ان
ہذا انکار الضروری من الدین ویلزم ان ابراہیم واسمعیل لم یبنیا ہذا البیت وان الطواف لم یلزم بہ وانہ لا
یکفر باہانتہ وتلطیخہ بالقاذورات ولا یتنبہ ان ینسبی الی غیر ذلک من المفاسد ثم ان ہذا لیس بجواب لان الکعبۃ

ہی البیت الحرام بالنص والبیت ہو المبنی من الحجر والطین المرکب من الجدران والسقف ولہذا اوجبوا الطواف
خارجہا وکفروا من استقبل بحضرتہا غیر بنائہا وکفروا من لوثہا بالقاذورات والعیاذ باللہ الی غیر ذلک واما القبلۃ
فلا تختص فی الکعبۃ بل البیت وما بازائہا من علو وسفل جہۃ الکعبۃ لمن یکون بعیدا عنہا وبیت المقدس کان قبلۃ
ولیس ہی الکعبۃ فالقبلۃ اعم من الکعبۃ ولا یلزم من عدم الاخص عدم الاعم وانما وجد الاخص فیستلزم وجود الاعم ثم
اقول ہذا التقریر لیس لہ دخل ہہنا ولا فی الاصل فان المجیب رحمہ اللہ لا یبحث عنہا وللحقیقۃ الکعبیۃ اصطلاح خاص کما ان للحقیقۃ
المحمدیۃ والحقیقۃ الاحمدیۃ والحقیقۃ القرآنیۃ وحقیقۃ الکلمۃ وحقیقۃ الصلوۃ معانی خاصۃ وقد ذکر معنی حقیقۃ الکعبۃ ولا یرد
علیہ انہ کما انہا صورۃ الکعبۃ مسجود الیہا للصورۃ المحمدیۃ کذلک حقیقۃ الکعبۃ مسجود الیہا للحقیقۃ المحمدیۃ لانہ لیس المراد
بالحقیقۃ معناہا المتعارف الذی زعمہ البرزنجی حتی تحمل الصورۃ علی الصورۃ کما حملت الحقیقۃ علی الحقیقۃ فما احتاج
الی دفع الاعتراض بحمل ہذا المعنی علی سوء الفہم وما قیل ان صورۃ الکعبۃ لیست عبارۃ عن الحجر والمدر فعلی تقدیر تسلیم
بیان للواقع وظن البرزنجی انہ التزم فضلیۃ صورۃ الکعبۃ علی الصورۃ المحمدیۃ لکن ہرب من الحجر والمدر لان لا یکون
تفضیلہا علی جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فظن فاسد وسلک کاسد ولیس ہذا بانکار الضروری فان الکعبۃ لیست
عبارۃ عن الاحجار وما بنی العمارۃ الموجودۃ فی العیان بل ہی عبارۃ عن الفضاء من تحت الثری الی الفلک
الاعلی وما یدل علی ان الکعبۃ غیر ہذا البناء ما روی عن مجاہد ان اللہ تعالی خلق موضع البیت قبل ان
یخلق شیئا من الارض بالفی عام وان قواعدہ فی الارض السابعۃ قال ابن کثیر فی تفسیرہ لم یرد عن معصوم
ان البیت کان مبنیا قبل الخلیل وما روی الطبرانی فی الاوسط عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الکعبۃ لہا لسان وشفتان ولقد اشتکت فقالت یا رب قل عوادی وقل زواری
فاوحی اللہ الیہا انی خالق بشرا خشعا سجدا یحنون الیک کما یحن الحمامۃ الی بیضہا وما روی الفاکہی عن علی رضی
قال خلق اللہ تعالی البیت قبل الارض والسموات باربعین سنۃ وکان غثاء علی الماء وما روی الفاکہی ایضا
عن ابی ہریرۃ رض انہ قال الکعبۃ خلقت قبل الارض بالفی عام قیل وکیف خلقت قبل الارض وہی من الارض
قال لانہ کان علیہا ملکان یسبحان اللہ تعالی باللیل والنہار الفی سنۃ فلما اراد اللہ ان یخلق الارض دحاہا من
تحت الکعبۃ فی وسط الارض کذا فی الاعلام بتاریخ بلد اللہ الحرام وما فی الخبر ان آدم لما قضی مناسکہ لقیتہ الملائکۃ
فقالوا بر حجک یا آدم لقد حججنا ہذا البیت قبلک بالفی عام وما اخرج الجندی عن الزہری قال اذا کان یوم القیامۃ
رفع اللہ تعالی الکعبۃ الی بیت المقدس فتمر بقبر النبی علیہ الصلوۃ والسلام فتقول السلام علیک یا رسول اللہ
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فیقول النبی صلعم یا کعبۃ اللہ ما حال امتی فتقول یا محمد اما من وفد الی فانا القائم بشانہ
واما من لم یفد الی من امتک فانت القائم بشانہ کذا فی تفسیر الدر المنثور وما روی عن جابر انہ قال اظل علیہ الطلوع

والسلام زفت الكعبة الى قبري فتقول السلام عليك يا محمد فيقول الله فنقول لها عليك السلام يا بيت الله ما صنع
بك امتي بعدي فتقول يا محمد من اتاني فانا اكفيه واكون له شفيعا ومن لم ياتني فانت تكفيه وتكون له شفيعا وما قال
وهب بن الورد كنت في الطواف انا وسفيان الثوري بالبيت فانقلب سفيان وبقيت في الطواف فدخلت
الحجر فصليت تحت الميزاب فبينما انا ساجد اذ سمعت كلاما بين استار الكعبة والحجارة وهو يقول يا جبريل اشكو
الى الله ثم اليك ما يصنع هؤلاء الطائفون حولي من تفكههم في الحديث ولغطهم وسهوهم قال وهب فعرفت ان
البيت شكا الى جبريل عليه السلام وما قال علي بن موفق دخلت في الحجر سمعت البيت يقول لئن لم ينته
الطائفون حولي عن معاصي الله لانتفضن انتفاضة يرجع الى المكان الذي جئت منه وما قال الشيخ محي الدين
بن عربي في الفتوحات المكية وكان بيني وبينها في زمان مجاورتي بها مراسلات وتوسلات ومعاتبة وتمتد
وقد ذكرت بعض ما كان بيني وبينها من المخاطبات في جزء سميناه تاج الرسائل ومنهاج الوسائل يحتوي فيما
اظن على سبع رسائل او ثمان من اجل السبعة الاشواط لكل شوط رسالة مني الى الصفة الالهية التي تجلت لي
في ذلك الشوط ولكن ما عملت تلك الرسائل ولا خاطبتها بها الا بسبب حادث وذلك اني كنت افضل عليها
نشاتي واجعل مكانتها في محل الحقائق دون مكانتي واذكرها من حيث ما هي نشاة جمادية في اول درجة
من المولدات واعرض عما خصها الله تعالى به من علو الدرجات وذلك لاترقي همتها ولا تعجب بطواف الرسل
والاكابر بها وتقبيل حجرها فاني على بينة من ترقي العالم علوه وسفله مع الانفاس لاستحالة ثبوت
الاعيان على حالة واحدة فان الاصل الذي يرجع اليه جميع الموجودات وهو الله وصف نفسه انه كل يوم
هو في شان فمن المحال ان يبقى شيء من العالم على حالة واحدة زمانين فتختلف الاحوال عليه لاختلاف
التجليات بالشئون الالهية وكان ذلك مني في حقها لغلبة حال غلب علي فلا شك ان الحق اراد ان ينبهني
على ما انا فيه من سكر الحال فاقامني من مضجعي في ليلة باردة مقمرة فيها رش مطر فتوضأت وخرجت الى
الطواف بانزعاج شديد وليس في الطواف احد سوى شخص واحد فيما اظن والله اعلم فقبلت الحجر وشرعت
في الطواف فلما كنت في مقابلة الميزاب من وراء الحجر نظرت الى الكعبة فرايتها فيما تخيل لي قد شمرت
اذيالها واستعدت مرتفعة عن قواعدها وفي نفسها انها اذا وصلت بالطواف الى الركن الشامي دفعتني
بنفسها وترمي بي عن الطواف وهي تتوعدني بكلام اسمعه باذني فجزعت جزعا شديدا واظهر الله سبحانه
لي منها حرجا وغيظا بحيث لم اقدر على ان ابرح من موضعي ذلك وتسترت بالحجر ليقع الضرب منها عليه وجعلته
كالمجن الحائل بيني وبينها واسمعها والله تقول لي تقدم حتى ترى ما اصنع بك كم تضع من قدري
وترفع من قدر بني آدم وتفضل العارفين علي وعزة من له العزة لا تركتك تطوف بي فرجعت مع نفسي وعلمت

ان الله تعالى يريد تاديبي فشكرت الله على ذلك وزال جزعي الذي كنت اجده وهي والله فيما تخيل لي قد ارتفعت
عن الارض بقواعدها المشمرة الاذيال كما يشمر الانسان اذا اراد ان يثب من مكانه يجمع عليه ثيابه وكذا خيلت
لي قد حبست سترها التشبث على وهي في صورة جارية لم ار صورة احسن منها ولا تخيل احسن منها فارتجلت ابياتا
في الحال اطلبها بها واعتذر لها عن ذلك الجرح الذي عاينته منها فما زالت اثني عليها في تلك الابيات وهي
تتسع وتنزل بقواعدها على مكانها وتظهر السرور بما اسمعها الى ان عادت الى حالها كما كانت ودعتني به وشاهدت
الى الطواف فرميت بنفسي على المستجار وما في مفصل الا وهو يضطرب من قوة الحال الى ان سري عني و
صالحتها واودعتها شهادة التوحيد عند تقبيل الحجر فخرجت الشهادة عند تلفظي بها وانا انظر اليها بعيني في صورة
سلك وانفتح في الحجر الاسود مثل الطاق حتى نظرت الى قعر طول الحجر فرايته نحو ذراع فسالت عنه بعد
ذلك من رآه من المجاورين حين احترق البيت فعمل بالفضة واصلح شانه فقال لي رايته كما ذكرت في طول
ذراع الانسان ورايت الشهادة قد صارت مثل الكرة واستقرت في قعر الحجر وانطبق الحجر عليها وانسد ذلك
الطاق وانا انظر اليه فقالت لي هذه امانة عندي ارفعها لك الى يوم القيمة فشكرت الكعبة على ذلك ومن
ذلك وقع الصلح بيني وبينها فخاطبتها بتلك الرسائل السبع فزادت لي قربا وابتهاجا حتى جائتني بشرى
على لسان رجل صالح قال لي رايت البارحة في النوم الكعبة وهي تقول سبحان الله ما في هذا الحرم من
يطوف بي الا فلان وسمتك لي باسمك وما ادري اين انت من الناس ثم قمت لي في النوم وانت طائف
بها وحدك قال الراوي فقالت لي انظر اليه هل ترى طائفا آخر فقلت لا والله ولا اراه الا انا فشكرت الله
على هذه البشرى من مثل ذلك الرجل فتذكرت قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الرؤيا الصالحة انه يراه
الرجل المسلم او ترى له انتهى فقد ظهر الآن ان الكعبة ليست عبارة عن الحجر والمدر والجدران والسقف فقط
بل هي غيرها كما بينت فبطل القول بان الكعبة منحصرة في الطين والحجر والمدر والجدران والسقف فلو كانت الكعبة
السقف والجدران واللبن والاجر والاحجار والهيئة المخصوصة العارضة بالبناء بتركيب السقف والجدران فيلزم
محذورات اولها انه على هذا التقدير يلزم انه لو انهدمت الكعبة والعياذ منه بالله وارتفعت لا تجوز السجدة
الى الفضاء وليس كذلك وثانيها لا تجوز البناء وتبديل صورتها بل يحرم لانه بالتغير تتغير الكعبة مع انها
قد بنيت الكعبة كرات ومرات كما ثبت بدلالة التاريخ وثالثها على هذا التقدير لا يجوز الصلوة في قعر البير
وعلى شواهق الجبال ولا التلال المرتفعة بل على سطح الكعبة لانه لا يحاذي الكعبة على هذه التقادير ورابعها
انه يلزم ان ابراهيم واسمعيل لم يبنيا هذا البيت وان الطواف لم يلزم به وانه لا يكفر بانكاره ويلطخه بالقاذورات
ولا يندب ان يمشي بغلاة فاحش فانه كيف يلزم من كون الكعبة الفضاء هذه المحذورات فعليه بيان

وجه اللزوم فانه كما كان البيت في جزء من ذلك الفضاء المعبر بالكعبة اجري عليه الاحكام المذكورة فانه لاريب ان
البيت واقع في ذلك الفضاء فيعظم ويبجل ويجري عليه حكم الكعبة بهذا الاعتبار وكذا كان في الحقيقة الكعبة مسجودا اليها
كما مر سابقا والكعبة ليست هي البيت بنفسه بل اطلاق البيت على الكعبة بالغلبة كالنجم على الثريا والبيت الحرام المبني
من الحجر والطين المركب من الجدران والسقف واقع في الفضاء المعبر بالكعبة ولهذا يجوز اطلاق احدهما على الآخر ويجري احكام
الكعبة على البيت فلا يلزم منه الاتحاد في المفهوم ونظيره المصاحف الموجودة في ايدينا فان اهانته في القاذورات
كفر مع ان كلام الله تعالى حقيقة وبالذات هو الكلام النفسي القديم والقبلة الجهة لغة وعرفا ما يصلى اليه نحوها من اجزاء
الارض الى السماء السابعة مما يحاذي البيت فالقبلة لغة وان كانت اعم من الكعبة لكن بحسب العرف كانت بمعناها
المساوات قال العيني في شرح الهداية وفي التعليم الكعبة قبلة من في المسجد الحرام والمسجد قبلة من بمكة ومكة
قبلة الحرم والحرم قبلة العالم وبه قال ملك قيل هذا على التقريب فاما على التحقيق فالكعبة قبلة العالم ولا تجزيه
نية بناء الكعبة ولا نية الحجر الاسود لان القبلة العرصة الى عنان السماء لا البناء لان البناء لو وضع في مكان
آخر فصلى اليه لا يجزيه والى العرصة تجزيه وكذا لو صلى على ابي قبيس يجوز وان لم يقابل البناء في غنية العلوم وقوله
وانها اي الكعبة مع كونها من عالم الخلق فليست هي الحجر والطين من السقف والجدران يعني ليست هي ذلك
فقط كما ان الانسان ليس هو الجسم الظاهر فقط بل حقيقة الانسان باطن وذلك ايضا مراده باعتبار عالم الملكوت
الاعلى والحضرة الروحانية وقوله بل لا صورة لها اي الكعبة يعني في عالم الملكوت لانها الروح الاعظم المخلوق الذي
هو من امر الله تعالى تطوف بالارواح كلها انا شيته عنها وقوله وحقيقتها اي الكعبة هو المعنى اي المقصود
الذي صار مبدء الشأن الاسم العليم والذي صار مبدء الشأن للاسم العليم هو الذات الالهية وانما اختصت
الكعبة بالاشارة اليها بان حقيقتها هي الذات العلية مع ان حقيقة كل شيء كذلك كما ذكرنا لما ورد في الشرائع
من الاهتمام بشانها في استقبالها في الصلوات والطواف بها دون غيرها من جميع الاشياء وان قال تعالى
اينما تولوا فثم وجه الله ان الله واسع عليم فللكعبة حينئذ ثلاث اعتبارات الاول من حيث كونها هي الحجر والطين
والسقف والجدران وهذا محل نظر اهل الرسوم وحكمها وجوب الاستقبال في الصلاة ووجوب الطواف بها في الحج
والعمرة وهذا اخذ الاجسام الثاني كونها امرا روحانيا شريفا قائما بامر الله تعالى لا صورة له وهذا محل نظر العارفين
في استجلاء الانوار الالهية والاستمداد الرباني وهذا اخذ الارواح الثالث حقيقتها الاصلية التي نشأ عنها
كلا المعنيين المذكورين وهي الحقيقة الالهية والذات الربانية من تجلي الاسم العليم بكل شيء وهو المراد ههنا في الالفاظ
المذكورة انتهى قال فان قلت قد صرح فقهاء الحنفية كما في شرح الطحاوي والهداية والبزازية وغيرها ان الكعبة
هي العرصة والهواء الى عنان السماء دون البناء لانه ينقل وهذا خلاف ما ذكرتم قلت هذا مع كونه خلاف

ما ذكره هذا الرجل من ان الكعبة لها ظهور وليس لها صورة ومن ان صورة الكعبة يعجز العقل عن تشخيصها كما اني
قريبا الا ان كلا من العرصة والهواء يشخصهما العقل والعرصة لها صورة فهو ايضا خلاف اللغة وخلاف مصطلح الشرع
فان الله تعالى يقول جعل الله الكعبة البيت الحرام فجعل البيت الحرام عطف بيان للكعبة والاحاديث مصرحة بان ابراهيم
واسمعيل بنا الامر ابنا هذه الكعبة ويخرب الكعبة ذو السويقتين من الحبشة ويرفع الله الكعبة البيت الحرام الى البيت بعد ما
وحتى ترفع الكعبة الى غير ذلك مما يطول ذكره ومن ثم اعترض صاحب الغاية بان الكعبة هي البناء المرتفع ماخوذ
من الارتفاع والنتوء ومنه الكاعب فكيف يقال الكعبة اي العرصة والصواب ان القبلة هي العرصة كما ذكره
صاحب المحيط انتهى من البحر الرائق وقد تنبه لما قال صاحب المحيط المتاخرون كالزيلعي وصدر الشريعة وابن الهمام
وغيرهم فعبروا بالقبلة دون الكعبة فتعبير اولئك محمول على انهم تجوزوا عن القبلة بالكعبة وهو لا ينافي ان الكعبة
حقيقة هي البناء **اقول اما اولاً** فبما انكشف اذ خلاصة مقصوده لنا وفي هذا المقام اعترف البرزنجي بعد القال
والقيل بان مسلك قدماء الحنفية ان الكعبة هي العرصة والهواء فالآن ظهر الحق الواضح والصدق اللائح ظلم
يبق مجال لمعاند بارح ومجادل غير ناصح فاعتراض البرزنجي وتكفيره يرجع الى قدماء الحنفية نعوذ بالله منه ـه
يا ناطح الجبل العالي لتكليمه اشفق على الراس لا تشفق على الجبل ۞ قال فقهاء الحنفية والمالكية ان الكعبة والقبلة
عندنا هي البقعة المحدودة الى السماء دون البناء والبناء تبع وعلامة لمعرفة القبلة حتى لو وضع هذا البناء
في موضع آخر لا يجوز تعظيمه ولو انهدم البناء والعياذ بالله كانت الكعبة باقية بدليل ان الانبياء والاولياء استقبلوا
وطافوا البقعة بعد الطوفان مدة الفين ومائتين واربعين سنة ولم يكن هناك بناء وعند الشافعية كذلك
الا في حق من يصلي في الكعبة او على سطحها فانه فرض عليه ان يستقبل الى البناء اقله قدر ثلثي ذراع حتى لو صلى
داخل الكعبة موجها الى الباب المفتوح لا يجوز عندهم الا اذا كانت العتبة مرتفعة قدر شبر او زيادة بدليل ان النبي
عليه الصلوة والسلام صلى داخل البيت موجها الى الباب وامر برده اليه ولولا ان الكعبة بناء او شاخص لما
امر برد الباب وقال بعضهم قبلة الداخل البناء وقبلة الخارج ايضا البناء فاذا لم يكن البناء ولا الشاخص
يصلي الى البقعة ضرورة والقبلة اسم للبقعة والعرصة فانها هو الصواب كما هو في الجواهر انتهى **واما ثانيا**
فاني قد ذكرت اصطلاح المجدد رحمة الله عليه مرات كثيرات ومرات لا طائل تحته ومن يتامل في اصطلاحه
يعرف ان حقيقة الكعبة شيء يعجز العقل عن تشخيصها اي حقيقة الكعبة والعرصة والهواء والبيت الحرام الموجود
في العيان الواقع في فضاء الكعبة فقال عز من قائل جعل الله الكعبة البيت الحرام وان كان الكعبة هي
البيت الحرام حقيقة وذاتا فهذا كيف يتعلق الجعل بينهما اذ الجعل يقتضي نسبة الامكان بين المجعول والمجعول اليه
والشيء لا ينفك عن ذاته فجعل الذات ممن ذلك الشيء بالعين الا ترى ان النسبة بين الذات والذات هي

الضرورية والوجوب فكيف يجوز العقل كون احدهما مجعولا والآخر مجعولا اليه فجعل الكعبة هو جعل البيت الحرام
فان جعل الذات هو جعل عينها فان الجعل لا يتخلل بين الشيء ونفسه **واما ثالثا** فبان الامر ببناء الكعبة
لا يدل على انها البيت الكعبة بل فضاء فان الكعبة يطلق في العرف على البيت الواقع في الفضاء والفضاء كما
انها هي العرصة والفضاء حقيقة **واما رابعا** فبان الكعبة تسميتها سميت بها وان سلم انها سميت للارتفاع
وماخوذة منه فلا يلزم منه ان لا تكون هي العرصة والا يلزم منها انه لو زال الارتفاع والعياذ منه بالله لا يكون الكعبة
على الارض ولا يصح الصلوة الى العرصة وهذا باطل مع ان ارتفاع الفضاء في الخارج من تحت الثرى الى العرش
فهو اعظم من ارتفاع البيت **واما خامسا** فبان تعبير الطيبي وصدر الشريعة وابن الهمام وغيرهم بالقبلة ليس على
ما فهمه البرزنجي بل لانها لما كانت الكعبة جهة العبادة عبروا بالقبلة والكعبة قبلة بهذه الجهة فاظهر الحق في كمال الوضوح
والعيان ودمغ على تلبيسات اهل العدوان وهو حسبي طويل الباع وكثير الاطلاع **قال** ثم قال بل صورة الكعبة
مع انها من عالم الخلق هي في لون الحقائق الامرية في مجهولية يعجز الخلق عن تشخيصها الى ان قال نعم ان لم تكن
تلك لم تكن مستحقة لان تكون مسجودا اليها لافضل الموجودات انتهى ولا شك ان المسجود اليها البيت وذلك انتهائها
من البهاء او جهته او صوب المقصد كما مر والكل من عالم الخلق فما معنى كونها في لون الحقائق الامرية والمجهولية
يعجز الخلق عن تشخيصها فان اشار الى ما ذهب اليه من انها صورة التعين الاول فذلك يستلزم الفاسد بصورة
البنائية وهو هدم للشرع وذهاب الى مذهب الباطنية والعياذ بالله ويستلزم ايضا كون الكعبة على الصورة
المستلزمة لجامعيتها وقد اعترف بانه لا جامعية الا للانسان الكامل وهو الكلام المحقق فلا يكون غيره مخلوقا
على الصورة فلا يكون شيئا من الكائنات غير الانسان الكامل مظهر التعين الاول فلا تكون حقيقة الكعبة
مسجودة للحقيقة المحمدية من حيث الامداد والاستمداد واما من حيث العبودية وامر الله تعالى بذلك فلا يستلزم ذلك
ايضا لم يقع الامر الا بالسجود الى صورة البيت لا الى حقيقته وقد صلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم ستة عشر
شهرا نحو بيت المقدس وصلى في نافلة السفر الى حيث توجهت به راحلته والحال انه ليس لبيت المقدس ولا لما
توجه اليه من اجزاء الارض فضيلة على الصورة المحمدية قطعا وبالاتفاق فالمسجودية اليها لو استلزمت الافضلية
لاستلزمت جامعية المستلزمة لكون المتوجه اليها مستحقة للخلافة على الصورة واللازم باطل فالملزوم
مثله **اقول** هذا الكلام كله من قبيل بناء الفاسد على الفاسد فان بناه على عدم فهم معنى حقيقة الكعبة
وقد مر معناها المصطلح عند المجدد رحمه الله قدس سره والعجب ان المجدد رح يتكلم في حقيقة الكعبة المصطلحة والبرزنجي
يعترض بالكعبة المعروفة وان نزل عن ذلك فالاعتراض يرد على وجه كلامه لا على اصطلاح المجدد رح ولما
كان كلامه في حقيقة الكعبة فكيف يلزم هدم الشريعة والذهاب الى مذهب الباطنية ولا يرد عليه اختصاص الجامعية

الانسان وهذا اظهر جدا لما ذكرنا قال ثم نقول ما معنى مجدد الالف الثاني وهل بقي من مدة هذه الامة الف ثان حتى
يكون له مجدد فليس قد اجمع العلماء وذكره الحافظ السيوطي في رسالة الكشف ان ما بعد الالف لا يبلغ خمس مائة سنة
وان القيمة تقوم في اربع مائة وشيء وقد بينا ذلك في كتابنا الاشاعة في اشراط الساعة اتم بيان وقال بعض
اتباعه في توجيه هذا القول ذكر الحسين بن معين الدين الميبذي ان الصوفية يقولون ان كل نبي نوبة ظهور سلطنة
اسم فاذا انقضت نوبة الهيبة وقد وصل نوبتها سلطنة الى اسم آخر وهو المشار اليه لقوله كل يوم هو في شان وان يوما
عند ربك كالف سنة مما تعدون ولهذا البعث اكثر اولو العزم على راس الف سنة من مضي من قبله انتهى بحروفه
وكانه اخذه من قول شيخه ان بعد كل الف تتغير الملل فنقول هذا اشياء لما فهمناه فان انقضاء نوبة سلطنة الاسم
ابطال الحكمة ومحمد صلعم بحكمه وشرعه باق الى يوم القيامة فيدل على عدم انقضاء حكم هذا الاسم الذي هو مظهره فاذا لم
يبطل حكمه لم يحتج الى مجدد آخر فان قلت لم لا يجوز ان يكون بطل حكمه منفردا ولكن ظهر اسم آخر معه هو محمد فهذا اعضاد الحكم
مشتركا كما قال في بعض مكاتيبه انه شريك محمد صلى الله عليه وسلم في دولته الخاصة يعني ختم النبوة وانه خلق من
طينته قلنا قد ذكرتم ان لكل اسم الف سنة لا ازيد ولا انقص فلا يجوز المشاركة في الالف بين الاسمين وايضا
فان بعد مضي الالف من البعثة صلى الله عليه وآله وسلم الى زوال الدنيا لم يبق الا اربع مائة وشيء فلا يكون
تمام حصة اسم فيجب ان يضم اليه تمام الالف من البرزخ ويلزم ان تكون القيمة لا تقوم على امة محمد صلى الله
عليه وآله وسلم وهي من ضروريات الدين بانه صلى الله عليه وسلم نبي الساعة وانها على امته تقوم وانه خاتم النبيين
لا نبي بعده واذ قد علمتم مقتضى ما نقلتم عن الميبذي وان تتم التجديد بعد الالف فقد لزمكم الاعتراف بما فهمناه
ان التجديد المتعلق بالالف بهذا المعنى هو ابطال نبوة وتشريع واحداث الاخرى والا كان كفاه ان يسمي
مجدد المائة الحادي عشرة او تجديد المائة لا يستلزم ذلك فقد قال صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تعالى
يبعث في هذه الامة على راس كل مائة من يجدد لها امر دينها فاشار بقوله هذه الامة وبقوله يجدد لها الى ان
هذا التجديد للنبي مؤيد للدين ومقوله بخلاف التجديد الالفي فانه ابطال الدين ورفع له فانظر الفرق بين التعبيرين
فان قولكم مجدد الالف الثاني صريح كونه كذا اول الالف ثان وكونه مخالفا للشرع اذ لم يرد به الشرع فيه ايهام
لبطلان شرعه صلى الله عليه وآله وسلم وفي ضمن ذلك دعوى بعض الجهال عند العارف بالمعاني على ان
الالوف المذكورة ليست قمرية بل شمسية ولا يلزم توافقهما بل لا يتوافقان ولو سلم فالنبي صلى الله عليه وسلم
لم يبعث في راس الالف السابع بل بعث في اواخر الالف السادس كما هو مصرح به في الاحاديث وان اول
البعثة ليس اول الهجرة ولا وقت ارتحاله على هذا فالنبي صلى الله عليه وسلم اخذ من الالف قدرا يكون
راس الالف الخامس عند خروج المهدي فانه احق بوصف التجديد وقد ذكرنا في رسالتنا اشارة البرزنجي ان شروط المجدد

التي ليست موجودة في هذا الرجل ولا يصلح ان يكون مجددا اصلا وبالجملة فهذا اللغو ما كان ينبغي ان يشتغل بمثله
لكن اخرج الامر الى ذكره اقول ههنا ابحاث البحث الاول ان علم الساعة من المغيبات التي لا يعرفها الا هو
تعالى فالقول بانها تقوم في سنة كذا امر عسير جدا فانه لم ينقل من الشارع تصريح بانها تقوم في سنة كذا
والمظنونات لا تفيد اليقين وما قال السيوطي في رسالة الكشف يكذبه ما قاله البرزنجي في الاشاعة وانا ابين بطلانه
قال البرزنجي ان شاء الله تعالى فاعلم انه قال البرزنجي في الاشاعة قال الامام الحافظ الحجة جلال الدين عبد الرحمن
السيوطي في رسالته المسماة بالكشف في مجاوزة هذه الامة عن الالف الذي دلت عليه الآثار ان مدة هذه الامة
تزيد على الف سنة ولا تبلغ الزيادة عليها خمس مائة سنة وذلك لانه ورد من طرق ان مدة الدنيا اي من
لدن آدم عليه السلام الى قيام الساعة سبعة آلاف سنة وان النبي صلى الله عليه وسلم بعث في آخر الالف
السادس قال وورد ان الدجال يخرج على راس مائة سنة وينزل عيسى عليه السلام فيقتله فيمكث في
الارض اربعين سنة وان الناس يمكثون بعد طلوع الشمس من مغربها مائة وعشرين سنة وان بين النفختين
اربعين سنة فهذه مائة سنة لا بد منها قال ولا يمكن ان تكون المدة الفا وخمس مائة سنة اصلا ثم ساق
بسنده الاحاديث الدالة على ما ذكره مستوفيا لطرقه اقول الذي فهم مما مر من الاحاديث التي ذكرناها في القسم
الثالث ان المهدي يمكث في الارض اربعين سنة وان عيسى يمكث بعد الدجال اربعين سنة كما رواه الحاكم
في المستدرك عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ان عيسى ينزل فيقتل الدجال فيمتعون اربعين سنة لا يموت
احد ولا يمرض احد ويقول الرجل لغنمه ولدابته اذهبوا فارعوا وتمر الماشية بين الزرعين لا تاكل منه سنبلة والحيات
والعقارب لا تؤذي احدا والسبع على ابواب الدور ويأخذ الرجل المد من القمح فيبذره بلا حرث فيجيء منه سبع
مائة مد الحديث فانه ظاهر في ان الاربعين بعد الدجال وان بعد عيسى يتولى امرهم القحطاني يتولى احدى وعشرين
سنة ولنفرض لبقيتهم الى طلوع الشمس من المغرب عشرين سنة ايضا ان لم تكن اكثر فهذه مائة وعشرون
سنة ومر ان الدجال يمكث اربعين سنة فان لم يكن سنتين فلا اقل من مقدار سنتين لان ايامه طوال
وان بعد طلوع الشمس من مغربها يمكث الناس مائة وعشرون سنة وفي رواية ان الشرار بعد الخيار عشرون
ومائة سنة ومر ايضا ان المؤمنين يتمتعون بعد طلوعها اربعين سنة ثم يشرع فيهم الموت فهذه ثلث
مائة وعشرون سنة وقد مضى بعد الالف قريب من ثمانين فهذه اربع مائة والى تمام هذه المائة تبلغ اربع
مائة وثلثين وقد مر عن السيوطي انه لا تبلغ خمس مائة بل اخذ بعضهم من قوله تعالى فهل ينظرون الا ان تاتيهم الساعة
بغتة وقوله تعالى ولا تاتيهم الا بغتة وان الساعة تقوم سنة سبع بعد اربع مائة فان عدد حروف بغتة الف
واربع مائة وسبع والعلم عند الله تعالى فيحتمل خروج المهدي على راس هذه المائة احتمالا قويا بل قبل الاتمام

اذا الدجال يخرج في خلافته وهو كما تر يخرج على رأس المائة ويحتمل ان يتاخر لمائة الثانية ولا يفوتها قطعاً واذا
تاخر فلابد ان يبعث الله على رأس هذه المائة من يجدد لهذه الامة امر دينها كما ورد في حديث مشهور قال الحافظ السيوطي
في منظومته سه وشرطه في ذلك ان يمضي المائة * وهو على حياته بين الفئة * يشار بالعلم الى مقامه * وينصر
السنة في كلامه * وان يكون في حديث قد روي * من اهل بيت المصطفى وهو قوي * وترجيح الاول الثاني
اخرج نعيم بن حماد عن محمد بن الحنفية رضي الله عنه قال يقوم المهدي سنة مائتين واخرج عن جعفر الصادق
قال يقوم المهدي سنة مائتين واخرج ايضاً عن ابي قبيل رضي الله عنه قال اجتماع الناس على المهدي سنة
اربع ومائتين تنبيه وجه الجمع بين الروايات ان كمال ظهوره وذلك انما يكون بعد فتح القسطنطنية وذلك
يكون سنة مائتين ويجتمع عليه الناس اجمعون سنة اربع ومائتين وذلك بعد فتح الرومية والقاطع وهذا
لا ينافي خروج الدجال على رأس مائة لانه انما باعتبار اول خروجه بالمشرق او ادعائه الخلافة او لان الاربع
او الخمس بل والعشرين من اول المائة يعد من رأس المائة عرفاً وعلى هذا فيكون خروج المهدي لسبع او تسع او
ثمان او اربعين قبل المائة لا يخرجه عن كونه يخرج على رأس المائة وكذلك تاخر مدته عن رأس المائة
وهذه كلها مظنونات وردت باخبار الاحاد بعضها صحاح وبعضها حسان وبعضها ضعاف مع شواهد وبعضها
بغير شواهد وغاية ما ثبت بالاخبار الصحيحة الصريحة الكثيرة الشهيرة التي بلغت التواتر المعنوي وجود الآيات العظام
التي منها بل اولها خروج المهدي وانه ياتي في آخر الزمان من ولد فاطمة يملأ الارض عدلاً كما ملئت ظلماً و
جوراً وانه يقاتل الروم في الملحمة ويفتح القسطنطنية ويخرج الدجال في زمنه وينزل عيسى ويصلي خلفه
ما سوى ذلك كله امور مظنونة او مشكوكة انتهى فيظهر من هذه العبارات ان ما قال السيوطي في الكشف ان
قيام الساعة لا يتجاوز على الف وخمسمائة سنة لا يستقيم لانه كان وفات السيوطي في سنة ٩١١ وقد حاسب
السيوطي من زمانه والآن سنة ١٣٠٠ من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والتحية فقد شرع في سنة اربع
مائة بعد الالف وما ظهر علامة من علامات الساعة والنكال يقوم المهدي عليه السلام في سنة مائتين فاين
عليه السلام وقد شرع في اربعمائة سنة مع انه قيل ان اجتماع الناس على المهدي سنة اربع ومائتين
فلما ظهر مهدي عليه السلام او وقع الاجتماع وما قيل ان كمال ظهوره يكون بعد فتح قسطنطنية يكون سنة مائتين
فيجمع عليه الناس اجمعون سنة اربع ومائتين يكذبه الوجدان فنجد الفتح وقوة ان قسطنطنية تحت حكومة الاسلام
في هذا الزمان والسلطان عبد الحميد خان نصره الله على اعدائه صاحب الافواج القاهرة والسلطنة الزاهرة
وعساكره البرية والبحرية سبع مائة الالف بل ازيد منها وقوتها تقتضي ان لا يغلب عليه اعدائه مدة مديدة وان
كان نزول قوته فظاهر الحال يقتضي ان يبقى قوته في سنة اربعمائة بل ازيدية لانه ما يشاهد فيه وهن فعلى

تقدير كل الاحوال تقوم الساعة بعد الالف وسبع مائة والله اعلم بحقيقة فيكون قيام الساعة بعد مضي اكثر نصف الالف الثاني وللاكثر حكم الكل واخذ حساب بغتة بحساب الجمل امر ذوقي لا شرعي باعتبار احوال الزمان وامور الساعة توقيفية لا يؤخذ بالامور التخيلية الذهنية التي من شعار الشعراء البحث الثاني لما كانت الشريعة المحمدية صلعم باقية الى يوم القيامة فاقتضت الحكمة الالهية المجدد ليجدد امور الدين ومهماته والعجب انه تصور مجدد الالف ابطال النبوة فلما كان مجدد الالف مبطل النبوة فيكون مجدد المائة ايضا مبطل النبوة ويكون المجدد للالف امرا كشفيا الهاميا يتعلق لارباب هذه المعاملة وكل من كان عارفا لعلاماته ومدركا لاماراته يقبل آثار اهل الله تعالى ويجد موارد الفيوض والبركات في خدماتهم وكل من كان جاهلا لاحوالهم لا يدرك اسرارهم ولا يقبل اقوالهم ولا يستحصل فيضانهم وبركتهم قال المجدد وصرح في المكتوب الرابع من المجلد الثاني بما تعريبه انه يكون على رأس كل مائة من مجدد ولكن بين مجدد المائة والالف كما بين المائة والالف فرق فكذا بين المجددين والمجدد من يصل الفيوض والبركات منه الى الامة وان كانوا الاقطاب والاوتاد وانهم فهذا امر كشفي لا يخالف العرف والشرع اما العرف فبانه فرق بين المائة والالف فيكون بين مجدد المائة والالف فرقا ويكون مجدد الالف اقوى واعلى رتبة ليصل فيوضا الى منتهى الالف بخلاف مجدد المائة فانه يكفي فيه قوة ليجدد امر الدين الى منتهى المائة اما الشرع فبان الكل قد يكون مجموعيا وقد يكون افراديا فان كان المراد من كل المائة كلا افراديا يجوز وجود المجدد لكل المائة وان كان المراد من الكل كلا مجموعيا يراد به الالف لجواز ان يكون مجموع المائة والعشر الفا وان القول بالالوف الشمسية والقمرية سخيف لا عبرة فيه ولما كانت الشريعة المحمدية باعتبار حساب الشهور القمرية فالمعتبر هو الحساب القمري لا الشمسي روى الواقدي كان بين آدم ونوح عليهما السلام عشر قرون والقرن مائة سنة وبين نوح وابراهيم عليهما السلام عشر قرن وبين ابراهيم وموسى عشر قرن قال عبد الوهاب الشعراني في لطائف المنن والاخلاق في بيان وجوب التحدث بنعمة الله على الاطلاق ان الدعاة الى طريق الله من الائمة على اقدام الرسل فكما كان كل رسول ياتي بعد فترة ناسخا لشرع من قبله او مؤيدا له فكذلك طائفة الدعاة الى الله تعالى من الاولياء وعلى هذا القدم جماعة من اهل عصرنا بحمد الله تعالى احيوا الدين واقاموا مناره وان لم يسمع لهم كالشيخ سليمان الخضيري وسيدي محمد البكري والشيخ نجم الدين الغيطي والشيخ شمس الدين الخطيب الشربيني والشيخ زين الجزيري والشيخ نور الدين الطندتائي والشيخ سراج الدين الحانوتي والشيخ بدر الدين الشهادي والشيخ شمس الدين البرهتوشي فهؤلاء من اعظم الناصرين عن الدين في عصرنا هذا وفيهم الخير والبركة والعلم فالله تعالى ينفعنا ببركاتهم فلو ان الامة كلها اجتمعت عليهم والاعاديهم ليهدوهم باذن الله تعالى الى الصراط المستقيم لكثرة ما اعطاهم الله تعالى من العلوم والاسرار والسياسات رضي الله تعالى عنهم وفسح في اجلهم الاسلام والمسلمين والفضائح ما قلناه من الفقرات

بين كل داعٍ وداعٍ من الاولياء وانه لما مات الائمة المجتهدون حدث بعدهم امور وبدع وحجب على القلوب
حتى صار الناس كانهم في فترة بالنسبة الى ما سلف فاتى الله تعالى بالمشايخ المذكورين في رسالة القشيري
فاحيوا معالم الطريق واظهروا ما اندرس فيها كالسري والجنيد وابي سليمان الداراني واشباههم رضي الله تعالى
عنهم من كمل العارفين والعلماء العاملين الذين كانوا في عصرهم فلما ماتوا وقعت الفترة مدة حتى اتى الله تعالى
بالطبقة الثانية كالشيخ عبد القادر الجيلي والشيخ احمد بن الرفاعي والشيخ ابي مدين المغربي والشيخ ابي عبد الله
القرشي وابي يعزى وابي النجا واضرابهم رضي الله تعالى عنهم فلما ماتوا حصلت الفترة العظيمة حتى اتى الله تعالى
بالسادة الشاذلية والرفاعية رضي الله تعالى عنهم اجمعين واول الطبقة ابو الحسن بن الصباغ وابو الحسن الاخضري
وابو الفتح الواسطي وكانت سلسلة القوم وانقطعت من مصر حتى جاء سيدي يوسف العجمي رحمه الله تعالى فتسلسلت
منه الطريق في مصر وقراها الى عصرنا هذا وكانت الفترة الحاصلة بعد هؤلاء في الديار المصرية انما هي بعد موت
سيدي علي المرصفي والشيخ محمد الشناوي والشيخ تاج الدين الذاكر والشيخ ابي السعود الجارحي واضرابهم رحمهم الله
اجمعين فاتى الله تعالى بعدهم بالجماعة الذين تقدم مناقبهم فاحيوا الدين والطريقة بعد موت هؤلاء فالحمد لله الذي
جعلنا منهم فيعلم ان الفترة موجودة برهة من الزمان بعد كل داعٍ الى الله تعالى حتى يظهر من يظهره الله بعده فدوام استمرار
وجود الاولياء اصحاب الدوائر الكبرى من القطب والاقطاب والاوتاد والابدال والامامين وادوات الامر
اذ لو خلا الوجود من هؤلاء لخرب الوجود كله دفعة واحدة حتى ان الوقت الذي تقوم فيه القيامة لا يكون فيه
احد يقول الله الله ثم انه لما كانت الاصنام تعبد بين فترات الرسل عليهم الصلوة والسلام وترفض
فيها الشرائع وترتكب فيها المحارم ويستحلون الدماء ويحكمون بالهوى ويتبعون الشيطان ويزعمون
مع ذلك انهم ما عبدوا الاصنام الا ليقربوهم الى الله زلفى فكذلك الحكم في فترات الاولياء فانها
مقابلة لفترات الرسل عليهم الصلوة والسلام بل ربما يقع في فترات الاولياء ما هو اقبح من عبادة الاصنام
فان عبادها ما نفوا قط الاله وانما قالوا ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى على زعمهم واهل فترات الاولياء
قد تحكم في غالبهم الضلال والفساد واستولى على غالبهم وطبائعهم المحال حتى عكسوا الاحوال في الافعال
والاقوال وحكموا على المستحيل بالواجب وبالعكس والحقوا الموجود بالمعدوم والحادث بالقديم وبعضهم رأى
ان كل شيء في الوجود هو الاله وان عين هذا الوجود الحادث هي عين الله من الجماد والنبات والعقارب
والحيات والجان والانسان والملك والشيطان ويجعلون الخالق هو عين المخلوق من خسيس ونفيس ومرحوم
وملعون وسائس ومسوس حتى الاباليس وهذا كلام لا يرضاه اهل الجنون ولا من كان في جبه مجنون
وقد نقلت هذه الامور في زمننا هذا عن جماعة بالصعيد فيعتقدون هذه الامور فيما بينهم وبين اصحابهم

من الملاحدة وينكرون ذلك في الظاهر خوف القتل بل الذي اقول ان ابليس لعنه الله لو ظهر ونسب اليه هذا المعتقد لتبرأ منه واستحيى من الله تعالى وان كان هو الذي يلقي الى نفوسهم ذلك وقد حكيت لسيدي علي الخواص بعض صفات هؤلاء فقال هؤلاء زنادقة وهم اخبث الطوائف لانهم لا يرون حسابا ولا عقابا ولا جنة ولا نارا ولا حلالا ولا حراما ولا آخرة ولا لهم دين يرجعون اليه ولا معتقد يجتمعون عليه وهم اخس من ان يذكروا الا انهم خالفوا المعقولات والمنقولات والمعاني وسائر الاديان التي جاءت بها الرسل عن الله تعالى ولا اعلم احدا من طوائف الكفار اعتقد اعتقاد هؤلاء فان طائفة من النصارى قالت المسيح ابن الله وكفرهم القوم الآخرون وطائفة من اليهود قالت العزير ابن الله وكفرهم القوم الآخرون فلم يجعلوا الوجود عين الله تعالى وقد اشبع الشيخ الكامل الراسخ الشيخ محي الدين العربي رضي الله تعالى عنه الكلام في الرد على اهل الحلول والاتحاد ومن كلامه رضي الله تعالى ما قال بالاتحاد الا اهل الالحاد وما قال بالحلول الا من دينه معلول وقد بسطنا القول رضي الله تعالى عنه في كتابنا المسمى باليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر ونقلت ذلك من النسخة المقابلة على خطه دون التي دس فيها الاعداء والحسدة ما دسوا ولعل الشيطان انما وسوس لهؤلاء الاعداء بدس العقائد الزائغة في كتب الشيخ ليرفع فيها من اراد الله اضلاله من جهلة المتصوفة فان الشيخ محي الدين كان من اكابر الاولياء الراسخين فربما قال لهم المحب ان ما في كتبه ليس مدسوسا عليه وانما ذلك كان اعتقاده ويكفيكم في الدليل اتباع هذا الرجل الجليل فعظمه في اعينهم حتى لا يتوقفوا في اعتقاد ما يجدونه في كتبه من المدسوس ومن كلامه رضي الله تعالى عنه في الفتوحات المكية من اراد ان لا يضل فلا يرمي ميزان ظاهر الشريعة من يده طرفة عين ولحظة بل يتبع ما عليه الائمة المجتهدون ومقلدوهم ويرفض ما عداه انتهى فانظر يا اخي في هذا الكلام المشحون بالنور بقلب السليم تجد الشيخ بريئا من سوء المعتقد الذي تشبثت به هؤلاء الجهلة وكان اخي الشيخ افضل الدين رحمه الله تعالى يقول لو كنت حاكما لضربت عنق كل من قال لا موجود الا الله ونحو ذلك من الالفاظ لانه لم يأت بذلك شريعة ولا علم الناس بالحقائق ارباب الاذواق والمكاشفات والمعارف والمخاطبات وذوو البصائر والكرامات وخرق العادات ولم ينقل لنا عن احد منهم انه كان يعتقد قط خلاف ما جاءت به الرسل بل لو اعتقد احد منهم خلاف ما جاءت به الرسل ما وقع لاحد منهم كرامة ولا خرق عادة وانما الكرامات لاهل السنة والجماعة واطال في ذلك رحمه الله تعالى في رسالته فاياك يا اخي ومخالطة اهل البدع الا لقصد هدايتهم الى طريق الحق والله يرشدك والحمد لله رب العالمين انتهى

تأمل في هذا الكلام فانه يثبت المحدودية للالف ويدفع جميع الخدشات الواردة في هذا المقام والشعراني امام تعطرت بفوائح مدائحه اسفار الكبار واطبقت على اكرامه وتبجيله وتفخيمه وتعظيمه كلمة الاخيار فابان الحق للناقد البصير واوضح الصدق للمتذبذب الخبير واستأصل بناء كل تحرير وتقرير وهدم اساس كل صغير وكبير

والله على ذلك قدير وما حكى الكافر وجود شرط المجدد عن اضافته الى النبراس فهو من وساوس الخناس الذي
يوسوس في صدور الناس ۝ ولو ولدت قفيرة جرو كلب ۝ تسب بذلك الجرو الكلاب ۝ وما رأيت فيها
النبراس الى الآن وظني انها على وزان تحريرات البرزنجي مشحونة بالسب والبهتان ۝ ومن ذا الذي
ينجو من الناس سالما ۝ وللناس قال بالظنون وقيل ۝ اعوذ بالله من حقد الحقود وحسد الحسود من العنود ۝
حسدوا الفتى اذ لم ينالوا سعيه ۝ فالقوم اعداء له وخصوم ۝ كيف وان المجدد رح عامة زائد بل مشكوة نورية تعلق قلبه
بالمساجد فاضاء به مصابيح الانوار وفاته مشكوة العلوم والاسرار ولكل عصر يوشع يرد شمس الفضل بعد الافول
ويشرق شمس العصر على القصور والطلول فالمجدد يرى الدين وتنقطع اعناق المبتدعين وشتان بين المجدد والنبي
المشرع المجدد **قال** واما ما ذكره في المكتوب التاسع والمائتين جوابا عن السؤال المذكور فلا جواب فيه ايضا لانه
قال ما يحصله ينبغي ان تعلم ان حقيقة كل شيء عبارة عن التعين الوجوبي لذلك الشيء وهو اسم من الاسماء الالهية
كالعليم والقدير والمريد والمتكلم وذلك الاسم رب ذلك الشخص ومبدء الفيوض الوجودية له وتوابعها الى ان قال
فاذا تمهد هذا فنقول ان محمدا صلى الله عليه واله وسلم مركب من عالم الخلق والامر والاسم الالهي الذي هو ربه
شان العليم والذي يربي عالم امره هو المعنى الذي صار مبدء لذلك الشان وحقيقة الكعبة ايضا ذلك المعنى وما اذا
كانت حقائق الاشياء الاسماء الالهية وحقيقة الكعبة فوق تلك الاسماء كانت مسجودة لحقائق الاشياء فلزم
ان تكون مسجودة للمحمدية انتهى الغرض منه وانما قلنا انه لا جواب فيه اذ ليس فيه نفي افضلية الكعبة على الصورة
المحمدية بل فيه اثبات تبعيتها للحقائق وهو اثبات لافضليتها **اقول** هذا اخر من قلة حيائه لان البرزنجي ما فهم
عبارة المكتوب وقد غلط في التعريب بالمكذوب فاعلم اسعدك الله تعالى واياك للسلوك في الصراط السوي
والورود على المنهل الروي انه افاد المجدد رح في رسالة المبدء والمعاد ان بعد مضي الف سنة وبضع سنين
من رحلته سيدنا صلى الله عليه وسلم يجيء زمان يعرج فيه الحقيقة المحمدية من مقامها وتتحد بحقيقة الكعبة وتسمى حقيقة احمدية وتصير
مظهرة ذات الاحد جل سلطانه وتحققان باسمائها وتخلو المقام السابق عن الحقيقة المحمدية الى ان ينزل عيسى
عليه السلام ويعمل بالشريعة المحمدية عليهم الصلوة والتسليمات فتنزل الحقيقة المحمدية عن مقامها وتستقر بمقام
الحقيقة المحمدية كان خاليا فاعلم ان حقيقة الشخص عبارة عن التعين الوجوبي الذي التعين الامكاني له ظل
ذلك التعين وهو اسم من اسماء الله تعالى جل شانه كالعليم والقدير والمريد والمتكلم وامثالها وهو ربه ومبدء
فيوضه الوجودي وتوابعه الوجودي ولذلك الاسم بالنسبة الى ذاته تعالى مراتب شتى وهو يطلق عليه في مرتبة
شان العلم وفي مرتبة الشان وشتان بين الصفة والشان على ما فصله المجدد رح في موضع آخر والشان
مجرد اعتبارية سببه وجود اعتباري وفوقه هذا الاعتبار ايضا لكن القوة البشرية عاجزة عن ضبطه المجدد

قد انتهى اليه لكن فوقه ليس الا الاستهلاك والاضمحلال وفوق كل ذي علم عليم ﴿۵﴾ هنيئا لارباب النعيم
نعيمها ۔ وللعاشق المسكين ما يتجرع ۔ وتفاضل شتى بين اقدام اولياء الله باعتبار طے هذه المراتب فهو على
تفاوت الاستعداد والقابليات والواصلون الى الاسم قليلون من الاولياء فان اكثرهم واصلون الى
ظل من ظلال ذلك الاسم بعد ان عرجوا من المراتب الامكانية باسرها بطريق السلوك والسير التفصيلي
وقد يتوهم الوصول الى ذلك الاسم في طريق الجذبة الصرفة ايضا لكنه غير معتبر ولا يعتد به والذين عرجوا من
ذلك الاسم وقطعوا مراتبه المتفاوتة قلت او كثرت فهولاء اقل قليل منهم فحقيقة الشيء كما يطلق على التعين
الوجوبي كذلك يطلق على التعين الامكاني اذا القيت هذه المقدمات في روعك فاعلم ان محمدا صلى الله عليه وسلم
في الوان كائنة الانام مركب من عالم الخلق وعالم الامر ورب عالم خلقه شان العليم ورب عالم امره صفته فالحقيقة
المحمدية عبارة عن شان العليم والحقيقة الاحمدية كناية عن صفته وهي حقيقة الكعبة فنبوته صلى الله عليه وسلم
قبل خلق آدم عليه السلام باعتبار الحقيقة الاحمدية قال النبي صلى الله عليه وسلم كنت نبيا وآدم بين الماء
والطين ونبوته بعد النشاة العنصرية ليس باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقتين فربهما الشان والصفة ولذا تم
وكمل باعتبار السابق لان في الاول دعوته مخصوص لعالم الامر وتربيته مقصورة بالروحانيات وفي الثاني
شامل للخلق والامر وتربيته مشتمل بالاجساد والارواح غاية ما في الباب ان النشاة العنصري غالب فيه
على النشاة الملكي لمناسبة الافادة والاستفادة قال الله تعالى قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي فبعد ما تجاوز
صلى الله عليه وسلم غلب عليه جانب الروحانية وانتقص المناسبة البشرية فبعد مرور الف سنة غلبة الروحانية
اوان جانب البشرية لونه وانصبغ عالم الخلق بعالم الامر فعرج الحقيقة المحمدية والتحق بالحقيقة الاحمدية والمراد
منها في هذا المقام التعين الامكاني للخلق والامر له صلى الله عليه وآله وسلم لا التعين الوجوبي الذي التعين
الامكاني ظل له لان عروج التعين الوجوبي لا معنى له ولا يعقل اتحاد التعين الامكاني بالتعين الوجودي فيظهر
من هذا التحقيق ان حقيقة الكعبة بعينها الحقيقة الاحمدية والحقيقة المحمدية ظل لها فتكون مسجودة للحقيقة المحمدية انتهى
ما افاد في رسالة المبدء والمعاد انتهى ملخصا فما قال البرزنجي انه ليس فيه نفي فضيلة الكعبة على الصورة المحمدية
كله هذيان او محمول على عدم فهم المعنى المراد والله الهادي الى الطريق السداد **قال** لا يقال ان حاصل الجواب
ان مبدأ عالم امره متبوع لعالم خلقه فلا تفضيل للكعبة لانا نقول صورة الكعبة هي التي يطوف بها الطائفون
بمقتضى الامر وهي ليست صورة روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم والمسجود نحوها هي الكعبة لا روح النبي
صلى الله عليه وسلم فيكون مبدأ روحه متبوعا لمبدأ جسده فلا وقع له في الجواب **اقول** كله هذيان فان البحث
في تفضيل الكعبة بل البحث في حقيقة الكعبة وصورة الكعبة التي تطوف بها الطائفون بمقتضى الامر ان لم يكن

روح النبي صلى الله عليه وسلم فلا باس بها بل صورة الكعبة ليست صورة روح النبي صلى الله عليه وآله وسلم
في الحقيقة وبعد السجود اليها انما كانت الكعبة لا روح النبي صلى الله عليه وسلم فلا حرج فيها وما قال احد بهذا
القول وما كون مسجوديته بروحه متبوعا لمسجوديته بجسده كما لا دخل له في الجواب لا دخل له في الدخل بل لا معنى له فانه
ما قال احد ان مسجوديته بروحه متبوع لمسجوديته بجسده فهذا التقرير مضحكة الثكلى قال ثم قال سوال ان فضل الكعبة بطوفه
باولياء الله تعالى عن هذه الامة وتلمس بركاتهم فاذا كانت حقيقتها فوق الحقيقة المحمدية فما وجه جواز هذا المعنى فاجاب بان
الحقيقة المحمدية نهاية متعلقات نزول محمد من اوج التنزيه والتقديس وحقيقة الكعبة نهاية عروج الكعبة فالعروج الاول
لعروج الحقيقة المحمدية الى التنزيه والتقديس هي حقيقة الكعبة ونهاية عروجاتها لا يطلع عليها غير الحق سبحانه تعالى
ولما كان لكمل اولياء الامة نصيب تام من عروجاتها لم يبعد ان تلتمس الكعبة من بركات هولاء الاكابر ثم اوضح الجواب
عن العبارة الاخرى في الرسالة وهي كما ان صورة الكعبة مسجودة لصورة الاشياء كذلك حقيقتها مسجودة لحقائق
الاشياء لما علم من ان الحقيقة الكعبة متبوعة للحقائق انتهى الغرض منه وهنا صرح من ان المراد بصورة الكعبة صورة
البيت الحرام المبني بالطين والحجر ودليل على ان حقيقة البيت الحقيقة الاحمدية بعينها لان صورة الاحمدية عبارة
عن عالم الامر من محمد صلى الله عليه وسلم عنده والطواف بالبيت الحرام لا بروح النبي صلى الله عليه وآله وسلم
ذاكرا وحده ليس هو الطائف لكمل الاولياء لالتماس بركاتهم بل الاولياء كلهم يلتمسون من بركاته صلى الله عليه وسلم
بل الانبياء كلهم من رسول الله ملتمس غرفا من اليم فلم يحصل من هذا الكلام الجواب عن السوال اولا ليس فيه
نفي تفضيل صورة الكعبة على صورة محمد صلى الله عليه وسلم ولا نفي تفضيل حقيقتها على حقيقته بل يقتضي كون
حقيقتها متبوعة للحقائق تفضيلها صورة ومعنى ويرفع ذلك فضلا عن كلامه التهافت والتناقض حيث لا يستقر كلامه على
معنى واحد في بيان المراد بالحقيقة ولا بالصورة فتارة يقول حقيقة الكعبة اسم الله وتارة يقول الحقيقة الاحمدية
وتارة يقول فوق الحقائق وتارة يقول اعلى عروجاتها او في عروجات الحقيقة المحمدية وتارة يقول ما يلزم منه
ان صورة الكعبة هي هذه وتارة يقول شيء في لون الحقائق الامرية واعجوبة يعجز العقل عن تشخيصها وكل هذا يدل
على انه ليس على بصيرة في امره اقول كله لغو لا طائل تحته فان البرزنجي قد ترك العبارة التي افادها المجدد
التي تدفع الايرادات كما تركوا وانتم سكارى من قوله لا تقربوا الصلوة فانه افاد في حل العبارة ان حقائق الاشياء
عبارة عن الاسماء الالهية جل سلطانه وهي مبادي فيوض وجودهم وتوابعه وحقيقة الكعبة فوقها فتكون
حقيقة الكعبة متبوعة لحقائق الاشياء نعم ان سائر كمل الاولياء فوق حقيقة الكعبة فيلتمس الكعبة من بركاتهم انتهى
فحل منه الاشكال الذي قد ذكر وليس فيه اشارة فضلا عن الصراحة بان المراد من صورة الكعبة صورة البيت
الحرام المبني بالطين والحجر وليس فيه دليل على ان حقيقتها البيت الحقيقة المحمدية فالدليل الذي ذكر من

فتبين البتة بأن فلا المتلفت بامانته وردّه وما ادّعى في المنافاة بين مراد الحقيقة والصورة فعجيب جدًا فإنه إن قال أحد أن زيدًا إنسان ثم ذكر أن إنسان ويجزء إنسان والإنسان يكون كالجسم والإنسان يكون ضاحكًا فالقول بالمنافاة يكون مضحكة الصبية فإن حقيقة الكعبة هي الحقيقة المحمدية وهي الحقيقة الأحمدية وهي ذات الله تعالى وهي فوق الحقائق وعروجاتها لا منتهى لها فإنها يعجز العقل عن تشخيصها والعقل أن أعلى عروجاتها أدنى عروجات الحقيقة المحمدية وأن صورة الكعبة هي هذه فهو افتراء عليه ع زيادة القول المحكي المنقص في العمل؛ **قال** ثم أنه صريح بأن حقيقة الكعبة هي المشتمل لعروجها وأن كمّل الأنبياء والأولياء يقع لهم العروج فوق حقائقهم دليل على أن الحقيقة المحمدية أفضل وعلى أن حقيقة الكعبة ليست هي الأحمدية بعينها ولا صورة الكعبة صورتها ولا يصح عروجها فوق حقيقتها كما لا يصح للأنبياء **أقول** هذا الفهم مبني على فهمه فإنه عروج حقيقة الكعبة والأنبياء والأولياء لا يستلزم أن الحقيقة المحمدية أفضل ولا أن حقيقة الكعبة ليست هي الحقيقة الأحمدية بعينها ولا صورة الكعبة صورتها بل لا أصل لقوله ولا صورة الكعبة بصورتها وما قال ولا يصح عروجها فوق حقيقتها نعوذ لا طائل تحته والتحقيق أنه قدس سره أشار إلى أنه لتفاضل شتى بين أقدام أهل الله باعتبار المراتب فلا بأس أن سار كمّل الأولياء فوق حقيقة الكعبة فليلتمس الكعبة من بركاتهم فتأمل فإن فوق حقيقة الكعبة الربانية الصفات الحقيقية وفوقها الشيون الذاتية وفوقها الذات البحت فإن وقع العروج على حقيقة الكعبة فكيف يجد التماس الكعبة من بركاتهم **قال** ثم رأينا في الجزء الأول من مكتوبات ولده الأوسط قد ذكر عن أبيه أنه أثبت التعين الحبي فوق التعين الوجودي في بعض مكاتيبه ومنع الترقي عنه ونقل عنه أنه أراد بالتعين الحبي التعين الأول الذي ليس فوقه إلا اللاتعين وأنه لا قدم لأحد في اللاتعين وعدّ من المحالات الترقي عنه ثم نقل عنه أنه قال بعد ما عرج به إلى حيث قيل السلطان ليس في الدار وأنه ظهر له أن هذا المقام مقام حقيقة الكعبة الربانية عرج إلى ما وراءه حتى وصل إلى مقام الصفات الحقيقية الزائدة على الذات وهو فوق مقام الصور العلمية للصفات ووراء صور الصفات الكائنة في مرتبة التعين الوجودي والتعين الحبي ثم عرج إلى أصول تلك الصفات التي هي الشيون الذاتية ثم منها إلى الذات البحت المجرد من النسب والاعتبارات انتهى فأثبت بعد مقام حقيقة الكعبة مقام الصفات الحقيقية ثم مقام أصولها ثم الذات البحت فجعل التعين الحبي المراد به التعين الأول دون مقام حقيقة الكعبة مع أنه منع الترقي عنه كما مر وأجاب ولده المذكور عن هذا التناقض بأن الترقي الممنوع الوصول القدمي والمثبت الوصول النظري انتهى ولا يخفى أنه لا يحصل منه جواب لأنه مصرح بأن التعين الحبي ليس فوقه إلا اللاتعين فكيف يصح أن يكون فوقها تعينات الصفات الحقيقية ثم تعينات أصولها وكل تعين فهو دون اللاتعين وكيف يصح الوصول الشهودي ولا شهود إلا لمتعين مستحيل ولا متعين

حيث لا تعين فلا وصول شهوديا بذا ان اراد بقوله بالنظر الشهودي وان اراد نظر العقل فهو بمعزل عن ذلك
وان يكن حقيقة الكعبة التي فوق التعين الحبي هي اللاتعين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات البحت لم
يصح ان يكون فوق التعين الحبي الذي هو التعين الاول اقول كله قول القائل تحفة فاحسن الكلام كلام صحيح
من لسان فصيح في وجه صبيح فاعلم ان المراد بالتعين الحبي الحقيقة المحمدية والعروج فوقها لا يمكن الا ان يراد
بالحقيقة ظلها وهي عبارة عن اجمال حضرة العلم رح يشتبه الظل بالاصل ولا تخلص عن الظل فالترقي يكون محالا
لان فوقه الوجوب كما هو مفصل في المكتوب المائة والثانية والعشرين من المجلد الثالث فظل التعين الحبي يكون
فوقه تعينات الصفات الحقيقية والتعين الحبي نفسه ليس فوقه الا اللاتعين لا يمكن العروج اليه الا بالوصول النظري
لا القدمي والمراد بالنظري الشهودي والتعين للقدمي لا للشهودي فارتفع المنافات وما قال بعده لقول القائل
تحفة فانها ان يكن حقيقة الكعبة التي فوق التعين الحبي هي اللاتعين وفوق تعينات اصولها وفوقها الذات البحت
فلم لا يصح ان يكون فوق التعين الذي هو التعين الاول قال عروة الوثقى رح فان قيل الحب فرع الوجود اذ الحب
بدون الوجود لا يتصور فكيف يكون الحب اصلا للوجود قلنا قد سبق ان الحق جل سلطانه موجود بنفسه وصفاته الثمانية
تعالت موجودة بذات الحق ولا مدخل للوجود ولا للوجوب ثمة بل الوجود والوجوب من الاعتبارات المتنزلة
عن تلك الحضرة فاول اعتبار ظهر لايجاد العالم الحب ثم الوجود الذي هو مقدمة الايجاد ولان لتلك المرتبة
المقدسة مع ان هذين الاعتبارين غنا ذاتيا عن ايجاد العالم ان الله لغني عن العالمين وان شئت
تفصيل الكلام في هذا المقام وتحقيق المرام على التمام وان تعرف حقيقة مقام الخلة والحب والوجود فعليك
بكلام الامام غوث الانام شيخنا وقبلتنا جزاه الله سبحانه عنا خير الجزاء واعلم ان التعين العلمي الجلي المذكور
سابقا هو الذي يسميه الشيخ واتباعه قدس اسرارهم بالوحدة والتعين الاول والحقيقة المحمدية ويقولون هو اوسع
التعينات وهو مشهود الكل وهو التجلي الذاتي وله مقام التوحيد الاعلى ومبدأه هو منشأ الاعتبارات ومنبع النسب
والاضافات الظاهرة في الوجود والباطنة في حضرة التعقلات والاوهام والمقول فيه انه وجود مطلق
واحد واجب ويقولون ان اطلاق اسم الذات على الحق تعالى لا يصدق الا باعتبار هذا التعين وورائه
مرتبة اللاتعين والوجود المطلق فاقول ليت شعري كيف حكموا بكون صفة من صفاته تعينا للذات المعراة
عن النسب والاضافات بل الاظهر ان يقال ان هذا التعين تعين صفة العلم وظهورها في مرتبة الثاني
والصفة في الحقيقة غير الموصوف ولا ينبغي ان يقال انه تعين الذات بهذه الصفة لان الذات لا تعين
بالصفة وارباب العقول قالوا في علم الشيء بالوجه ان المعلوم هو الوجه فبالنسبة الى ذات الشيء يتحقق الجهل
وقد تحقق بما تقرر ان هذا التعين حصة من حصص الوجود والتي تميزت تعين في تحصيل الوجود لكنها جمع الحصص و

وهو مسبوق بصفة الحيوة والحيوة مسبوق بمرتبتي الوجود الاجمالي والتفصيلي والوجود مسبوق بالمحبة والمحبة
مسبوقة بالحب والحب تعين اول واعتبار اسبق فالتعين العلمي الجملي متنزل عن التعين الاول بستة
مراتب وعما فوقه بسبع مراتب ومما ينبغي ان تعلم ان ليس معنى التعين عندنا ان الحق عز وجل متنزل فعلا
حقا ووجودا بل معنى التعين الصدور لانه اليق بالتنزيه والانسب بلسان الانبياء على اجمعهم عموما وعلى خاتمهم
خصوصا الصلوة والتسليمات والتحيات والبركات **قال** ثم قال ولده يفهم من بعض عباراته ان حقيقة الكعبة
فوق اعتبار الشيون والصفات ويفهم مما سبق من انه عرج من مقام حقيقة الكعبة الى الصفات الزائدة ثم الى
اصولها ثم الى الذات خلاف ذلك فاجاب عن هذا التناقض بان المراد من الصفات والشيون التي تكون
حقيقة الكعبة فوقها هي الصور العلمية للصفات في مرتبة التعين العلمي التي هي دون حقيقة الكعبة فلا ينافي ان
يكون فوقها الصفات الحقيقية ثم قال لاح من هذا البيان السابق ان حقيقة الكعبة الربانية فوق الحقيقة المحمدية
لان الحقيقة المحمدية نابتة من مراتب التعينات وحقيقة الكعبة فوق مراتب التعينات انتهى وهذا جواب تناقض
آخر لانه اجاب عن التناقض الاول بان حقيقة الكعبة فوقها تعينات الصفات الحقيقية وفوقها تعينات اصولها
ودونها الصور العلمية وههنا قال حقيقة الكعبة فوق مراتب التعينات ثم انه لا جواب فيه عن التناقض الاول
بين قوله ليس فوق التعين الحبي الا اللاتعين وقوله ان حقيقة الكعبة فوق التعين الحبي **اقول** هذا مبني على عدم
فهم المعنى المراد لان الصفات التي حقيقة الكعبة فوقها الصور العلمية للصفات التي هي في مرتبة التعين العلمي
فان في اصطلاح القوم مقام الصفات والشيون عبارة عن الصور العلمية التفصيلية كما انهم يقولون ان اجمال
هذا المرتبة هي مرتبة الذات وتجليها تجلي الذات وايضا المراد من صفات تفصيل مرتبة التعين الوجودي والواجب
تعالى موجود بذاته لا بالوجود وكذا الصفات الثمانية موجودة بذاته لا بالوجود بل ليس للوجوب ايضا في هذا المقام
دخل بالان للوجود والوجوب اعتبارات وذاته تعالى غني عن الاعتبار فيكون الصفات فوق حقيقة الكعبة
فلا تناقض وحقيقة الكعبة هي التعين الحبي كما مر فارتفع الاشتباه بحذافيره اذا القيت جلباب الحسبان
نقل باشتت **قال** ثم قال ولده فان قيل انه قال في بعض مكاتيبه ان حقيقة الكعبة عبارة عن [illegible]
الذي سلب عنه الكيف ولم يجد غبار الظلية والظهور اليه سبيلا المستحق للمسجودية والمعبودية ويلزم منه تفوق حقيقة
الكعبة على الصفات الحقيقية مطلقا وهو خلاف ما سبق من ان فوقها ليس الا على الصورة العلمية للصفات
قلنا اولا من المقرر عند القوم ان مرتبة اطلاق الذات فوق مراتب التعينات فلهذا عبر عنها بالذات المسلوب
عنها الكيف انتهى وانت تعلم ان هذا انما هو توجيه لاطلاق الذات المسلوب عنها الكيف على حقيقة الكعبة لكونها
فوق مراتب التعينات عنده واما التناقض بين كونها دون الصفات الحقيقية واصولها وبين كونها فوقها

التعينات فهو باق على ان المناسب انما هو توجيه اطلاق الكعبة على الذات لا بالعكس لانه قال الكعبة عبارة عن حقيقة
الواجب الوجود ولم يقل الذات عبارة عن حقيقة الكعبة مع انه مناقض لقوله فيما مر ان حقائق الاشياء اسماء
الله تعالى لان الذات المطلق غيره باعتبار اسم من الاسماء اقول لا تناقض بين كونها دون الصفات
الحقيقية وما سواها وبين كونها فوق جميع التعينات لان الصفات الحقيقية موجودة بالذات البحت كما مر فتكون
حقيقة الكعبة فوق جميع التعينات ودون الصفات الحقيقية فان حقيقة الكعبة برزخ بين حقائق المخلوقات
وحقيقة الواجب تعالى جل سلطانه وهي مرتبة احدية الذات تعالى فان الكعبة مسجودة اليها للخلائق فلا بد ان
تكون حقيقتها متمازة عن سائر حقائق الخلائق لان المسجود ذاته تعالى فلا بد للكعبة ان تكون ناشئة عن المرتبة
المقدسة فحقيقة الكعبة وان كانت ذات الله تعالى لكن اعتبار المسجودية التي من الصفات الاضافية ملحوظة فيها فلا
جرم ان تتنزل عن الذات البحت فتكون الصفات الحقيقية فوق حقيقة الكعبة واطلاق الذات على الحقيقة وعلى
العكس سيان لا غبار عليه وتقرير التناقض بان حقائق الاشياء اسم لغو لا طائل تحته هذا اظهر من الشمس وابين
من الامس قال قال وثانيا تحمل انه سمى تلك الحقيقة ذاتا بلا كيف مجازا باعتبار ملابسة يكون بين البيت
وصاحب البيت اذ هو المسجود بالحقيقة والبيت واسطة انتهى وفيه انه سمى الذات حقيقة الكعبة لا بالعكس وتقدم النقل
فيه ومع هذا ان صح هذا المجاز فانما هو توجيه لا طلاق ولا دفع للتناقض فيه على انه لا قرينة على هذا المجاز
وذات الواجب المسلوب عنه الكيف المنعوت بان غبار الظلمة والظهور لم يجد اليه سبيلا لا ملابسة بينه وبين
البيت فان الملابسة انما هو للشيء المتجلي في البيت بوجه لائق مجامع للتنزيه وما لا سبيل للظهور اليه لا ظهور
له في البيت ذاتي بل مع من الموحدين ليفهم ذات الواجب المسلوب عنها الكيف الذي لا سبيل للظهور اليه من
اطلاق لفظ حقيقة الكعبة او بالعكس اذ من المعلوم بالضرورة ان الكعبة اذا اطلقت لا يفهم منها الموحدون الا البيت
الحرام لا رب البيت الحرام ثم كيف يناسب هذا التاويل قوله المار انه قيل له السلطان ليس في الدار فاذا كانت
حقيقة الكعبة نفس السلطان وذاته كيف يقال ليس السلطان في البيت نسال الله تعالى العافية اقول اما
ل وان الباطل كان زهوقا اما اولا فبان اطلاق الذات وعلى العكس سيان واما ثانيا فبان
الاعتراض المذكور في المكتوب بنائه على قوله ذات بيچون فتوجيه الجواب الشافي ان اطلاق حقيقة الكعبة عليه
مجاز بالملابسة فبالحقيقة اطلاق الحقيقة على الذات باعتبار المسجودية فلا تكون فوق الصفات الحقيقية وهذا
القرابة واما ثالثا فبانه بين وجه الملابسة ان المسجود في الحقيقة ذات الواحد والبيت واسطة وهو مشتبه في
حقيقة الكعبة وهذا القدر من الملابسة يكفي واما رابعا فبان حقيقة الكعبة ليست نفس السلطان وذاته بل باعتبار
المسجودية فيصح الجواب بان السلطان ليس في الدار ان البيت واسطة كما مر في نتيجة العلوم قوله لم يزل

داعی الوصال ینادی فی سری احب السلطان فانه یعنی کنی بالسلطان عن الحضرة الالٰهیة العظیمة الشان
ومراده انه ما سلک فی طریق الله تعالی الا بعد حصول المطلب له من جهة الله تعالی باشارات کان یجدها فی نفسه
وهذا نظیر قول بعض العارفین من قصیدة له ؎ والله ما طلبوا الوقوف بباب ٭ حتی دعوا واتاهم المفتاح
قوله فطار طیر همتی الی باب القدس فوصلت الی سرادق جمال لتقبیل ید السلطان لیس فی البیت مراده
حکایة حاله فی کیفیة سلوکه فی طریق المعرفة الالٰهیة والسلطان کنی به عن الحق تعالی من حیث ظهوره بالجلال و
الهیبة کما ذکرنا وقوله السلطان لیس فی البیت ای لیس هو فی شیء من الاکوان اصلا وجملة الاکوان خالیة
منه فجملة الاکوان بیته وهی مملکته ینفذ فیها امره ونهیه وقضاؤه وفی الکعبة انها بیت الله فیجوز فی حقه اطلاق البیت
باعتبار ظهوره فی الاکوان وهی خالیة عنه قائمة متعلقة به وهو لازم لها بالقیومیة وهی لیست لازمة له لاستغنائه
به عنها انتهی **قال** ثالثا یحتمل ان یکون المراد بالذات بلا کیف الذات المقیدة باعتبار المعبودیة والمسجودیة
ونحو ذلک لا مطلق الذات المعراة عن النسب والاعتبارات انتهی وفیه ان الذات بلا کیف بمعنی الذات المطلق ضد
الذات المقید فخرج من القیود فهو من باب ارادة الشیء من ضده بل من نقیضه وبتقدیر تمامه انما یصح الاطلاق
ولا یدفع التناقض علی انه صرح فی المبدأ والمعاد بان حقیقة الکعبة فوق جمیع مراتب التعینات ولیس فی ذلک
الموطن شیون واعتبارات فتناول الذات التی هی عبارة عنها بما یقیدها من القیود والاعتبارات مناقض
للوجه المصحح للاطلاق وبعد ذلک کله فهذه العبارات کلها مخالفة بحجة لصراح الشرع القویم اذ لا معنی لجعل الکعبة صورة
ذات الله ولا لاطلاق الکعبة علی ذات الله وفرق بین المسجودین فان الذات مسجود له والکعبة مسجود الیها وکل
هذه اباطیل **اقول** هذا مبنی علی عدم فهم معنی الکلام فان الصفات الحقیقیة والشیونات التی هی کاصولها
تفوق علی سائر الاعتبارات والذات مع الصفات الحقیقیة والشیونات کالمطلق والذات مع الاعتبار مقید
فیلحظ فیه الاعتبار کما فی علم الشیء بوجه فی علم المعقول فالمعلوم بذلک الوجه فافترقا ولا تناقض اصلا واما
الاشتباه بما افاده فی رسالة المبدء والمعاد فجوابه ان الشیون ان لوحظت کانها اصول للصفات فلا
تمایز اصلا ویکون الذات مع الصفات الحقیقیة والشیون واحدة فوق حقیقة الکعبة وما قیل انه مخالف للشرع
فنعم والقول بانه جعل الکعبة صورة الذات واطلق الکعبة علی الذات افتراء بلا امتراء والفرق بین المسجودین
خارج عن البحث لا طائل تحته فاظهر الحق فی کمال الوضوح والعیان ورد علی تلبیسات اهل العدوان فانبسط
به کل ماهر وکامل وفصم ظهر کل مکابر مجادل والحری ان البرزنجی لم یتشرف بمطالعة کتب التصوف والحدیث
والآثار فتفوه بما تفوه من الجحود والانکار فان کان هکذا فقد صادفت الاعصار والله العاصم من زلل
الاقدام وعثار الافکار ؎ لیس فی هذا الکلام شیء ٭ یقتضی التکذیب والبهتان ٭ ولا ما خالف العقل

والنقل ٭ كما اوضحت لك بالبيان ٭ وعلى ما ادعاه نتيجة البحث ٭ ويأتي الدليل والبرهان ٭ بخلاف
اشناع عنده ولكن ٭ وليس يخلو من حاسد انسان ٭ **المقالة الثانية فيما بناه** البرزنجي **على المقدمة الثانية**
قال ويبتني على المقدمة الثانية بطلان دعواه سقوط واسطة النبي صلى الله عليه وسلم فقد قال
في المكتوب الثامن والثمانين من المجلد الثالث من مكتوباته ان امة كل نبي انما يصلون الى الله
بوسيلته ووسائط وفيه حائل بينه وبين الله الا فرد من افراد هذه الامة يعني نفسه فان نصيبه من الله تعالى
بالاصالة من الذات العلية **اقول اما اولا** فبانه ليس في المكتوب المذكور الا فرد من افراد هذه الامة فان
هذا الا افتراء عبارة المكتوب هكذا اگر انكه فردے از افراد امت را بالاصالت از حضرت تعالى نصيب بود قصر ان
الفرد من افراد الامة نصيب بالاصالة من الله تعالى فما نقل من افراد هذه الامة افتراء بلا امتراء فتفسيره خلاف
فحواه وبناء الاعتراض عليه بناء الفاسد على الفاسد **واما ثانيا** فبانه افاد العلامة المشتقي في نتيجة العلوم بيانه ان ذلك
الفرد الواحد هو مظهر الاسم الالهي الفرد وهو الحقيقة المحمدية التي خلق الله تعالى منها كل مخلوق كما ورد في الحديث
الطويل على ما صرح به العلماء فان نصيبه اي ذلك الفرد من الله تعالى بالاصالة لا بواسطة احد كما قال صلى الله
عليه وسلم لي وقت مع الله لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل اي لا يسعني في ذلك الوقت الذي لي مع الله
تعالى جبرئيل ولا انا من حيث انني نبي مرسل كما اشار الى هذا المعنى ابن كمال باشا في رسالته في الروح فهو
صلى الله عليه وسلم من حيث انه نبي مرسل له رتبة ومن حيث انه في مقام الفردية من تجلي الاسم الفرد له
رتبة اخرى اعلى من الرتبة الاولى ثم انه صلى الله عليه وسلم من حيث رتبة الفردية المذكورة يظهر في كل
وقت الى يوم القيمة في الصور المختلفة التي هي مخلوقة منه صلى الله عليه وسلم اي من نوره الاصلي الذي
هو اول ما خلقه الله من غير واسطة كما ورد اول ما خلق الله نور نبيك يا جابر ثم خلق الله كذا وكذا الى آخره
ولا يظهر صلى الله عليه وسلم في كل وقت من حيث انه نبي مرسل اعني من هذه الرتبة فاذا ظهر في صورة
انسان وعرف الانسان نفسه وانكشف له انه مخلوق من ذلك النور المحمدي كان هو ذلك الفرد المحمدي
كما ان تلك الصورة الانسانية التي كان ظاهرا بها صلى الله عليه وسلم في مكة وهاجر بها الى المدينة هي صورة
رتبة النبي المرسل لا يكون مثلها صورة اخرى يظهر بها بعد ذلك الا انها يقال لها انها في مقام الفردية
وهو الفرد المستمد من الله تعالى بلا واسطة ولا بد من ادراك معنى هذا الكلام ولا اظن انك تجد معنى ذلك ابدا
ولا تقدر ان تدركه كشفا الا بمعونة الله تعالى فان جميع المحسوسات والمعقولات مراتب علمية لا غير في حضرة
الوجود الواحد الحق والوجود الواحد الحق ظاهر بها كلها على السواء ولكن من ظهر بها على التمام في مرتبة حكم
الالهي ليس كمن لم يظهر بها كذلك قال الله تعالى قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون

انما يتذكر اولوا الالباب والنسب الى السلطان مثل من حيث ما هو عليه في نفسه مثل النسب الى الكناس
او الحجام ولا تختلف الصورة ولا الهيئة ولكن من حيث ما في النفس كل واحد منهما من قوة الحال باعتبار شرف
المنسب اليه ليسا سواء وكذلك من عرف ان نفسه وصورته منتسبة الى الحقيقة المحمدية الفردية الناشئ هو عنها
وليس له استقلال اصلا ومن هنا ليس مثل غيره الذي لا يعرف الا نفسه وهو مستقل بنفسه في الظهور انما يتذكر اولوا الالباب
ويشير الى مقام الفردية العام في جميع الامة الخاص به صلى الله عليه وآله وسلم كما ذكرنا قوله صلى الله عليه وسلم
في الحديث الصحيح الذي رواه مسلم وغيره عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما عنه عليه الصلوة
والسلام اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشرا
ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سأل
لي الوسيلة حلت له الشفاعة فان تلك المنزلة التي في الجنة المسماة بالوسيلة هي رتبة الفردية التي اشار
اليها العارف الجنيدي رضي الله عنه وقدس سره وهي حاصلة لحضرة النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم
في حياته وهو صلى الله عليه وسلم يعلم انها تنتقل بعد موته صلى الله عليه وسلم الى افراد امته الذين هم رتب
ظهوراته الى يوم القيمة فقال صلى الله عليه وسلم وارجو ان اكون انا هو اي برزخ صاحب رتبة النبوة والرسالة
وهو العبد النبي المرسل محمد صلى الله عليه وسلم ان يكون ذلك العبد لعلمه صلى الله عليه وسلم انها من مراتب
العباد الذين تغلب عليهم صفة العبودية في الكمال العرفاني والتحقيق الرباني دون غيرهم فمن غلبت عليهم
حيوانيتهم وضعفت فيهم الانسانية من الغافلين الجاهلين بانفسهم وبكيفية خلق الله تعالى الاشياء من جميع الامة
اجمالا بل هذه الطريقة والله اعلم بحقائق الاحوال وقوله ان ذلك الفرد ليس تبعا اي ما هو تابع المرتبة النبي
المرسل الذي هو محمد صلى الله عليه وسلم من حيث رتبة نبوته ورسالته التي لا تسمى في ذلك الوقت الذي اجتمعا
تعالى كما ورد في الحديث السابق فان رتبة الفردية لا يكون معها شيء غيرها اصلا بل هي قائمة بمحض كرم الله تعالى
وليس ذلك الفرد غير الحقيقة المحمدية الظاهرة في تلك الصورة الكونية المخلوقة منها ولا بد لك من المعرفة الالهية
حتى تعرف هذه الكلام وتكشف عن معناه الذي عند اهله وذلك اذا تحول ادراكك الاول للمحسوسات والمعقولات
فلم تشهدها مغايرة للنور الاصلي الايجادي والرتبة الامكانية والله على كل شيء قدير من جاهد فانما يجاهد لنفسه اي
لمصلحة نفسه وانتفاعها ان الله لغني عن العالمين فهو غني عن كل رتبة ظهر بها من كل من يسمى شيئا لان كل شيء
هالك اي فان مضمحل الا وجهه اي الا ذاته كما مر انتهى واما ثالثا فبان السالك اذا فرغ من السير الى الله
وشرع في السير في الله بمتابعة النبي صلى الله عليه وسلم ووساطته فاذا جذبه الله تعالى اليه بجمال فضله وكرمه
ارتفع الوسائط كلها بينه تعالى وبين هذا المجذوب السالك حتى سمعه وبصره ورجله وجميع القوى وهي وسائط

وآلات ظاهرة ومع هذا يرفع الله تعالى منه هذه القوى الظاهرة فاذا وصل العارف الى هذه المعرفة يأخذ العلم من الله تعالى بلا واسطة وهو العلم اللدني كما كان للخضر ع ونصيب لبعض العارف بالله قال تعالى وعلمناه من لدنا علما ويقال لهذه المرتبة في اصطلاحاتهم قرب النوافل كما دل عليه ما اخرجه البخاري عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى ولا يزال عبدي المؤمن يتقرب الي بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها الحديث وقوله عليه الصلوة والسلام لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل الخ فمن وصل الى هذه المرتبة بجذبه تعالى اليه وبفضله يأخذ المعارف والاسرار بلا واسطة من الله تعالى ولا يلزم الكفر لقوله اخذت العلم من الله تعالى بلا واسطة فمن ينكر هذه المرتبة فهو ينكر الحديث الصحيح وقال مولانا عبد الرحمن الجامي قدس سره في خطبة شرح الفصوص اما بعد فاعلم ان الحكم الفائضة من الحق سبحانه على قلوب كمل عباده وخلص عبيده على انواع منها ما يفيض عليهم بواسطة الملائكة المقربين بالفاظ وعبارات محفوظة من التغيير والتبديل مرادة تلاوتها وهو القرآن المنزل على نبينا صلى الله عليه وسلم بواسطة الروح الامين ومنها ما يفيض عليهم بواسطة او بغير واسطة معاني صرفة او معبرة بعبارات غير متلوة ومن هذا القبيل الاحاديث القدسية فهي اما مما افاضت عليهم معاني صرفة لكنهم كسوها الكسية عباراتهم الخاصة او بعبارات مخصوصة غير مراد ضبطها وتلاوتها وهذا النوع ليس مخصوصا بالانبياء بل يعم الاولياء وصالحي المؤمنين ومنها ما يفيض من بعض الكمل على بعض انتهى ولقصدوا من كلام الشيخ المجدد رح نقط تشكيكه بعد قوله من الذات العلية فيصير الكلام معها هكذا فان نصيبه من الله تعالى بالاصالة من الذات العلية بالتبعية اي بتبعية النبي صلعم فتوضيح لاخذه رفقاً فافهم هذا الكلام فانه امرع من الغيث واقطع من السيف

قال وقال ان المطلوب من الدعوة هو المحبوب يعني النبي ص والباقون مطلوبون بتبعيته وتطفله الا فرد من افراد امته فانه ليس بتبعيته بل المحض كرم الله تعالى فهذا اقرار بخروجه عن متابعة النبي ص واصالته فيما له من الله تعالى وليس هو طفيليا له ص بخلاف غيره **اقول** هذا النقل ايضا على وزان المعترض لا يطابق المنقول بل هو افتراء فانه غير قول المجدد رح بالزيادة والنقصان فيه وهو في الاصل هكذا التبعية في فرد الامة باعتبار التشريع فان لم يتبع بشريعة النبي صلى الله عليه وسلم لم يحصل المطلوب وتبعية الانبياء لنبينا ص باعتبار ان النبي المتبوع يعني محمدا ص وصوله الى تلك الدرجة العالية اولا وبالذات ووصول الانبياء سواه اليها ثانيا وبالعرض لان المطلوب من الدعوة والضيافة المحبوب والطلب غيره لطفيله وتبعيته لكن كلهم جالسون على سفرة واحدة في مجلس واحد على تفاوت الدرجات ومتنعمون المتلذذات والمتنعمات عليها واما هم يحملون الزلة التي تبقى بعد اكلهم على السفرة ولا يجلسون مع الانبياء على السفرة الا فرد من افراد امتهم وهو مخصوص وليس

مجلس الاكابر كما مر ومع ذلك الامة امته ﷺ ولن تنتهى نبوته وان وصل ذلك الفرد العلو والعزو هو الدعوة التي لم يصل اليه
برجل النبي وقال الله تبارك وتعالى ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين الاية انتهى وقوله الا فرد من افراد تشهم
مستثنى من قوله وامهم يحيلون الزيه الا من قوله والباقون يطلبون بتبعيته وبطفيلة كما فهم المعترضون بسبب تحيفهم
عبارة الشيخ وليست هذه العبارة في مكتوبه **قال** فان قلت جعله نفسه من الامة اقرار بالنبية قلت كلا لجواز ان
يريد امة الدعوة وبهذا المعنى جميع الناس في امته حتى الكفار فكونه من الامة محتمل والاستثناء صريح فلا يكون
من امة الاجابة بنقض دعواه واصرح من ذلك ما قاله في المكتوب السابع والثمانين من المجلد الثالث من ان الله
تعالى لم يجعل في حقي من اسباب التربية غير السعادات ولم يجعل العلة الفاعلية في تربيتي غير فضله ومن كمال كرمه و
اهتمامه بي وغيرته على لم يجوز في حقي ان يكون لفعل الغير مدخل في تربيتي او ان التوجه فيه الى غيره تعالى في مراده
جل شانه ومحبتي كرمه الذي لا ينتاهى فهذا اوكد واصرح لفظي في نفيه الواسطة بينه وبين الله تعالى وهو عين
دعوى خروجه عن اتباع النبي **اقول** هذا هذيان صريح وبهتان قبيح فان كان الكذب منجي فالصدق انجى
ف كل العداوة قد ترجى ازالتها الا عداوة من عاداك من حسد نعوذ بالله من هذا البهتان ونعم
ما يضرب من رسل سيف العداوة عمد فيه اسا انكان المجدد من امة الدعوة فهل المعترض من امة الاجابة
حاشا فقد ف التصبر محمد في المواطن كلها الا عليك فانه مذموم والمراد من الغير غير النبي صلى الله عليه
واله لانه صرح بقوله فان من لم يتبع لشريعة النبي صلى الله عليه واله وسلم لم يصل الى المطلوب كما صرح
في المكتوب الاثنين والعشرين والمائة من المجلد الثالث بما تعريبه ان وصول المطلوب بدون توسطه عليه الصلوة
والسلام محال فهو منجي الانبياء والمرسلين ورسالته رحمة للعالمين **قال** قال في آخر المكتوب اني مريد الله ومراده
وسلسلة ارادتي متصلة بالله من غير توسط احد يدي نائب مناب يد الله عزوجل واشارة الى دعوى كونه نبيا
بعد الالف سنة **اقول** هذا مبني على عدم علم معنى المريد والمراد المصطلح عند المتصوفين قال صاحب بهجة الاسرار
في بيان الارادة والمريد والمراد اما الارادة فترك ما عليه العادة وتحقيقها نهوض القلب في طلب الحق وترك
ما سواه فاذا ترك العبد العادة التي هي حظوظ الدنيا والاخرى فتجردت ارادته فالارادة مقدمة كل امر لم
يعقبها القصد ثم الفعل فهو بدء طريق كل سالك واسم اول منزلة كل قاصد قال الله عزوجل لنبيه ﷺ ولا تطرد
الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه فنهى نبيه ﷺ عن طردهم وابعادهم وقال في آية اخرى
واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحياة الدنيا
فامره بالصبر معهم وملازمتهم وتصبير النفس في صحبتهم ووصفهم بانهم يريدون وجهه عزوجل ثم قال ولا تعد عيناك
عنهم تريد زينة الحياة الدنيا فبان بذلك ان حقيقة الارادة وجه الله عزوجل فحسب دون زينة الدنيا

وزينته الأخرى فأما المريد والمراد فالمريد هو من كان فيه هذه الجملة واتصف بهذه الصفة فهو إما مقبل على الله
عز وجل وطاعته مولٍ عن غيره وإجابته ليسمع من ربه عز وجل فيعمل بما في الكتاب والسنة ويتعامى عما سوى
ذلك ويبصر بنور الله سبحانه فلا يرى الأفعال فيه وفي غيره من سائر الخلائق ويعمى عن غيره فلا يرى له فاعلا
على الحقيقة غيره جل وعز بل يرى آلة وسببا يحركه مراده استمرارا قال النبي صلعم حبك الشيء يعمي ويصم
أي يعميك عن غير محبوبك ويصمك عنه لاشتغالك بمحبوبك فما أحب شيئا أراده وما أراده حتى تجردت الإرادة
حتى قذفت في قلبه جمرة الخشية فأحرقت كل ما هناك قال الله عز وجل إن الملوك إذا دخلوا قرية أفسدوها
وجعلوا أعزة أهلها أذلة فنومه غلبة وأكله فاقة وكلامه ضرورة فتصبح ألف فلا يحجبها إلى محبوبها ولذا انها فيصبح
عبدا لله ويأنس بالخلوة مع الله ويصبر عن معاصي الله ويرضى لقضاء الله ويختار أمر الله ويستحيي من نظر الله
ويبذل مجهوده في محاب الله ويتعرض إلى كل سبب يوصله إلى الله ويقنع بالخمول والاحتقار ولا يختار حمد عباد الله
ويتحبب إلى ربه عز وجل بكثرة النوافل مخلصا لله عز وجل حتى يصل إلى الله سبحانه فيصل في زمرة أحباب الله
ومراديه فحينئذ يسمى مراد الله فيحط عنه أثقال سالكي طريق الله سبحانه ويغتسل بماء رحمة الله ورأفته ولطفه فيبني له
بيت في جوار الله فيخلع عليه أنواع الخلع وهي المعرفة بالله والأنس به والسكون والطمأنينة إلى الله فينطلق
بحكمة الله وأسرار الله بعد الإذن الصريح بل الخبر عن الله عز وجل ويلقب بألقاب يتميز بين أحباب الله
فيدخل في خواص الله ويسمى بأسماء لا يعلمها إلا الله ويطلع على أسرار خفية فلا يبوح بها عند غير الله
فيسمع من الله ويبصر بالله وينطق ويبطش بقوة الله ويسعى في طاعة الله ويسكن إلى الله وينام مع طاعة الله
وذكر الله في كلام الله وحزب الله فيكون من أمناء الله وشهداء الله وأوتاد أرضه ويحيي عباده وبلاده وأحبابه
وأخلائه قال النبي صلى الله عليه وسلم حاكيا عن الله عز وجل لا يزال عبدي المؤمن يتقرب إلي بالنوافل
حتى أحبه فإذا أحببته كنت سمعه وبصره ولسانه ويده ورجله وفؤاده فبي يسمع وبي يبصر وبي ينطق وبي
يعقل وبي يبطش فهذا عبد حل عقله العقل الأكبر وسكنت حركاته الشهوانية بقبضة الحق عز وجل فصار
قلبه خزانة أسرار الله عز وجل فهذا مراد الله عز وجل وإن أردت أن تعرفه يا عبد الله المريد المبتدي المراد
المنتهي المريد الذي تعب بعين التعب والتي في مقاساة المشاق والمراد الذي كفي الأمر من غير مشقة
المريد متعب والمراد مرفوق به من ربه فالأغلب في حق القاصدين المبتدئين في سنة الله وأمانته
وحكمه من توفيق الله عز وجل المجاهدات ثم يعصالهم اليه وحط الأثقال عنهم والتخفيف عنهم في كثير من النوافل
وترك الشهوات والاقتصار على القيام بالفرائض والسنن في جميع العبادات وحفظ القلوب ومحافظة
الحدود والمقام والانقطاع عما سوى الحق عز وجل بالقلوب فتكون ظواهرهم مع خلق الله وبواطنهم

مع الله عز وجل وألسنتهم لصالح الله وقلوبهم لعلم الله وألسنتهم لنصح عباد الله وأسرارهم لحفظ ود الله فعليهم سلام الله وتحياته وبركاته ورحمته ما دامت أرضه وسماؤه وقام العباد بطاعته وحفظ حقه وحدوده فالمريد تولاه سياسة العلم والمراد تولاه رعاية الحق لأن المريد يسير والمراد يطير فمتى يلحق السائر الطائر وينكشف لك ذلك بموسى عليه السلام ونبينا محمد صلوات الله عليهما كان موسى مريدا ونبينا مرادا فانتهى سير موسى عليه السلام إلى جبل طور سيناء وطار نبينا محمد صلى الله عليه وسلم إلى العرش واللوح المسطور فالمريد طالب والمراد مطلوب وعبادة المريد مجاهدة وعبادة المراد موهبة المريد موجود والمراد فان المريد يعمل للعوض والمراد لا يرى العمل بل يرى التوفيق والمنة من الله المريد بعيد في سلوك السبيل والمراد قائم على جميع كل السبل المريد ينظر بنور الله والمراد ينظر بالله عز وجل المريد قائم بأمر الله والمراد قائم بفعل الله المريد يخالف هواه والمراد بريء من إرادته ومناه المريد يتقرب والمراد يتقرب به المريد يحمى والمراد يدلل وينعم ويغذى ويربى المريد يحفظ والمراد يحفظ به المريد في الترقي والمراد قد وصل وبلغ إلى الرب الذي هو المرقى ونال عنده كل طريف انتهى لما كان معنى المريد والمراد هذا فلا اشتباه ماذا فإن المرادية تقتضي عدم الوساطة قال العلامة الدمشقي في منتجة العلوم قال سبحانه الرحمن علم القرآن خلق الإنسان علمه البيان وقال تعالى اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الإنسان من علق اقرأ وربك الأكرم الذي علم بالقلم علم الإنسان ما لم يعلم وهذا في مطلق الإنسان وقال تعالى في حق النبي صلى الله عليه وسلم وعلمك ما لم تكن تعلم فاشترك تعالى بينه وبين غيره في التعليم فالتعليم كله من الله تعالى وحده والأخذ كله عن الله تعالى وحده عند من يعرف ومن لا يعرف والعبد الشاكر هو الذي يرى التعليم منه تعالى وحده وكان قد تعمه بلا من ذلك قال أبو يزيد البسطامي قدس الله سره أخذتم علمكم ميتا عن ميت وأخذنا علمنا عن الحي الذي لا يموت انتهى قال ان طريق سبحاني فان طريق التنزيه منه وخلت على الذات الأقدس لم التفت باسم وصفه لكن قول سبحاني معنى ليس كقوله من أبي يزيد البسطامي فإنه لا مساس لقوله بقولنا فإن قوله خرج من دائرة الأنفس وقولنا وراء الآفاق والأنفس وقوله تشبيه كسي لباس التنزيه وقولنا تنزيه لم يمسه غبار التشبيه وقوله صدر عن سكر وقولنا صدر من عين الصحو فانظر إلى هذا الضال المضل كيف تفوق على أكابر الأمة بدعواه وكيف خرج عن اتباع محمد صلى الله عليه وسلم بصريح قوله وفحواه وكيف سجل على نفسه اتباع الشيطان وهواه أقول ان المخاطب خلط الحابل والنابل فهو أجير من البقة في حمقه ۵ ثلث يمينك ان قلت لمسلم وجبت عليك عقوبة المتعمد اعلم ان قول الشيخ رح ان طريق سبحاني اي منسوب الى السبحان اي تنزيه الله تعالى والياء فيه للنسبة لا ياء المتكلم فإنه قد صرح بنسبة التقابل والتباين بين لفظ سبحاني الذي صدر من أبي يزيد البسطامي رح وبين لفظ سبحاني الذي في مكتوبه ففي الأول ياء النسبة وفي الثاني ياء المتكلم وهذا من قبيل تجنيس التلفيف ويظهر من أدنى تأمل ان عبارته تدل على ياء النسبة مرجحا فإنه قال

سلسلتي سلسلة الرحمانية وانا عبد الرحمن مربي ارحم الراحمين وطريقي الطريق السبحاني وذهبت من سبيل التنزيه
وما اردت من الاسم والصفة الا الذات الاقدس تعالى بهذا سبحاني ليس سبحاني الذي قال ابو يزيد البسطامي
لانه لا اساس له بهذا السبحاني لانه خرج من دائرة الانفس وهذا ما وراء الانفس والافاق وسبحاني ابي يزيد تشبيه
لبس لباس التنزيه وهذا سبحاني تنزيه محض ما وصله غبار التشبيه وذلك سبحاني تفوه من منبع السكر وهذا سبحاني
منبع من عين الصحو **قال** في المكتوب الموفي مائة من المجلد الثالث وان كان محمد صلى الله عليه وآله وسلم
ليس له شريك في دولته الخاصة ولكن ينبغي ان تعلم انه بعد تخليقه وتكميله القيت من طينته البقية جعلت خميرة
طينتي فجعلوني بتبعيته ووراثته شريك دولته الخاصة وهذا ايضا دعوى النبوة وان نبوته في مرتبة نبوته صلى الله
عليه وسلم ودولته في قوة دولته وهذا افحش في افساد الدين واصرح في الالحاد وزندقته **اقول** كلمة مبنية
على سوء الفهم فلا تخلو عن الخلل فمثله كمثل النعامة لا طير ولا جمل اما تعرف انه ما وقع جعلوني بيا المتكلم في مكتوبه
وهي محرفة بل في مكتوبه هذه العبارة وان لم يكن احد شريكه في هذه الدولة الخاصة المحمدية لكن هذا القدر يدرك
ان من دولته الخاصة له صلى الله عليه وسلم بعد تخليقه وتكميله بقيت البقية لان من لوازم اهل الكرم ان يبقى
البقية في سفرتهم بعد اكلهم وهو نصيب الخدم وتلك البقية جعلت لاحد اصحاب الدولة من امته صلى الله عليه
وآله وسلم وجعلها خميرة طينته فجعل شريك دولته الخاصة عليه وعلى آله وصحبه الصلوة والتسليمات انتهى
والمراد بالطينة اما الدولة الخاصة اعني مرتبة الفناء الاتم وهو مختص بالنبي صلى الله عليه وآله وسلم عند الصوفية
ويكون لبعض امته بتبعيته ووراثته فيكون متخلقا باخلاقه فلما تم بهذه المرتبة يعطي له الوجه والمعية ويكون
مع النبي صلى الله عليه وسلم في الجنة بموجب قوله تعالى ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين
انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا ذلك الفضل من الله
الاية وحديث المرء مع من احب او الاخلاق الحميدة الاصلية المحققة للنبي صلى الله عليه وسلم او المعنى الاصلي فالم
جدد رحمه الله باعتبار جده لان سيدنا عمر رضي الله عنه كان جده من بقية طينة النبي عليه الصلوة والسلام
والشيخ من اولاده ولا يستلزم المساوات اخرج البخاري في تاريخه وغيره اكرموا عمتكم النخلة فانها خلقت من
طينة آدم م فكما ان خلقة النخلة التي لا تساوي بني آدم في الفضل والكرامة من طينة سيدنا آدم لا يلزم
النقص في سيدنا آدم م فكذا في النبي م وكيف لا تشرف فرد من بني آدم بهذه الفضيلة وهو اشرف
من النخلة قال الشيخ محي الدين بن عربي في الباب الثامن من الفتوحات المكية ان الله تعالى لما خلق
آدم عليه السلام الذي هو اول جسم انساني تكون وجعله اصلا لجميع الاجسام الانسانية فضلت من خميرة
طينته فضلة خلق منها النخلة فهي اخت لآدم عليه السلام وهي عمة لنا وقد سماها الشرع لنا عمة وشبهها

بالمؤمن ولها اسرار عجيبة دون سائر النبات وفضل من الطينة بعد خلق النخلة قدر السمسمة في الخفاء فمد الله
من تلك الفضلة ارضا واسعة الفضاء بل اذا جعل العرش وما حواه والكرسي والسموات والارضون وما تحت الثرى
والجنات كلها والنار في هذه الارض كان الجميع فيها كحلقة ملقاة في فلاة من الارض وفيها من العجائب
والغرائب ما لا يقدر قدره ويبهر العقول امره وفي كل نفس يخلق الله فيها عوالم يسبحون الليل والنهار لا يفترون
وفي هذه الارض ظهرت عظمة الله وعظمت عند الشاهد لها قدرته وكثير من المحالات العقلية التي قام الدليل الصحيح
العقلي على احالتها موجودة في هذه الارض وهي مسرح عيون العارفين العلماء بالله وفيها يجولون وخلق الله
من جملة عوالمها عالما على صورنا اذا ابصره العارف يشاهد نفسه فيهم وقد اشار الى مثل ذلك ابن عباس
فيما روي في هذه حديث الكعبة بيت واحد من اربعة عشر بيتا وان في كل ارض من السبع الارضين خلقا مثلنا
حتى ان فيهم ابن عباس مثلي وصدقت هذه الرواية عند اهل الكشف قال العلامة الدمشقي في نخبة العلوم وقوله
هذه الدولة المحمدية الخاصة به صلى الله عليه وسلم وان لم يكن له احد يشاركه فيها الا انه لعبد تخليق بعده اي تصويره
بالصورة الانسانية في احسن تقويم وتكميله بالاخلاق الفاضلة الكريمة بقيت بقية من طينته وهي جبلته صلى الله
عليه وسلم وفاطمة الزهراء فاعطيت تلك البقية لواحد من امته وذلك الواحد هو ولد فاطمة الحسن بن علي رضي الله
عنهما انتقلت اليه تلك البضعة وهي البقية الطينية المحمدية فكان الامام الحسن رضي الله عنه اشبه الناس برسول الله
صلى الله عليه وسلم كما ورد في الاحاديث وجعلوا اي تلك البقية خميرة طينته لا لطينته وذلك الواحد من اشد دخيره
في جعلوا الملائكة الموكلين بالارحام فالطينة من علي رضي الله عنه وهي نطفته وخميرتها من فاطمة الزهراء رضي الله
عنها وهي نطفتها فعملت الخميرة من البقية لنطف من اولاده واولاد اولاده واخيه الحسين رضي الله عنه الى يوم القيمة ونشرت
تلك الخميرة في اولاد الصلب اولاد اولاد عبد الحسن السيدين في عقد جمعية المشائخ النقشبندية وغيرهم من اصحاب العهود
في صدق الوفاء وتمكين الحب والصفاء والمس المذكور من قوله تعالى من قبل ان تمسوهن وقوله مخلقة وغير مخلقة
وذلك في المريدين الآخذين عن المشائخ وجعلوه اي ذلك الواحد شريك دولة الخاصة به صلى الله عليه وسلم
وسبب ذلك ظهوره رتبة فردانية من تجلي الاسم الفرد في مظاهر وراثة مقام النبي هو مقام الفردية فيظهر من الفرد
في كل زمان ما كان منه صلى الله عليه وسلم من حيث باطن ولاية الخاصة لا من حيث رتبة نبوته ورسالته فان
تلك الرتبة ختمت بموته صلى الله عليه وسلم وذلك قوله عليه السلام العلماء ورثة الانبياء يحبهم اهل السماء وتستغفر
لهم الحيتان في البحر اذا ماتوا الى يوم القيمة وقوله عليه السلام العلماء مصابيح الارض وخلفاء الانبياء وورثتي
وورثة الانبياء وقوله عليه السلام العلم ميراثي وميراث الانبياء قبلي الاحاديث الثلاث اخرجها السيوطي في
جامعه الصغير فالعلماء بنسبهم ورثة النبي صلى الله عليه وسلم وورثة بقية الانبياء عليهم السلام في مقام فردية

صلى الله عليه وآله وسلم وهي العلم الباطن فالمشاركة انما تضر لو كانت في زمان واحد واما اذا كانت بطريق تجديد
الدولة في صورة اختارها الله تعالى لذلك المقام فخلقها من ذلك النور لذلك النور فلا ضرر ولا ضرار انما يتذكر اولوا الالباب
فظهر ان الشيخ احمد السرهندي العارف الكامل قدس الله سره اخاد الكلام ليخبر عن نفسه بحصول ذلك المقام فقال
وان كان محمد صلى الله عليه وسلم ليس له شريك في الدولة الخاصة به لكن ينبغي ان يعلم انه بعد تخليقه وتمثيله
صلى الله عليه وآله وسلم بقيت من طينته بقية جعلت خميرة طينتي اي وصلت تلك البقية التي ذكرنا الى طينة اي
نطفة من ابيه او امه قبل الولادة اذ كان له نسب في قريش او بعد الولادة بمصافحة ذي النسب او بصدق العهد
من المشايخ وهو ايضا مخلوقة وغير مخلوقة كما ذكرناه فان المصافحة تلقيح في اهل الاستعداد فتسري الخميرة
في عجين الطينة فتحيل العجين كله خميرا انتهى قال في المكتوب الثالث والسبعين ومائة من المجلد الاول
ان كلما يصح ان يسمى باسم نفي ذلك بكلمة لا ضرورية فالمطلوب المثبت ما وراء ذلك ويلزم منه ان كل ما
هو مشهود هو محمد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مستحقا للنفي فان محمدا مع علو شانه كان بشرا لكن بشر متسم بسمة
الحدوث والامكان ماذا عسى ان يدرك البشر من خالق البشر والممكن من الواجب والحادث من القديم
جلت عظمته وكيف يحيط به ولا يحيطون به علما نص قاطع انتهى فانظر الى عبارته لم يجوز للنبي صلى الله عليه وسلم
ان يكون مشهوده الا ما ينفى من الممكنات اقول ان هذا القول في الاصل يوافق قول سيدنا ومولانا
الشيخ بهاء الدين رضي الله عنه والفاظه الفارسية هرچه ديده شد ودانسته شد وشنيده شد همه غير حق است بكلمه لا نفي بايد كرد
انتهى وفي المكتوب في بيان كلمة لا اله الا الله ان كل ما يجيء في العلم والبصر نفيه بكلمة لا ضروري حتى ان المقصود
المثبت ما وراء البصر والعلم فيلزم منه ان مشهود محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ايضا لائق للنفي والمطلوب المثبت
وراء ذلك متحقق يا اخي محمد صلى الله عليه وآله وسلم مع ذلك الشان العلي بشر وبعلاقة الحدوث والامكان
متسم والبشر من خالق البشر اي شيء يدرك والممكن من الواجب ما يدرك والحادث لا يحيط الله بكنهه فانه لا يحيطون
به علما نص قاطع في حق جميع الخلائق نبيا كان او غيره انتهى فالمعنى ان كل ما يصح ان يرى في بصيرة احد
من البشر او يسمع او يعلم من المكاشفات والمشاهدات نفي ذلك بكلمة لا ضروري فالمطلوب المثبت وهو ذاته
تعالى وراء الوراء الذي خطر في بال البشر ولا يعرف احد كنه ذاته تعالى الا هو لان ذات الله تعالى وكمالاته غير
متناهية والسير في الله لا نهاية له ولهذا قيل سبحانك ما عرفناك حق معرفتك والمعنى الثاني ان كل ما يرى في
بصيرة السالك او يعلم من الحوادث الكونية نفي الوجود الاصلي والحقيقي منه بكلمة لا اله ضروري ويثبت ذلك
الوجود الاصلي الحقيقي لما وراء ذلك الكون وهو الله تعالى بالا الله وكذا وقع في فصل الخطاب للخواجه محمد پارسا
بعد الكلام من اوله في بيان ذكر لا اله الا الله انه مركب من النفي والاثبات فالذاكر في طرف النفي ينفي وجود

جميع المحدثات الاصلية وفي طرف الاثبات مثبت وجود القديم جل وعلا انتهى بل هذا الامر منصوص عليه في الاخبار
الالهية والنبوية قال الله تعالى فاعلم انه لا اله الا الله اي لا موجود بحق الا الله قال الله تعالى كل شي هالك الا وجهه
اي الا ذاته قال الله تعالى اينما تولوا فثم وجه الله تعالى اي ذاته لتفسيره قوله صلى الله عليه وآله وسلم
اصدق كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد الا كل شي ما خلا الله باطل والباطل خلاف الحق وقوله عليه السلام
كان الله ولا شي معه وهو الآن على ما عليه كان فالباطل معناه ولا شي مع الحق اذ الاشياء كلها بالحق تعالى
لا مع الحق تعالى فان الشي من المشية فلولا المشية الالهية لما كان شي اصلا واصل الشي المشيو فهو شي بيا من
فعيل بمعنى مفعول كقتيل بمعنى مقتول وجريح بمعنى مجروح فالاشياء كلها منفية في الشهود المحمدي بدليل
كان الله ولا شي معه وهذا الامر لا يعرفه الا اهله من اصحاب الادراك الخاص كما افاد العارف الدمشقي في نتيجة
العلوم فما ثبت بالآيات والاحاديث فانكاره جسارة على جسارة فان هذا صعق من عين الصعق قال
في المكتوب التاسع والاربعين من المجلد الثالث لا يخفى انه لما حصلت لي النسبة الحضورية بذات الواجب
جل سلطانه لزم ان ينكشف لي كنه ذاته جل سلطانه وان اعلم بكنه ذاته كما هو وهذا وان كان مخالفا لما هو مقرر
عند العلماء لكنه علم حضوري متعلق بذات الواجب تعالى فهو كالرؤية بالنسبة الى ذاته تعالى فالانكشاف
موجود والدرك مفقود انتهى فانظر الى جسارته اجاز لنفسه انكشاف حقيقة كنه الذات وهذا هو اثبات للفوقية
على النبي عليه افضل الصلوة واكمل التحيات المباركات الطيبات بل واد على ذلك قوله فيه اقول هذا
افتراء بلا امتراء امر في الاستقامة وانت متوجه بنظر ذلك المكتوب وقل اين هذه العبارة فيه سطرا فاياك
اياك الكذوب فانها بابه الى الشر دعاؤه وللشر جالبه بل مسلك المجدد ان معرفة ذاته وصفاته بالكنه والوجه
ممتنع افاد المجدد رحمه الله في المعارف اللدنية ما تعريبه ان معرفة الله تعالى واجب باتفاق الصوفية واكثر
المتكلمين شكر الله تعالى سعيهم لكنهم مختلفون فيما بينهم في الطريق الموصل الى المعرفة فالصوفية قائلون ان المعرفة
بالرياضة وتصفية الباطن والمتكلمون من الاشاعرة والمعتزلة يقولون انها بالنظر والاستدلال بل النزاع
بينهم نزاع لفظي مبني على تفسير لفظ المعرفة فالصوفية يقولون ان المعرفة هو علم بسيط وجداني ومغاير
للصورة الحاصلة بعقيدة الايمانية والمتكلمون قائلون بانها صورة تصديقية ايمانية ولا شك ان طريق تحصيل المعرفة
بالمعنى الاول هي الرياضة وتصفية الباطن وبالمعنى الثاني هو النظر والاستدلال وانما يقولون ان الاول
يجب على المكلف معرفة الله تعالى المراد بها المعرفة بالمعنى الثاني لا الاول لان حصول المعرفة في المعنى
الاول يكون في حق اليقين وهو نهاية مراتب كمال اهل التسيير والفرق بين المعرفتين متعذر آخر ان المعرفة
عند الصوفية عبارة عن علم حضوري بالحق تعالى يكون بعد الفناء والبقاء يعبر عنه بشناختن ويافتن

عند المتكلمين عبارة عن علم حصولي سبحانه تعالى الذي هو نتيجة النظر والاستدلال بيانه ان العلم الحصولي
هو حصول الصورة او الصورة الحاصلة في المدرك فهو يحصل من الخارج والعلم الحضوري ما يتعلق بذات العالم فيكون
بلا فرق فالعارف بعد فناء الذات والصفات يبقى ببقاء الله تعالى فعلمه علم حضوري ولا يكون هذا من
قبيل الحلول والاتحاد نعوذ بالله منهما فطور الولاية وراء طور العقل وطريقها الكشف الصحيح ليس هنا مدخل
النظر والاستدلال وما قال الحكماء والغزالي من ان معرفة ذات الله تعالى ممنوع فالمراد بها الصورة
التصديقية الايمانية كما يشهد به الادلة حيث قالوا ان معرفة ذات الله تعالى اما بالبداهة او بالنظر
وكل منهما باطل على ما هو مذكور في الكلامية وايضا منعوا معرفة كنه الله تعالى لا المعرفة بوجه لان المعرفة
بوجه حاصل لكل احد فانهم يعرفون الذات بالوصف الخالقية والقيام الرازقية وفرق بين معرفة الشيء بالوجه
والوجه فيما نحن فيه يكون الثاني لا الاول فان قلت هذا مسلم في الخلق والرزق لان وصف الخلق معلوم
لنا والذات متصفة بوصف الخلق لكن لا نسلم في الحقيقة لان المراد منها ذات له الخلق فيعرف الذات بهذا الوصف
قلت ان المراد من الذات اما مفهومه او مصداقه فان كان الاول فالمعلوم الوجه وان كان الثاني فهو مستلزم
لعلم كنه الذات لان كنه الشيء عبارة عن نفسه والذات ليس بمتجز لانه بسيط حقيقي فبفرض تعلق العلم يكون
العلم بالكنه وفي علم المخلوقات العلم بالوجه لا يستلزم العلم بالكنه لان الحقيقة متجزئة فكلما كانت الحقيقة متجزئة فالعلم
بالوجه لا يستلزم العلم بالكنه واذا كانت بسيطة حقيقة لا تقتضي التجزي يكون علمه بالكنه كما في الواجب تعالى
فمعرفة كنهه تكون محالا فمعرفته تعالى بالمعنى المذكور مطلقا ممتنع بالكنه كان او بالوجه بل صفاته تعالى ايضا كذا
فانها غير معلومة بوجه مثلا علمه تعالى ليس كمثل علم المخلوقات لانه ليس له في انكشاف المعلوم مدخل والله تعالى
يعطي الانكشاف عقيبه جريا للعادة ولو سلم ان له تاثيرا في الانكشاف ولو في الجملة كما عند بعض المتكلمين
فنقول ان التاثير خلق فيه وليس هو بموثر حقيقة بل لا دخل للموثرية فيه فليس بين علم الخالق والمخلوق
مناسبة فالاشتراك في الاطلاق الاسمي وكذا حال القدرة والارادة بينهما فان قدرته وارادته تعالى
سبب صدور الافعال ومنشأ وجود المخلوقات بخلاف قدرة العبد وارادته فانهما ليس كذلك فان الله سبحانه
وتعالى يخلق الاشياء بطور جري العادة عقيبهما وليس لقدرة العبد في الايجاد مدخل ما وهكذا سائر الصفات
فكل معلوم لا يناسب العالم بالبلية فانه لا يدرك الشيء بما يضاده ويغايره فلا يدرك صفاته تعالى كما لا يدرك
ذاته تعالى وتقدس بهذا الكمال قوي دعواه لما كان الذات والصفات ممتنعا المعلومية فمعرفتهما تكون
محالا فما معنى وجوب المعرفة قلنا معرفة الذات هنا مثلا انه ليس بجسم ولا جوهر ولا عرض ومعرفة الصفات
انه ليس بجاهل او عاجز او اصم او ابكم غاية ما في الباب يعرف بهذا ذاته وصفاته قال بعض المتكلمين المعرفة

عبارة عن التمييز بين المحدث والقديم ومن هنا قال ابو حنيفة رضي الله عنه سبحانك ما عبدناك حق عبادتك ولكن عرفناك حق معرفتك فسبحان من لم يجعل للخلق اليه سبيلا الا بالعجز عن معرفته والمعرفة الخاصة باهل التمكين حسب استعداد الطالب قال العارف بهاء الدين النقشبند قدس سره ان اهل الله بعد الفناء والبقاء ما ينظرون في ذاته وما يعرفون في ذاته حيرتهم في ذواتهم وفي انفسهم افلا يبصرون وهذه المعرفة نفس الحيرة قال ذو النون المصري مرجح المعرفة في ذات الله حيرة وقال بعض العرفاء اعرفهم بالله اشدهم تحيرا فيه قال المجدد مرجح والكان اكثر المشائخ صرحوا بكذا في معرفة الذات اما عندنا معرفة الصفات ايضا عبارة عن الحيرة انتهى قال قال في كنز الهداية التاسعة عشر مخاطبا لولديه لم يزل داعي الوصال ينادي في سري احب السلطان فانه يدعوك فطار طير همتي الى باب القدس فوصلت الى سرادق عال فقيل لي السلطان ليس في البيت فعلمت ان ذلك مقام حقيقة الكعبة الربانية فاسرعت الى ما وراء ذلك وعرجت الى مقامات الصفات الحقيقية الموجودة بوجود زائد وهذا وراء الصور العلمية للصفات في مرتبة التعين العلمي ووراء ذلك صور الصفات التي في مرتبة التعين الوجودي والتعين الحسي فعرجت عنه ايضا الى اصول تلك الصفات وهي الشيون الذاتية والاعتبارات المحضة في ذاته تعالى ثم الى الذات البحت المجرد عن النسب والاعتبارات فانتما ايها الاخوان يعني ولديه كنتما معي في كل مقام من تلك المقامات فانظر الى هذه الخرافات والدعاوي الباطلة والاكاذيب المحضة تتعجب منه اقول عند الجدال يظهر فضل الرجال اما تعرف ان كنز الهداية ليس من مصنفات المجدد مرجح وعلى تقدير التسليم لا يلزم من هذا القول على قائله شيء اذ كثيرا ما يظهر للسالك في السير الى الله المشاهدات والمكاشفات وهي وراء طور العقل فيعجز الناس من فهمها وهو يذكرها لمريديه ومحبيه بموجب اما بنعمة ربك فحدث او غلبة السكر وكثير من الاولياء ذكروها فلا محذور فيه كما قال الغوث الصمداني الشيخ عبد القادر جيلاني في بعض قصائده

وامري بامر الله ان قلت كن يكن	وكل بامر الله حكمي بقدرتي	لقد بت بواد القدس جالسا	على طور سينا قد سموت بخلوتي
وطافت بي الاكوان من كل جانب	فصرت لها الا بحق نسبتي	ولي علم في ذروة المجد قائم	رفيع العماد نادى لكل
فلا علم الا من بحار وردتها	ولا قول الا من صحيح روايتي	على الدرة البيضاء كان اجتماعنا	وفي قاب قوسين اجتماع الاحبة
وعاينت اسرافيل واللوح والرضا	وشاهدت انوار الجلال بنظرتي	وشاهدت ما فوق السموات كلها	كذا العرش والكرسي في طي قبضتي
وكل بلاد الله ملكي حقيقة	واقطابها من تحت حكمي وطاعتي	فلاحت لي الانوار من كل جانب	ودانت لي الاقوام من كل وجهة
وشاهدت معنى الوجه كشفا محققا	لصم جبال الراسيات اندكت	وطلع شمس الافق ثم مغيبها	وقطع ارض الشرق حال خلوتي
واقطاب اقطاب الوجود حقيقة	على سائر الاقطاب قولي وحرمتي		

قال في المكتوب الخامس والتسعين من المجلد ولايتي وان كانت مرآة للولاية المحمدية والموسوية ومتطفلة على ولايتهما لكنها جامعة لهما مركبة من نسبة المحبوبية

المحبة فان محمدا رئيس المحبوبين وموسى راس المحبين لكن في ولايتي امر آخر ومعاملة على حدتها بذلك الامر مربوطة
حيث ان اصلها من الولاية المحمدية الناشئة بالاصالة عن المحبوبية الصرفة وانضمت اليها ولاية موسى الناشئة
عن المحبة الصرفة وانصبغت بلونها ايضا صارت وجودا آخر وحقيقة اخرى واثمرت ثمرة اخرى وانتجت نتيجة اخرى
فيقال لهذا الضال المضل المغرور المكور ما معنى كون ولاية محمد من المحبوبية الصرفة وولاية موسى من المحبة الصرفة ان
كان المراد ان محمدا صلى الله عليه وسلم ما كان يحب الله وموسى ما كان الله يحبه والعياذ بالله فقد ضللت ضلالا
مبينا وهلكت هلاك الابد بل محمد صلى الله عليه وسلم كما انه رئيس المحبوبين فهو راس المحبين وموسى كما انه
راس المحبين بل من المحبوبين ايضا بل لا تكون محبة العبد ربه الا مسبوقة بمحبة الله عبده قال الله تعالى يحبهم ويحبونه
وقال الله تعالى رضي الله عنهم ورضوا عنه ثم ان في كون ولايته حقيقة اخرى وثمرة ثمرة اخرى اعترافا
بانه ليس على شريعة احد المرسلين ان شرع كل نبي لا ثمر الا ولاية ذلك النبي وشرع محمد صلى الله عليه وسلم
لما كان جامعا لجميع الشرائع حيث امر صلى الله عليه وآله وسلم بالاقتداء بارباب تلك الشرائع كلهم ثمر ولايته
جميع تلك الانبياء فلا يخرج ولاية عن ولايته صلى الله عليه وسلم فاذا وجدت ولاية غير ولايته صلى الله عليه وسلم
واثمرت ثمرة غير ثمرتها كانت تلك الولاية ولاية ابليس نعوذ بالله من مكر الله **اقول** هذا كذب ظريف وبهتان
سخيف لو تاملت في عبارة المكتوب فلم تكن تجترئ على هذا المكذوب ولكن التعصب الفاحش وحب الباطل
الفاحش غطى على سريرتك وغشى ضعيف بصيرتك الا ترى انه ليس في قوله لفظ اجمع اسم التفضيل
ليلزم منه ان ولايته اجمع من دائرة ولاية محمد وموسى عليهما الصلوة والسلام بل فيه ان ولايتي مربوطة
ولاية محمد صلعم وولاية موسى عليه السلام وبطفيلهما ولايتي مركبة من نسبتي المحبي والمحبوبي ورئيس المحبوبين سيدنا
ومولانا محمد صلعم وراس المحبين سيدنا موسى عليه السلام والا بوسيلة متابعة خاتم الرسل عليه الصلوة والسلام
مع ولايتي امر آخر ومعاملة علاحدة بها مربوطة وان كان اصل هذه الولاية ولاية نبينا صلعم وهو الولاية المحمدية و
منشاءها بالاصالة نسبة محبوبية صرفة لكن نشاء ولاية موسى ناش من المحبة الصرفة وهي متضمنة مع هذه
الولاية ومنصبغة بلونها ايضا وصارت وجودا آخر بل حقيقة اخرى وثمرة اخرى يعني الولاية مناسبة بها
وخرج بوجه بها ونشأت منها وهي اصلها وهي فرعها ولا محذور فيه قال العلامة الدمشقي رح في نخبة العلوم
قوله ولايتي وان كانت مرباة للولاية المحمدية اي ربتها الولاية المحمدية ونقلتني في اطوارها من السير من نفسي
الى حضرة ربي ومن حضرة ربي الى حضرة ربي ثانيا ومن حضرة ربي الى نفسي بما يليق التحقيق في العرفان
وهو معنى التشبيه في الظاهر والباطن على وجه الكمال والموسوية اي مرباة ايضا للولاية الموسوية بالاسم
الباطني في اشربها المخصوص على مقتضى طلب موسى عليه السلام في العرفان الالهي وتلطفاته يعني لا اري

تلك على ولايتهما اي تابعة لولايتهما بطريق التطفل في المقام لان ولاية النبي اصل وولاية التابع فرع
لان حصولها بسبب الارث فالورثة لما استعدوا بالمتابعة للمورثين في الاعمال والاحوال كان لهم مناسبة
بهم وقرب معنوي فورثوهم عند موتهم والانبياء عليهم السلام لا يورثون الا العلم لا غير وهي الولاية لكنها اي
ولايتي جامعة لهما اي هي من المشربين المشرب المحمدي والمشرب الموسوي فلولايتي مقام الرؤية المحمدية
البصرية في التجلي بالصور بعد فناء الصور على حد ما يعرفه اهل المعرفة من الادراك الخاص باهل هذه الطريقة كما
قدمناه ولها ايضا مقام المناجاة والمكالمة الموسوية السمعية بعد فناء الحرف والصوت على حد معرفة اهل الادراك
الخاص المذكور ولا اظن انك تقدر ان تفهم شيئا من ذلك بعقلك فضلا عن التحقق به وعن ذوقه ووجدانه الا
بمعونة الله تعالى لك والله على كل شيء قدير فصارت اي ولايتي المذكورة وجودا آخر وان كان الوجود واحدا
لا تعدد اصلا لكن خصوص الرتبة المثنوية التي تظهر عنه تقتضي مغايرته كما اقتضت تعدده حقيقة اخرى اعني باعتبار
تلك الرتبة المذكورة واثمرت ثمرة اخرى اختلافا يناسب المكان والزمان كما قال تعالى لكل جعلنا منكم شرعة
ومنهاجا وان كان الشرع والمنهاج واحدا لكن اختلاف الاشخاص بحسب الاحوال والازمان تقتضي اختلاف
الاحكام وانتجت نتيجة اخرى كما ان ثمرة الشجرة تكون حلوة او حامضة والشجرة نفسها الحاملة لتلك الثمرة تكون
مرة وقد تخالفها في طعمها ومزاجها وهي منها متفرعة عنها وللشجرة الفضل التام على الثمرة ولا يصل الامداد
للثمرة الا من الشجرة قال تعالى وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون وهم اصحاب الادراك
الخاص الذي قدمناه وفيها اي في ولايتي المذكورة امر آخر ومعلوم ان ذلك الامر الآخر انما استفيد من
الاصل فان الفرع لا يأتيه الامداد الا من اصله ومعاملتي يعني التي بيني وبين الله تعالى وبيني وبين
غيري على حدتها اي منفردة الآن عن المتابعة وذلك لظهور النور المحمدي لنفسه في صورتي المخلوقة
منه له فذلك الامر المذكور مستقل لانه امر جديد لم يظهر بعد في الاكوان لعدم تكرر التجلي وهو خصوص الفتو
الشري مربوطة اي دائرة معاملتي كلها على حكم ذلك الامر الخاص بي الذي ظهر بظهوري لذلك النور المحمدي
الذي انا متحقق به في نفسي على حسب ذلك الادراك الخاص الذي قدمناه انتهى اذا عرفت هذا فاعلم ان
ولاية الاولياء ظلال ولايات الانبياء عليهم الصلوة والسلام فلفظ السرهندي في هذا المقام ينادي باعلى ندا
على اثبات هذا الظلم والفرية لا يكون غيرها يرى به الا ترى انك لو اخذت جرعة من ماء وماء من بحرين في
كوز فتركب ذلك الماء المحصل كيفيته بالامتزاج لكنه يكون فرع ماء البحرين ولا يكون حقيقة ماء الكوز علحدة
وتخيل ان محمدا صلى الله عليه وسلم ما كان ان يحب الله وموسى ما كان الله يحبه فبناه على فهم المعترض الان الجمع
انما في المكتوب السادس والتسعين من المجلد الثالث ان الاسم محمد واحمد من اسماء النبي صلى الله عليه وسلم

والتسعين فالتعين الحبي الرتبة المحمدية وان كانت ناشئة من المقام المحبوبية لكن ليست فيها المحبوبية الصرفة بل ممتزجة من شائبة المحبية وولاية
المحمدية ناشئة عن المحبوبية الصرفة ليس فيها شائبة المحبية وهذا مقام النبي صلى الله عليه وسلم فكما انه لا يقال انه
لما كان موسى كليم الله لا يكون محمد صلى الله عليه وسلم غير كليم الله فكذا هنا لا يقال انه لما كان محمد رسول الله محبوبا
لله لا يكون موسى عليه السلام محبوب الله وهذا بين جدا وما قيل ان شريعة المجدد رح غير شرائع رسولنا وموسى
عليهما الصلوة والسلام خيال فاسد ومتاع كاسد فان المجدد رح ليس بصدد بيان الشريعة بل هو بذكر الاحوال
والمواجيد والمقامات واين هذا من ذلك فالسب والشتم كله يرجع الى فهمه الباطل **قال** واصرح من ذلك
ما قاله في المكتوب الثالث والتسعين بعد ما ذكر نحوا من ذلك ان مركز دائرة المحبوبية الصرفة يتصور بصورة
دائرة مركزها المحبوبية الصرفة ومحيطها المحبوبية الممتزجة بالمحبية وهي نصيب فرد من افراد الامة يعني نفسه **اقول**
ان في هذه العبارة والمحبوبية الممتزجة بالمحبية نصيب فرد من افراد امته بمعية له صلعم وتبعية لموسى ايضا انتهى
فلا قبح فيه وترك المعترض لفظ بمعية له صلى الله عليه وسلم فنقل المعترض مثل البرغوث وما غدر دمه **قال**
ويعلم ان محيط هذه الدائرة تقدم كثيرا على الدائرتين وهو اقرب الى من انتهد الاقرب ثم اورد سؤالا فقال ان
قلت يلزم كمال تيسر للجزء فهو ايضا تيسر للكل لان الكل عبارة عن ذلك الجزء مع بقية الاجزاء فما وجه سبق
الجزء الكل **الجواب** الكمال الذي يظهر في الجزء بطريق الاصالة فهو في الكل قيمة الجزء ووساطته لا بطريق
الاصالة ولا شك ان الاصالة سابقة على التبعية وللاصل قرب ليس في الفرع فعلى هذا اذا تقدم مركز الدائرة
في الكمالات المخصوصة به فهو واسع ممكن **والتحقيق في الجواب** ان كمال الجزء انما يسري في الكل اذا
كان ذلك الكمال ناشئا من ماهية الاصلية ولا يلزم سريانه في الكل مثلا اذا انقلب جزء من الفضة بعمل الاكسير
ذهبا فهنا لا يمكن ان يقال ان كمالات هذا الجزء المتقل ذهبا تسري في الكل لانه بعد الانقلاب خرج عن الجزئية
انتهى وهذا المعنى قوله المارق والذي صارت حقيقته اخرى فانظر الى هذا كيف انقلب على عقبه بانقلابه الى
حقيقة الذهب وخرج عن اتباع سيد العرب ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وبهذه فقد ذهب
بهذه الدعوى حيث جعل نفسه اصلا في الكمال والنبي تابعا له فيه وان الكمال تسري منه اليه ثم نفى السراية
والغم فجعل نفسه مستقلا وشبه نفسه بالذهب والنبي صلى الله عليه وسلم بالفضة فقد ادعى التقدم على موسى
ومحمد عليهما الصلوة والسلام ثم ترقى وادعى التفوق على جميع الانبياء **اقول** هذا التقرير مبني على عدم
فهم المعنى المراد من المكتوب الثالث والتسعين من المجلد الثالث فاعلم اولا ان العبارة المنقولة ليست
في المكتوب المذكور بل فيه ان بمركزية الثالث تقدم كثيرا وهي اقرب الى المبدء من كلا مركزيها وبمركزية الثالث الولاية المحمدية صلى الله عليه وآله وسلم
فالدائرة الاولى دائرة الحلم والثانية دائرة الخلة والثالثة دائرة المحبوبية وهي اقرب الى ذاته ولا محذور فيه

وثالثها ان محصل المكتوب ان التعين الاول الوجودي رب خليل الرحمن على نبينا وعليه الصلوة والسلام ومبدء تعينه وتعين خلته ومركز تعينه رب حضرة حبيب الله ومبدء تعينه وتعين محبته عليه الصلوة والسلام فاورد عليه ايرادات واجاب عنها منها انه كان التعين الاول رب الخليل فكيف التوفيق بينه وبين قوله عليه الصلوة والسلام اول ما خلق الله نوري فاجاب بان المركز اسبق اجزاء الدائرة والجزء مقدم على الكل فيكون مبدء تعين حبيب الله صلى الله عليه وسلم اسبق منها الكمال الحاصل للجزء يسري في الكل لان الكل عبارة من ذلك الجزء وجزء آخر فما وجه حصول السبق والقرب في الجزء لا الكل فاجاب عن هذا الايراد بجوابين الاول تسليم السريان والفرق بينهما بالاصالة والتبعية فان الكمال في الجزء بالاصالة وفي الكل بتبعيته والثاني بعدم تسليم السريان بان كمال الجزء في وقت يسري في الكل ان كان الكمال ناشئا من نفس ذلك الجزء وان كان الكمال في الجزء ناشئا بعد الانقلاب ماهية الجزء فلا يلزم ان يسري فيه لان الجزء بعد الانقلاب [illegible] لا يكون جزء الكل مثلا الفضة التي تصير طلاء بعمل الاكسير فلا يقال فيها ان كمالات ذهبية ذلك الجزء يسري في الفضة التي هي الكل لان ذلك الجزء على هذا التقدير ليس جزءه في الحقيقة انتهى فالاعتراض بان المجدد رح انقلب على عقب بالقلاب الى حقيقة الذهب وخرج عن اتباع سيد العرب وغيره على ما ذكر كله هذيان محض فان الكلام في مبدء تعين خليل الرحمن وحبيب الله صلوات الله عليهما اجمعين والتفوق مبدء تعين حبيب الله الذي هو المركز على مبدء تعين خليل الرحمن عليه الصلوة والسلام الذي هو الكل [illegible] بهذا فافهم ولا تكن من الغافلين ليس من العدل ستر فضل الخليل وادعاء التفوق على الانبياء عجيب [illegible] لا ينحبس في المكتوب ما يشير الى ذلك اصلا **قال** في المكتوب التاسع عشر من المجلد الثالث كانت الانبياء والمرسلون يفرون من البلاء وانا في عين البلاء في عافية فيقال له يا ايها المغرور اي نبي فر من البلاء واي نبي ارادت ان اردت انهم فروا من البلاء الدنيوي فهو مع كونه كذبا صريحا كفر اثيم وان اردت البلاء في الدين فالفرار بالدين عين الكمال **اقول** ان في المكتوب المذكور هكذا اجتنبوا عن البلاء ما استطعتم فان الفرار مما لا يطاق من سنن المرسلين عليهم الصلوة والسلام ونحن في عين البلاء مع العافية نلتذ سبحانه الحمد انتهى قيل يعني ان البلاء الذي لا يطاق الفرار منه سنة اما الصبر في البلاء المطلق فالصابر فيه المتضجر يثاب والصابر في البلاء الذي لا يقدر ان يفر منه يثاب ومن كان في مقام الرضاء البلاء عنده راحة ونعمة قال الله تعالى وليبلي المؤمنين منه بلاء حسنا فمثل هذه الاعتراضات لا يورد الا من له ادنى دراية وديانة **قال** ثم ترقى الى تنقيص القرآن فقد نقل الشيخ العارف ابنه المحدث الشيخ عبد الحق الدهلوي ان بعضهم كتب اليه انكم مع جلالة ما تدعونه من المراتب لم لا يظهر منكم كرامة قال الكرامة اجل مما اجتنبه من الحقائق والمعارف التي تعز

فعجز الناس عن بيانها بل كان معجزة الرسول صلعم الا كلاما فانظر الى هذا الجاهل المكود المغرور كيف سوى كلامه
بالقرآن العظيم وكيف اثبت المثل للقرآن المجيد وكيف رقى نفسه الى مرتبة خاصة بالتحدي وان كون كلامه معجزا
اقول ليس فيه التسوية ولا التنقيص بل فيه ثنائه وهم الواهم فانه كيف ينكر عظمة الكلام وكونه كرامة والقرآن من
اعظم معجزاته صلى الله عليه وسلم قال العارف العلامة النابلسي في نخبة العلوم قوله انكر كرامته اجل مما ابينه
من الحقائق والمعارف فان البيان لسبيل الكشف عن ذلك وانما التحقق به فان من لا كشف له ولا تحقق في
نفسه بربه لا بيان له عن شئ من الحقائق اصلا الا بطريق الحكاية عن الغير من قبيل نقل العبارة والتهمة حاصلة
من المحجوبين وانما للعارفين في ان ما ياتون به من العلوم والاسرار ان ذلك كله باطلة اما انه محفوظ لهم من
كلام غيرهم تنظير وتجده الكافرون على الانبياء بما فيهن من العلوم الالهية والشرائع النبوية حتى نسبوهم
الى الجنون والكذب وغير ذلك وقالوا اساطير الاولين اكتتبها فهي تملى عليه بكرة واصيلا الاية وقالوا معلم مجنون وقالوا
مجنون وازدجر وقالوا ساحر كذاب وقالوا غير ذلك والله يعلم المفسد من المصلح وقد علم ان الذي جاءت به الانبياء
عليهم السلام حق وصدق وهو من عند الله تعالى جاءهم الوحي من جبريل عليه السلام وغيره من الملائكة والذي جاءت
به الاولياء ايضا من العلوم التوحيدية والمعارف الالهية والحقائق العرفانية كله حق وصدق ايضا وهو من
عند الله تعالى بطريق الالهام والفيض على قلوبهم بطريق الالهام من ملائكة الالهام وبعضهم يعطي العبارة عن ذلك
ويقدره الله تعالى على بيانه نظير النبي الذي اوحي اليه بشرع وامر بالابلاغ للامة وبعضهم لا يعطي العبارة عن ذلك
ولا يقدر على بيانه نظير النبي الذي اوحي اليه بشرع ولم يؤمر بالابلاغ فلو بلغه خالف الامر فلا يقبل منه كما ان
الولي الذي لم يعط العبارة لم يؤذن له في البيان فلو تكلم في ذلك لا يقبل منه وربما اوذي على بيانه وطرد وا
بعد وبغض وربما قتل ومن اعطي العبارة قبل منه البيان واستحسن كلامه وانتفع به غيره فاذا سكت في محل
الكلام اثم وعوقب من طرف الله تعالى او من طرف الخلق والله خير حافظا وهو ارحم الراحمين وقوله انه لا كرامة اجل
من ذلك البيان فهو امر معلوم عند اهله فان الكرامات التي تعتبرها العوام لا فائدة فيها للولي وان تضمنت حسن اعتقاد
العوام بالولي فانتفع فيها العوام لا الولي وذلك اذا اعتنى الله تعالى بالعوام فاظهر له على يد الولي لينتفع بها العوام
واما بيان العلوم الالهية والحقائق الربانية النافعة للسالكين والخواص المؤمنين يرتقون بها في معارج التحقيق
ويتنبهون لفهمها عقبات الطريق وانما تضر بها التحدي على الاولياء والانكار بعدم توفيقه وقلة ادعائه
لتكبيره في نفسه وارادته ان يكون له ارتفاع مرتبة على ابناء جنسه قوله بل كرامة محمد صلى الله عليه وسلم
الا كلام معجز يعني القرآن العظيم الذي هو كلام الله تعالى الذي عجز الفصحاء البلغاء ان ياتوا بمثله وهو مشتمل على
المعاني التوحيدية والمعارف الربانية والحقائق العرفانية ويزيد على كلام الاولياء الذي ياتون بها الاحكام الشرعية

و شرائع النبوة والكل من عند الله تعالى لان كلام الاولياء الذي ياتون به هو معاني الكلام القديم الذي
جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وانما جاءهم الفهم الجديد في الكلام القديم فكلام الاولياء كرامة اكرمهم
بها الله تعالى وكلام الله تعالى الذي جاء به النبي صلى الله عليه وسلم معجزة له اكرمه الله تعالى بها والله يهدي
من يشاء الى صراط مستقيم انتهى قال شيخ الاسلام الهروي في منازل السائرين والذي ثبت عندي
بالتجربة ان فراسة اهل المعرفة انما هي في تمييز من يصلح للحضرة عز وجل ممن لا يصلح ويعرفون اهل الاستعداد
الذين اشتغلوا بالله سبحانه ووصلوا الى حضرة الجمع فهذه فراسة اهل المعرفة واما فراسة اهل الرياضة والجوع
والخلوة وتصفية الباطن من غير وصلة الى جناب الحق سبحانه فلهم فراسة كشف القبور والاخبار بالمغيبات المختصة
بالحق تعالى فانهم لا يخبرون الا عن الخلق لانهم محجوبون عن الحق سبحانه اما اهل المعرفة فلاشتغالهم لما يرد عليهم
من معارف الحق سبحانه فاخبارهم انما يكون عن الله تعالى ولما كان العالم اكثرهم اهل الانقطاع عن الله سبحانه
والاشتغال بالدنيا مالت قلوبهم الى كشف القبور والاخبار عما غاب عن احوال المخلوقات فعظموهم واعتقدوا
انهم اهل الله خاصة واعرضوا عن كشف اهل الحقيقة واتهموهم فيما يخبرون عن الله سبحانه وقالوا لو كان هؤلاء
اهل الحق كما يزعمون لاخبرونا عن احوال المخلوقات فكيف يقدرون على كشف امور اعلى من هذه وكذبوهم
بهذا القياس الفاسد وعميت عليهم الانباء الصحيحة ولم يعلموا ان الله تعالى قد حمى هؤلاء عن ملاحظة الخلق
وحفظهم وشغلهم عما سواه حماية لهم وغيرة عليهم ولو كانوا يتعرضون الى احوال الخلق ما صلحوا للحق سبحانه فاهل الحق
لا يصلحون للخلق كما ان اهل الخلق لا يصلحون للحق تعالى وقد رأينا اهل الحق اذا التفتوا ادنى التفات الى
كشف القبور ادركوا منها ما لا يقدر غيرهم على ادراكه بالفراسة فسمها المعرفة وهي الفراسة فيما يتعلق
بالحق سبحانه والقرب منه واما فراسة اهل الصفا الخارجين المتعلقين بالخلق فلا تتعلق بجناب الحق سبحانه ولا يخبر
عنه ويشترك المسلمون والنصارى واليهود وسائر الطوائف فيها لانها ليست شريفة عند الله سبحانه فيختص بها
اهله انتهى قال في المكتوب الثاني من المجلد الثاني ان الصفات السبعة او الثمانية موجودة في الخارج
ومتميزة في الخارج عن الذات ثم ان الاشكال في زيادة الصفات قوي وهو ان الصفات اما ممكنة
او واجبة لا سبيل الى الاول لاستلزام حدوثها وعدم اتصاف الحق تعالى بها ازلا ولا الى الثاني
لان الواجب الوجود بذاته واحد ثم قال وحل هذا الاشكال بما ظهر لهذا الفقير هو انه تعالى موجود بذاته لا بالوجود
لا على ان الوجود عينه ولا على انه زائد وصفات الواجب تعالى موجودة بذاته لا بالوجود اذ لا مجال للوجود
في ذلك الموطن قال الشيخ علاء الدولة فوق عالم الوجود عالم الملك الودود فلا يتصور نسبة الامكان ولا الوجوب
ايضا في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود فحيث لا وجود لا امكان ولا وجوب

ان هذه المعرفة وراء طور النظر والفكر انتهى وانت تعلم ان ما ليس عين الوجود ولا قائما به الوجود فهو المعدوم ليس
الا ولا شئ من المعدوم بموجود فلا معنى لكونه موجودا بذاته لا بالوجود الا انه تعالى عين الوجود القائم بذاته المتعين
بذاته فيصح كون الوجود عين الذات مع القول بانه تعالى موجود بذاته ودليل على انه ليس على بصيرة في معنى
الوجود ولا في معنى كونه تعالى موجودا بذاته واما قول علاء الدولة نفع الله به ان اراد به ان مرتبة الامكان
فوق مرتبة الوجوب فهو صحيح ولا اشاهد فيه لان الوجود الذي هو عين الذات هو الوجود المطلق المعرى عن كل قيد
زائد على ذاته القائم بذاته المتعين بذاته لا وجود الممكنات المتعين بمقتضى استعداد الماهيات فانه مقيد بتعين زائد
على ذاته مفتقر الى ذلك التعين الذي هو مقتضى الماهية فلا يكون متعينا لذاته فلا يكون واجبا لذاته وان اراد انه
تعالى ليس عين الوجود المطلق فهو مبني على ما فهمه من كلام الشيخ محي الدين نفع الله به ان المطلق معناه الكلي
الذي لا يوجد الا في ضمن افراده وهو فهم فاسد لان مراد الشيخ نفع الله به بقيته في الباب الثاني من الفتوحات
انه تعالى موجود بذاته غير مقيد بغيره لغناه عن العالمين والمبني على الفاسد فاسد ثم قوله ان صفات الواجب
تعالى موجودة بذاته لا بالوجود ان اراد انها موجودة بعين وجود الذات لا بوجود يغايره ناقض قوله انها موجودة
في الخارج متميزة عن الذات وان اراد ان وجودها متوقف على ذات الحق تعالى لكونها قائمة به فلا يتاتى
منه نفي وجودها ونفي الامكان عن وجودها ثم الوجود اذا لم يكن عين الذات ولا قائما به فمعنى اطلاق الواجب
عليه تعالى في قوله وصفات الواجب تعالى الخ مع القطع بان العلماء يريدون بهذا الاطلاق انه تعالى واجب
الوجود لذاته ثم كون الامكان والوجوب نسبة بين الماهية والوجود من المسائل المقررة في الكتب العقلية
كشرح الاشارات وشرح التجريد فقوله ان هذه المعرفة وراء طور النظر والفكر تلبيس ودليل على انه غير ناصح
في دين الله ثم ان ذاته تعالى اذا لم يكن عين الوجود ولا متصفا بالوجود كان معدوما محضا لاستحالة ارتفاع
النقيضين عن شئ واحد في حالة واحدة وهذا عين نفي الواجب القديم الواحد الاحد فقوله موجود بذاته مع كونه
مناقضا لنفسه يرفع السيف عن رقبته ولا يدفع عنه التكفير ولا يجديه بنفع جليل او حقير **اقول** هذا الكلام مبني على
عدم فهم المراد على ديدن المعترض **اما اولا** فبانه قال المجدد رح في ذلك المكتوب ان الصفات السبعة
او الثمانية للواجب تعالى التي على اختلاف الآراء من الصفات الحقيقية موجودة في الخارج وغير اهل الحق
من الفرق المخالفة ليسوا القائلين بوجود صفاته تعالى على ان المتاخرين من الصوفية ايضا منكرون وجود
الصفات وينسبون زيادة الصفات الى العلم ويقولون ه از روئے تعقل همه غيرند صفات با ذات
و از روئے تحقق همه عين ند يعني ان الصفات في التعقل متغايرة وفي الخارج عين ذاته تعالى والحق
ان قول اهل الحق هو الحق و مقتبس من مشكوة النبوة بنور الكشف والفراسة فاية ما في الباب ان الاكمل

الذي يرده المخالفون في وجود الصفات قوي فانهم يقولون ان كانت الصفات موجودة اما ممكنة لزوم
الاول يستلزم الحدوث لان كل ممكن حادث عندهم على انه يستلزم جواز انفكاك الصفات عن الذات
والثاني ينافي التوحيد وحل الاشكال على ما ظهر لي ان الواجب تعالى موجود بذاته لا بالوجود عينه او زائد عليه
وصفاته تعالى ايضا موجودة بذاته لا بالوجود لانه ليس للوجود في ذلك الموطن مدخل قال علاء الدولة فوق عالم الوجود عالم الملك
الودود فلا يتصور نسبة الامكان والوجوب في ذلك الموطن لان الامكان والوجوب نسبتان بين الماهية والوجود
فحيث لا وجود لا امكان ولا وجوب هذه المعرفة وراء طور النظر والفكر والمحجوبون عقيلة العقل لا يعرفون هذا
الرمز وليس لهم الا الانكار انتهى فما نقله المعترض رح فيه تحريفات اعلاها انها زائدة ومتميزة في الخارج مع انها
ليست في المكتوب واما ثانيا فلان الوجود قد يراد به الماهية المتعينة والذات المتشخصة في الخارج وهو بهذا
المعنى عين الماهية والذات وهو المراد بقولنا الله تعالى موجود بذاته لا بالوجود فالمقصود من هذا القول تنزيه
ذات الله تعالى في احتياجها الى شيء بان يقال انها محتاجة الى الوجود وان كان عينا وقد يراد بوجود الشيء
كونه في الخارج وثبوته فيه وهو بهذا المعنى زائد عليه وعرض عام وقد يراد الصفة الموجودة الزائدة على الذات
كالحياة مثلا فما قامت به صفة الوجود يكون موجودا ويكون محتاجا في موجوديته الى صفة الوجود كما قامت
به صفة الحيوة يكون حيا والله تعالى موجود بذاته لا بهذا الوجود فلا يكون ذاته محتاجا الى الوجود فيكون ذاته
العلي كافيا في تحققه غير محتاج الى الوجود ولا يكون للوجود ثمه مدخل عينا كان او زائدا قال عروة الوثقى
في مكتوب خمس وثمانين من المجلد الاول وتحقيق مذهبنا ان طالب اليقين وصاحب الفطرة السليمة اذا رجع
الى وجدانه لفكر صائب وتأمل صادق وانصف من نفسه ادرك ان ذات الله المقدس لا ينبغي ان
يحتاج في وجوده الى غيره ويكون في نفسه خاليا عن الوجود ويحتاج في ثبوته الى الوجود وادرك ايضا
ان ماهيته وحقيقته سبحانه لا ينبغي ان يكون هو الوجود لان الوجود مع كونه في نفسه من المصادر والاحداث
لا ضرورة لنا بالقول بكونه حقيقة للواجب الوجود في الخارج بوجود اصيل وان نصطلح عليه بواسطة عدم
احتياجه الى الغير ومع ذلك لم يرد الشرع به فالحق ان له سبحانه ماهية وحقيقة وراء الوجود ثابتة بنفسها
مستغنية عن عروض الوجود لها وما يترتب على الوجود يترتب على تلك الماهية بذاتها فهي موجودة بذاتها
المقدسة لا بالوجود عينا كان او زائدا وقولنا موجود بنفسه مجرد تعبير بقولنا هست لا ان الوجود امر زائد
ثابت قائم به تعالى او عينه فلا مدخل للوجود في تلك الحضرة العلية المعراة عن جميع النسب والاعتبارات
كما لا مجال للعدم ثمه فهو سبحانه لغاية تقدسه لا سبيل اليه نسبة لكونه خالقا لكلها فكلا النقيضين متنزلان عن
تلك المرتبة المقدسة غير مقصورين ثمه حتى يتصور ارتفاع النقيضين فلا مناقضة لشيء بشيء في مرتبة الذات

المعرا عن جميع الاعتبارات حتى يستحيل ارتفاع النقيضين اذ الارتفاع والثبوت من الاعتبارات والنسب
المنفية عن تلك الحضرة الاحدية انتهى ما افاده بعض المحققين من ان الجسم في مرتبة وجوده السابق على البياض
لا ابيض ولا لا ابيض وليس ذلك من ارتفاع النقيضين المستحيل لان المستحيل ارتفاعهما بحسب نفس الامر مطلقا لا بحسب مرتبة من المراتب
فان الامور التي ليس بينها علاقة التقدم والتاخر والمعية ليس بعضها في مرتبة الآخر وجودا ولا عدما انتهى فلما ساغ
امثال هذه الامور في الممكنات فما ظنك في شان خالق الممكنات تعالى ولله المثل الاعلى فعلى هذا الاحتياج
في نفي احتياج الذات المقدس الى الغير الى اطلاق لفظ عليه يكون مفهومه اللغوي من المعقولات الثانية
والمعاني القائمة بالغير ولو كان كذلك لكان صاحب الشرع احق بالتعبير عن ذاته المنزه بالوجود والاخبار
كما اخبر به من سائر اسمائه وصفاته وكمالاته وليس فليس فان الله عز وجل بذاته العلي مستغن عن عروض الوجود له
فما يتفرع على الوجود يتفرع عليه سبحانه وكذا الحال في سائر الصفات فكلما يتفرع عليها فذاته العلي كاف فيه
ومع ذلك له سبحانه صفات ازلية موجودة قائمة بذاته لورود الشرع بها ولما جرى عادته سبحانه بان كلما
ثبت في عالم الحقيقة ان يجعل له انموذجا في عالم المجاز ليستدل به عليه جعل الوجود انموذجا لوجوده بنفسه لا بالوجود
فان الوجود لو وجد كان موجودا بنفسه دون الوجود والمجاز قنطرة الحقيقة فنحن نوافق جمهور المتكلمين في زيادة الوجود
على الذات الغني العلي وعدم كون الوجود عينا له ولكنا لا نقول باحتياج الذات المقدس الى الوجود ومستكملا به
مع كمال غناه ونرجوا ان يكون مراد السلف من زيادة الوجود هو هذا المعنى ان كان منهم رواية في هذا الباب لكن
الظاهر انه ليس من السلف في هذا النقل شيء انما هو قول المتاخرين من اصحابنا رحمهم الله سبحانه بخلاف زيادة الصفات
فان النصوص بها ناطقة لهذا فالحاصل ان الحق عز وجل موجود بذاته وصفاته ايضا كلها الثابتة موجودة بذات الحق
دون الوجود فالوجود كما هو متنزل عن مرتبة الذات المقدس كذلك متنزل عن صفاته الحقيقية فلما لم يتخلل في
حضرة الذات المقدس والصفات العلية وجود لم يتخلل وجوب ولا امكان اذ الامكان والوجوب نسبتان تتخللان بين الماهية
والوجود فحيث لا وجود لا وجوب ولا امكان فمن هذا التحقيق اندفع اشكال صعب يورد على الصفات الحقيقية بانها
اما ممكنة لذاتها او واجبة فعلى الاول يلزم حدوثها لان كل ممكن حادث عندهم وايضا يلزم جواز انفكاكها عن الذات
فيلزم جواز الجهل والعجز تعالى عن ذلك وعلى الثاني يلزم تعدد الواجب لذاته المنافي للتوحيد قال شيخنا وامامنا
الامام الرباني والمجدد للالف الثاني فذاته تعالى وصفاته سبحانه فوق هذه الثلثة المنحصرة غاية ما في الباب اذا
تصورنا ذاته تعالى وتعقلنا صفاته سبحانه بالوجوه والاعتبارات اذ لا سبيل الى الكنه عرض لذاته سبحانه في الوجود التصوري
التعقلي الوجوب لما هو المناسب واللائق بغنائه تعالى وعرض لصفاته سبحانه بالوجود الذهني الامكان لما هو المناسب
لاحتياجها الى الذات فذاته تعالى وصفاته سبحانه في حد انفسها فوق مرتبة الوجوب والامكان بل فوق

مرتبة الوجود ايضاً وباعتبار الوجود التصوري الظلي الوجوب يناسب الذات تعالى والامكان يناسب الصفات تعالت وتقدست فالصفات تعالت من حيث الوجود الخارجي لا واجبة ولا ممكنة بل هي فوق الوجوب والامكان وباعتبار الوجود الذهني ممكنة ولا يلزم من هذا الامكان الحدوث لما انه ليس لذواتها كما للممكنات بل الوجود انما الظلية ويناسب هذه المعرفة ما قاله ارباب المعقول من ان الكلية والجزئية تعرضان للماهية باعتبار خصوصية الوجود الذهني فلا يوصف بهما الماهية حال الوجود الخارجي فزيد الموجود في الخارج مثلاً قبل التعقل ليس بجزئي كما انه ليس بكلي بل عرض له الجزئية بعد الوجود الذهني الظلي بل نقول جميع النسب والاضافات والاحكام الاعتبارية التي تحمل عليه تعالى كالالوهية والربوبية والاولية والازلية غير الصفات الثمانية الموجودة انما يصدق عليه سبحانه باعتبار التعقل والا فالذات من حيث هو غير متصف بصفة ولا مسمى باسم ولا محكوم بحكم فصاحب الشرع تعالى انما اطلق على ذواته اسماء واحكاماً باعتبار التناسب والتشابه لتكون قريبة الى افهام المخلوقات ويكون التكلم على قدر عقولهم كما يقال لزيد الموجود في الخارج بدون ملاحظة وجوده الذهني انه جزئي على سبيل التشبيه والتنظير ويكون حكمهم بالجزئية انسب واشبه من حكمهم بانه كلي فكذلك الحكم بالوجوب والوجود على الذات الغني المطلق اولى وانسب من الحكم بالامكان والامتناع والا فلا سبيل الى جناب قدسه تعالى وجوب ولا وجود كما لا يليق بجناب تنزيهه تعالى امكان وامتناع فافهم هذه المعرفة الشريفة القدسية فانها اساس الدين وحاصل علم الذات والصفات تعالت وتقدست وما تكلم بها احد من العلماء ولا واحد من الكبراء استأثر الله سبحانه هذا العبد بهذه المعرفة والسلام على من اتبع الهدى. ومما افاده شيخي وامامي قدسنا الله سبحانه بسره السامي ان الصفات الحقيقية موجودة في مرتبة الذات ولم يحصل من اثباتها تعين وتنزل في تلك الحضرة العلية ومع كون الصفات تفاصيل للكمالات المندرجة في حضرة الذات لم يحصل منها مرتبة اخرى تحكمها متمازة عن احكام سائر الاجمالات والتفصيلات لان مرتبة احدهما متمازة عن مرتبة الاخرى فمرتبة التفصيل دون مرتبة الاجمال وهذا المعنى مفقود في تلك الحضرة المقدسة فالتفصيل ثابت في مرتبة الاجمال وثبوت هذه المرتبة وراء العلم والخارج وتقسيم الوجود الذهني والخارجي انما هو في مرتبة الامكان فلا مجال في تلك الحضرة للخارج ولا للعلم لانه لما لم يكن للوجود مدخل ثمة فالوجود الخارجي والعلمي فرعه وهذه المعرفة كشفية بل جميع ما يجيئ وما ذكرنا في تحقيق الوجود وغيره واثبات الصفات مع كون الذات البحت كافياً فيما يترتب على الصفات العلية هو ذوقية كشفية وما يورد في اثباتها من قبيل التنبيهات على البديهيات التي لا مساغ للبحث فيها والعلم الواجبي المتعلق بتلك الصفات في تلك المرتبة المقدسة شبيه بالعلم الحضوري كعلمه سبحانه بذاته العلي وكالكمالات المندرجة في الذات وتلك الصفات مع زيادتها كانها نفس العالم وحضورها كحضور نفس العالم فمن ههنا

ثم غير من الصوفية العلية الى عينيتها مع ذات الواجب تعالى ونفى غيريتها والكلام الموافق لمذاق علوم الانبياء
على جميعهم عموما وعلى افضلهم خصوصا الصلوات والبركات والتحيات والمطابق لآراء اهل السنة والجماعة شكر الله تعالى
سعيهم ان يسلب عينيتها مع القول بنفي غيريتها ويقال لا هو ولا غيره ولذا قلنا ان علمها شبيه بالعلم الحضوري
لعدم غيبتها والعالم فينتزع منه صورة وحضور انفسها كائن كان من قبيل العلم الحضوري ولا يتوهمن من هذا ارتفاع
النقيضين لان اتحاد الزمان والمكان شرط في حصول التناقض وليس في تلك الحضرة زمان ولا مكان فلا يتصور
التناقض وما يعرف في لفظ الغير ويراد بالغير الغير المصطلح فالنظر الكشفي ينفي هذا التخصيص وينفي الغيرية باي معنى كان
فان ارباب الكشف يجدون بالذوق والفراسة الصحيحة المقتبسة من مشكوة النبوة ان الصفات كما انها ليست
عين الذات زيادتها ليست غيرها وان كانت زائدة فبينهما نسبة الاثنينية ففي تلك الحضرة انتقض قاعدة
ارباب العقول ان الاثنان متغايران اذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه المرتبة المقدسة التي هي مرتبة الذات
مع الصفات الحقيقية تعالت وتقدست ظهورا في المرتبة الثانية بلا تغير وتبدل وذلك المرتبة مرتبة الوجود الذي
هو خير محض وكمال صرف وليس شيء غير الوجود وقابلية مظهرية جميع الكمالات بطريق الظلية ولهذا ان
تعلق علمه بتلك المرتبة المقدسة وانتزع كمالاته كان اول شيء ينتزع منها حضرة الوجود والكمالات
الاخرى التابعة له ولهذا ذهب جماعة من الصوفية العلية وغيرهم الى عينية الوجود للذات المقدسة وتصوره مع كونه
تعينا بالا تعين وثبوت هذا التعين الوجودي مدار العلم والخارج لان الوجود الخارجي والعلمي من اقسام المطلق
الوجود ومرتبة المقسم فوق مرتبة الاقسام فحضرة الوجود من حيث هو سابق على كل الوجودين ولا يتصور ثمة وجود
خارجي ولا ذهني على ما مر وحضرة الوجود جامع بطريق الظلية لجميع الكمالات الذاتية والصفاتية اجمالا وتفصيلا
فالاجمال تعين اول والتفصيل كانه تعين ثان ففي مرتبة اجمال الوجود لا تميز لكمال ولا صفة عن صفة وفي مرتبة
تفصيل الوجود امتاز الكمالات وظهرت الصفات فاول شيء ثبت في تفصيل الوجود الحيوة التي هي ام جميع الصفات
وهذه الصفة كانها ظل لصفة الحيوة التي لها ثبوت في مرتبة حضرة الذات المنزه ويصدق في حقها لا هو ولا غيره
وهذا الظل لما كان ثبوته في مرتبة هي دون مرتبة الذات تعالى لا يصدق في حقها لا هو ولا يصدق لا غيره بل كان
مغاير الذات الحق عز وجل وكذا حال سائر الصفات تعالت وبعد صفة الحيوة ظهر صفة العلم ثم الصفات الاخر من
الارادة والقدرة وغيرها والعلم مع كونه جزءا من التعين الوجودي وحصة من حصصه جامع لجميع الصفات والصفات
الاخر مع استقلالها كانها اجزاء لصفة العلم لان لهذه الصفة نوع اتحاد مع موصوفها ليس لغيرها هذا الاتحاد
اذ العلم قد يتحد مع العالم والمعلوم والقدرة لا تتحد مع القادر والمقدور وكذا الارادة والسمع وغيرهما لا تتحد
مع الموصوف وصفة العلم لجامعيتها اجمال لا يظهر فيه الصفات متميزة وتفصيل يظهر فيه الكمالات متميزة كما

للوجود والاجمال الحكم مركز الدائرة والتفصيل بحكم محيطها فمن ههنا اندفع ما اورده ان تميز الحيوة عن سائر الصفات انما هو
في تفصيل العلم الذي يسمونه بالواحدية واما في مرتبة الاجمال فلا تميز هناك لصفة من صفات الاخرى فكيف يحكم
بتقدم الحيوة على العلم المجمل على ما وقع في عبارات شيخنا وامامنا قدس سره والعجب من هذا المعترض كيف يورد اصطلاح
طائفة غير مسلم عند الخصم حجة عليه وامثال هذا من عدم الاطلاع على حقيقة مذهب الخصم واصطلاحه فيعد جهله اعتراضا
وقد عرفت ان التميز الحاصل لصفة الحيوة في تفصيل الوجود بعد انه ما جد في حضرة اجماله سابق على العلم الاجمالي او التفصيلي
فالحاصل ان هناك تفصيلان تفصيل للكمالات المندرجة في اجمال الوجود والحيوة هناك متقدم على العلم بنوعيه وتفصيل
في حضرة العلم بما اندرج في اجماله والحيوة هنا متأخر عن العلم فالعلم المحاط مسبوق بالحيوة والمحيط سابق عليه وانت خبير
ان صفة الحيوة المسبوقة بالعلم ليس في الحقيقة صفة الحيوة بل صورة علمية لتلك الصفة فصفة الحيوة سابقة على العلم
البتة وصورتها العلمية مسبوقة بالعلم ومع قطع النظر عن جميع ما ذكرنا فتقدم شان الحيوة على شان العلم مما لا يحتاج الى
دليل وتنبيه عند ذي فطرة سليمة انتهى واما ثالثا فبان كلام علاء الدولة رح لا ينفي ان مرتبة الامكان فوق مرتبة
الوجود وهو ليس بصدد هذا البيان وكلامه ظاهر جدا على ما ذكر ونقل الكلام من لطائفه على غير محله خلاف ما يسوغه العقل
والنقول بصحته من قبيل الهذيان ومعنى هذا ما اريد انه تعالى ليس عين الوجود المطلق سفسطة لا ريب فيها واما رابعا فبان
توجيه التناقض في وجود الصفات مبني على فهمه على ما ذكر لانه ليس في المكتوب متميزة عن الذات بل هذه العبارة
من زيادات المعترض ومعنى هذا ما اريد ان وجودها متوقف على ذات الحق تعالى لكونها قائمة لانه ليس له منها بل
اذ الحق عز وجل موجود بذاته وصفاته السبعة بل الثمانية موجودة بذات الحق دون الوجود على ما مر والمجدد رح في هذا
الشان تحقيق محقق انيق تفتريه علاوة انه قدس سره افاد في المكاشفات الغيبية بما تقريره انه ذاته تعالى كاف من اعتبارات
ما كتبه المجدد رح
الصفات بل مستغن عن نفس الصفات فما يترتب على الصفات الذات المجردة عن الصفات كاف به مثلا ان
فرض نفي صفة الحيوة والعلم والقدرة والارادة عنه فعلى الذات المجردة يترتب الاثار كما يترتب عليها لا بمعنى ان
الصفات ليست بموجودة او انها موجودة في العلم لا في الخارج لانه مخالف لمسلك اهل السنة والجماعة بل بمعنى
ان الصفات مع الاستغناء الذاتي موجودة في الخارج بوجود زائد على الذات عز سلطانه كما هو مذهب اهل
الحق وتتضح هذه المسئلة بمثال واضح وهو ان الماء يميل بالطبع من الاعلى الى الاسفل ويصدر من حيوان ما
فعل العلم والحيوة والقدرة والارادة فان كان له علم بميل الى الاسفل ايضا ويصدر عنه فعل الارادة وهو تخصيص
احد المتساويين وحسن هذه الحركة الارادية صدر عنه فعل الحيوة والقدرة ولما يصير الماء جزء الحيوان فمع الميل
الطبيعي يتصف بصفات زائدة ايضا مع وجود صفات طبعية ولله المثل الاعلى فذاته تعالى عز شانه مع الاستغناء
الذاتي وغناه عن الصفات في المرتبة الالوهية يتصف بصفات زائدة وجودية ويصدر منها افعال الكمال الذاتي

بتحصیلها فکذا لا یقال فی الاسماء المجردة عن الصفات انها عین ذاته لانه هنا ذات صرف بلا صفات فکذا لا یقال
فی ذاته تعالی جل شانه ان صفاته عین ذاته لانه مجرد عن الصفات فی هذه المرتبة ولو اعتبرت الصفة وان کان
الاعتبار علیها نحا العینیة لستبطے قال العارف الدمشقی عبد الغنی النابلسی فی نتیجة العلوم قوله ان الله تعالی موجود
بذاته لا علی ان الوجود عینه ولا علی انه زائد ومراده ان الله تعالی لا یدرک عند مخلوقاته اصلا من حیث ذاته العلیة
ولا الموجود فانه یدرک بالعقل والحس والعقل والحس حاکمان قطعا بان الله موجود فلو قال ان الوجود عینه لزم ان یکون
تعالی مدرکا ولو من حیث الوجود وقد قال سبحانه لا تدرکه الابصار ولان الوجود الذی یدرکه العقل والحس انما هو ظهور الوجود
الحق علی الاشیاء لا انه هو الوجود الحق علی ما هو علیه فلیس الوجود الظاهر عینه ولا الوجود ایضا زائدا علیه تعالی
بمعنی ان له ماهیة غیر الوجود فیکون تعالی مرکبا من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهیة الزائدة علی الوجود فیشابه
سبحانه الاشیاء فان کل شیء مرکب من عام وهو الوجود وخاص وهو الماهیة المخصوصة ویکون تعالی مفتقرا الی
الوجود کما ان الاشیاء مفتقرة الی الوجود وهذا کله محال علیه تعالی لانه تعالی لا یشابه شیئا ولا یشابهه شیء
لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر وانما یقال انه تعالی هو الوجود بالمعنی المدرک للعقل والحس فانه ظاهریة الحق وهو
معنی قوله رضی الله عنه انه موجود بذاته ای لا انه موجود باعتبار ما یشهده العقل والحس انه موجود اما موجود بوجود
هو عینه او موجود بوجود زائد علیه وکلاهما ممتنع علیه تعالی لانه تعالی لیس مما یدرک بالعقل والحس وانما یطلق
علیه تعالی بانه موجود باعتبار تنزله وظهوره للعقل والحس فان وجوده تعالی مطلق بالاطلاق الحقیقی حتی انه مطلق عن
قید الاطلاق فان الاطلاق قید والله تعالی منزه عن کل قید فهو الغیب المطلق والیه الاشارة بقوله سبحانه الذین
یؤمنون بالغیب قال بعض المفسرین الغیب الذی یؤمنون به هو الله تعالی وقد استوفینا الکلام علی هذا المقام
فی کتابنا الوجود الحق والخطاب الصدق بما لا مزید علیه انتهی واما خامسا فبانه بالتحقیق عند اهل العرفان فیما هو المعتبر
وراء طور النظر والفکر وبین مسلک المجدد ومسلک المتکلمین بون ولیس مرجع کونه تعالی موجودا بنفسه وکون الوجود
نفس ذاته کما هو مذهب الصوفیة العلیة واحدا لان معنی کونه سبحانه موجودا بنفسه ان حقیقته سبحانه فی نفسه وراء
الوجود کاف فی ترتب آثار الوجود علیه فالوجود متنزل عن تلک المرتبة العلیا علی ما یجیء تحقیقه ان شاء الله تعالی
فی تبیین مذهب شیخنا الامام رضی الله تعالی عنه ومعنی کون الوجود نفس ذاته ان حقیقته سبحانه هو الوجود
لیس الا علی ما استفادوا من تحقیقاتهم فاطلاق الوجود علی تلک المرتبة المقدسة حقیقة عندهم والواجب
بعینیة الوجود ان ما یترتب علی الوجود یترتب علیه فکان اطلاق الوجود علیه سبحانه بطریق المجاز کالتشبیه
والتنظیر والمجاز ینفی فیصح نفی الوجود عنه ویکون الذات تعالی فی نفسه غیر الوجود والصوفیة القائلون

بعينية الوجود لا يجوزونه كما لا يخفى على المتتبع في كلامهم الواقف على اطوارهم يقولون ان حقيقة الحق سبحانه وجود
بحت ليس الا وسلب الشيء عن نفسه محال ثم ولولا اطلاق الوجود عليه تعالى عندهم بطريق الحقيقة لما كان الاختلاف
بين القائلين بعينية الوجود في كونه سبحانه وجودا مطلقا او فردا بمعنى محصلا وكيف يسوغ اطلاق الوجود على
تلك المرتبة العليا بطريق المجاز عندهم على ما افاد المرتبة الرفيع فادعاء التلبيس لغو **قال** ورايت في بعض
مكاتيبه انه سئل عن هذا المعنى اعني عدم ظهور الخوارق منه فاجاب بان ظهور الخوارق من عدم الكمال ثم ان
عبد القادر قدس الله سره كان الى مرتبة الروح فقط وانه ناقص في الارشاد اذ كلما كان النزول اتم كان
الارشاد اكمل **اقول** ان هذا كذب الصدق ينجي والكذب يهلك فان رايته في بعض مكاتيبه فنقل في اي
مكتوب رايته **قال** ولعمري لو وقع له شيء من الكرامات لطاروا به في اقطار الارض ان هي الا دعاوي باطلة
اقول قد عد كراماته الى سبع مائة على ما هي في الزبر والاسفار مسطورة وعلى السنة العلماء والزهاد مذكورة
وان كانت هذه باطلة فلعله ينكر كرامات سائر الاولياء ويكذب جما غفيرا من العلماء فاصدق المقال
ما نطقت به الحال **قال** ونقل عنه في الكرامات حفيده فرخ في رسالته انه قال كنت يوما جالسا في الاصحاب وكنت ناظرا
الى سوء اعمالي وغلب علي ذلك النظر بحيث رايت نفسي غير مناسب لقرب الله وفي هذه الاثناء بحكم من
تواضع لله رفعه الله نودي في سري غفرت لك ولمن توسل بك بواسطة او غير واسطة الى يوم القيامة
ويكرر هذا النداء حتى لم يبق فيه ريب عنده فانظر كيف امن مكر الله حيث ايقن بشيء هو موهوم اذ قد يكون المنادي
هو ابليس **اقول** قد اشتهر البرزنجي باسم مولانا فرخ وهذا البيت جدا منه ؎ فلو كنت ضبيا عرفت قرابتي
ولكن زنجي عظيم المشافر فاعلم ان مثل هذه المكاشفات بل اعلى منها منقولة عن اكابر الاولياء في اخبار
الاخيار قال الشيخ عبد القادر الجيلاني قدس سره قد وعدني الله عز وجل بفضله انه يدخل الجنة اصحابي واهل مذهبي
وتابعي طريقتي ومن يحبني وقال ايضا انه سبحانه وتعالى اعطاني سجلا فيه اسماء اصحابي ومن يحبني الى يوم القيامة
وقال عز وجل قد غفرت لهم كلهم وسألت من مالك خازن النار اعندك من اصحابي احد فقال لا وعزة الله يدي
على حمايته من اعني مثل السماء على الارض ان لم يكن جيدا فانا جيد بعزة الله لا اذهب من عنده حتى يدخل
الجنة اصحابي فالجحد والانكار والسخرية على مثل هذه المكاشفات لا يناسب من اهل الحق والثبات والانصاف
واحسن الاوصاف **قال** في المكتوب الرابعة والتسعين من المجلد الثالث وما يقال من الانبياء لا يحتاجون
الى الاستمداد وان الكمالات حاصلة لهم بالفعل صريح المكابرة انتهى فيجوز ان لا يحصل للانبياء الكمالات
بالفعل **اقول** ليس هذا محل الاستبعاد عقلا ولا نقلا فاجهل الناس من قل صوابه وكثر جوابه قال المجدد رح
في المكتوب المذكور بما تقريبه ان النبي يحصل له بعض الكمالات بتوسط فرد من امته وبتوسله يصل الى البعض

بعض المقامات لكن لا يلزم منه نقص النبي ولا مزية عليه لانه يحصل ذلك الكمال بمتابعة نبيه فيكون ذلك الكمال
من النبي في الحقيقة وهو كالخادم الذي يصرف من خزائن مخدومه عليهم ويترتب لباسا لازدياد حسنه والامداد
من الخدام ليس نقصا للمخدوم بل هو كمال وموجب لازدياد الجلال فان السلاطين يطلبون الملك والحصون
بامداد عساكرهم ويكون هذا من عظمتهم وشرف خدامهم وما يقال ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام لا يحتاجون
الى الامداد وجميع مراتب الكمال حاصل لهم بالفعل فهو مكابرة صريحة لانهم من عباد الله تعالى ويرجون فيوضه
وبركاته ويستدعون الترقي قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من استوى يوماه فهو مغبون وقال صلى الله
عليه وسلم سلوا لي الوسيلة وفي حديث الصحاح كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يستفتح بصعاليك
المهاجرين فهذه اعانة ومن لم يجوزها والانبياء نظروا الى عظمة مدارج الانبياء مع عدم توجيه الى عبوديتهم
واحتياجهم الى رب الارباب واستمداده اعانة الخدام والغلمان والا فلم يقل به احد ينبغي تحقيق المقام وتوضيح المرام
على ما افاد العلامة ابن حجر المكي الهيتمي في الفتاوى الحديثية الكتاب والسنة والآن على ان طلب الزيادة
له صلى الله عليه وآله وسلم امر مطلوب محمود قال تعالى وقل رب زدني علما وروى مسلم انه صلى الله عليه وسلم
كان يقول في دعائه واجعل الحيوة زيادة لي في كل خير وطلب كون الفاتحة او غيرها زيادة في شرفه طلب لزيادة
علاه وترقيه في مدارج كمالاته العلية وان كان كماله من حصله قد وصل الغاية التي لم يصل اليها كمال مخلوق فعلم
ان كلا من الآية الشريفة والحديث الصحيح دال على ان مقامه صلى الله عليه وسلم وكماله يقبل الزيادة في
العلم والثواب وسائر المراتب والدرجات وعلى ان غايات كماله لا حد لها ولا انتهاء بل هو دائم الترقي في تلك
المقامات العلية والدرجات السنية بما لا يطلع عليه ولا يعلم كنهه الا الله تعالى وعلى ان كماله صلى الله عليه وسلم
مع جلالته لا احتياجه الى مزيد ترق واستمداد من فيض فضل الله وجوده وكرمه الذاتي الذي لا غاية له ولا انتهاء
وعلى ان طلب الزيادة لا يشعر بان ثم نقصا اذ لا شك ان علمه صلى الله عليه وسلم اكمل العلوم ومع ذلك فقد
امره الله بطلب زيادته فلذلك نحن مامورون بطلب زيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم وقد ورد ايضا انه
نظر ذلك فيما يندب من الدعاء عند رؤية الكعبة المعظمة اذ فيه ورد من شرفه وعظمه وحجه واعتمره تشريفا الى آخره
وهو صلى الله عليه وسلم كسائر الانبياء الذين حجوا البيت وهم كل الانبياء الا فرقة قليلة منهم على الخلاف
في ذلك داخل فيمن شرفه وعظمه وحجه واعتمره واذا علم دخولهم في ذلك العموم من دلالة العام الظنية او القطعية
على الخلاف فيه علم انا مامورون بطلب الدعاء له صلى الله عليه وسلم ولغيره من الانبياء المذكورين بزيادة
التشريف والتكريم وان الدعاء بزيادة ذلك له صلى الله عليه وسلم امر مندوب مستحسن ويؤيده ما رواه الطبراني
عن علي رضي الله عنه لكن نظر في سنده ابن كثير انه كان يعلم الناس كيفية الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم

وفيها المصرح بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في مضاعفات الخير وجزيل العطاء وبهذا الذي ذكرته وان
لم ار من سبقني بالاستدلال في هذه المسئلة بشيء منه يظهر الرد على شيخ الاسلام صالح البلقيني في قوله لا ينبغي الاقدام
على ذلك الا بدليل فيقال له واي دليل اصح من الكتاب والسنة وقد بان بما ذكرته دلالتهما على طلب الدعاء
له صلى الله عليه وسلم الزيادة في شرفه اذ الشرف العلو كما قال اهل اللغة والمراد به هنا علو المرتبة والمكانة وعلوها
بالزيادة في العلم والخير وسائر الدرجات والمراتب وكل من العلم والخير قد لزم طلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم
فيه بالطريق الذي قدمناه فلنكن مامورين بطلب زيادة الشرف له والرد على شيخ الاسلام الحافظ ابن حجر في
قوله هذا الدعاء مخترع من اهل العصر ولو استحضر ما قاله النووي لم يقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام
المجتهد ابو عبد الله الحليمي من اكابر اصحابنا وقدمائهم وصاحب الامام البيهقي وقوله ولا اصل له في السنة فيقال له
بل له اصل في الكتاب والسنة معا كما تقرر على ان الظاهر انه انما قال هذا قبل اطلاعه على ما يأتي عنه ثم اعلم
ان هذين الامامين لم ينازعا في جواز ذلك وانما نزاعهما في ان ورد دليل يدل على طلبه فيفعل او لا فينبغي فعله
وقد علمت انه ورد ما يدل على طلبه ومن ثم لما كان النووي رحمه الله وشكر سعيه متحليا من السنة بما لم يحظ فيه احد
ممن جاء بعده كما صرح به بعض الحفاظ ادعى بطلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم في شرفه في خطبتي كتابيه اللذين
عليهما معول المذهب وهما الروضة والمنهاج فقال في خطبة كل منهما صلى الله عليه وسلم وزاده فضلا وشرفا
لديه وهذه العبارة متداولة في ايدي العلماء منذ نحو ثلثمائة سنة ولا نعلم احدا ممن تكلم على الروضة والمنهاج اعترضها
بوجه من الوجوه ولعل هذين غفلا عنها بدليل قول الثاني هذا الدعاء مخترع من اهل العصر ولو استحضر ما قاله النووي
لم يقل ذلك بل سبق النووي الى نحو ذلك الامام المجتهد ابو عبد الله الحليمي من اكابر اصحابنا وقدمائهم وصاحب
الامام البيهقي وقد ذكرت عبارتهما في افتاء ابسط من هذا ومما صرح به الاول ان اجلال اجره صلى الله عليه وسلم
ومثوبته وابداء فضله للاولين والآخرين بالمقام المحمود وتفضيله على كافة المقربين وان كان تعالى قد اوجب
هذه الامور له صلى الله عليه وسلم فان كل شيء منها ذو درجات ومراتب فقد يجوز اذا صلى عليه واحد من امته
فاستجيب دعاؤه ان يزاد النبي صلى الله عليه وآله وسلم بذلك الدعاء في كل شيء مما سميناه رتبة ودرجة انتهى
المقصود منه وفيها التصريح منه بان طلب الزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم داخل في الصلوة عليه
وقد امرنا بها فلنكن مامورين بها بالتضمن كما صرح به هذا الامام وناهيك به ومما صرح به الثاني في معنى السلام عليك
ايها النبي ورحمة الله وبركاته سلمك الله من المذام والنقائص فاذا قلت اللهم سلم على محمد انما تريد اللهم اكتب
له في دعوته وامته السلامة من كل نقص وزد دعوته على ممر الايام علوا وامته تكاثرا وذكره ارتفاعا انتهى
المقصود منه فتأمل قوله من المذام والنقائص مع قوله من كل نقص وان ذلك هو مفهوم السلام الذي امرنا

تجده صريحا في ان الطلب زيادة الشرف طلب ان فرض علي انه يدل علي انه بهذا المنكر الجاهل اذ غاية طلب الزيادة
انه يدل علي عدم الكمال المطلق ونحن نلتزم ان الكمال المطلق ليس الا لله وحده ونبينا صلى الله عليه وسلم
وان كان اكمل المخلوقات الا ان كماله ليس مطلقا فيقبل الزيادة ومراتب تلك الزيادة قد يسمي كل منها عدم كمال
بالنسبة لما فوقه من كمال آخر اعلى منه وبهذا نقل الحافظ السخاوي عن شيخه ابن حجر انه جعل الحديث عن ابي
رضي الله عنه وفي آخره قلت اجعل لك صلاتي كلها اي دعائي كله كما في رواية قال اذا تكفى همك ويغفر ذنبك
اصلا عظيما لمن يدعو عقب قراءته فيقول اجعل ثواب ذلك لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانه قصد بهذا
الرد على شيخه شيخ الاسلام السراج البلقيني في قوله لا ينبغي ذلك الا بدليل وهذا هو الذي اخذ عنه والده علم الدين
مر عنه وقد علمت رده بما ثم ذكر السخاوي عن شيخه ابن حجر ايضا ما حاصله ان من يقول مثل ثواب ذلك زيادة
في شرفه مع العلم بكماله في الشرف لعله لحظ ان معنى طلب الزيادة ان يتقبل الله قراءته فيثيبه عليها واذا اثيب
احد من الامة على طاعته كان للمعلم اجره وللمعلم الاول وهو الشارع صلى الله عليه وسلم نظير جميع ذلك فهذا
معنى الزيادة في شرفه وان كان شرفه مستقرا حاصلا ومعنى سنذا اجعل مثل ثواب ذلك تقبله ليحصل مثل ثوابه
للنبي صلى الله عليه وسلم وما حاصله ان طلب الزيادة له صلى الله عليه وسلم يكون بنحو طلب تكثير اتباعه
سيما العلماء اي برفع درجاته ومراتبه العلية كما مر عن الحليمي وقد رد شيخ الاسلام ابو عبد الله القاياتي
ما مر عن العلم وابيه فقال في الروضة ان القاري اذا قرأ وجعل ما حصل من الاجر للميت كان دعاء بحصول
ذلك الاجر للميت فينفعه وفي الاذكار المختار ان يدعو بالجعل فيقول اللهم اجعل ثوابها واصلا لفلان وقد علم
ان القدرة الالهية مهما تعلق بشيء يكون لا محالة وقد تقرر في علم الكلام ان قدرته سبحانه وتعالى لا متناهي
فخير الله لا ينفد والكامل الترقي في درجات الكمال هو ابدا كامل التحقيق والتحري ووافقه صاحبه شيخ الاسلام الشرف
المناوي كما افتى باستحسان هذا الدعاء ورد فيهما ايضا صاحبهما امام الحنفية الكمال ابن الهمام بل زاد عليهما بالمبالغة
في رفعة شان هذا الدعاء حيث جعل اكمل ما صح من الكيفيات الواردة في الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم
موجودا في كيفية واحدة ومن جملتها الدعاء بزيادة الشرف وهي اللهم صل ابدا افضل صلواتك على سيدنا
محمد عبدك ونبيك ورسولك محمد واله وسلم عليه تسليما وزده شرفا وتكريما وانزله المنزل المقرب
عندك يوم القيمة انتهى فجعل طلب زيادة الشرف له صلى الله عليه وسلم من جملة الاسباب المقتضية لتفضيل
هذه الكيفية ولاشتمالها على معنى ما في الكيفيات الواردة عنه صلى الله عليه وآله وسلم وفي فتاويهم صاحبهم
شيخنا شيخ الاسلام خاتمة المحققين الحجي زكريا الانصاري فانه سئل عن واعظ قال لا يجوز اجماعا
للقاري القرآن والحديث ان يهدي مثل ثواب ذلك في صحائف سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم

وبه افتى المتقدمون والمتاخرون فاجاب بان ما ادعاه هذا الواعظ القليل المعرفة يستحق بكذبه على الاجماع
التعزير البالغ وزعمه ان ذلك لا يجوز والحق خلافه بل يجوز والعجب انه كيف ساغ له دعوى اجماع المسلمين واتفاق المتقدمين
والمتاخرين على عدم الجواز وهل هذا الا مجازفة في دين الله فان جوازه كما ترى شائع ذائع في الاعصار
والامصار فان قلت الدعاء بالزيادة في شرفه صلى الله عليه وسلم ممتنع لانه يقتضي انه متصف بضده اعني طلب له
الزيادة وهو محال في حقه قلت اعلم ان نبينا صلى الله عليه وسلم هو اشرف المخلوقات واكملهم فهو في كمال
وزيادة ابدا يترقى من كمال الى كمال الى ما لا يعلم كنهه الا الله تعالى فلا محال في تزايد كماله وترقيه بالنسبة الى
نفسه بعد كونه اكمل المخلوقات ونحن نطلب له الزيادة في الكمال الى تلك الدرجة التي لا يعلم كنهها الا الله
تعالى وفائدة طلبنا له ذلك مع انه حاصل لا محالة بوعد الله تعالى له امور منها اظهار شرفه صلى الله عليه وسلم
وكمال منزلته وعظم قدره ورفع ذكره وتوقيره ومنها مجازاته صلى الله عليه وآله وسلم على احسانه الينا
ومنها حصول الثواب لنا ومزيد اطلاعا على ما ذكرناه ما في الحديث الصحيح كان صلى الله عليه وآله وسلم
اجود الناس الحديث فانظر ذلك وتامله فانه تخصيص بعد تخصيص على سبيل الترقي في فضل جوده اولا اجود على
الناس كلهم وثانيا جوده في رمضان على جوده في سائر اوقاته وثالثا جوده عند لقاء جبرئيل على جوده في
رمضان مطلقا ففيه تزايد وتفاضل باعتبار نفسه على سبيل الترقي فاعتبر ما نحن فيه بهذا ونظير ما نحن فيه
من طلب الزيادة اللهم زد هذا البيت تشريفا في حق بيت الله تعالى الحرام فان الدعاء بزيادة الشرف
مامور به ولم يقل احد ان ذلك ممتنع اقتضى فتامل ذلك وما قبله تجد هذا المنكر قد ارتكب في انكاره هنا من
عمايه وخبط خبط عشواء وليت ونيه سلم له كلا ان انكاره المباح بل الحسن والترقي عن ذلك الى جعله
كفرا خطأ عظيم واثم كبير جرمه فعليه عقوبته ذلك في الدنيا والآخرة انتهى قال العلامة الدمشقي رح في فتح العلوم
ما يقال من ان الانبياء عليهم السلام لا يحتاجون الى الاستمداد وان الكمالات حاصلة لهم بالفعل صريح
المكابرة اقول ان كمالات الانبياء عليهم السلام لا تتناهى كما يشير اليه قوله عليه السلام انه ليغان
على قلبي واني لاستغفر الله في اليوم والليلة اكثر من مائة مرة وهو صلى الله عليه وسلم دائم الترقي
فكلما وصل الى مقام هو اعلى وجد المقام الذي كان فيه ادنى فيستغفر الله منه وهلم جرا وقال
البوصيري في همزية المديح ۵ يتباهى بك العصور وتسمو ＊ بك عليا بعدها عليا ＊ يعني انه صلى الله
عليه وسلم كلما اتى عصر تباهى به على العصر الذي مضى بوجوده صلى الله عليه وسلم في العصر المستقبل
بكمال لم يكن عليه في العصر الماضي وكذلك تفتخر به مرتبة عليا بعد مرتبة عليا فهو صلى الله عليه وسلم
وكذلك سائر الانبياء عليهم السلام في الدنيا وفي البرزخ وفي الآخرة دائموا الترقي في الكمالات

وكيف لا وهم لا تناهي في الدنيا والبرزخ والآخرة ومعلوم ان ما لا يتناهى لا يدخل في الوجود كله دفعة وهو
فصدق قول العارف السرهندي قدس سره وما يقال من ان الانبياء عليهم السلام لا يحتاجون الى الاستمداد
يعني استمداد الكمال من ذوي الجلال وان الكمالات حاصلة لهم بالفعل فان ذلك مكابرة صريحة بلا شبهة لاقتضاء
ذلك نقصان مقامات الانبياء عليهم السلام لاقتضائه انحصار كمالاتهم وانقطاع امدادهم من الحق تعالى وانتفاء
قوله تعالى في العموم كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا اي ممنوعا عن احد واما
ما ذلك الا جهل محض عند المنصف المدقق قال فان قلت قد يكون ذلك في السكر قلت قد صرح بانه
انما يتكلم بالحقائق في الصحو لا كابي يزيد وامثاله فانهم قالوا في السكر وان السكر نقص وان الكمال في الصحو
وانه مقام الانبياء فلا يجوز حمل اقواله على انه قالها في السكر اقول الجواب مثل السؤال انتهى وكله افتراء
عليه فنقل ابن صرح وانما احتاج هذا العارف الى ذكر هذه الابحاث التي يعسر فهمها على الكثير من علماء الرسوم
لان المخاطبين بذلك عنده هم جماعته واصحابه الذين يعرف منهم الانتفاع به في سلوكهم في طريق الله تعالى
فانهم اصحاب الادراك الخاص الذي قدمنا بيانه لا ان المخاطب بذلك عنده غيرهم من علماء الرسوم الذين تمكنوا
في ادراكهم الخاص بهم من جمود الافهام والتباس الاوهام مما يشاركون فيه جميع العوام من اهل الاسلام
وغير اهل الاسلام ولكنهم يغلطون فيما لا يفهمون وكان لهم مندوحة عن الذم والاحتقار بان كان ذلك الى علم الواحد
القهار والارفع من شأنهم عند العوام بالتصريح عنهم ان لهم ارفع مقام ولا يعرف الكلام الا اهله ولا يعرف فضيلة
الفرع الا اصله قال ولما اوردوا عليه راغ روغان الثعلب وهرب الى غير مهرب فقال في المكتوب
الواحد والعشرين بعد المائة من المجلد الثالث ان السكر الخاص للعوام وان مرادنا بالصحو الصحو المتمزج بالسكر
وان صحو الخواص لا ينفك عنه غاية ما في الباب ان السكر مراتب كثيرة وكلما كثر السكر غلب الشطح فيقال له اذا
قررت ان مثل هذه الكلمات صدرت منك عن سكر فلم اثبتها ولم اثبتها في مكاتيب تقرأ في المحافل وتدعو اتباعك
الى اعتقاد ما فيها وقد كان الاوائل اذا صحوا من سكرهم استغفروا وتابوا عن مقالاتهم التي قالوها في السكر
ومحوها من دفاترهم وكل من ثبت من تلك الكلمات شيئا فانما هي التي قالوها في الصحو عن اذن الهي
اقول هذا مبني على عدم الامتياز بين الصحو والسكر والصحو المتمزج به مع ان المعترض يدعي فن التصوف
فعليه الف في السماء واه منك في الماء طول المقال يمل وطول الكلام ممل اما تعرف انه ما نسب انه قال
من مثل هذه الكلمات صدرت عن سكر افتراء محض نعم تجويز افشاء الاسرار والمباهات والافتخار واظهار الترجيح
على غيره يكون من بقايا السكر ولذا صاحب العوارف حمل الكلام المشتهر قدمي هذه على رقبة كل ولي الله
على اثر السكر ولما لم يعد منه كلام في السكر فليس فيها كلام قابل المحو وما اعترض عليها المعترض مبني على محو

فنبه على ما بينت وسنبين ان شاء الله تعالى لتظهر الصدق الحرى بالايمان والاذعان فرغ عنه واز الريب والزيغ الجالب للهوان وتهدم بيت الكفر الناشي من الطغيان فاخرجهم كل منكر خاسر والقم الحجر في فم كل جاحد قاصر القاصر بحجه في المواطن كلها وما الا عليك فانه مذموم ☆ المقالة الثالثة فيما بناه على المقدمة الثالثة

قال وبنى على المقدمة الثالثة بطلان دعواه ان الولاية المحمدية والابراهيمية لم تحصلا له صلى الله عليه وسلم الا بعد الف سنة برسالته فانه قال في المكتوب الثامن والثمانين من المجلد الثالث وجود العالم ونظامه كلاهما مربوط بالخلة وهي ابرك الاشياء وبركتها شاملة للوجود والعدم وهي بالاصالة مخصوصة بابراهيم صلى الله عليه وسلم ووراثتها ولاية ابراهيمية ولهذا كان يذكره النبي صلعم بالابوة بخلاف سائر الانبياء كان يذكرهم بالاخوة وما ذكر في الصلوة كما صليت على ابراهيم لعله سببه ان الوصول الى حضرة الذات تعالى وتقدس بدون توسط التعين الاول الوجودي وبدون التوسل بجميع الكمالات الابراهيمية غير متيسر لان اول قباب مرتبة الحضرة المقدسة هي لانها مرات غيب الغيب وليس لاحد بد عن توسطه فلذا امر خاتم الانبياء بمتابعته ليصل بتبعيته الى ولاية نفسه ومنها يجر الى حضرة الذات الاقدس انتهى وقال في المكتوب الرابع والتسعين ما حاصله ان التعين الاول هو التعين الوجودي فمنشأ الولاية الابراهيمية وفوق ذلك مرتبة الذات الاقدس لا يسع في شيء من التعينات لكن سترا ودع في مركز دائرة التعين الاول هو منشأ الولاية المحمدية وجمال محيط الدائرة يشبه الصباحة وجمال المركز يشبه الملاحة وهي فوق الصباحة فالوصول الى الملاحة انما يتصور بعد طي مراتب الصباحة وما لم يتيسر الوصول الى جميع المقامات الابراهيمية لا يمكن وصول الى الذروة العليا التي هي الولاية المحمدية ولا يتيسر ومن هنا امر النبي صلى الله عليه وآله وسلم بمتابعة ملة ابراهيم ليصل الى ولايته التي عبرنا عنها بالملاحة بتوسل الوصول الى الولاية الابراهيمية ولما لم يكن للنبي صلى الله عليه وسلم مناسبة بالولاية الابراهيمية لامكانه الطبعي نقطة مركز دائرة الولاية الخليلية وسيره مقصور على راس مركز تلك الدائرة فبالضرورة وصوله الى محيط الدائرة واكتساب كمالات ذلك المحيط تعسرت عليه لانه خلاف مقتضى طبيعته فلا بد من متوسط من افراد امته يكون له تعينيني في عين المركز وله من طريق آخر مناسبة بمحيط الدائرة ليكتسب ذلك الفرد كمالات تلك المرتبة الخليلية ويتحقق بحقيقته ثم بتوسطه يحصل للنبي صلى الله عليه وسلم تلك الكمالات ويتحقق بها فيتحققا بعد ذلك بكمالات مرتبة نفسه صلى الله عليه وسلم بمقتضى قوله من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها ومعنى كلامه انه لم يوجد هذا الفرد في الصحابة ولا في التابعين ولا فيمن بعدهم وانما وجد بعد الف سنة قال فجاء هذا الفرد يعني نفسه نائب محيط الدائرة وحصل الكمالات الابراهيمية وذكر في سر ذلك ان نقطة مركز دائرة ولاية الخلة التي امتازت عن سائر نقطها بالمحبية وان كانت بسيطة

لكنهما تتضمنها اعتباري المحبية والمحبوبية تصورت بصورة دائرة محيطها اعتبار المحبية ومركزها اعتبار المحبوبية وبعد الف سنة تتسع نقطة مركز هذه الدائرة الثانية وتتصور بصورة دائرة مركزها المحبوبية الصرفة ومحيطها المحبوبية الممتزجة بالمحبية ومركز الدائرة منشأ الولاية الاحمدية انتهى قال وانما حصلت له هذه المرتبة الثانية من الولاية الموسوية فحصل هذا الفرد الولاية العظمى الجامعة لكمالات المركز والمحيط فحصل للنبي صلى الله عليه وسلم بتوسط هذا الفرد كمالات محيط الدائرة وتيسرت له ولاية الخلة ثم حصلت له ولاية المحبوبية وهو ولاية صلى الله عليه وسلم وقبل دعاءه صلى الله عليه وسلم لقوله اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم بعد الف سنة انتهى حاصله وهذا كما ترى فيه خلاف الشرع من وجوه احدها مخالفة للاحاديث الدالة ان الخلة حصلت له في حياته بل ان الخلة الابراهيمية حصلت له ليلة مولده وان التي حصلت له ليلة المعراج وبعدها خلة اخرى فوق تلك الخلة واليها الاشارة في حديث الشفاعة العظمى ان ابراهيم عليه الصلوة والسلام يقول انما كنت خليلا من وراء وراء ثانيها انه صلى الله عليه وسلم ما كان حصل الكمال في حياته لان كماله متوقف بزعمه على حصول الكمال الابراهيمي وهو متوقف على توسط رجل من امته ولم يات هذا الفرد الا بعد الف سنة واذا كان لم تحصل له الولاية فكيف حصلت له النبوة وهي متاخرة عن حصول الولاية والله تعالى ...... لقوله اليوم اكملت لكم دينكم والاكمال الدين الاكمال فيه صلى الله عليه وسلم ثالثها الطعن على جميع الصحابة رضي الله تعالى عنهم حيث لم يوجد فيهم من يصلح لذلك التوسط لا ابو بكر ولا من بعده ولا جميع الصحابة من حيث المجموع رابعها سياتي قريبا في الفصل بعده ان بعد مضي الف سنة لا يبقى لجسده الشريف في زعم هذا الرجل لا عين ولا اثر فمن الذي يتصف بتلك الكمالات الحاصلة له والمعدوم لا يتصف بالكمالات على انه قد اثبت هذه المناسبة التي نال ما لتحقق بها لتحصيل الكمالات الابراهيمية اعني مناسبة بمحيط الدائرة للنبي صلى الله عليه وسلم الخ اقول كله مبني على عدم فهم كلام المجدد وصرح بان المعترض عرب بعض عبارات المكتوب وقد ترك منها ما يزيل الاوهام فانه افاد في المكتوب الثمانية والتسعين ان بين الخلة والمحبة عموم وخصوص الخلة عام والمحبة فرد كامل لها لان افراط الانس والالفة محبة وهي تقتضي التعلق وعدم القرار والسكون والخلة باسم الانس والالفة والمحبة بذلك الاقتضاء امتازت من سائر افراد الخلة فان فيها حزن وفي الخلة فرح وفرح وانس وانس ولذا اعطى الله تعالى لخليله اجر العمل في الدنيا والآخرة وقال في حقه وآتيناه اجره في الدنيا وانه في الآخرة لمن الصالحين ولما كان الحزن في المحبة كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم متواصل الحزن وقال عليه الصلوة والسلام اوذي

مبنی مشعر بالاولویة لانه کان فردا کاملا فی حصول المحبة فبمقتضی المحبة صار المحبوب جبلته محبا له ورد فی الحدیث
القدسی الاطال شوق الابرار الی لقائی وانا الیهم لاشد شوقا انتهی فلما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم
محبوبا کان خلیلا لان الخاص لایوجد بدون تحقق العام فالاعتراض الاول مبنی علی عدم فهم معنی
المحبة والخلة واما الاعتراض الثانی فجوابه ان المجدد رح افاد فی المکتوب الرابع والتسعین بما فحوبه انه اذا کانت
الملاحة فوق الصباحة فالوصول الی الملاحة بعد طے مراتب الصباحة ولا ینبغی الوصول الی حقیقة هذه الولایة
التی هی الذروة العلیا والولایة المحمدیة علیه الصلوة والسلام حتی یصل الی جمیع مقامات الولایة الابراهیمیة
ای جمیع المقامات التی یتوقف علیها حصول الولایة المحمدیة ومراده بالملاحة الولایة المحمدیة وبالصباحة الولایة
الابراهیمیة علیه الصلوة والسلام وبحقیقة هذه الولایة کنهها مع کنه جمیع فروعها والولایة المحمدیة صلی الله علیه
وآله وسلم اصل جمیع الولایات ومرجعها ومرکزها وفوقها وکل الولایات لجمیع الانبیاء والرسل علیهم الصلوة والسلام
مندرجة فیها وناشئة منها وهی کالاجزاء لولایته صلی الله علیه وآله وسلم ولکل جزء منها مقامات ومراتب
وکانت حاصلة لنبینا علیه الصلوة والسلام بعضها تفصیلا وبعضها اجمالا وکانت جمیع مقامات الولایة
الابراهیمیة حاصلة له صلی الله تعالی علیه وسلم تفصیلا الا بعض شیونها وهو کان حاصلا له صلی الله
تعالی علیه وآله وسلم مجملا ونسبة ذلك البعض الی الولایة المحمدیة کنسبة الورقة الی الشجرة والشعرة الی الانسان
والقطرة الی البحر بل اقل قلیلا فاذا لم تکن تلك الورقة والشعرة والقطرة فی الشجر والانسان والبحر
مع انها اجزاء منها لم یکونوا ناقصین لا فی الکل ولا فی الجزء فان حصلت تلك الورقة والشعرة والقطرة
لها بواسطة شئ لا یتصور انه کملها وکانت ناقصة وکذا لا یقال غیر المومن لمن لا یرفع الحجر والمدر عن الطریق
مع ان فی الحدیث الصحیح الایمان بضع وسبعون شعبة اعلاها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق
والحاصل ان لکل شئ اجزاء مقومة له واجزاء غیر مقومة له کالشعر للانسان والورقة للشجرة وتمامیة دائرة الخلة
بحصول الاجزاء الغیر المتقوم لا بحصول الاجزاء المتقوم وفی بعض المکاتیب من المجلد الثالث صرح بان الحقیقة
المحمدیة حقیقة الحقائق وغیرها اجزاء له صلی الله تعالی علیه وآله وسلم انتهی والعاقل تکفیه الاشارة ولهذا المرقوم
الاصل بمتابعة ملة ابراهیم صلی الله تعالی علیه وآله وسلم یحصل صلی الله تعالی علیه بوسیلة هذه المتابعة
حقیقة ولایته بمقدار فضله واستعداده صلی الله تعالی علیه وآله وسلم عند الله تعالی ومنها الی حقیقة ولایة التی
عبرت بالملاحة صلی الله تعالی علیه وآله وسلم المراد بحقیقتها کنهها مع کنه جمیع فروعها وشیونها کما مر وکان
لنبینا صلی الله تعالی علیه وآله وسلم مناسبة ذاتیة بمرکز دائرة ولایة الخلة التی هی اقرب الی حضرة اجمال
الذات وتجلیها الذی هو تفصیل کمال الذات تعالی اقول المراد بالمرکز الاصل والمرجع والمتقوم والمتمیز الطبیعی

تمام ورد ولاية كل نبي وولي جزء ولاية نبينا عليه الصلوة والسلام وكل نبي وولي وحصلت الولاية منها وهو صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم الكل وهو الكل نبي الطريق نقطية واستهلاك الظل في الاصل لا يكون له كمله واشار بالمركز
الى الواحدة والبساطة والقرب الى الاحدية فالم يتحقق بجمالات تلك الدائرة مفصلاً بقدر فضله عند الله سبحانه
بحصول ذلك الشان المجمل كما مر مع ان جميع المقامات والشيونات كانت حاصلة له صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم تفصيلا بمقدار فضله الا وذلك الشان الواحد المجمل لا تتم ولاية الخلة تفصيلا بمقدار فضله واستعداده
عند الله تعالى ولفظ لا تتم يدل على ان ولاية الخلة كانت حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مجملاً
ولهذا جاء في الصلوة المأثورة كما صليت على ابراهيم الى جار فيها كما صليت الى آخرها ومعناها اللهم
صل على محمد بمقدار فضله واستعداده عندك كما صليت على ابراهيم بمقدار فضله واستعداده عندك اي
اللهم اعط مرتبة خليلك محمد بمقدار فضله واستعداده عندك كما اعطيتها ابراهيم بمقدار فضله واستعداده عندك
حتى تتيسر كمالات الولاية الابراهيمية بتمامها له صلى الله عليه وآله وسلم مفصلا بمقدار فضله واستعداده عند الله
ولفظ بتمامها ايضا يدل على حصولها له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مجملا كما كانت حاصلة لصاحبها بمقدار فضله
واستعداده عند الله تعالى ولما كان المكان الطبعي للولاية المحمدية مركز دائرة ولاية الخليلية وسيره صلى الله
تعالى عليه وآله وسلم منه ودخوله فيها واكتساب كمالاتها اي اكتساب تفصيلها وخروجه ايضا مقصور
على تيسير المركزي فتلك الدائرة لتيسر خروجه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم منه ودخوله فيها واكتساب
كمالاتها اي اكتساب تفصيلها وهذه العبارة تدل على حصول الولاية المحمدية للنبي صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم وحصول الولاية المحمدية تدل على حصول الولاية الابراهيمية للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
لان تلك الولاية الابراهيمية موقوف عليها حصول الولاية المحمدية وحصول الموقوف يدل على حصول الموقوف
عليه ودخوله وخروجه منه خلاف مقتضى الطبيعة لانه الحيز الطبعي له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فلا بد ان
يكون فرد من امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم متوسطا كائنا بتبعيته له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
في عين ذلك المركز ومن طريق آخر له مناسبة بمحيط تلك الدائرة اشار بقوله من طريق آخر الى آخره
الى قول الصوفية بان كل ولي من امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم على قلب نبي من الانبياء
صلوات الله تعالى وسلامه على نبينا وعليهم وفي بحر المعاني قال النبي صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم ان لله تعالى قلوب ثلثمائة قلوبهم على قلب آدم عليه السلام ولله اربعون قلوبهم على قلب موسى
عليه السلام ولله سبعة قلوبهم على قلب ابراهيم عليه السلام ولله خمسة قلوبهم على قلب جبرئيل عليه السلام
ولله ثلثة قلوبهم على قلب ميكائيل عليه السلام ولله واحد قلبه على قلب اسرافيل عليه السلام وبهم يدفع الله تعالى

الكبار من هذه الامة حتى يكتسب كمالات تلك المرتبة التي هي ذلك الشان الجميل الغير المقوم وغير الموقوف عليه
الذي نسبته الى الولاية المحمدية كنسبة القطرة الى البحر وهذا الغزو بمنزلة الآلة كالسيف للمجاهدة فالقاطع هو المجاهد
ويسند القطع الى السيف مجازا ويتحقق بها النبي المتبوع بحكم من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها
بتوسط وصوله وخدمته تبعية نبيه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اليها تحقق بتلك الكمالات وهي تفصيل الخلة
بمقدار فضله وشرفه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عند الله تعالى ايضا وتتم مراتب الولاية الخليلية ومع
ذلك الشان الجميل الغير المقوم الذي كانت جميع مقامات الولاية حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
سواه والاعمال الصالحة للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قسمان قسم المباشرة بها وقسم غير المباشرة
بها وهو الاعمال الصالحة بمباشرة امته بها بموجب من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها وللنبي
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم تيسر كمالات محيط تلك الدائرة بمقدار فضله واستعداده عند الله تعالى
بحصول ذلك الشان الجميل وان كانت حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مفصلة غير ذلك الشان م
ونسبت الولاية الخليلية ايضا له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بالحاق ذلك الشان الجميل الغير المقوم الذي
يدل عليه لفظ انت ونسبته الى الولاية المحمدية كنسبة القطرة الى البحر ودعاء اللهم صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم قرن بالاجابة بمقدار فضله واستعداده بعد الف سنة بدعاء الامة لحصول ذلك
الشان الجميل الغير المقوم لا لغيره من الكمالات لانها كانت حاصلة له صلى الله عليه وآله وسلم مفصلة والكمالات
حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في السير في الله الآن ايضا لو تم فيوما الا ان السير في الله غير
متناه وكمالاته وفيوضه تعالى لا تحصى ولا تعد وبدعاء امته له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم افاض الله
عليه التجليات الغير المتناهية وللنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعد تمام ولاية الخلة سير وسلوك
ونشارة الذي اودع في المركز الذي عبر بالاحتة وفوض النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
حراسة امته ومحافظتها اليه لارشادهم الى صراط المستقيم في زمانه وهو مستغرق في مشاهدة جمال
غيب الغيب ولا يشتغل بالمحبوب والله تعالى اعلم حاصله ان للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
عروجا ونزولا فعروجه في حين حيوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم من عالم الشهادة الى عالم المثال
ومنه الى عالم الملكوت والارواح ومنه الى مرتبة الواحدية ومنها الى الوحدة وهي المسماة بالحقيقة المحمدية
وعالم الشيونات وهي مركزه وحقيقته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم واجمال ذاته تعالى وهذه المرتبة
خاصة لنبينا صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم ولبعض افراد امته صلى الله عليه وسلم نصيب منها
بطفيله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهذه العروج من عالم الكثرة الى الوحدة التي اقرب الى

ذاته تعالى وتنزله من الوحدة الى الكثرة والتفصيل الى عالم الشهادة لهداية امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
وكان هذان السيران للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وانما في حين حيوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
وجميع الكمالات الممكنة للبشر في الدنيا حاصلة له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بعضها بواسطة جبرئيل وغيره
من الملائكة قال الله تعالى علمه شديد القوى ذو مرة قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان روح القدس
نفث في روعي وبعضها بلا واسطة مع انه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم افضل من جبرئيل عليه السلام
وبعد انتقاله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الى عالم القدس والرفيق الاعلى له عروج فقط ومقره في
مركز دائرة الحلة الذي هو الوحدة وكانت حركته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في حين حيوته الى عالم
الشهادة قسرية لا طبعية والى عالم القدس طبعية ففوض حراسة امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
الى فرد من امته وله هذه المرتبة بطفيله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كما صرح الشيخ رحمة الله تعالى عليه
في المكتوب الواحد والعشرين والمائة من المجلد الثالث لا يظن احد ان السالك لا يحتاج الى النبي
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لانه كفر والحاد والدقيقة من الدقائق والمعرفة من المعارف التي لهؤلاء
القوم لا تحصل لهم الا بتوسطه ومتابعته وحيلولته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم سواء كانت مبتدئا او متوسطا
او منتهيا ؎ محال ست سعدي كه راه صفا ٭ توان رفت جز بر پئ مصطفا ٭ معنى البيت يا سعدي
هذا امر مستحيل ان يصل احد الى الطريق المستقيم بلا تبعية النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وما حصل لذلك
الفرد من الكمالات فهو له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وهو بمنزلة الآلة والخادم وفي المواهب في بيان
خصائصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قال الشافعي رح ما من خير يعمله احد من امته صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم الا والنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اصل فيه قال في تحقيق النصرة فجميع حسنات
المسلمين واعمالهم الصالحة في صحائف نبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم زيادة على ماله من الاجر
مع مضاعفة لا يحصرها الا الله تعالى لان كل مهتد وعامل الى يوم القيمة يحصل له اجره الى ان قال
وبهذا يجاب عن اشكال دعاء القاري له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بزيادة الشرف مع العلم بكماله
عليه الصلوة والسلام في سائر انواع الشرف انتهى وتاهيم الشيخ المجدد رحمة الله تعالى عليه ذلك الفرد من
امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وما قال انا ذلك الفرد فيمكن ان يكون ذلك الفرد الخضر والالياس
عليهما السلام او غيرهما وفي المواهب في بيان خصائص امته صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم
انهم سوى عيسى عليه السلام واحد من هذه الامة لما ذكر من وجوب اتباعه لنبينا صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم والحكم بشريعته باق الى ان قال وكذلك من يقول من العلماء بنبوة الخضر وحيوته في الاصالة الخ

نبي وانه باق الى اليوم فانه تابع لاحكام هذه الامة وكذلك الياس على اصحه نحو عبد الله القرطبي انه حي ايضا
وليس في الرسل من بعده رسول الا نبينا صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وكفى بهذا شرفا لهذه الامة
المحمدية زادها الله شرفا انتهى وما وقع في الشفاء والفتاوى من ان تنقيص النبي صلى الله تعالى عليه و
وآله وسلم كفر فهو بالنسبة الى ما هو غير كمالات الله تعالى وصفاته وتعليم النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
من جبرئيل عليه السلام الذي يدل عليه قوله تعالى علمه شديد القوى ذو مرة مع ان جبرئيل عليه السلام
مفضول والنبي عليه الصلوة والسلام افضل منه وكذا سجود الشيطان جميع اولاد بني آدم تحت قولهم
الا عيسى عليه السلام وكذا قوله صلى الله عليه وسلم انا اول من يرفع راسه بعد النفخة فاذا انا بموسى
اخذ بقائمة من قوائم العرش فلا ادري افاق قبلي ام جوزي بصعقة الطور رواه البخاري وفي البدور
السافرة للسيوطي رحمه الله تعالى عليه في بيان الصعقة وهذه الغشية للانبياء الا موسى فانه حصل فيه
تردد فان لم يحصل له فيكون قد حوسب بصعقة يوم الطور وهذه فضيلة عظيمة في حقه ولكن لا يوجب
افضليته على نبينا عليه الصلوة والسلام لان الشيء الجزئي لا يوجب امرا كليا انتهى وغيرها من الامثلة التي
يدل التفضيل المفضول على الفاضل ليست كلها من قبيل التنقيص المذموم وترقي الدرجات التي للنبي
عليه الصلوة والسلام يوما فيوما في البرزخ لا يدل على تنقيصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مع ان
كل درجة من الدرجات التي حصل له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اليوم اعلى مما قبله الى غير النهاية
فكيف يقال لمن يقول كل الدرجات التي حصلت له صلى الله عليه وسلم اليوم اعلى مما قبله وهو متصف
بجميع صفات الكمال انه تنقيصه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم والله اعلم وليس في كلام الشيخ المجدد
رحمه الله تعالى ما يدل على التنقيص وفي آخر مكتوب الرابع والتسعين من المجلد الثالث في جواب من توهم
من هذا الكلام في بيان الملاحة والخلة ان ذلك الفرد كمل النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم صرح بان ذلك
الفرد خادم وتابع للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كلما حصل له فهو من خزانته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
فان جاء العبد والخادم بهدية الى المخدوم وقبلها منه لا يلزم به نقصه وذكر لدفع هذا الوهم كلاما كثيرا فمن
اراد الوقوف عليه فليرجع الى مكتوبه ولدفع هذا الوهم تمثيل بهذه المسئلة المعقولة والمكشوفة بالمحسوسة زمان
تصور بستانا عظيما حوله سور وهو بمنزلة دائرة الخلة وقصرا مرتفعا في غاية الارتفاع في وسط هذا البستان
وهو بمنزلة المركز وقد دخل فيه النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وراى كلما فيه تفصيلا الاشيا قليلا
ثم ارتقى على ذلك القصر النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم واستغرق في مشاهدة جمال ذاته تعالى
فيه لا يتوجه ولا يلتفت الى البستان والسور الذي هو اسفل من مكانه العالي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم

وذلک الفرد من الجزاء والعبد یبلغ حقیقة هذا البستان والسید الیه صلی الله تعالی علیه وآله وسلم باعتبار بعض
الوجوه الذی هو مجمل کالملائکة السیاحین فی الارض یبلغونه صلی الله تعالی علیه وآله وسلم سلام الامة وصلواتهم
ویزید الله تعالی شرفه ودرجته بواسطة دعائهم وصلواتهم لو فهموا فلیس فیه نقص صلی الله تعالی علیه وآله
وسلم مع انه یعلم صلوة کل فرد من افراد الامة ویحصل ثوابها له صلی الله تعالی علیه وآله وسلم بواسطة الملائکة
والامة فافهم وروی احمد والنسائی والحاکم حدیث تبلیغ الملائکة صلوة الامة الیه صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
وترقی الدرجات للنبی علیه الصلوة والسلام فی البرزخ لو فهموا بسبب اعماله بنفسه صلی الله تعالی علیه وآله
وسلم لان الاعمال الصالحة للامة فهی فی الحقیقة اعماله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم تقتضی حدیث من سن
سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها کما هو ثابت وان فرضنا ان هذا البحث ینجر الی الفضل الجزئی فلا لزم المحذور
ایضا لانه جائز عند العلماء وان لم یفهمه الناس ویدل علی الفضل الجزئی احادیث کثیرة منها ما فی روایة الترمذی
قال النبی علیه الصلوة والسلام یقول الله تعالی المتحابون فی جلالی لهم منابر من نور یغبطهم النبیون والشهداء
وروی ابو داود عن عمر رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم ان من
عباد الله لاناسا ما هم بانبیاء ولا شهداء یغبطهم الانبیاء والشهداء یوم القیمة بمکانهم من الله تعالی
قالوا یا رسول الله تخبرنا من هم قال قوم تحابوا بروح الله من غیر ارحام بینهم ولا اموال یتعاطونها الحدیث
وعند من المشائخ رح ایضا اقوال تدل علی الفضل الجزئی وحصول مرتبة اعلی للنبی صلی الله تعالی علیه
وآله وسلم بدعاء امته منها قول الشیخ محی الدین بن العربی فی الفتوحات المکیة فی الباب التاسع والخمسین
وخمسمائة لانال الخلة محمد صلی الله تعالی علیه وآله وسلم صاحب الوسیلة فی جنة وما نالها الا بدعاء امته
وان امته منه فی الفضیلة ومع هذا بدعائهم کانت لمحمد الوسیلة والمدعو له ارفع من الداعی وفی موضع
آخر فی هذا الباب نال محمد صلی الله تعالی علیه وآله وسلم الوسیلة والخلة بدعاء امته ولذلک امرهم بالصلوة
علیه کما هو صلی الله تعالی علیه وآله وسلم امرهم ان یسألوا له الوسیلة انتهی وقال مولانا جلال الدوانی فی رسالة
فی بیان تشبیه کما صلیت علی ابراهیم ان تفضیل المفضول علی الفاضل باعتبار بعض الوجوه او فی الحدیث
لله تعالی عباد لیسوا بانبیاء یغبطهم الانبیاء انتهی ملخصا وفی البیضاوی فی تفسیر قوله تعالی قال له موسی
هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا ولا ینافی نبوته وکونه صاحب شریعة ان یتعلم من غیره ما لم یکن شرطا
فی ابواب الدین فان الرسول ینبغی ان یکون اعلم ممن ارسل الیه فیما بعث به من اصول الدین وفروعه
لا مطلقا انتهی والخضر نبی فی قول ولیس بنبی فی قول وعلیه اکثر العلماء کذا فی تفسیر الجلالین وفیه ایضا روی
[illegible] حدیث ان موسی اوحی الله الیه ان لی عبدا بمجمع البحرین هو اعلم منک انتهی وفی المواهب

روى احمد والدارمي والطبراني عن ابي عبيدة يا رسول الله احد خير منا اسلمنا معك وجاهدنا معك قال نعم قوم يكونون
من بعدكم يؤمنون بي ولم يروني واسناده حسن وصححه الحاكم انتهى وفي المشكوة عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده
قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اي الخلق اعجب اليكم ايمانا قالوا الملائكة قال وما لهم لا يؤمنون
وهم عند ربهم قالوا فالنبيون قال وما لهم لا يؤمنون والوحي ينزل عليهم قالوا فنحن قال وما لكم لا تؤمنون وانا بين اظهركم
قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعجب الخلق الي ايمانا لقوم يكونون من بعدي يجدون صحفا فيها كتاب
يؤمنون بما فيها وعن بريدة قال اصبح رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فدعا بلالا فقال بما سبقتني الى
الجنة ما دخلت الجنة الا سمعت خشخشتك امامي الحديث وفي شرح العقائد العضدية للجلال الدواني فان افضل
موضوعة للزيادة في معنى المصدر لوجه اعم من ان يكون بجميع الوجوه او بجميع صفات الفضائل من حيث
المجموع والذي وقع الخلاف فيه ههنا هو الرجحان بهذا الوجه اعني من حيث الثواب لا الرجحان من الوجوه
الاخر فلا ينافي ذلك رجحان الغير في احاد الفضائل الاخر لا في مجموع الفضائل من حيث المجموع وتمام
تفصيله في الحواشي الجديدة لنا على الشرح الجديد للتجريد انتهى واعلم ان حاصل كلام المجدد رح في بيان الخلة
ومراده منه ان مرتبة الخلة كلي وله حصص ولكل نبي عليه الصلوة والسلام حصة منها على قدر استعداده وشرفه
لانه اراد بها تفصيل كمالات ذات الله تعالى ولكل نبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم حاصل تفصيل كمالات
ذاته تعالى لقدر استعداده وشرفه وخص ابراهيم عليه السلام بالخلة لشهرته بها ولنبينا صلى الله تعالى عليه
وآله وسلم خلة على قدر استعداده وشرفه وهي اشرف واعلى درجة من الخلة التي لغيره صلى الله تعالى
عليه وآله وسلم من الانبياء والمراد بالصلوة في قوله اللهم صل على محمد كما صليت على ابراهيم الخلة والرحمة
معناه اللهم اعط الخلة والرحمة محمدا عليه الصلوة والسلام لقدر استعداده وشرفه عندك كما اعطيتها ابراهيم
عليه السلام لقدر استعداده وشرفه عندك ولنبينا صلى الله عليه وآله وسلم حصلت حصة الخلة في حين حيوته
وهي اشرف واعلى من الحصة التي لابراهيم عليه السلام باعمال نفسه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ولكنه
يترقى درجة الخلة والرحمة لنبينا عليه الصلوة والسلام يوما فيوما في البرزخ ايضا لانها غير متناهية باعماله
بنفسه لا بغيره وهي الاعمال الصالحة لامته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بموجب حديث من سن سنة
حسنة فله اجرها واجر من عمل بها والاعمال الصالحة لامته كلها سنة حسنة سنها النبي صلى الله عليه وآله وسلم
والآلة كذلك الا انه بحصول تلك الاعمال الصالحة للنبي صلى الله عليه وآله وسلم كالسكين للقاطع
فاسنادنا كسب كمالات حصة الخلة الى فرد من امته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اسناد مجازي كاسناد
القطع الى السكين ومقام النبي عليه الصلوة والسلام فوق مرتبة الخلة وهي الولاية المحمدية والمرتبة المحبوبية

وهي اشرف واعلى من الخلة ودعاء ذلك الفرد والامة بقول اللهم صل على محمد كما صليت على ابراهيم
لاتمام مرتبة الخلة للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بقدر استعداده وشرفه عند الله تعالى قرن بالاستجابة
وتم ودعاؤهم له صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لازدياد شرفه والرحمة والقرب في مرتبة المحبوبية ودرجة عند الله
تعالى بقول اللهم صل على محمد الخ ابدا الى يوم القيمة وهذه المعاني التي ذكرتها يدل عليها كلام المجدد رحمه الله تعالى
على بعضها بدلالة لفظية وعبارته وعلى بعضها بالاشارة واقتضائه ولا يخفى فهم هذه المعاني من كلامه على
سليم الطبع المنصف الذي استحضر من علم اصول الفقه والمعاني والبيان **واما الاعتراض الثالث**
فهو ايضا لغو البتة لانه ليس في عبارة المجدد رح طعن وكيف يطعن وهو اول العلماء في الهند من رد على
الشيعة ودفع الطعن من الصحابة الا ترى ان السلطان محمود فتح بلاد الهند فهل يكون طعنا على الصحابة و
اما الاعتراض الرابع فيظهر انه مبني على جهله **قال** في المكتوب الثامن والتسعين من المجلد الثالث
ان الولاية المحمدية وان كانت ناشية من مقام المحبوبية الا انه ليس هناك محبوبية صرفة بل فيه نشاة من
المحبية ايضا وهذا المزج وان لم يكن له بالاصالة لكنه يمنع من المحبوبية الصرفة وان الولاية الاحمدية ناشية
من صرف المحبوبية وليس فيها شائبة المحبية اصلا وهذه الولاية اسبق من الاولى واقدم مرحلة انتهى فيقال
له لم لا يجوز ان يكون للنبي باعتبار احمدية في مركز الدائرة التي محيطها الولاية الابراهيمية وباعتبار محمدية يكون
له مناسبة بمحيط الدائرة فيكتسب بتلك المناسبة الكمالات الابراهيمية ويتحقق بحقيقتها ثم يتحقق بحقيقة
كمالات نفسه ولا يحتاج الى توسط هذا الفرد الجائي بعد الف سنة ولا يمكنه ان يقول هذا مقتضى خلاف
طبيعة ان ذلك انما يتاتى في الاحمدية واما المحمدية فمقتضى طبعه الامتزاج والمناسبة باعترافه كما مر آنفا
والله اعلم **اقول** اما اولا فبانه ليس هذه العبارة في المكتوب الثامن والتسعين بل في الستة والتسعين
واما ثانيا فبان المركز والمحيط منوط على الملاحة والصباحة على ما هو مشروح في المكتوب الرابع والتسعين
واما معنى الاحتمال الذي ذكر فكله لغو لا طائل تحته **قال** ثم انه قد نفى تبعيته في حصول تلك الكمالات للنبي
وانكر وساطته له حقيقة وحكما وانما حصلت له بمحض فضل الله وان غيرة الله ابت ان يكون احد واسطة بينه
وبين الله تعالى حتى تتم قوله بحكم من سن سنة حسنة فما اجاب به في آخر هذا المكتوب في تنبيه من ان حصول
بعض الكمالات للنبي صلى الله عليه وسلم بتوسط فرد من افراد امته لا يلزم منه نقص النبي ولا يلزم مزية
لذلك الفرد لان ما حصل لذلك الفرد انما هو تبعية النبي فهو بمنزلة الخادم الذي يترتب الكسا الفاخرة
لمخدومه بصرف من خزانته مردود من وجه اخر اما انه قد انكر ان يكون حصل له هذه المرتبة تبعية ووساطة
كما مر وثانيها انه ما من هذه السنة الحسنة حتى يكون هذا الرجل تابعا له فيها وانما سنها هذا الرجل في حق

والنبی تابع له فیها فلا اجر اتباع النبی من علی زعمه الباطل وما ذکره من کونه بمنزلة الخازن یقال له ان کان ذلک من
خزانة الله فقد اثبت التقدم علیه حیث انک تسبب بوصول الخلعة الیه وان کان من خزانة النبی صلی الله علیه فقد
سلمت ان تکون تلک الخلعة فی خزانته حیث حکمت بقید حصول العوالاتین له وانها انما حصلت له بتوسطک فاین
المفر کلا لا وزر الی ربک المستقر وثالثها انه صلی الله علیه وسلم حین وجود هذا الرجل لم یبق من جسده لا عین ولا اثر
فی زعمه الفاسد کما مر والعجب انه تاخر القصاد م بهذا الکمال الی الف سنة وخامسها بلا توسط ابوبکر فی
ذلک او غیره من الصحابة او تبعهم المشهود لهم بالخیریة فی نص القرآن کنتم خیر امة اخرجت للناس وفی نص الحدیث
ان الله اختار اصحابی علی جمیع العالمین غیر الانبیاء والمرسلین الحدیث اقول کله مبنی علی عدم فهم کلام المجدد
رحمه الله اما اولا فبانه لما افاد فی المکتوب الرابع والتسعین من المجلد الثالث ان کل کمال تیسر لامته فهو
حاصل مبنی تلک الامة بحکم من سن سنة حسنة انتهی والظاهر ان کلمة من عامة تشمل النبی وغیره واما ثانیا
فبان المجدد رحمه الله انکر التبعیة والوساطة وان هذا الا افتراء واما ثانیا فبانه صلی الله علیه وسلم من نبوة
واما ثالثا فبانه وان کان کل الاشیاء من خزانة الله حقیقة لکن یقال فی هذه المقام باعتبار الظاهر انه
من خزانة النبی بحکم ذلک الحدیث واما رابعا فالقول باستفاد المجدد مبنی علی فهم المعترض واما خامسا فبانه
لا باس بتاخر الکمال الی الف سنة الا تری قال النبی صلی الله علیه وسلم اعطیت مفاتیح کنوز الارض و
قال وضعت مفاتیح کنوز الارض فی یدی وفی الصحیحین زویت لی الارض مشارقها ومغاربها وسیبلغ ملک
امتی ما زوی لی منها وفی روایة اخری ان الله زوی لی الارض مشارقها ومغاربها واعطی مفاتیح کنوز الارض
وجاء فی غیر احادیث الصحاح جاءنی جبرئیل بمفاتیح کنوز الارض علی فرس ابلق والظاهر ان الهند دخل فی بلاد
الاسلام بسعی مشکور من سلطان محمود الغزنوی والی الآن بلاد چین وخطا خارجة عن احاطة الاسلام
وستفتح فی عهد المهدی وعیسی علیهما السلام وفی جامع الصغیر خیر امتی عصابتان عصابة تغزو الهند وعصابة
تکون مع عیسی بن مریم قال الشیخ محی الدین عربی فی باب خمسمائة وتاسع وخمسین من الفتوحات
ومن ذلک ایضاح السبیل فی الحاق محمد بالخلیل اللهم صل علی محمد کما صلیت علی ابراهیم فی العالمین
فمن هذه الحالة من الابرار ومن المقربین این هذه العلامة من قوله انا سید الناس یوم القیمة وانه یفتح
باب الشفاعة ودون الجماعة للجماعة ومن الجماعة تخلیل بذلک المقام الجلیل کان لآدم السجود ولمحمد المقام
المحمود بمحض الشهود ودلالة شعری بل تقوم الخلة بکون رسالة محمد تعم کل ملة وبما اوتی من جوامع مناهج
الادلة ولاینال الخلة الامن سد من الامام الخلة محمد صاحب الوسیلة فی جنته وما نالها الا بدعاء امته اذن
امته منه فی الفضیلة مع هذا بدعائهم کانت لمحمد الوسیلة المدعو له انفع من الداعی لما ورد به من الصلوة

على محمد كالصلوة على ابراهيم المحافظ الزعمي فنحن الموصوفون العالمون بسيادته وخصوصيته عبادته فان المقام
المحمود من مقام السجود وسجد المقربين والابرار لبنا مقائم من التراب والاحجار فالمجد والطريف والتليد فمن تخصص
بالمقام المحمية واما ساد وسافانه قد ظهر مما قلنا انفا ان الكمالات كلها ما حصلت في عهد الخلفاء الراشدين
بل منها ما حصل بعده وبعضها متوقع الى عهد عيسى عليه السلام ولا باس به قال الشيخ الاكبر صاحب الفتوحات
في فصل المزدلفة قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد الموصوفون آله كما صليت على ابراهيم وما اختص الا بالخلة
فكما دعونا بها الرسول انشاء اجاب الله دعائنا فيه لنتخذ بعضنا بذلك فصلى الله عنه علينا بذلك عشر انعام قوم عن
نبيه من اما المكافاة عناية منه به وتشريفا لنا حيث لم تكمل المكافاة في ذلك لملك مليغره فقال النبي عند ذلك
لما حصلت الاجابة من الله فيما دعونا فيه لنبيه لو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا وفي رواية البخاري
لو كنت متخذا خليلا غير ربي لاتخذت ابا بكر خليلا ولكن صاحبكم يعني نفسه خليل الله ولو صحت له هذه الخلة من قبل دعاء
امته له بذلك لكان غير مفيد صلوتنا عليه او دعاءنا له بذلك فان قيل قد حصلت الخلة بدعاء الصحابة او الاموات
دعائنا ونحن مامورون في هذا الوقت بالصلوة عليه مع حصول الخلة فحكمنا حكم الاول فربما نال الخلة قبل دعاء
الصحابة وتكون نسبة دعائهم بها كدعائنا اليوم قلنا اما اولا فان حكم الخلة ما ظهر ههنا وانما يظهر ذلك في الآخرة
والحكم للمعنى لا يكون الا بعد حصول المعنى فمتى تم المعنى بمحل وجب حكمه لذلك المحل ففي الآخرة تنال الخلة نظرا
لحكمها هناك واما الذي يظهر ههنا منها اللوامع هذا هو الجواب الصحيح واما ثانيا فان كل نفس لها عند من محمد وهو الصورة التي في باطن
اعني في باطن كل انسان منه صلى الله عليه وسلم فهو في كل نفس بصورة معتقد فيه كل شخص فيدعو له بالصلوة
عليه المذكورة فتنال تلك الصورة المحمدية التي عنده تلك الحال المدعو بها بدعائه والصلوة عليه فما حصلت له
الخلة من هذا الوجه الابعد دعاء كل نفس وبهذا يجده اهل الله في كشفهم فاعلم ذلك قال ثم انه قال في هذا المكتوب
ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اختفى في خلوة غيب الغيب بعد وهذا الفرد المتوسط من امته يحرس الامة
ويحافظها فيقال لهذا الضال اي حراسة حرست بها واي تجديد جددت وليت شعري من لم يحرس لحيته
حيث حلقها تملقا في مجلس سلطان جهانگير كيف يحرس الامة اقول ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال
علماء امتي كانبياء بني اسرائيل ووجه التشبيه فيه ان العلماء العاملين يرشدون امته صلعم الى الطريق المستقيم
ويهدونهم الى سبيل معرفة الله تعالى العظيم كالانبياء فصح حراستهم للامة وهذا الفرد منهم وهو المشهور عند الصوفية
ان قطب الوقت وهو الغوث يحرس امته وكذلك الاوتاد والابدال والنجباء والنقباء والنبي كان دائما مستغرقا
في مشاهدة جمال ذاته تعالى في مقام قاب قوسين او ادنى خصوصا بعد انتقاله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
الى الملاء الاعلى وما توجه الى العالم السفلي بموجب ما زاغ البصر وما طغى ويزيد شرفه وقربه عند الله تعالى يوما فيوما

فان نوح حراسة امته الى فرد من امته فلا قدح فيه وكم من نبي اوذي من قومه فهذه سنة الله ولن تجد لسنة الله
تبديلا ؎ لا خيل عندك تهديها ولا مال * فليسعد النطق ان لم يسعد الحال * قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم
قوله ان النبي صلى الله عليه وسلم قد اختفى في خلوة غيب الغيب وهو رجوعه صلى الله عليه وآله وسلم الى حقيقته الاصلية
التي هي النور المخلوق اي المقدس من نور الحق تعالى فهو صلى الله تعالى عليه وآله وسلم روح الارواح لان الارواح
غيب الاجسام وهو صلى الله عليه وسلم غيب الارواح فهو في غيب الغيب لان نوره صلى الله عليه وسلم اول مخلوق
خلقه الله تعالى ولا يلزم من كونه صلى الله عليه وسلم في غيب الغيب ان لا يكون حيا في قبره فان حياته وقبره وكل
ذلك تعينات في حقيقته الاصلية التي خلق منها كل شيء وقوله وهو هذا الفرد متوسطا اي الذي هو بين الحقيقة
المحمدية التي هي في غيب الارواح وبين البشرية الظاهرة بالجسم في عالم الاجسام وهذا الفرد هو الوارث المحمدي
الذي يكون في كل عصر على قدم محمد صلى الله عليه وآله وسلم قال الشيخ الاكبر رضي الله عنه الاولياء على عدد
الانبياء فلا بد ان يكون في كل عصر مائة الف واربعة وعشرون الفا لا يزيدون ولا ينقصون لكل نبي ولي
فالفرد منهم هو الوارث المحمدي قوله بحراسة الامة اي هو ظاهر لذلك بالحال والقال ومحافظتها اي المحافظة
عليها والمحاماة عنها قد يكون ظاهرا وقد يكون مخفيا قال الشيخ الاكبر رضي الله عنه يشير الى ذلك من جملة ابياته
المبشرات ؎ ولله رجال ما لهم رجل * وهم يقيمون ما في الدهر من دول * لهم عنت وجوه الاملاك ساجدة
وما لهم اثر في علة العلل * قال ومن العجائب قوله في المكتوب الحادي عشر من المجلد الاول بعد ان ذكر
مقاماته قال من عليه الخلفاء قال ولهذا الطريق ان احدها رؤية النقص حتى انه يرى كل من في العالم حتى الكافر الافرنجي
او الملحد الزنديق افضل من نفسه ويرى نفسه اسوء منهم فيقال له كيف يرى الكافر افضل من المؤمن فان المؤمن لو
لا من الاعمال واساسها هو الايمان والكافر اعماله كسراب بقيعة وان شك في ايمان نفسه فقد كفر والكافر باعتبار
الموافاة يحتمل الكافر يرزق الايمان وهو يسلبه فهذا هو لا يظن بالله ويأس من رحمة الله بالنظر الى نفسه وهما
ان لم يكونا كفرا فلا شك انهما كبيرتان ومما يجوز ان يسلم الكافر والملحد الزنديق فكذلك يجوز ان يجيء اسلامه بل هو
اولى لان الاصل بقاءه وبقاء كفر الكافر وغاية التجويز العقلي المساواة لا الافضلية وليت الولاية التي تكون الكفر
والالحاد والزندقة خيرا منها اقول اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تحاسدوا ولا
تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا فاعلم ان المكتوب المذكور ارسله المجدد رح الى شيخه مولانا باقي بالله
رحمه الله فكتب فيه حاله كما هو شان المريدين الاطلاع على وارداتهم وحالاتهم فتحرير فيه ما عند الطائفة
النقشبندية المجددية امر مسلم والاعتراض عليه مبني على عدم الاطلاع على اصطلاحاتهم فمن المقررات
عندهم ان حقائق الممكنات مركبة من اعدام اضافية وظلال صفات حقيقية يعني ان الاعدام لما تقابل

الاسماء والصفات حصل لها مرتبة الثبوت في علم الهي فصار مرايا انوار الاسماء والصفات ومبادي تعينات العالم ووجود الوجود ظلي فتركيبها من الوجود والعدم صار ومنشاء آثار الخير والشر فبالعدم الذاتي يكسبون الشر وبالوجود الظلي يكسبون الخير ومن نظائره ان في عالم الحس لما ينظر المرء على مرآة مصفاة مقابل من انوار الشمس يلاحظ انوار الشمس والمرآة مختفي بخلاف غير هذه الحالة فعند فقدان محاذاة الشمس يترأى المرآة كما هي هي فالصوفي اذا ينظر الاشياء الشريفة والحسنة يقع نظره على وجود مظاهر يتبرأ منها واذا ينظر نفسه يقع نظره على العدم الذاتي الذي هو منشاء الشر ويجدها خالية من الخير والكمال المستعارين اكتسبها من الوجود فلاجل ان يراها اخبثية من الكافر وسائر الاشياء الخبيثة فالصوفي الكامل لا ينسب الخير والشر الى نفسه بل يخليه مستعارا وهذا معنى الفناء التام وحاصل الشهود وان نظر الى الوجود والانوار دون العدم فيدعي هو جوئے انا الحق كما ادعى حسين ابن منصور رحمه الله تعالى على رؤس الاشهاد فهو في حالة السكر نظر الى جانب الوجود وما نظر العدم فوقع مثله عن بعض اكابر الاولياء الا من عصمه الله تعالى ببركة حبيبه صلى الله عليه وسلم قال المجدد رح في مكتوب الثامن والثنين وعشرين ان في الكافر نورانية بواسطة عالم الاشتراج عالم الامر والخلق ومآل هذا الاشتراج في العارف الكامل انتهى ونعم ما قيل ان صدور الاحرار كنوز الاسرار فالقول بالاخبثية من الكافر مبني على هذا الاصطلاح وليس المراد ان الاخبثية العارف من الكافر بكفر الكافر وايمان العارف العياذ بالله تعالى فهذا الاصطلاح فتح باب الحق الظاهر على وجه كل معاند مكابر كالبرزنجي فلم يبق لاحد من ارباب الانصاف مجال الغمز ومساغ اللعن والطعن فلم يكن التكفير سمة وان كان البرزنجي في عين ابيها حسنة ع يا جبل نعمان بالله خليا * نسيم الصبا يخلص الى نسيمها * فعليك الانصاف والتجنب عن الاعتساف فعلل الافهام اشد من علل الاجسام وطعن اللسان اشد من طعن السنان ع فذا دواء الهموم مجرب * فاسمع مقالة ناصح لك قد نصح

المقالة الرابعة فيما بناه على المقدمة الرابعة

قال ومبني على المقدمة الرابعة بطلان دعواه فناء جسده صلى الله عليه وسلم بعد الف سنة وانقطاع عبادة ابدانهم وتعذر الافادة والاستفادة بينهم وبين امتهم فقد قال في المكتوب السادس والتسعين من المجلد الثالث ان لمحمد صلى الله عليه وسلم طوقي عبودية يعني حلقتي الميم وهما اشارتان الى تعينين احدهما التعين الجسدي وهو بشرية والثاني التعين الروحي وهو ملكية ولما فتر التعين الجسدي بالموت قوي التعين الروحي لكن كان للتعين الجسدي بقية فلما مضى الف سنة زالت تلك البقية ولم يبق للتعين الجسدي اثر فانقطع طوق عبودية جسده وطرء عليه الزوال والفناء فقام الف الالوهية مقامه فصار محمد احمد ثم تنقلت الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية انتهى الغرض منه ففي هذا الكلام وجوه من الكفر والضلالة احدها في تصريحه بفناء جسده الشريف صلى الله عليه وآله وسلم وقد دلت الاحاديث ببقاء اجساد الانبياء ثانيها تصريحه بانقطاع

المقالة الرابعة في فناء بدنه

عبادته الجسدية وان الانبياء احياء في قبورهم يصلون وان عباداتهم لا تنقطع في البرزخ انتهى. قوله قام
الف الالوهية مقامه ان كان المراد ان العبد صار الها وانقلبت العبودية الوهية فهذا هو الكفر الصراح وان
كان المراد ان العبد فني وبقي الاله فالعبد هو مجموع الروح والجسد لا الجسد وحده حتى يلزم القبائح فناء العبودية
وان كان المراد انه تركب من الالوهية والعبودية فهذا اعجب واعجب فان هذا الرجل لا يقول بوحدة الوجود حتى يقول
بشهود وجه الله في جميع الكائنات **اقول** يا اردأ من مار همدان ثم اعلم ان مبنى الاعتراضات على حمل الفناء
بمعناه المتعارف المشهور وهو في اصطلاح المتصوفين عدم الاحساس بعالم الملك والملكوت بالاستغراق
في عظمة الباري ومشاهدة الحق واليه اشار المشائخ بقولهم الفقر سواد الوجه في الدارين يعني الفناء في العالمين
والظاهر ان ارباب العلوم ينطقون حسب اصطلاحهم فانتساب الكفر بناء الفاسد على الفاسد فاذا استبد الانسان
برائه عميت عليه المراشد. **اما ازاحة الاعتراض الاول** فبانه ما قال المجدد رح بفناء الجسد فان هذا الافتراء
بلا امتراء فمعنى حمل الفناء على المعنى المصطلح عند المتصوفين يكون المعنى عدم احساسه بعالم الملك والملكوت
واستغراقه في عظمة الباري ومشاهدة الحق واللاهوت وغيره ومنقبته لا منقصته والحوادث لا يبطلها اما ترى
انه قال في آخر المكتوب المذكور بما تعريبه ان الفناء والبقاء اللذين في الولاية بما مر بوطه فناء وبقاء شهوديان
فان كان الفناء والزوال فهو باعتبار النظر وان كان البقاء والثبات فهو ايضا بهذا الاعتبار فالصفات البشرية
مستترة ومنخلعة عن الجسد منضمة بالروح وفي ذلك البقاء العبد لا يكون معبودا الا انه يتقرب به قربانا ما ويبعد
عن الاحكام البشرية فهذا العروج يوصله الى الذروة العليا حتى لا يكون الغيرية فيهبط النور الذي
يقع على الامة بواسطة البشرية وينقل التوحيد الذي كان مبذولا عليها لانه مصروف بالمحبوب ومن هنا
يستولي الكفر والبدعة بعد الالف ويضمحل نور الاسلام والسنة انتهى **واما ازاحة الاعتراض الثاني**
فبانه اخرج من حمالة الحطب لان المجدد رح ما قاله **واما ازاحة الاعتراض الثالث** فبانه لا ضرورة الى
تبيين المراد من مقالة نفسه انما يبين القائل مراده فان المجدد رح قال وانقلبت الولاية المحمدية الى الولاية الاحمدية
فليس المراد ان العبد فني وبقي الاله ولا انه مركب من الالوهية والعبودية ليحتاج الى القول بوحدة الوجود
بل ههنا بيان صيرورة الحقيقة المحمدية حقيقة احمدية على ما سياتي تفصيله قال العلامة الدمشقي في تحفة العلوم
قوله قام الف الالوهية مقامه ومراده بالف الالوهية الالف التي هي اصل جميع الحروف فانها لا تسمى حرفا لعدم
انحرافها لانها مستقيمة فاذا انحرفت فهي جميع الحروف وجميع الحروف انحرافات حقيقتها الالف وهذه الانحرافات
كلها في آن واحد ووقت واحد ولهذا سميت الفا لتاليف الحروف كلها منها وسميت حروفا لانحرافها الى جهات
مختلفة وهو قوله تعالى اينما تولوا فثم وجه الله وقوله كل شيء هالك الا وجهه ولا اظن انك تفهم شيئا من هذه المعاني

فضلا عن وجدانه وذوقه فاياك ان تكون ممن قال تعالى لهم وتجعلون رزقكم انكم تكذبون **قال** وقال في المكتوب التاسع والمائتين ان نبوته صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لا تتعلق بنشاته العنصرية باعتبار الحقيقة المحمدية بل باعتبار الحقيقتين الاحمدية والمحمدية لكن غلبت نشاته العنصرية المحمدية على الملكية الاحمدية لتحصيل المناسبة بينه وبين الامة والافادة والاستفادة والابتداء امر بقول انا بشر مثلكم فالد البشرية بما لهم وللبعد زمانه عن النشاة العنصرية غلب جانب الروحانية ونقص جانب البشرية ونقص نورانية الدعوة وغلبت الظلمة فلما مضى من رحلته الف سنة غلب جانب الروحانية وعدمت البشرية ونقصت فصبغ عالم الامر فبالضرورة رجع عالم خلقه الى عالم الامر واتحدت المحمدية بالاحمدية انتهى فكانه يقول لما ترقى الجسد الشريف في زعمه الباطل عدمت البشرية التي هي شرط في دعوة الامة وانتفت المناسبة بين الرسول والامة وتعذرت بينهما الافادة والاستفادة فاحتاج الامر الى فرد يكون في الصورة البشرية حتى يدعو الناس الى الله ويمكنه الارشاد والتربية ويتاتى الافادة والاستفادة فكان هو ذلك الفرد ولا يمكن ان يكون ذلك المهدي لانه لم يولد ولا عيسى لانه اذ ذاك روحانية غالبة على البشرية وهذا معنى قوله السابق في الفصل الاول ان المراد بالحقيقة الكعبة الاحمدية التي هي تعينه الامكاني الامري وبالحقيقة المحمدية تعينه الامكاني الخلقي فبعد مضي الف سنة تغلب الروحانية التي للاحمدية على البشرية التي كانت للمحمدية فتنصبغ عالم خلقه بصبغ عالم امره ثم ما رجع من خلقه الى المحمدية يعرج حتى يلتحق بالاحمدية ويتحدان وقال في موضع آخر ان المحمدية تبقى متاخرة حتى ياتي عيسى فيعرج اليها فينزلها فكانه يقول اذا تغلب بشريته فيوجد المناسبة بينه وبين الامة ويتاتى الافادة والاستفادة واما قبل ذلك فلا يصلح للارشاد لغلبة روحانيته فوجب ان يكون ذلك الفرد هو بزعمه فيقال له يا جاهل ان كان الموت هو السبب في فناء بشريته فقد وجد السبب فوجب ان يوجد المسبب عقيبه بلا فصل وان كان البلى كما في زعمك الباطل ان الانبياء تبلى اجسامهم والعياذ بالله وجوزت تطرق الفناء والبلى الى جسده صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فالبلى لا يتاخر الى الف سنة ولا الى مائة سنة ولا سيما في ارض المدينة الشريفة كما هو مشاهد فكيف تاخر الى الف سنة ولعله تتصل النوبة اليه من بين جميع الامة ثم ان جميع ذلك خلاف الاحاديث الكثيرة الشهيرة الدالة على انه صلى الله عليه وسلم حي وان بشريته باقية وان رسالته مستمرة وان امداده لامته متصل وان اهتمامه بامر الامة من الاستغفار لهم متكامل فكذب ذلك كفر **اقول** ان كلام المجدد رح صاف عن غبار الاعتراضات الواهية الواردة عليه فلنذكر هنا اصطلاحه ليتضح الامر ويندفع الشبهة فحاصله ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم مركب من عالم الخلق وهو ما قبل الخرق

والتجزي والانقسام وهو من عالم الامر وهو ما لا يقبل الخرق والتجزي والالتيام ورب عالم خلقه صلى الله عليه وسلم
العليم ورب عالم امره صلى الله عليه وآله وسلم شان العليم ومنشاؤه الحقيقة المحمدية عبارة ههنا عن الحقيقة الامكانية
العنصرية والحقيقة الاحمدية كناية عن تلك الامكانية النورانية والنبي صلى الله عليه وسلم باعتبار عالم امره مربي
عالم الملكوت السموات والارض وباعتبار عالم خلقه يرشد العالم العنصري لمناسبة عالم خلقه البشرية بالعالم العنصري
وبعد انتقاله صلى الله عليه وسلم عن العالم العنصري الى العالم الروحاني انتقص هذه المناسبة بسبب انتقاص
آثار النشأة العنصرية كالاكل والشرب والنوم والمرض وغير ذلك من الصفات الجسمية العنصرية وبقي فيه
من الصفات البشرية التوجه الى العالم السفلي للارشاد والسنة وبعد مضي الزمان المديد زال ذلك التوجه والالتفات
الى العالم العنصري ايضا وهو المراد عنده بفناء جسمه صلى الله عليه وآله وسلم لا الهيكل المخصوص الجسدي
واستغرق في بحر مشاهدة جمال ذاته تعالى والمراد بالفناء ما اراده القاضي عياض رح في الشفاء في القسم
الثالث فيما يجب للنبي صلى الله عليه وسلم وما يستحيل او يجوز عليه فظواهرهم واجسادهم وبنيتهم متصفة باوصاف
البشر طارئ عليها ما يطرأ على البشر من الاعراض والاسقام والموت والفناء ونعوت الانسانية وارواحهم
وبواطنهم متصفة باعلى من اوصاف البشر متعلقة بالملأ الاعلى انتهى والاولياء لا يتوجهون الى نعمة الجنة
من الاكل والشرب ومرادهم في الجنة رضاء الله تعالى ولقاءه تعالى فكيف يلتفتون الى النعمة الدنيوية
الجسمية وغلب روحانيته صلى الله عليه وسلم على جسمانيته وقرب الجسمانية الى الروحانية وهذا معنى عروج
الحقيقة المحمدية وبلحاقها بالحقيقة الاحمدية وعلو مكانه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم مع انه جسده الشريف
باق على حاله ولم يبل منه شيء والمراد بعروج سيدنا عيسى عليه السلام بعد نزوله الى المقام المحمدية اقامته بمقامه
لارشاد السنة وترويج شريعته صلى الله عليه وآله وسلم بتبعيته له صلى الله عليه وآله وسلم كما كان النبي من قبل
عروج حقيقته يهدي الخلائق ويرشدهم وبعد ارتحاله الى العالم القدس والرفيق الاعلى انتقص نورانية
هدايته وارشاده وظهرت الظلمة ولهذا قال بعض اصحابه ما فرغت من دفنه الا وقد وجدت قلبي متغيرا كما
ورد في الحديث في رواية الترمذي عن انس ما نفضنا ايدينا عن التراب وانا لفي دفنه حتى انكرنا قلوبنا
ويدل على هذا المراد من زوال الجسد قوله في المكتوب التاسع والمائتين من المجلد الاول متى مضى
الف سنة غلب جانب روحانيته على البشرية يعني صفات جسده على نهج لون تمام جانب البشرية
بلون نفس الروح ونصبغ عالم خلقه بصبغ عالم الامر انتهى والمراد بقوله واخذ من طوق العبودية انقطع
الحقيقة الاحمدية مظهر اسم الله المستجمع لجميع صفات الكمال ومرتبة هذا القرب من الله تعالى افضل من التوجه
الى العالم السفلي ولا يصح قول المعترض فيفسر لها فكانه يقول انه رح تغلب بشرية فتوجد المناسبة بينه وبين الا

الى آخره لانه ما قال هذا ولم نفهم من كلامه فمن اين يفتري ذلك بل قال في المكتوب المذكور بما تعريبه لما ينزل عيسى عليه السلام من مقامه العروج الى مقام الحقيقة المحمدية ويصل اليه تبعية للنبي صلى الله عليه وسلم ويقفو هي دينه انتهى والمراد بزوال اثر التعين الجسدي بعد مضي الف سنة كما احد طوق العبودية وهو عبارة عن الميم الاول من اسم محمد واقامة الف الالوهية مقامه والانخلاع من الجسد الى الروح وزوال هذا التوجه الى العالم السفلي للارشاد والتفاته صلى الله عليه وسلم اليه الابلاد الجسد كما مر بيانه في الفص غاية الامر ان هذه المسئلة كشفية وامر ورد الرواية فيها ما قال العلامة الدمشقي في نتيجة العلوم قوله ان نبوة صلى الله عليه وآله وسلم تتعلق بنشاة العنصرية تحصيل المناسبة بينه وبين الامة كما قال تعالى قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي وتتاتى الافادة والاستفادة كما قال تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم وتقرير الكلام واما مقام الولاية الخاصة به صلى الله عليه وسلم وهي مقام فردانيته فهي تتعلق بروحه الشريفة التي هي روح الارواح كلها قوله ومن هنا اي ومن مناسبة ما ذكرناه هنا انهم لم يستغنوا عن الشرائع المتقدمة ان بعد كل الف سنة من رحلة كل واحد من اولى العزم من الرسل العظام يبعث رسول آخر ومراده ان هذا الامر كان في الامم الماضية وفي هذه الامة صارت الافراد المجددون لهذا الدين قائمين مقام الانبياء لانهم ورثة الانبياء رضي الله تعالى عنهم فهذه الامة مصاً في كل مائة سنة يكون ذلك التجديد كما ورد في الحديث السابق انتهى فقول البرزنجي بالكفر مبني على زعمه الباطل فالآن افصح الحق الصائب وقد رجم كل معاند خائب بالشهاب الثاقب ولا يبالي اللوم عاذل والعائبون وقول ان صبت لقد اصابوا **المقالة الخامسة في ما بناه على المقدمة الخامسة** **قال** ومبني على المقدمة الخامسة دعواه التفوق على الصديق رضي الله تعالى عنه وعلى بقية الصحابة رضي الله تعالى عنهم اجمعين فقد قال في المكتوب الحادي عشر من المجلد الاول المقام الذي كنت رايت نفسي فيه لما لاحظته رايت الخلفاء الثلاثة قد عبروا عليه الى انه قال في آخره ما لاحظته ذلك المقام مرة ثانية رايت مقامات آخر بعضها فوق بعض ولما وصلت الى مقام فوق المقام السابق علمت انه مقام ذي النورين رضي الله عنه وقد مر عليه بقية الخلفاء وهذا المقام ايضا مقام التكميل والارشاد وهكذا مقامان فوق ذلك سنذكرهما وظهر لي فوق هذا المقام مقام آخر فلما وصلت اليه علمت انه مقام الفاروق رضي الله عنه وقد مر عليه بقية الخلفاء وفوقه مقام آخر هو مقام الصديق الاكبر رضي الله تعالى عنه وقد مر عليه بقية الخلفاء وفوقه لا اعرف مقاما الا مقام الرسول صلى الله عليه وآله وسلم وظهر لي في محاذاة مقام الصديق مقام آخر اعظم منه والنور لم يقع نظري عليه مثله قط وكان ارفع من مقام الصديق ارتفاع الصفة عن وجه الارض وعلمت ان ذلك مقام المحبوبين وذلك المقام ملون منقش ورايت نفسي منقشا ملونا من انعكاس ذلك المقام

في ووجدت نفسي لطيفا في لون الهواء وقطعة غيم منتشر في الآفاق ورأيت حضرت الشيخ الكبير في مقام
الصديق ورأيت نفسي في ذلك المقام المحاذي له المذكور انتهى فهذا دعوى منه بان مقامه ارفع من مقام
الصديق وتقدم في المقدمة الرابعة انه ليس احد بعد الانبياء والمرسلين افضل منه ولا احد بينه وبين رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقد ذكر الشيخ الكبير الشهاب السهروردي نقلا عن الجنيد ان مقام حق اليقين مقام ابي بكر
الصديق رضي الله تعالى عنه اقول قال الشيخ غفر له الداود البلجرامي في سبحة المرجان في آثار هندوستان
واستدل العلماء بهذا القول على ان الشيخ المجدد يدعي ان مقامه فوق مقام الصديق الاكبر رضي الله عنه
فشددوا النطاق على خصامه وحضروه عند السلطان جهانگير والي الهند وقال السلطان للشيخ المجدد
سمعت انكم كتبتم ان مرتبتكم فوق مرتبة الصديق الاكبر رضي الله عنه فاجاب الشيخ المجدد انكم تطلبون الادنى
من خدامكم عندكم لاجل خدمة فتتخطفون عليه وتمرون حديثا اليه فلا بد ان يصل اليكم ذلك الادنى

[illegible]

بعد في مقامات الامراء ثم يرجع الى محل يليق به ولا يلزم من هذا ان يكون مرتبة هذا الادنى فوق مرتبة الامراء
فسكت السلطان بهذا الجواب وطوى كشحه عن العتاب وفي هذه الاثناء عرض رجل من الحضار على السلطان
ان اتم تكبير هذا الشيخ ما سجد لكم مع انكم ظل الله وخليفته بل هو عمل تواضعا معمولا بين الناس فغضب عليه السلطان
وحبسه في گواليار بضم الكاف الفارسية والواو والالف وكسر اللام والتحتانية والالف والراء الساكنة وهي قلعة
حصينة شهيرة في الهند واليه اشير في قول شعر لاسه لقد برع الاقران في الهند ساطع * ودهقان العشق
بالمعروف * فلا عجب ان صاده متقنص * الم تر في الاسلاف قيد المجدد * وكان السلطان شاه جهان بن السلطان
جهانگير مخلصا لجناب الشيخ وقبل ان يحضر الشيخ عند السلطان ارسل شاه جهان رسولين افضلخان والخواجه
عبد الرحمان المفتي مع بعض كتب الفقه الى الشيخ وقال جوز العلماء سجدة التحية للسلاطين فانتم ان تسجدوا السلطان
عند الملاقات فانا ضامن ان لا يصل اليكم ضرر من السلطان فلم يقبل الشيخ وقال هذه رخصة والعزيمة ان لا يسجد
لغير الله سبحانه وقد اجيب عما يرد على كلامه الذي مضى باجوبة منها انه قال الشيخ في كلامه وجدت نفسي طويته
منعكسة بانعكاس ذلك المقام وما قال وصلت وبين الوجدان والوصول بون بعيد رب فقير يجد نفسه في
في حالة السكر سلطانا وهو ما شم رائحة من السلطنة ومنها انه قال وجدت نفسي طويته بانعكاس ذلك المقام
لا في ذلك المقام كما ان الشمس مقامها الفلك الرابع وضوءها يقع على الارض وبهذا لا يصل الى مقام الشمس
ومنها انه قال الشيخ المجدد قدس سره في بعض مكتوباته ومن اغلاط الصوفية ان السالك في مقامات
العروج ربما يجد نفسه فوق من هو افضل منه بالاجماع بل ربما يقع هذا الاشتباه بالنسبة الى الانبياء
الذين هم افضل الخلائق قطعا عليهم الصلوات والتسليمات فمنشاء غلط البعض ان كلا من الانبياء
والاولياء عروجهم اولا الى الاسماء التي هي مبادي تعينات وجودهم وتحقق بهذا العروج اسم الولاية
لهم وعروجهم ثانيا في تلك الاسماء ومنها الى ما شاء الله سبحانه ومع هذا العروج مادي كل منهم ذلك الاسم
الذي هو مبدء التعين الوجودي له ثم من يطلبهم في مقامات العروج يجدهم في تلك الاسماء على
الاكثر لان الامكنة الطبعية لهم في مراتب العروج من تلك الاسماء والعروج والهبوط من تلك الاسماء
بعروض العوارض فالسالك الخالي الفطرة اذا يقع سيره فوق تلك الاسماء فلا جرم يصعد فوق اسم
من هو افضل منه ويحدث له توهم فضيلة نفسه منه العياذ بالله سبحانه من ان يزيل ذلك التوهم اليقين
السابق ويحدث الاشتباه في افضلية الانبياء عليهم الصلوات والتسليمات واولوية اولياء الذين هم
افضل الناس بالاجماع وهذا المقام من مزال الاقدام ولا يعلم ذلك السالك ان هؤلاء الاكابر عرجوا
الى معارج لا نهاية لها ووصلوا الى فوق الفوق وايضا لا يعلم ان تلك الاسماء امكنة طبعية لهم ولـ

ايضا ثم مكان ظن البرزنجي هو ادون من تلك الاسماء وانزل منها لان افضلية كل شخص باعتبار اقدمية
اسمه الذي هو مبدء تعينه ومن هذا القبيل ما قاله الشيخ ابن العارف في مقامات العروج ربما الاجد البرزخية
الكبرى حائلة ويترقى بالاد وسطتها وكان مرشدنا الخواجه عبد الباقي يقول ان الفرقة المبصرية من تلك الجماعة
وهولاء الجماعة وقت عروجهم اذا يمرون فوق الاسم الذي هو مبدء تعين البرزخية الكبرى سيتوهمون ان البرزخية
الكبرى ليست بحائلة والمراد بالبرزخية الكبرى حضرة الرسالة الخاتمية عليه وعلى آله الصلوات والتسليمات
وحقيقة المعاملة امر آخر قبيل ومنشاء غلط البعض ان سير السالك يقع في اسم هو مبدء تعينه وذلك
الاسم جامع لجميع الاسماء على سبيل الاجمال وجامعية لجامعية ذلك الاسم فلا بد ان يقع في سيره اسماء
هي تعينات المشائخ الاخر على سبيل الاجمال ويمر على كل منها الى ان يصل الى منتهى اسمه وحينئذ يتوهم
فوقية نفسه عليهم ولا يعلم ان ما راى من مقامات هولاء ومر عليها انموذج من مقاماتهم لا حقيقتها وهو يجد نفسه
في هذا المقام جامعا ويجد الآخرين اجزاء نفسه لا جرم يتوهم اولوية نفسه في هذا المقام يقول الشيخ البسطامي لوائي
ارفع من لواء محمد ولا يعلم من غلبة السكر ان لواءه ليس بارفع من نفس لواء محمد بل من انموذجه الذي صار
مشهودا في ضمن حقيقة اسمه ومن هذا القبيل ما قال هو في سعة قلبه ان وضع العرش وما فيه في زاوية قلب العارف
لم يكن شيء منه محسوسا وههنا ايضا اشتباه الانموذج بالحقيقة والا فالعرش الذي وصفه الله تعالى بالعظيم لا
اعتبار ولا مقدار لقلب العارف في جنبه والظهور الذي في العرش ليس عشر عشره في القلب وان كان
من العارف الا ترى ان الروية الاخروية تتحقق بظهور العرش ونحن نوضح هذا المقال بمثال الانسان الجامع
للعناصر والافلاك اذا ينظر الى جامعية نفسه يلاحظ العناصر والافلاك اجزاء نفسه واذا غلبت هذه الملاحظة عليه
ليس بعيدا ان يقول انا اعظم من الارض والسموات وفي هذا الوقت يفهم العقلاء ان عظمته بالنسبة الى اجزاء
نفسه والارض والسموات ليست من اجزائه في الحقيقة بل جعلت انموذجاتها اجزاءه وعظمته بالانموذجات
التي هي اجزاء لا بحقيقة الكرة الارضية والسماوية ولاشتباه انموذج الشيء بحقيقة الشيء قال صاحب الفتوحات
المكية الجمع المحمدي اجمع من الجمع الالهي لان الجمع المحمدي يشتمل على الحقائق الكونية والالهية فيكون اجمع ولا
يعلم ان هذا الاشتمال هو اشتمال على ظل من ظلال مرتبة الالوهية وعلى انموذج من انموذجاتها لا على حقيقة المرتبة
المقدسة بل لا مقدار للجمع المحمدي بالنسبة الى المرتبة المقدسة التي من لوازمها العظمة والكبرياء ما للتراب ورب
الارباب وفي هذا المقام اذا يقع سير السالك في اسم هو مبدء ربما يحسب ان بعض الاكابر الذين هم افضل منه
باليقين وصلوا بتوسطه الى بعض درجات الفوق وترقوا بتوسله وهذا ايضا من مزال اقدام السالكين العياذ
بالله سبحانه من ان يحسب نفسه افضل بهذا التوهم ويتصل بالخسارة الابدية واي عجب واي فضلية ان وقع

ملك عظيم الشان من مملكة ناحية لها تيسر بتوسطه الوصول الى بعض المقامات ونفعها غاية ما في الباب
ان ههنا فضلا جزئيا وهو خارج عن المبحث لان لكل فرزين وحاكم تكون له مزية من بعض الوجوه المخصوصة
على عالم ذي فنون وحكيم الى فلمون وهذه الافضلية خارجة عن الاعتبار انما الاعتبار للفضل الكلي الذي
هو ثابت للعالم والحكيم ومنها ما افاده الشيخ المجدد قدس سره ايضا في دفع هذه الشكوك والشبهة وقال
قال ارباب المعقول الدخان مركب من الاجزاء الارضية والاجزاء النارية ويعرج بقسر القاسر قالوا ان كون الدخان
قويا يتحقق عروجها الى الكرة النارية وفي هذا العروج تصل الاجزاء الارضية الى مقامات الاجزاء المائية
والاجزاء الهوائية التي لها الفوق بالطبع ويعرج منها الى الفوق وفي هذه الصورة لا يحكم بان مرتبة الاجزاء
الارضية فوق مرتبة الاجزاء المائية والاجزاء الهوائية لان تفوق تلك باعتبار القاسر لا باعتبار الذات والاجزاء الارضية بعد
وصولها الى الكرة النارية تهبط وتصل الى مركزها الطبيعي فيكون مقامها دون من مقام الماء والهواء ففي ما نحن
فيه عروج السالك الى المقامات باعتبار القسر والقاسر ههنا افراط حرارة المحبة وقوة جذب العشق وباعتبار
الذات مقامه تحت المقامات ثم الجواب الذي قلنا مناسب بحال المنتهي اما اذا حدث هذا التوهم للسالك
فالابتداء ويجد نفسه في مقامات الاكابر فوجهه ان لكل مقام في الابتداء والوسط ظلا ومثالا والمبتدي
والمتوسط حين يصلان الى الظلال يتخيلان انهما شاركا الاكابر في المقامات وليس كذلك بل ثم اشتباه
ظل الشيء بنفس الشيء اللهم ارنا حقائق الاشياء كما هي وجنبنا عن الاشتغال بالملاهي بحرمة
سيد الاولين والآخرين عليه وعلى آله وصحبه من الصلوات والتسليمات اتمها واكملها ومنها ما افاده
الشيخ المجدد قدس سره ايضا وقال ليس هذا اول قارورة كسرت في الاسلام بل الكلمات المتشابهات
واقعة من القديم ولقد جاء في كلام الله لفظة اليد والساق واستوى وهذه الالفاظ امالت طائفة من الناس
عن الطريق وجعلتهم مجسمة وجاء في الحديث ان الله خلق آدم على صورته ورأيت ربي على صورة امرد
شاب في سكك المدينة وقال الشيخ ابو يزيد لوائي ارفع من لواء محمد كما مر تفصيله وقال الشيخ محي الدين
ابن العربي خاتم النبوة لبنة الفضة وخاتم الولاية لبنة الذهب وقال ايضا خاتم النبوة ياخذ المعارف والعلوم
من خاتم الولاية وقال الخواجه بهاء الدين نقشبند سره في مقامات الشيخ الحلاج والشيخ ابي يزيد البسطامي والشيخ
جنيد البغدادي وصلت الى حيث وصلوا حتى وصلت الى مقام لم يكن مقام ارفع منه والهمت انه
المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام فما اجترأت وما فعلت ما فعل ابو يزيد وقال الخواجه بهاء الدين ايضا
قال ابو يزيد كنت اسير في صفات الانبياء فوصلت الى المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام واردت ان اسير
في صفته عليه الصلوة والسلام فسحوا ابداه على جبهتي ووصلت بالعناية الالهية في سير المقامات الى هذا المقام

فما اجريت وضعت رأسي على عتبة العلية عليه الصلوة والسلام فخلعني ثم ادخلني هذا المقام انتهى ما نقله
الخواجه بهاء الدين عن البسطامي فظاهره ان من وصل الى المقام المحمدي عليه الصلوة والسلام فلا بد ان يصل
فوق مقامات سائر الانبياء والخلفاء فالتأويل الذي يصرف به عنه ما يصرف به ثم قال الشيخ فريد الدين العطار
كما ان للانبياء وخلفائهم اماكن خاصة في عالم الشهادة ويأتيها المسافرون والزوار ويزورون ويستفيدون
منها كذلك لهم مقامات في عالم الغيب يأتيها سالك الطريقة لتحصيل الفتوحات وطلب النعم ويتضرعون في
جنابهم ويسئلونهم فتح الباب وكثير الملم يريد فتح الباب فيأتون العتبة العلية النبوية عليه الصلوة والسلام و
يأخذون منها الفيض انتهى قال على انه قد ذكر في مقامات الخلفاء الثلثة انها قد وقع عليها عبور البقية
الخلفاء ولم ينقل في مقامه انه مر عليه احد اقول الفصل انه لا نهاية في المفهوم ستواحدان وقد خان ترك العبارة
فانه قال المجدد رح لا تفاوت الا في العبور والمقام والمرور والثبات فبهذا يظهر ان التفاوت بينهما غطية فان
في العبور والعبور والمقام والمقام والمرور والمرور والثبات والثبات او عدم الثبات فروق لا تتناهى قال
وذكر ان الشيخ النقشبند كان صاعدا الى مقام الصديق ولم ينقل في مقام نفسه انه معه اقول لعل المراد منه انه
سوء ادب كما ان الاطفال اذا ايسروا ان يكون اكابرهم معهم لحفظهم ونظرهم فيقولون الاطفال اني ذهبت
الى مقام فلان وكان ابي ام جدي معي ولا يتفوهون باني كنت مع الاب او الجد فكذا هذا قال انه ذكر
فوق مقام الصديق الا مقام النبوة فمعنى كلامه انه دخل مقام النبوة ولذا لم يقع عليه عبور الخلفاء اقول هذا
غلط فاحش فانه ليس في عبارة المجدد رح ما يكون معناه انه دخل مقام النبوة فانه افاد فوق مقام الصديق
لا يكون مفهوم الا مقام النبوة فشتان بين المفهوم والدخول وهذا التعليل عجيب جدا فان دخوله في مقام
لا يقتضي عدم عبور الخلفاء وان سلم هذا فكيف وقع عبور المجدد والخلفاء في مقام ذكره قال ثم انه سقط عليا
عن الذكر لكونه كرم الله وجهه عن مرتبتهم بكثير اقول هذه من العجائب لان ذكر العروج يقتضي ان يتبين ما وقع العروج
عليه لا ان يبين سائر مقامات العروج ثم من اين ان لم يقع العروج عليه انما يقع العروج على مقام الخلفاء الثلثة وذكره فالتعليل الذي ذكره من
سوء الظن ان البعض يظن انه قال في الفصل الثالث من المجلد الاول ان نهاية كمال الولاية اولياء الامة الغوثية و
نهاية الكمال لا يتحمل ولاية الانبياء في اولياء الامة الا الامامة ونهاية كمال كمالات النبوة في غير النبي الخلافة وقد ظهر لي من
هذا المعنى معنى الحقيقة خلافة الشيخين مستقامت وكانت في غاية القوة والعدل لان جانب كمالات النبوة
التي كانت فيهما كان غالبا وخلافة ذي النورين كان برزخا بين الولاية والنبوة فلهذا وقع النزاع في آخر عمره
في خلافته وخلافة علي رضي الله تعالى عنه كان جانب الولاية غالبا فيه فلهذا دخله الخلل في القيام لكن لما كان
صاحب مرتبة واحدة وهي الامامة الحقيقية لم يكن مقبولا في باب الخلافة ولما كان خلافة عثمان برزخا

ثبت حقيقة الامامة والخلافة قبل ورق نظرى الى حواشيه على اهل الشرع حجة في الامامة المهدية انتهى وقد ثبت الى
في الكتب ... الماتين ... العلم ... ان ... نعم ... من كمالات ... ... نسب ...
التبعية اتباعه فحيث كان كانت هذه الكمالات في الطبقة الصحابة اكثر في التابعين ... انهم استترت وظلت
وارثة الكمالات الظلية ولكن ... بعد ... تلك الدولة وتظهر الكمالات الاصلية وتستتر
الظلية انتهى فانظر انه جوز تفضيله الكمالات النبوية لى ... ولم يجوز ... علي رضي الله عنه وقد قال علي رضي الله عنه
انا الصديق الاكبر ... لا يقولها بعدى الا كذاب ولم يكن قتل عثمان لما ذكر لم يقتل عمر والاختلال في خلافة ابي بكر
رضي الله عنه كان اكثر واكبر حيث ارتد الناس في خلافته ومنعوا الزكوة وادعى جماعة النبوة لكن ضرب بالسيف
حتى استقام وانظر الى ولاية عبد الملك بن مروان واتباعه الاربعة كيف استقام مع انه مدفون في ذمهم من
الاحاديث ... انظر امنه ... كيف لم يستقم ... فضل الناس ... اقول على الناقل تصحيح النقل
والظاهر انه غلط فاحش فانه من مطالع الكتاب الشريفة يعرف ان الجلد الاول منه ليس ... مفصلا مع
انه قيل انه في الفصل الثالث من الجلد الاول فلما لم يكن فيه الفصل الاول ولا الثاني فكيف يكون الثالث
وقد يدلس المعترض في نقل عبارة مكتوب الماتين وستين لانه قال بعد العبارة المنقولة والمهدي عليه الرضوان
الظاهر والباطن مروج هذه النسبة العلية ومن مسلمات القوم ان لبعد من كثر وشيوع البدع والاهواء
الكمالات الاصلية يظهره المهدي عليه السلام فلا غبار عليه فالان زال الهواجس وانزاح الوساوس
وانبت الحق الحقيق بالاتباع والاقتفاء المنبئ حقائق النفائس بلا امتراء والدحض الباطل المطرود
كان الانكار والجحود ... ولا انقصاء من ... وتوالت ... الاعداء ... فالحمد لله على ما ...
جوابا شافيا والاخجام المعترضين كافيا ... عن الهفوات وتقابل السيئات بالحسنات والصلاة
على ... الاشكال على ... الاول ... الاصل ... الرحمة ... الاعتراضات
... كل شيء ... خزائن الحكمة ...
قطب دائرة الجمال ... مجالس الجلال ... الاحاد ... الوجود ...
عقد السلوك ... الافلاك ... المعارف في ... الحقائق ...
مفتاح الغيب الازلي ... الصفات القدسية ...
... الشريعة ... الاعظم ... الاقدم ...
... العالم ... علويه ...
... انوار الصفات مظهر التجليات ...

بحمد الله تمت شرح المبارك ... الرحيم ... الملكوت بجبروته وجماله حق حمدك الكاملة وخليفتك
على الاطلاق في ممكنات الشاملة يفيض للعارف على القلوب من حضرات الملكوت والغيوب
خلوتي الاوحد منوط انوار الواسطة لنسب الموسوط صل اللهم على مرآة الذات ومظهر انوار الصفات الجمال
المطلق والغر المحقق الاسم الاجلا والمورد الاحلا الباطن الاتقا والقلب الاتقى والجلال الظاهر والخضر
الطاهر الرحمة الشاملة والنعمة الكاملة مبتدى الامر والختام وواسطة عقد النظام مفتاح الملك والملكوت
ومستودع خزائن الرحموت فاتح خزائن المعارف ومفيض الاسرار واللطائف نور الانوار وسر الاسرار
مقر التنزلات ومحل التجليات بالمعنى الرحي والذكر المسبوحي روح التدرج بالطيقة الابتهاج خطيب
خطبة الوصال بخطاب الاتصال بذي الجمال والجلال من اهل الكمال اللهم صل وسلم عليه صلوة بها
اعرفه بالتحقيق في كل موطن وبرزخ فاري في دورات الزمان سر سريان سره في الاكوان ونعرف بها
اسرار معارف الحقيقة المحمدية وانوار لطائف الحقيقة الاحمدية وحقيقة الكعبة الربانية والحقيقة القرآنية اللهم حققنا
بحقائق علومه وبيانه في حضرات عيانه وانزل علينا من بركات تنزلاته ما نفوز به من نفحاته في جميع حضراته
اللهم اجعل قلوبنا معمورة بمعارفه العلية وارواحنا منورة بانواره الكشفية وعقولنا تابعة لمأموراته ونفوسنا
مجتنبة عن منهياته وابداننا منقادة لذلك ابد ما احييتنا ابدا اللهم اجعل حياتنا على سنته وموتنا
على ملته واجعله المجيب عنا في البرزخ عن السؤال والشفيع لنا عندك يوم القيمة من الاشكال عظيم الاهوال
اللهم اجعله لنا جارا في دار ثوابك ومجيرا من عذابك اللهم اجعلنا عنده من اهل العناية في البداية والنهاية
وصل على آله واصحابه وازواجه والحمد لله على ذلك

الخاتمة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العزيز الحكيم الذي خلق الانسان في احسن تقويم والصلوة على رسوله ونبيه الكريم الذي انزل عليه سبعا من المثاني
والقرآن العظيم وعلى آله واصحابه الذين هم هداة الصراط المستقيم ونجوم سماء الدين القويم اما بعد فلما تم ... [illegible]
ذي الاشارات اللطيفة والمعاني الشريفة اعني الكتاب المستطاب ... المطبوع ... [illegible]
[illegible]
[illegible] في شهر ... سنة الف وثلث مائة واثني عشر
من هجرة النبي عليه الف الف تحية ... [illegible]

[illegible]

فهرس الكلام المنجي برد ايرادات البرزنجي

تمام شد۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ

ان رسائل کے مؤلف

مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ

ایک ذی علم بزرگ اور صوفی تھے،

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں

بہت سے رسائل لکھے گئے، لیکن ان تین

رسائل کے مطالب ایسے عمدہ ہیں کہ

دوسرا نہیں لکھ سکا۔

شبیر ربانی پبلیکیشنز لاہور